عَسٰی أَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا
فتاویٰ محمودیہ
جلد ۱۰
از
فقیہ الامت حضرت اقدس مفتی محمود حسن گنگوہی قدس سرہٗ
مفتی اعظم ہند دار العلوم دیوبند
ترتیب جدید
محمد فاروق غفرلہٗ
خادم جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ الہند
مکتبہ محمودیہ
جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ (یوپی) الہند 245206
Design by: M.Rahman Qaasmi 9758814654

F.M.Fainal\Jild-1\S.R.Waraq

ترتیب جدید

محمد فاروق غفرلہٗ

ناشر

مکتبہ محمودیہ

جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ، یوپی ۲۴۵۲۰۶

انتباہ

تفصیلات

نام کتاب	:	فتاویٰ محمودیہ......۱۰
صاحب فتاویٰ	:	فقیہ الامت حضرت اقدس مفتی محمود حسن گنگوہی قدس سرہ (مفتی اعظم ہند و دار العلوم دیوبند)
مرتب	:	محمد فاروق غفرلہٗ
کمپوزنگ	:	مجیب الرحمٰن قاسمی جامعہ محمودیہ علی پور 7895786325
سن اشاعت	:	سنہ ۱۴۳۰ھ-۲۰۰۹ء
صفحات	:	۵۰۷
قیمت	:	

ناشر

مکتبہ محمودیہ

جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ (یوپی) پن کوڈ: ۲۴۵۲۰۶

اجمالی فہرست

تفصیلی فہرست

مضامین فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۰

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
	☆......**باب ششم**......☆	
	امامت کا بیان	
	فصل اول : امام کے اوصاف	
۱	اوصاف امامت......................	۲۹
۲	امامت کے اوصاف......................	۳۰
۳	منصب امامت......................	۳۱
۴	امام کس کو بنائیں......................	۳۲
۵	امام کس کو بنایا جائے کم ڈاڑھی والے کو یا دوسرے متبع سنت کو......................	۳۳
۶	دیوبندی عالم کی نماز کی امامت......................	۳۴
۷	امام کو مقتدیوں کی رعایت چاہئے......................	۳۵
۸	امام کی شرائط اور چمڑہ کی بیع بغیر دباغت......................	۳۵

نمبرشمار	مضامین	صفحہ نمبر

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر

فصل سوم : بدعتی کی امامت

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر

| | **فصل ہشتم : نیابتِ امام** | |

☆......باب ھفتم......☆

نماز میں قراءت

فصل اول : فرضیت قراءت

☆☆☆☆☆

☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب ششم

امامت کا بیان

فصل اول : امام کے اوصاف

اوصافِ امامت

سوال:۔ نماز پڑھانے والے میں کیا اوصاف ہونے چاہئیں۔ اگر نماز پڑھانے والے سے بہتر اوصاف والا بھی کوئی مقتدی موجود ہو تو کیا اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ از خود جا کر مصلیٰ پر کھڑا ہو؟

الجواب حامداً ومصلیاً

امام اعلم اور اقرء اور اورع ہونا چاہئے یعنی شرعی مسائل کا علم زیادہ رکھتا ہو اور قرآن شریف صحیح پڑھتا ہو اور متبع شریعت اور پابندِ سنت ہو ایسے شخص کو جب امام مقرر کر دیا جائے اور مقتدیوں میں کوئی ان اوصاف میں اس سے افضل ہو تو اس کو خود مصلے پر پہونچ کر امامت کرانا بغیر اجازت امام ممنوع ہے۔ **ولا یُؤم (بصیغة المجهول) الرجل فی بیته ولا فی سلطانه ای محل ولایته او فی محل یکون فی حکمهٖ ولذٰلک کان ابن عمرؓ یصلی خلف الحجاج وتحریره ان الجماعة شرعت لاجتماع المومنین علی الطاعة وتألّفهم وتوادهم فاذا**

ام الرجل الرجل فی سلطانہ افضیٰ ذٰلک الیٰ توھین امر السَلطنة وخلع ربقة الطاعة وکذا اذا امّہ فی قومہ واھلہٖ ادّیٰ ذٰلک الیٰ التباعد والتقاطع ولا یتقدم رجل علیٰ ذی السَّلطنة لاسیما فی الاعیاد والجمعات ولا علیٰ امام الحی ورب البیت الا بالاذن نقلہ القاری عن الطیبی اھ (بذل المجہود[1] ج ۱ ص ۳۲۶). فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

امامت کے اوصاف

سوال: ۔ایک خصی آدمی کو امامت سے ہٹا کر غیر خصی کو امام بنایا گیا مگر یہ غیر خصی فجر کی نماز میں حاضر نہیں ہوتا بلکہ وہ (سابق امام) خصی ودیگر خصی مقتدی (بعض مقتدی غیر خصی بھی) موجود ہوتے ہیں۔تو کیا عارضی طور پر فجر کی نماز یہ خصی سابق امام پڑھا سکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جو آدمی سب نمازیوں میں زیادہ لائق ہو،طہارت ونماز کے مسائل سے زیادہ واقف ہو، متبع شریعت ہو،قرآن کریم صحیح پڑھتا ہو اس کو امام بنایا جائے[2] ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیو بند ۹۵/۲/۱۱ھ

---

[1] بذل المجہود ص ۲۳۶/ ج ۱/ باب من احق بالامامة، کتاب الصلاة (طبع سہارنفور). مرقات ص ۹۰/ ج ۲/ باب الامامة الفصل الاول، مطبوعہ اصح المطابع بمبئی. طیبی ص ۲۶/ ج ۳/ ادارة القرآن، کراچی.

[2] الاحق بالامامة الاعلم باحکام الصلاة ثم الاحسن تلاوة وتجویداً للقراءة (الدر المختار مع الشامی کراچی ص۵۵۷ ج ۱ باب الامامة. مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۲۴۲/فصل فی بیان الأحق بالإمامة ، مطبوعہ مصری. النہر الفائق ص ۲۳۹/ ج ۱/ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت.

منصب امامت

سوال:۔ پیش امام یا خطیبِ مسجد، متولی مسجد کا کیا ملازم ہوتا ہے اور اگر متولی مسجد کا نہیں تو جماعت کا نوکر یا تابعدار کہلایا جاسکتا ہے کیا؟ اس مسئلہ کا میں نے یہ جواب دیا کہ پیش امام نہ تو متولی کا نہ تو جماعت کا نہ مسجد کا ملازم ہوتا ہے۔ بلکہ امام ایک ذمہ دار یا حاکم وقت کے قائم مقام کی حیثیت رکھتا ہے اور جو شخص بھی پیش امام کو نوکر یا ملازم سمجھے گا اس کی نماز امام کے پیچھے نہ ہوگی لیکن افسوس متولی مسجد ماننے کے لئے تیار نہیں اور بتلائیں کہ ایسی حالت میں کیا امام اپنی یونین بنا سکتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

منصب امامت ایک جلیل القدر منصب ہے جو گویا کہ نیابتِ رسالت ہے۔ امام کا اکرام واحترام لازم ہے، اس کو نوکر سمجھنا بہت غلط اور اس کی حق تلفی ہے [1]۔ متولی حضرات اگر امام کو اپنا ملازم اور خدمتگار تصور کرتے ہیں تو ان کو اپنی اصلاح ضروری ہے اور ہرگز ایسا نہ کرے، متولی اگر بے علم ہے اور امامت کا رتبہ نہیں جانتا تو اس کو بتایا جائے۔ امام کو بھی لازم ہے کہ وہ اس امامت کو روٹی کھانیکا ذریعہ نہ بنائے اور اخلاق فاضلہ واعمالِ صالحہ سے آراستہ رہے ورنہ اس کی قدر و قیمت کچھ نہیں ہوگی اور اس کا ذمہ دار وہ خود ہوگا۔ اماموں کا یونین بنانا جیسے مِل مزدوروں کی ہوتی ہے وہ نہایت غلط ہے۔ اگر ایسا کیا گیا تو انہوں نے اپنا موقف خود ہی تجویز کرلیا امام تنخواہ کی پرواہ نہ کرے۔ نمازیوں اور تمام مخلوق سے دینی ہمدردی رکھے یعنی اخلاق سے مقتدیوں کے اصلاحِ اخلاق کی کوشش کرتا رہے۔ اگر کوئی شخص نامناسب الفاظ کہدے

---

[1] والامامة على الحقيقة انما هى لله الحق جل جلاله واصحاب هذه الاحوال انما هى نوابه وخلفائه ولهذا وصفهم بصفاته قال صلى الله عليه وسلم ائمتكم شفعاء كم اوقال وفدكم الى الله فان أردتم ان تزكو صلاتكم فقد مواخياركم (اتحاف السادة المتقين ص ۱۷۵ ج ۳ كتاب اسرار الصلاة، الباب الرابع فى الإمامة والقدوة، مطبوعه دارالفكر بيروت)

اس سے متأثر نہ ہو۔ انشاء اللہ تعالیٰ مخلوق کے قلوب میں بھی ان کی وقعت پیدا ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کے یہاں بھی بلند درجہ ملے گا مگر مخلوق سے کسی وقعت وعزت کا خواہش مند نہ رہے۔

واللہ الموفق فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۹۲/۱/۷ھ

امام کس کو بنائیں!

سوال:۔محلّہ کی مسجد امامت سے بالکل خالی ہے لیکن دو حضرات ہیں جن سے یہ خدمت لی جاتی ہے۔ ایک صاحب ہیں جو بظاہر وضع قطع شرعی رکھتے ہیں۔لیکن کچھ عیوب ہیں مثلاً چوری، غیبت، حسد، گالی گلوچ، دوسرے صاحب جو ڈاڑھی نہیں رکھتے ہیں اور پائجامہ بھی غیر شرعی ہے، ہر دو حضرات میں امامت کے لئے کون افضل ومناسب ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

دونوں کے علاوہ تیسرے صالح شخص کو امام بنالیا جائے[1] بہت ہی بدقسمتی ہے کہ مسجد میں امام نہیں۔[2] سب جمع ہوکر باہمی مشورہ سے اس کا انتظام کریں۔[3] فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

---

[1] والاحق بالامامة الاعلم باحكام الصلاة فقط صحة و فساداً شرط اجتنابه للفواحش الظاهرة ثم الاحسن تلاوة للقراء ة ثم الاورع اى الاكثر اتقاء للشبهات والتقوى اتقاء المحرمات (الدرالمختار مع الشامى زكريا ص ۲۹۴/ج۲/ باب الامامة. طحطاوى مع المراقى ص ۲۴۲/ فصل فى بيان الاحق بالإمامة، مطبوعه مصر. بحر كوئٹه ص۳۴۷/ج۱/ باب الامامة)

[2] والجماعة سنة مؤكدة للرجال قال الزاهدى ارادوا بالتاكيد الوجوب فاذا تركها الكل مرة بلاعذر أثموا (الدر مع االشامى زكريا ص۲۸۸-۲۸۷/ج۲/ باب الامامة. زيلعى ص ۱۳۲/ج۱/ باب الامامة، طبع امداديه ملتان. حلبى كبير ص۵۰۸/ فصل فى الامامة، طبع لاهور)

[3] وإن تنازع البانى فى نصب الامام والمؤذن مع اهل المحلة فان كان من اختاره اهل المحلة اولىٰ من الذى اختاره البانى فاختيار اهل المحلة اولىٰ. (حلبى كبير ص۶۱۵/ فصل فى احكام المسجد، طبع لاهور. شامى كراچى ص ۴۳۰/ج۴/ كتاب الوقف)

امام کس کو بنایا جائے کم داڑھی والے عالم کو یا دوسرے متبعِ سُنّت کو؟

سوال:۔ ایک موضع میں ایک صاحب ہیں جن کی داڑھی ایک مشت سے کم ہے لیکن قرآن کریم تجوید سے پڑھتے ہیں مسائل میں خاص جانکاری رکھتے ہیں، باعلم باشعور ہیں، حلال وحرام کی حدود قائم رکھتے ہیں، دوسرے لوگوں میں کوئی ایسا نہیں ہے کہ جو تجوید سے قرآن پڑھتا ہو یا مسائل نماز ودیگر مسائلِ ضروریہ سے واقف ہو۔ مگر داڑھی ایک مشت والے ہیں۔ ایسی صورت میں کس کو امام بنایا جائے؟

(۲) اگر کوئی شخص لمبی داڑھی والا یہ کہہ کر جماعت میں نہ شریک ہو کہ داڑی چھوٹی ہے۔ اس کا یہ فعل کیسا ہے؟ ساتھ ہی چھوٹی داڑھی والے کو یہ کہنا کہ تم اپنی نماز گھر پر ادا کرو امامت نہ کرو یہ کیسا ہے؟ حالانکہ بغیر تجوید والے کے پیچھے تجوید سے پڑھنے والے کی نماز نہیں ہوتی ہے۔ تو یہ چھوٹی ڈاڑھی والے صاحب دوسرے لوگوں کے پیچھے نماز پڑھیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جو شخص ضروری مسائل طہارت ونماز سے واقف ہو اور قرآن پاک اتنا صحیح پڑھ لیتا ہو جس سے نماز درست ہو جائے اگر چہ باقاعدہ تجوید سے واقف نہ ہو اور عمومی زندگی میں متبعِ سنت ہو اس کو امام بنالیا جائے اور جو شخص مسائلِ کثیرہ سے واقف ہو اور اس کا مطالعہ بھی وسیع ہو مگر عملی زندگی اس کی سنت کے مطابق نہ ہو۔ علی الاعلان سنت وشعار کی مخالفت کرتا ہو کہ ڈاڑھی کو ایک مشت نہ بڑھنے دیتا ہو اس سے پہلے ہی کٹا کر کم کرا دیتا ہو اس کو امام نہ بنایا جائے۔[۱] فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند ۱۳/۹/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین دار العلوم دیوبند ۱۵/۹/۸۸ھ

---

[۱] ان امامة الفاسق مكروهة تحريماً (طحطاوی علی المراقی ص ۲۴۴ فصل فی بيان الاحق بالامامة، مطبوعه مصری. شامی كراچی ص ۵۶۰/ج ۱/ باب الامامة. حلبی كبيری ص ۵۱۳/ باب الإمامة سهيل اكيڈمی لاهور)

دیوبندی عالِم کی نماز کی امامت

سوال:۔ایک شخص عالم دین ہے فارغ دیوبند پابند شرع ہے امام مسجد ہے، کیا ایسا شخص امام بننے کے لائق ہے یانہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

دارالعلوم دیوبند کا مسلک قرآن کریم، حدیث شریف اجماع امت فقہ امام ابوحنیفہؒ کے مطابق ہے، علم کلام میں اہل حق کے عقائد یہاں تعلیم دیئے جاتے ہیں، تصوف میں حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری حضرت عبدالقادر جیلانی حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہم اللہ اجمعین کے طریقہ تربیت کو اختیار کیا جاتا ہے، یہاں کا سلسلۂ اسناد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ سے مربوط ہے اس مسلک کے آدمی کوامام بنانا اوراس کے پیچھے فریضۂ نماز کوادا کرنا شرعاً درست اورعین سعادت ہے، متقی آدمی کے پیچھے نماز پڑھنے کے متعلق ہدایہ[1] میں روایت نقل کی ہے جس کے الفاظ بہت بلند ہیں والاعلم احق بالامامة ثم الاقرء ثم الاورع، وقدم ابویوسف الاقرأ[2] یہ حدیث صحیحین[3] میں ہے یؤم القوم اقرء هم لكتاب الله تعالىٰ فان كانوافى القراءة سواء فاعلمهم بالسنة، بحر[4]۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] فان تساووا فأورعهم لقوله عليه السلام من صلى خلف عالم تقى فكانما صلى خلف نبى الخ (هدايه ص ۱۲۲/ج ۱/باب الامامة، مطبوعه تهانوى ديوبند. بدائع زكريا ص ۳۸۹/ج ۱/فصل فى بيان من احق بالامة. مجمع الانهر ص ۱۶۲/ج ۱/مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت، فصل فى الجماعة)

[2] البحر الرائق كوئٹه ص۳۴۷/ج ۱/ باب الامامة. مراقى الفلاح مع الطحطاوى مصرى ص ۲۴۲–۲۴۳/ فصل فى بيان الاحق بالامامة. تبيين الحقائق ص ۱۳۲/ج ۱/ باب الامامة، مطبوعه امداديه ملتان. (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

امام کو مقتدیوں کی رعایت چاہئے

سوال:۔ امام کے لئے اتنی جلدی نماز پڑھنا کہ مقتدی رکوع وسجود میں تین تین مرتبہ بھی تسبیح نہ پڑھ سکتے ہوں جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

امام کو اس کا لحاظ رکھنا لازم ہے اتنی جلدی نہ کیا کریں[1]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

امامت کی شرائط اور چمڑا کی بیع بغیر دباغت

سوال: ایک مسلمان بغیر دباغت چمڑا کا بیوپار کرتا ہے اور بازار کا بیٹھنے والا ہے۔ وہ شخص امامت کرسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

امام صحیح العقیدہ قرآن پاک صحیح پڑھنے والا، مسائل نماز وطہارت سے واقف متبع سنت ہونا

(گذشتہ کا بقیہ) [۳] بخاری شریف ص ۹۶ ج ۱ باب امامة العبد، مطبوعه اشرفی دیوبند، مسلم شریف ص ۲۳۶/ ج ۱/ باب من احق بالامامة، مطبوعه سعد دیوبند.

[۴] بحر کوئٹه ص ۳۴۷ ج ۱ باب الإمامة.

(صفحہ ہذا) [۱] ویکره للإمام أن یعجلهم عن إكمال السنة ونقل فی الحلية عن عبدالله بن المبارک واسحٰق وابرهیم الثوری انه یستحب للإمام أن یسبح خمس تسبیحات لیدرک من خلفه الثلاث الخ (شامی کراچی ص ۴۹۵/ ج ۱/ فصل فی بیان تالیف الصلاة الخ، مطلب فی إطالة الرکوع للجائی. عالمگیری ص ۷۴/ ج ۱/ الباب الرابع فی صفة الصلوة، الفصل الثالث، مطبوعه کوئٹه)

چاہئے[۱] مردار کی کھال بغیر دباغت بیچنا اور خریدنا جائز نہیں یہ بیع باطل ہے[۲] ایسے کاروبار کرنے والے کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے[۳]۔ دباغت کے بعد بیع وشراء درست ہے[۴] دباغت کے لئے کھال کو باقاعدہ پکانا بھی ضروری نہیں بلکہ دھوپ میں یا نمک وغیرہ مسالہ لگا کر ایسا بنالینا بھی کافی ہے کہ گلنے سڑنے سے محفوظ رہ سکے اور خون کی رطوبت ختم ہوجائے[۵] جو جانور شرعی طور پر ذبح کیا جائے اس کی کھال بغیر دباغت ہی پاک ہے[۶]۔ خنزیر کی کھال کسی طرح پاک نہیں ہوتی وہ نجس العین ہے۔[۷] فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

---

۱ والأحق بالامامة ..... الاعلم باحکام الصلاۃ بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة (الدرالمختار مع الشامی کراچی ص۵۵۷/ ج ۱/ باب الامامة. مراقی مع الطحطاوی ص ۲۴۲/ فصل فی بیان الاحق بالامامة، مطبوعه مصری. النهرالفائق ص ۲۳۹/ ج ۱/ دار الکتب العلمیة بیروت)

۲ ولا (یجوز) بیع جلود المیتة قبل ان تدبغ (هدایه ص ۵۵ ج۳ باب البیع الفاسد، مطبوعه تهانوی دیوبند) وجلدمیتة قبل الدبغ ولو بعوض ولوبالثمن فباطل (شامی کراچی ص۷۳/ ج۵/ کتاب البیوع، باب البیع)

۳ امامة الفاسق مکروهة تحریماً (طحطاوی علی المراقی ص ۲۴۴ فصل فی بیان الاحق بالامامة باب الامامة. شامی کراچی ص ۵۶۰/ ج ۱/ باب الامامة. النهرالفائق ص ۲۴۲/ ج ۱/ باب الامامة، مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت)

۴ لا بأس بیعها والانتفاع بها بعد الدباغ (هدایه ص ۵۵/ ج۳/ باب البیع الفاسد. شامی کراچی ص۷۳/ ج۵/ باب بیع الفاسد)

۵ ما یمنع النتن والفساد فهو دباغ وان کان تشمیساً اوتتریباً (هدایه ص ۴۱ ج ۱ قبیل فصل فی البیر، کتاب الطهارة. شامی کراچی ص۲۰۳/ ج ۱/ کتاب الطهارة، مطلب فی احکام الدباغة)

۶ ما یطهر بالدباغ یطهر بالذکاة (هدایة ص ۴۱ ج ۱ باب الماء الذی یجوزبه الوضور. شامی کراچی ص۲۰۵/ ج ۱/ مطلب فی احکام الدباغة)

۷ کل اهاب دبغ فقد طهر......الا جلد الخنزیر لانه نجس العین (هدایه ص ۴۰ ج ۱ قبیل فصل فی البیر. شامی کراچی ص ۲۰۴/ ج ۱/ مطلب فی احکام الدباغة)

جس کے چند بال ٹھوڑی پر ہوں اس کی امامت

سوال:۔ ایک شخص کی موقوف علیہ تک تعلیم ہے اور عمر اٹھارہ سال سے متجاوز ہے، نیز ٹھوڑی کے اوپر اور نیچے کچھ بال نکل رہے ہیں۔ باقی جگہ بال نکلنے کا امکان کم ہے۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز مکروہ ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو تحریمی یا تنزیہی؟ اور اگر باقی جگہ پر بال نکلنے کا امکان ہو تو کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

وہ شخص جس کی عمر اٹھارہ سال سے متجاوز ہو چکی ہے اور ٹھوڑی کے اوپر نیچے کچھ بال نکلے ہوں اور باقی حصہ چہرہ میں بال نکلنے کا امکان کم ہے جس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ گول ڈاڑھی اس کی نہیں ہوگی اور وہ نماز کے مسائل سے بھی اچھی طرح واقف ہو تو اس کے پیچھے نماز پڑھنے میں کسی قسم کی کراہت نہیں۔ **قد نبت لهٗ شعرات فی ذقنه تؤذن بانه ليس من مستديری اللحی فهل حكمه فی الامامة كالرجال الكاملين ام لا ؟ أجاب سئل العلامة الشيخ احمد بن يونس المعروف بابن الشلبی من متأخری عُلماء الحنفية عن هٰذه المسئلة فاجاب بالجواز من غير كراهة. شامی[۱] ص۵۸۷/ج۱ .**

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۸۸/۶/۲۰ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۸۸/۶/۲۲ھ

---

[۱] شامی نعمانیہ ص۳۷۸ ج۱ مطلب فی امامة الامرد باب الامامة وشامی کراچی ص۵۶۲/ج۱ .

امامت کی تمنا

سوال:۔ امامت کی خود حرص وتمنا کرنا اور کسی مسجد یا مجمع کی امامت کا خود کو مستحق قرار دینا کیا کسی شخص کے لئے جائز ہے؟ خواہ وہ مولوی یا حافظ ہو۔

الجواب حامداً ومصلیاً

امامت کی ذمہ داری بہت اہم ہے جس کے سر پڑ جائے وہ بھی ڈرتا اور خدا سے دعاء کرتا رہے کہ یا اللہ صحیح طور پر ادا کرنے کی توفیق دے، اس کی تمنا اور حرص ہرگز نہ کی جائے۔ سب نمازیوں کا بوجھ اٹھانا معمولی بات نہیں[۱]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۷/۷/۹۲ھ

غیر حافظ کی امامت

سوال:۔ ہم نے نماز پڑھانے کے لئے ایک امام رکھا تھا اور ان سے یہ وعدہ تھا کہ ہم حافظ قرآن رکھتے ہیں اور انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ میں حافظ ہوں وہ حافظ نہیں، یہ کہتے رہے کہ میں حافظ ہوں اور جب ان سے کہا کہ سناؤ گے یا نہیں انہوں نے کہا میں حافظ نہیں۔ نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

---

[۱] عن ابی هريرةؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ا لإمام ضامن والمؤذن مؤتمن اللهم ارشد الأئمة واغفر للمؤذنين (مشكوٰة شريف ص۶۵/ باب فضل الاذان، الفصل الثانی، مطبوعه ياسر نديم ديوبند) قال القاضی الامام متكفل امور صلاة الجمع الیٰ قوله ويتولیٰ السفارة بينهم وبين ربهم فی الدعاء الخ (مرقات ص۴۲۷/ج ۱/ باب فضل الاذان، الفصل الثانی، مطبوعه اصح المطابع بمبئی.

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر انہوں نے اتفاقیہ غلط بیانی کی کہ حافظ نہ ہونے کے باوجود کہہ دیا کہ میں حافظ ہوں، اور پھر ظاہر کر کے کہ میں نے غلط کہا تھا توبہ کر لی کہ آئندہ جھوٹ نہیں بولوں گا۔ تو ان کے پیچھے نماز درست ہوگی[1] ہوسکتا ہے کہ حفظ کیا ہوگا مگر کچا یاد ہو کہ سنانے پر قابو نہ ہو۔ اب اگر اہل مسجد حافظ کو رکھنا چاہتے ہیں جو تراویح میں سنا سکے تو ان کو پورا اختیار ہے کہ وہ دوسرے امام حافظ کو تجویز کرلیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ٩٣/٨/٣

حقہ نوش کی امامت

سوال:۔ حقہ پینے والے امام کا کیا حکم ہے، کیا حقہ نوش امام کی نماز ہوجائے گی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حقہ پینے سے منہ میں بدبو پیدا ہوجاتی ہے اس سے ملائکہ کو بھی اذیت ہوتی ہے[2] اعلیٰ درجہ تو یہ ہے کہ حقہ بالکل نہ پیا جائے، اگر معدہ کی اصلاح وغیرہ کے مقصد کے لئے بقدر ضرورت پیا جائے تو اس کا پینا حرام نہیں[3] البتہ مسواک وغیرہ سے منہ خوب صاف کرلیا جائے۔ پھر مسجد

---

[1] عن عبداللّٰہ بن مسعودؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم التائب من الذنب كمن لاذنب له (مشکوٰۃ شریف ص ٢٠٦/ باب الاستغفار والتوبة، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند)

[2] يجب أن تصان (المساجد) عن إدخال الرائحة الكريهة لقوله عليه السلام فان الملائكة تتأذى ممايتأذیٰ منه بنو آدم متفق عليه (حلبی کبیری ص ٦١٠/ احكام المسجد. شامی کراچی ص ٦٦١/ج ١/ مکروهات الصلاة)

[3] (فيفهم منه حكم البنات الذى شاع فى زماننا)وهو الاباحة على المختار (شامی کراچی ص ٤٦٠ ج٦ كتاب الاشربة قبيل كتاب الصيد شامی نعمانیه ص ٢٩٦ ج٥.

میں جائے اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی نہ امام کی اور نہ مقتدی کی۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ

تمبا کو پینے والے کی امامت

سوال:۔ جو امام تمبا کو نوشی کرتا ہے اس کی امامت کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جو امام تمبا کو پیتا ہے اس کے پیچھے بھی نماز درست ہے لیکن بدبو دار منہ لے کر مسجد میں آنا مکروہ تحریمی ہے اس لئے وضو اور مسواک سے منہ خوب صاف کر کے مسجد میں آئے ورنہ فرشتوں کو بھی اذیت ہوگی۔[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

تمبا کو کا منجن استعمال کرنے والے کی امامت

سوال:۔ ہماری مسجد میں ایک امام صاحب ہیں وہ توحید کے قائل اور شرک و بدعت کے خلاف ہیں، بہت سے بدعتی کام مسجد میں ہوتے تھے وہ بند ہو گئے ہیں کسی قسم کا فساد وغیرہ کچھ نہیں ہوا، مگر اب چند لوگ محرم والے، جنگ نامہ والے گیارہویں کرنے والے ان کے خلاف کچھ بھی الزام لگا کر ان کو نکالنے کی کوشش کرتے ہیں، مگر اللہ کے فضل سے امام صاحب اپنی باتوں پر اٹل ہیں وہی لوگ عوام میں کچھ نہ کچھ باتیں امام صاحب کے خلاف پھیلا رہے ہیں۔

---

[1] يجب ان تصان (المساجد) عن ادخال الرائحة الكريهة لقوله عليه السلام......فان الملائكة تتأذى مما يتأذىٰ منه بنو آدم متفق عله (حلبى كبير ص ۶۱۰/ احكام المسجد شامى كراچى ۶۶۱/ج ۱/ مكروهات الصلوة)

وہ یہ کہ امام صاحب تمبا کو کا منجن دانتوں پر لگاتے ہیں ان کے پیچھے نماز نہیں ہوتی ایسا کہتے ہیں تو یہ بتائیے کہ جو امام تمبا کو جلا کر دانتوں پر ملتے ہیں اور نماز سے پہلے مسواک لگا کر وضوء کرتے اور نماز پڑھاتے ہیں ایسے امام کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلياً

جو شخص تمبا کو کا منجن دانتوں میں استعمال کرے اور پھر مسواک وغیرہ سے اچھی طرح منہ صاف کر لے تو اس منجن کی وجہ سے اس کی امامت میں کوئی نقصان نہیں بلا کراہت درست ہے۔[۱] فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۹۶/۶/۹ھ

کیا امام صاحب کو پابندی ضروری ہے

سوال:۔ شہر کی دینی ضروریات اور جامع مسجد کی امامت کے لئے ایک مولوی صاحب کا تقرر کیا گیا، جن کی تنخواہ نصف سے زائد حصہ اوقاف کی آمدنی سے دیا جاتا ہے، نیز جامع مسجد کے وقت کی آمدنی سے پچاس روپیہ ماہوار اور اسی حیثیت کے کرایہ کے مکان جو کہ جامع مسجد کے لئے وقف ہے، مولوی صاحب موصوف کو بغرضِ رہائش دیا گیا ہے، لیکن مولوی صاحب موصوف نہ تو نماز کے اوقات کی پابندی کرتے ہیں، نہ قرآن پاک کا ترجمہ وغیرہ نہ امامت، طبیعت چاہی تو نماز پڑھا دی ورنہ جہاں چاہا نماز پڑھ لی، نیز دوسرے تیسرے مہینہ ہفتہ عشرہ کی چھٹی منالی اور پھر گھر آ گئے، خورجہ رہتے ہوئے بھی طبیعت چاہی تو قرآن پاک کا ترجمہ کر دیا ورنہ نہیں، ہر معاملہ میں گویا آزاد ہیں، آیا ایسی صورت میں مولوی صاحب کو وقف کی

---

[۱] يفهم منه حكم النبات الذى شاع فى زماننا وهو الاباحة على المختار (شامى ص ۴۶۰/ج ۶/ كتاب الاشربه قبيل كتاب الصيد شامى نعمانيه ص ۲۹۶/ج ۵)

آمدنی سے تنخواہ لینا یا مسجد کے مکان میں رہنا جائز ہے؟ جبکہ مولوی صاحب کے اس عمل سے مسجد کے نمازی صاحبان کو تکلیف ہوتی ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

امامت اور ترجمہ کا جو کچھ مولوی صاحب سے معاہدہ کیا گیا ہے، اس کی پابندی لازم ہے[۱]، اتفاقیہ کبھی کوئی سخت ضرورت پیش آجائے، اور اس کی وجہ سے حاضر نہ ہوسکیں، یا ترجمہ نہ کرسکیں تو قابل مصالحت ہے، اس پر زیادہ داروگیر نہ کی جائے۔[۲] لیکن آزادی کی عادت بنالینا اور اپنی ذمہ داری کو محسوس نہ کرتے ہوئے، طبیعت چاہنے پر کام کرنا شرعاً درست نہیں، اس لئے ان کی تنخواہ خالص حلال نہیں رہے گی، اور متولی صاحب کو بھی پوری دینا درست نہیں۔[۳]

فقط واللہ اعلم حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

مشرک کے جنازہ کی نماز پڑھانے والے کی امامت

سوال:۔ جو شخص مشرک انسان کی نماز جنازہ پڑھتا ہے اس کے پیچھے نماز کیسی ہے؟

---

[۱] وَاَوْفُوْ بِالْعَهَدِ اِنَّ الْعَهَدَ كَانَ مَسْئُولاً. الاية (سورہ بنی اسرائیل آیت، ۳۴)

ترجمہ:۔ اور عہد کو پورا کیا کرو، بیشک عہد کی باز پرس ہونے والی ہے۔ (از بیان القرآن)

اراد بالعهد مايلتزمه الانسان علىٰ نفسه تفسير خازن، ج۳/ص ۱۶۴/تحت الايت المذكورة

[۲] اما يترك الامامة لزيارة اقربائه في الرساتيق مسبوعاً اونحوه اولمصيبة اولا ستراحة لابأس به ومثله عفو في العادة والشرع (شامي زكريا، ج۶/ص ۶۳۰/كتاب الوقف، مطلب فيما اذا قبض المعلوم وغاب الخ)

[۳] لايحل له اخذ الاجر عن يوم لم يدرس فيه مطلقاً سواء قدر له اجركل يوم اولا ...... لوقال يعطى المدرس كل يوم كذا فينبغي ان يعطى ليوم البطالة المتعارفة (شامي كراچي ص ۳۷۲/ج۴/كتاب الوقف، استحقاق القاضي والمدرس الوضيفة في يوم البطالة)

الجواب حامداً ومصلیاً

جس کا خاتمہ شرک پر ہوا ہو اس کے لئے دعائے مغفرت کرنا اور اس کے جنازہ کی نماز پڑھنا قطعاً جائز نہیں۔ ماکان للنبی والذین اٰمنوا ان یستغفروا للمشرکین، الاٰیۃ[۱] جو آدمی علم کے باوجود ایسا کرے اس کو امام بنانا جائز نہیں[۲]۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۱۰/۴/۱۴۰۱ھ

جو امام مقتدی سے صلح نہ کرے اس کی امامت

سوال:۔ ایک امام اور مقتدی میں کچھ جھگڑا ہوا بروز جمعہ یہ معاملہ پیش ہو کر یہ بات طے ہوئی کہ خطا کسی کی نہیں بلکہ دونوں صاحب کی بھول ہے اس لئے صلح کرلو کیوں کہ مرتبہ میں تو امام صاحب بڑے اور عمر میں مقتدی صاحب بڑے ہیں۔ لہٰذا دونوں مصافحہ ملا لو مگر سارے گاؤں کے کہنے پر بھی پیش امام صاحب نے مصافحہ نہیں کیا اس مقتدی کی نماز اس پیش امام کے پیچھے ہو رہی ہے یا نہیں اس طرح سے بہت سے مقتدیوں کے ساتھ برتاؤ کیا گیا ہے کیا ایسے امام کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے جو اپنے مقتدیوں سے بغض و کینہ رکھے اور صلح پر رضامند نہ ہو؟

الجواب حامداً ومصلیاً

نماز تو اس مقتدی کی بلکہ سب مقتدیوں کی ان کے پیچھے بھی درست ہوگئی لیکن امام صاحب کے لئے یہ طریقہ اچھا نہیں بہت غلط اور سخت ناپسندیدہ ہے جو شخص مصافحہ کے لئے

---

[۱] سورۃ التوبۃ ۱۱۳ (ترجمہ) پیغمبر کو اور دوسرے مسلمانوں کو جائز نہیں کہ مشرکین کے لئے مغفرت کی دعا مانگیں (بیان القرآن)

[۲] ویکرہ امامۃ عبد وفاسق الخ (شامی کراچی ص ۵۵۹/ج ۱/ باب الامامۃ، طحطاوی مصری ۲۴۴/فصل فی بیان الأحق بالامامۃ. تاتارخانیہ ص ۶۳۱/ج ۱/ الفصل السادس، من ھو احق بالامامۃ، مطبوعہ کراچی)

ہاتھ بڑھاتا ہوا اور صلح کرنا چاہتا ہے اور بستی کے لوگ بھی سب خواہشمند ہیں تو امام صاحب کو ایسا نہیں کرنا چاہئے۔وہ مصافحہ نہ کریں اور دل میں کینہ رکھیں ان کی بھی اپنی اصلاح ضروری ہے۔[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۲۹/۱/۹۲ھ

الجواب صحیح: العبد نظام الدین عفی عنہ ۱/۲/۹۲ھ

جو شخص پنجگانہ نماز پڑھتا ہے اس کو امامت جمعہ کے لئے تجویز کیا جائے

سوال:۔ دو مسجدوں کے اماموں میں ایک امام روزانہ چار وقت نماز پڑھتا ہے صبح کی نماز نہیں پڑھتا قضا پڑھتا ہے دوسرا امام باقاعدہ پنج گانہ نماز کا پابند ہے۔اب دونوں اماموں میں نمازِ جمعہ کے لئے کس کا انتخاب کیا جائے کون افضل ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جو شخص پانچوں نمازوں کو وقت پر ادا کرتا ہے اور اس میں امامت کے دیگر اوصاف بھی موجود ہیں اس کو ہی امامِ جمعہ تجویز کیا جائے اور جو نماز قضا کرنے کا عادی ہے اگر ایک ہی وقت کی قضا کرتا ہو تو اس کو امام نہ بنایا جائے۔[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۲۸/۱۰/۱ھ ۹۰ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

---

[1] عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (مرفوعاً) یا بُنی ان قدرت اَنْ تُصْبِحَ اَوْ تُمْسِیَ وَلَیْسَ فِیْ قَلْبِکَ غَشٌّ لِاَحَدٍ فَافْعَلْ ذٰلِکَ مِنْ سُنَّتِیْ. الْحدیث (مشکوٰۃ شریف ص ۳۰/ مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ الفصل الثانی)

ترجمہ:۔حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے۔اے پیارے بیٹے اگر تم قدرت رکھو (بقیہ آئندہ)

امامت نہ کرنے کا عہد کر کے پھر امامت کرنا

سوال:۔ ایک شخص نے منبر پر وعدہ کیا (خطبہ ہاتھ میں لیکر) کہ اب میں امامت نہیں کروں گا۔لیکن اب کچھ لوگ پھر اس کو امام مقرر کرنا چاہتے ہیں۔تو ان کے پیچھے ہماری نماز ہوگی یا نہیں؟ وعدہ کے بعد اس کا امامت کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

جس نے منبر پر خطبہ ہاتھ میں لیکر وعدہ کیا کہ میں امامت نہیں کروں گا اس کو چاہئے کہ اپنا وعدہ پورا کرے امامت نہ کرے[1] لیکن اگر لوگ اس کو امام بنادیں تو اس کی اور سب کی نماز ہوجائے گی۔بشرطیکہ امامت کی اہلیت اس میں موجود ہو اور منصب امامت کے خلاف کوئی چیز نہ ہو۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفر لہ دارالعلوم دیوبند

وقت جماعت سے پہلے امام کی آمد

سوال:۔ ہماری مسجد میں امام دانستہ اذان سن کر وقت مقررہ پر جماعت کے وقت آتا ہے وقت جماعت سے دس پانچ منٹ قبل بھی اور عین وقت پر بھی ایسی صورت میں کچھ لوگ خوش ہیں اور کچھ ناراض ایسے امام کے پیچھے نماز کیسی ہے۔یہ سوال لکھ کر مفتی صاحب کے پاس بھیجا

(گذشتہ کا بقیہ) کہ صبح رات اس حال میں کرو کہ تمہارے دل میں کسی طرف سے میل کچیل نہ ہو تو ایسا کرلیا کرو اور یہ میری سنت ہے۔

[2] أن امامة الفاسق مكروهة تحريماً (طحطاوی علی المراقی، مصری ص ۲۴۴/باب الإمامة. شامی کراچی ص ۵۵۹/ باب الإمامة. النهر الفائق ص ۲۴۲/ج ۱/ باب الإمامة، مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت)

(صفحہ ہٰذا) [1] من وعد انسانا شيئاً ليس بمنهي عنه فينبغي أن يفي بوعده (مرقات ص ۶۵۳ ج ۴ باب المزاح اصح المطابع بمبئ.

مفتی صاحب نے جواب دیا کہ نماز ایسے امام کے پیچھے مکروہ ہے۔ایک مولوی صاحب سے اس کا ذکر کیا انہوں نے فرمایا کہ میں نے کسی کتاب میں نہیں دیکھا کہ امام کا اذان سنتے ہی مسجد میں آنا ضروری ہے انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ بخاری شریف باب الاذان میں حدیث نبویؐ ہے کہ حضرت بلالؓ حضرت رسول کریم ﷺ کو نماز کے وقت بلانے مکان پر جاتے تھے یہ کہاں تک صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر امام ٹھیک وقت پر تیار ہو کر نماز کے لئے مسجد میں پہونچے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں وقت سے پہلے مسجد میں نہ آنے سے نماز مکروہ نہیں ہوتی۔البتہ اذان سن کر فوری تیاری شروع کر دینا چاہئے تاکہ عین وقت پر مقتدیوں کو انتظار نہ کرنا پڑے۔حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا حضور ﷺ کو بلانے کے لئے آنا **بخاری شریف باب من انتظر الاقامة ص ۸۷** میں مذکور ہے[۱] اور جس فتویٰ پر نماز کو مکروہ لکھا ہے بغیر اس کو دیکھے اس پر کوئی حکم نہیں لگایا جا سکتا۔

فقط واللہ اعلم بالصواب

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

جواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۸/۳/۵۳ھ

صحیح: عبد اللطیف ۴/ شعبان ۵۳ھ

---

[۱] ان عائشة رضی الله عنها قالت كَانَ رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ اِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ بِالْاُوْلٰى مِنْ صَلوٰةِ الْفَجْرِ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ قَبْلَ صَلوٰةِ الْفَجْرِ بَعْدَ اَنْ يَّسْتَبِيْنَ الْفَجْرُ ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ حَتّٰى يَاتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ لِلْاِقَامَةِ (بخاری شریف ۸۷ کتاب الاذان، مطبوعه اشرفی دیوبند)

ترجمہ:۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مؤذن فجر کی اذان دے کر خاموش ہوتا کھڑے ہو کر دو رکعت مختصر پڑھتے فجر کی نماز سے قبل پھر دائیں کروٹ پر لیٹ جاتے یہاں تک کہ مؤذن اقامت کی آ کر اطلاع کرتا۔

برہمن بچہ کو پال کر امام بنانا

سوال:۔ زید مسلمان ہے اور اس نے بے اولاد ہونے کے سبب ایک ہندو برہمن بچے کو پال پوس کر ایک خاندان کی لڑکی سے شادی کی۔ اس برہمن کی طرف سے دو اولاد ہوئی۔ وہ بھی تعلیم یافتہ رہی تقریباً ۲۲/سال کی ہوئی وہ مسجد کے امام ہونے اور نماز پڑھانے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ تو ایسے شخص کا امام بنانا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس برہمن بچہ کو پرورش کیا اگر وہ مسلمان ہو گیا تھا پھر مسلمان لڑکی سے اس کی شادی کی تب تو کوئی اشکال ہی نہیں۔ اس سے پیدا شدہ اولاد میں جب اوصافِ امامت موجود ہوں تو ان کی امامت درست ہے۔ اگر وہ برہمن بچہ (خدانخواستہ) مسلمان نہیں ہوا تھا، اس حالت میں اس کی شادی مسلمان لڑکی سے کردی گئی تو یہ شادی سخت معصیت ہوئی۔ یہ شرعی نکاح نہیں بلکہ زنا ہے[1]۔ اس سے پیدا شدہ اولاد نے اسلام قبول کر لیا ہے اور لوگوں کو ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے نفرت ہے تو ان کو امامت نہیں کرنا چاہئے[2]۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۸۷/۶/۲۹ھ

---

[1] ولاتنکحوا المشرکین حی یؤمنوا الایة سورۂ بقرہ آیت ۲۲۱/ لایجوز تزوج المسلمة من مشرک (الهندیه ص ۲۸۲/کتاب النکاح، الباب الثالث فی بیان المحرمات، القسم السابع طبع کوئٹه. تبیین الحقائق ص ۱۰۹/ج۲/ کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، طبع امدادیه ملتان)

[2] (ولد الزنا)واختار العینی التعلیل بنفرة الناس عنه لکونه متهما(طحطاوی ص ۲۴۵ فصل فی بیان الاحق بالامامة، طبع مصر. شامی کراچی ص ۵۶۲ ج ۱ باب الامامة. بحر کوئٹه ص ۳۴۸/ج ۱/ باب الامامة)

جس کی اہلیہ اُستانی ہواس کی امامت

سوال:۔ ہماری مسجد کے ایک امام مدرسہ کے استاذ ہیں اوران کی اہلیہ بھی ایک مدرسۂ بنات کی استانی ہے بعض لوگ اسے کراہت وعدم جواز امامت کاحکم دیتے ہیں۔کیوں کہ ان کی اہلیہ اُستانی ہیں۔ایسے امام صاحب کی امامت میں نماز کا کیاحکم ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

امام صاحب اوران کی اہلیہ صاحبہ اگر احکامِ شرع کی پابندی کے ساتھ تعلیم دیں تو اس کی وجہ سے امامت میں نقصان نہیں آئے گا۔بلاشبہ ان کے پیچھے نماز درست ہوگی۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۸۹/۱/۲۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۸۹/۱/۲۸ھ

جس امام کی بیوی کاتعلق کسی غیر سے ہواس کی امامت

سوال:۔ ایک حافظ صاحب ایک محلّہ کی مسجد میں امامت کرتے تھے،اس محلّہ کا ایک لڑکا امام صاحب کے گھر آتا جاتا تھا۔بتلایا گیا کہ امام صاحب کی بیوی سے اس لڑکے کا ناجائز تعلق ہے اتفاق سے ایک روز وہ لڑکا پکڑا گیا اس حالت میں کہ عورت مکان کے باہر صحن میں تھی اورلڑکا مکان کے اندر دروازہ بند کئے ہوئے تھا۔اس پر کچھ تنبیہ کر کے چھوڑ دیا گیا،اس کے بعد امام صاحب نے مسجد سے امامت چھوڑ دی اوراپنے گھر رہے اورکوئی بات آج تک نہیں ہوئی۔امام صاحب بذاتِ خود نیک اورشریف ہیں۔دوسرے محلّہ کے لوگ ان کو امام رکھنا چاہتے ہیں۔آیاان کوامام رکھناان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یانہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

شخص مذکور کی امامت جب کہ وہ نیک شریف ہیں قطعاً جائز ہے[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۲۷/۶/۱۴۰۱ھ

فاجرہ کے شوہر کی امامت

سوال: ایک شخص کی بیوی دوسرے آدمی کے ساتھ چلی گئی اور کافی عرصہ اس کے پاس رہی، اس عرصہ میں اس عورت سے ایک بچہ اغوا کنندہ کا پیدا ہوا ہے بعدہٗ اس کا خاوند عورت مذکورہ کو لایا اور اپنے گھر عورت مذکورہ کو آباد کرلیا۔ کیا اس عورت کا خاوند امام بن سکتا ہے یا نہیں؟ نیز اس کا خاوند یہ بھی کہتا ہے کہ عورت تائب ہوگئی ہے۔ بالدلیل بیان فرمایا جائے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر عورت فاجرہ ہو اور شوہر اس کے فجور سے رضامند نہ ہو بلکہ اس کو منع کرتا ہو اور عورت باز نہ آتی ہو تو اس کا گناہ شوہر پر کچھ نہیں اور شوہر کے ذمہ ایسی عورت کو طلاق دینا واجب نہیں۔ ''لہٗ امرأۃ فاسقۃ لا تنزجر بالزجر لا یجب تطلیقھا کذا فی القنیۃ اھ عالمگیری[۲] ص ۳۷۲ ج۵ لا یجب علی الزوج تطلیق الفاجرۃ اھ درمختار ولا علیھا تسریح الفاجر الا اذا خافا ان لا یقیما حدود اللہ فلا بأس ان یتفرقا اھ (مجتبیٰ) والفجور یعم الزنا وغیرہ وقد قال ﷺ لمن زوجتہ لا تردید لا مس وقد قال انی احبھا استمتع بھا اھ

[۱] والاحق بالامامۃ الأعلم باحکام الصلاۃ فقط صحۃ وفسادا بشرط اجتنابہ للفواحش الظاھرۃ ثم الاحسن تلاوۃ وتجویداً للقراءۃ ثم الاورع ثم الاسن (الدر مع الشامی کراچی ص۵۵۷/۱/ باب الإمامۃ، مطلب فی تکرار الجماعۃ فی المسجد. مراقی مع الطحطاوی ص ۲۴۲/فصل فی بیان الاحق بالامامۃ، طبع مصر. بحر کوئٹہ ص۳۴۷/ج۱/ باب الامامۃ)

[۲] عالمگیری ص ۳۷۲ ج۵، الباب الثلاثون فی المتفرقات کتاب الکراھیۃ مطبوعہ کوئٹہ.

(در مختار[1] ص ٣٠٣/ ج ٥)

اور پھر جب کہ زوجہ نے توبہ کرلی ہے تو شوہر کی امامت میں کوئی مضائقہ نہیں[2]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ

صحیح: عبداللطیف معین مفتی مظاہر علوم سہارنپور ۴/١/٦٣ھ

جس کی بیوی قریبی رشتہ داروں سے پردہ نہ کرے اس کی امامت

سوال:۔(١) زید کی بیوی اپنے ماموں اور چچا کے لڑکے سے پردہ نہیں کرتی بلکہ سامنے آتی ہے اور زید اس کو منع بھی کرتا ہے۔مگر صرف زبان سے منع کرتا ہے اور کوئی تشدد نہیں کرتا تو زید پر بیوی کے پردہ نہ کرنے کا گناہ ہوتا ہے یا نہیں؟ اور زید کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا مکروہ اور زید کو کس قدر تشدد کرنا چاہئے اگر تشدد کرنے سے فساد کا اندیشہ ہو پھر بھی تشدد کرے یا نہیں؟

(٢) اگر زید کی بیوی اور زید کا بھائی عمر وایک ہی گھر میں رہتے ہوں دوسرے گھر میں رہنے کی گنجائش نہ ہو۔ایسی صورت میں پردہ کی کیا صورت ہوگی اگر زید کی بیوی عمر سے پردہ نہ کرے تو اس کا گناہ عمرو کو بھی ہوگا یا نہیں۔اگر اندیشہ فساد کا نہ ہو تو پھر بھی پردہ نہ کرنے کا گناہ ہوگا یا نہیں؟

(٣) اگر زید اوپر جو مذکور ہے مسائل خوب جانتا ہو تو جاہل کے مقابلہ میں امامت کا حق رکھتا ہے یا نہیں؟

---

[1] شامی کراچی ص ٢٧٤ ج ٦، فصل فی البیع کتاب الحظر والاباحة قبیل کتاب احیاء الموات.

[2] قال رسول الله صلى الله عليه وسلم التائب من الذنب كمن لاذنب له (مشكوٰة ص ٢٠٦/ باب الاستغفار والتوبة، طبع ياسر نديم ديوبند)

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) چچا اور ماموں کے لڑکے سے شرعاً پردہ ضروری ہے اگر زید کی بیوی ان سے پردہ نہیں کرتی تو وہ گنہگار ہے[۱] اور زید کو منع کرنا ضروری ہے[۲] اگر منع نہ کرے گا تو گنہگار ہوگا زید کو تشدد کرنا اور اپنی زوجہ کو پردہ نہ کرنے سے شرعاً مارنا بھی درست ہے اگر نا قابل برداشت فساد کا خیال ہو اور اس وجہ سے زید اپنی بیوی پر تشدد نہ کرے اور بلا تشدد کے وہ نہ مانے تو شرعاً زید پر گناہ نہیں۔ اول صورت میں زید کی امامت مکروہ ہے جب کہ اس سے بہتر امامت کا اہل موجود ہو[۳]۔ ثانی صورت میں زید کی امامت مکروہ نہیں۔ یجوز له (ای الزوج) ان یضربها فی اربعة امور ومافی معناها الیٰ قوله ومنه مااذا کشفت وجهها لغیر محرم ومنه ما اذا اسمعت صوتها للاجنبی کذا فی البحر[۴]۔

۱۔ وَقُلْ لِّلْمُؤمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَايُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ إلَّا مَاظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلىٰ جُيُوْبِهِنَّ وَلايُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ إلَّالِبُعُوْلَتِهِنَّ أوْ اٰبَائِهِنَّ أو اٰبَاءِ بُعُوْلَتِهِنَّ أوْ اَبْنَاءِ هِنَّ أو اَبْنَاءِ بُعُوْلَتِهِنَّ أوْ اِخْوَانِهِنَّ أوبَنِیْ اِخْوَانِهِنَّ أوْبَنِیْ اَخَوَاتِهِنَّ أوْ نِسَاءِ هِنَّ أوْمَامَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ الخ (سورۂ نور آیت ۳۱)

۲۔ سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیته الامام راع ومسئول عن رعیته والرجل راع فی اهله وهو مسئول عن رعیته الخ (بخاری شریف ص ۱۲۲/ ج ۱/ کتاب الجمعة، باب الجمعة فی القریٰ والمدن، طبع اشرفی بکڈپو دیوبند)

۳۔ کره امامة العبد والاعرابی والفاسق والمبتدع والاعمی وولد الزنا (إلی قوله) وینبغی أن یکون محل کراهة الاقتداء بهم عندوجودغیره و إلا فلاکراهة (بحرکوئٹه ص ۳۴۸-۳۴۹/ج ۱/ باب الامامة. الدر مع الشامی کراچی ص ۵۵۹ تا ۵۶۲/ج ۱/ باب الامامة، مطلب البدعة خمسة اقسام)

۴۔ نفع المفتی والسائل ص ۱۰۳ ما یتعلق باطاعة الزوجات کتاب الحظر والاباحة، طبع مکتبه رحیمیه دیوبند. البحر الرائق ص ۴۸ ج۵ فصل فی التعزیر قبیل کتاب السرقة، طبع کراچی. الدرمع الرد زکریا ص ۱۲۹ ج۶/ کتاب الحدود، باب التعزیر، مطلب فی تعزیر المتهم.

(۲) پردہ کرنا ہر حال میں ضروری ہے خواہ اندیشہ فساد ہو یا نہ ہو مگر شریعت نے جن مواقع کو مستثنیٰ کردیا ہے وہ مستثنیٰ ہیں[۱] اگر وسعت ہے تو زید کے ذمہ اپنی عورت کے لئے مستقل مکان یعنی (کوٹھا) دینا ضروری ہے۔ جس میں اس کا بھائی وغیرہ کوئی نہ رہتا ہو[۲] اگر وہ پردہ کرنے کو کہتا ہے اور زید کی بیوی باوجود کوشش وفہمائش کے پردہ نہیں کرتی تو اس کا گناہ زید کے ذمہ نہیں ہوگا۔

(۳) اس کی تفصیل اوپر گذر چکی ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

ایسے شخص کی امامت جس کی بیوی بے پردہ ہو

سوال:۔ ایک حافظ اور اس کی بیوی بے پردہ ہوکر بازار میں دوکان لگا کر مال کی خرید و فروخت کرتے ہیں اس حافظ کے پیچھے نماز فرض یا تراویح درست ہے یا نہیں۔ اگر درست ہے تو کن شرائط کے ساتھ؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر اس حافظ کی بیوی شرعی طور پر پردہ نہیں کرتی اور وہ بے پردگی سے نہیں روکتا بلکہ اس کے اس فعل سے خوش ہے اور اس سے بہتر امام کا اہل دوسرا شخص موجود ہے تو ایسی حالت میں اس حافظ کو امام بنانا مکروہ ہے کیوں کہ ایسا شخص شرعاً فاسق ہوتا ہے۔ اگر وہ بے پردگی سے روکتا

---

[۱] فان خاف الشهوة أو شک امتنع نظره إلی وجهها إلا لحاجة كقاض وشاهد يحكم ويشهد عليها وكذا مريدنكاحها (الدر مع الشامی کراچی ص ۳۷۰/ج۶/ کتاب الحظر والاباحة، فصل فی النظر والمس. بحر کوئٹہ ص ۱۹۲/ج۸/کتاب الکراهية، فصل فی النظر والمس)

[۲] تجب لها السكنى فی بيت خال عن اهله واهلها (شامی نعمانیه ص ۶۶۲/ج۲/ باب النفقة، مطلب فی مسکن الزوجة. بحر کوئٹہ ص ۱۹۳/ج۴/ باب النفقة)

ہے اور بیوی نہیں مانتی تو امامت مکروہ نہیں۔ ویکرہ امامۃ عبد و اعرابی و فاسق[۱] (تنویر ج ۱ ص ۵۸۴) واللہ اعلم بالصواب و الیہ المرجع و المآب فقط

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ ۱۷/ج ۲/ ۵۲ھ

صحیح: عبد اللطیف عفا اللہ عنہ ۲۰/ج ۲/ ۵۲ھ

جس کی بیوی گھاس کاٹتی ہو اس کی امامت

سوال:۔ جس امام کی بیوی گھاس کاٹتی ہو ایسے امام کے پیچھے نماز جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر تنگ دستی اور عسرت کی وجہ سے مجبوراً باہر جا کر گھاس کاٹتی ہے کہ بغیر اس طرح کے کام کے گذارہ نہیں ہوتا اور اپنی حیثیت کے موافق میلے کچیلے کپڑوں میں جاتی ہے۔ اور چہرہ نامحرم کے سامنے نہیں کھولتی تو اس میں مضائقہ نہیں اس سے اس کے شوہر کی امامت میں فرق نہیں آتا[۲] اگر کوئی اور صورت ہے تو اس کو لکھ کر دریافت کر لیں۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند

---

[۱] الدر مع الرد کراچی ص ۵۵۹ ج ۱ باب الامامۃ قبیل البدعۃ خمسۃ اقسام. بحر کوئٹہ ص ۳۴۸/ج ۱/ باب الامامۃ، تبیین الحقائق ص ۱۳۴/ج ۱/ باب الامامۃ، طبع امدادیہ ملتان.

[۲] وقرن فی بیوتکن الخ الایۃ. فعلم أن المراد الامر بالاستقرار الذی یحصل بہ وقارھن و امتیازھن علی سائر النساء بان یلازمن البیوت فی اغلب اوقاتھن و لایکن خراجات و لاجات طوافات فی الطرق والاسواق و بیوت الناس وھذا لاینافی خروجھن للحج أو لمافیہ مصلحۃ دینیۃ مع التستر وعدم الابتذال (روح المعانی ص ۹/ج ۲۲/ سورۂ احزاب آیت ۳۳/ طبع ادارۃ الطباعۃ المصطفائیۃ دیوبند)

عمامہ باندھ کرنماز پڑھانا

سوال:۔ مسجد کے امام صاحب صرف نماز پڑھاتے وقت عمامہ باندھتے ہیں کیا اس سے عمامہ کی سنت حاصل ہوسکتی ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

نماز بلا عمامہ کے بھی ثابت اور درست ہے۔عمامہ باندھ کرنماز پڑھنے اور پڑھانے میں زیادہ ثواب ہے[1] فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۷/۹۵ھ

امام کے لئے عمامہ

سوال:۔ کیا امامت کے وقت عمامہ کا سر پر لپیٹنا لازمی ہے اور اگر کوئی شخص بوقت امامت عمامہ نہ لپیٹے تو آیا اس کا نماز پڑھانا درست ہوگا یا نہیں اور عمامہ کا لپیٹنا سنت ہے یا کیا؟

الجواب حامداًومصلیاً

عمامہ باندھ کر نماز پڑھانا مستحب ہے لیکن بلا عمامہ کے بھی بلا کراہت درست ہے[2]

---

[1] والمستحب ان یصلی الرجل فی ثلاثة اثواب قمیص وازار وعمامة اما لوصلی فی ثوب واحد متوشحا به جمیع بدنه کازارالمیت تجوز صلاته من غیر کراهة (حلبی کبیر ص ۲۱۶/ شرائط الصلوة، فروع فی الستر، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور. مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۱۷۰/ باب شروط الصلاة. البحرالرائق کوئٹه ص ۲۶۹/ج ۱/ باب شروط الصلاة)

[2] والمستحب ان یصلی الرجل فی ثلاثة اثواب قمیص وازار وعمامة اما لوصلی فی ثوب واحد متوشحا به جمیع بدنه کازارالمیت تجوز صلاته من غیر کراهة (حلبی کبیر ص ۲۱۶/ شرائط الصلوة، فروع فی الستر، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور. مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۱۷۰/ باب شروط الصلاة. البحرالرائق کوئٹه ص ۲۶۹/ج ۱/ باب شروط الصلاة)

البتہ جس جگہ عمامہ کا اتنا رواج ہو کہ بغیر عمامہ کسی معزز مجلس میں نہ جاتے ہوں بلکہ اپنے گھر سے بھی نہ نکلتے ہوں تو ایسی جگہ بلا عمامہ نماز پڑھانا اور پڑھنا مکروہ ہے۔ کذا فی نفع المفتی[۱] والسائل۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

امام کے لئے عمامہ

سوال:۔ کسی مسجد کا مقررہ امام عمامہ کے ہوتے ہوئے پنجوقتہ نماز یا جمعہ ٹوپی سے پڑھاتا ہے حالانکہ جماعت میں اکثر لوگ عمامہ باندھے ہوئے ہوتے ہیں اور جماعت بھی بضد ہے کہ امام عمامہ باندھ کر نماز پڑھائے مگر امام یہ کہہ کر کہ ٹوپی پہن کر بھی نماز ہو جاتی ہے کوئی حرج نہیں ہے ٹال دیتا ہے۔ ایسی حالت میں امام اور مقتدیوں کی نماز میں کراہت پیدا ہوگی یا نماز صحیح بلا کراہت سب کی ہو جائیگی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

عمامہ باندھ کر نماز پڑھانا افضل ہے بلا عمامہ صرف ٹوپی سے بھی بلا کراہت جائز ہے۔ المستحب ان یصلی الرجل فی ثلاثۃ اثواب قمیص وازار وعمامۃ اما لو صلیٰ فی ثوب واحد متوشحاً بہ جمیع بدنہ کازار المیت تجوز صلوٰتہ من غیر کراھۃ وتفسیرہٗ ما یفعلہ القصار فی المقصرۃ کبیری[۲] ص ۱۹۲۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم ۱۷/ ج ۲/ ۵۲ھ

صحیح: عبد اللطیف ۲۰/ ج ۲/ ۵۲ھ، صحیح: بندہ عبد الرحمٰن غفرلہٗ

---

[۱] تکرہ الصلاۃ بدونھا فی البلاد التی عادۃ سکانھا انھم لا یذھبون الی الکبراء بدون العمامۃ ولا یخرجون من بیوتھم الّا متعممین (نفع المفتی والسائل ۷۰/ ذکر المکروھات، مکتبہ رحیمیہ دیوبند) (بقیہ اگلے صفحہ پر)

بلا عمامہ امامت

سوال:۔ امام مسجد ہر نماز میں رومال باندھ کر نماز پڑھاوے مقتدی صافہ باندھے ہوں۔ یہ عمل ہر وقت پر کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

رومال باندھ کر عمامہ باندھ کر ٹوپی اوڑھ کر ہر طرح نماز پڑھانا درست ہے چاہے مقتدی نے عمامہ باندھا ہو یا رومال باندھا ہو یا ٹوپی اوڑھی ہو کوئی صورت ناجائز نہیں۔ البتہ عمامہ باندھ کر نماز پڑھانے میں زیادہ ثواب ہے۔ اسی طرح خود پڑھنے میں بھی۔[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ　　صحیح: عبد اللطیف

بلا ٹوپی وعمامہ امامت

سوال:۔ ایک امام جب امامت کرنے لگا تو اس کے سر پر نہ پگڑی تھی اور نہ ٹوپی صرف

(گذشتہ کا بقیہ) [2] کبیری ص ۲۱۶/ شرائط الصلوة، فروع فی الستر. طبع لاهور. عالمگیری کوئٹه ص ۵۹/ج ۱/ الفصل الاول فی الطهارة وستر العورة. البحر الرائق کوئٹه ص ۲۶۹/ج ۱/ باب شروط الصلاة.

(صفحہ ہذا) [1] والمستحب ان یصلی الرجل فی ثلاثة اثواب قمیص وازار وعمامة اما لو صلی فی ثوب واحد متوشحا به جمیع بدنه کازار المیت تجوز صلاته من غیر کراهة (حلبی کبیر ص ۲۱۶/ شرائط الصلوة، فروع فی الستر، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور. مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۱۷۰/ باب شروط الصلاة. البحر الرائق کوئٹه ص ۲۶۹/ج ۱/ باب شروط الصلاة)

ایک چادر تھی جو تمام بدن پر اوڑھی ہوئی تھی ایک مقتدی نے امام سے کہا کہ اس طرح سے نماز مکروہ ہے اس پر امام صاحب نے جواب دیا کہ اسی طرح پڑھاؤں گا جس کی مرضی ہو پڑھو اور جس صاحب کی مرضی نہ ہو نہ پڑھو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ننگے سر نماز پڑھنا اور پڑھانا جب کہ عمامہ اور ٹوپی موجود ہو مکروہ ہے[1] معزز لباس پہن کر نماز پڑھنا اور پڑھانا چاہئے۔ تاہم فریضہ صورت مذکورہ سے ادا ہو جاتا ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

صرف ٹوپی سے امامت

سوال:۔ امام صرف ٹوپی پہن کر نماز پڑھائے تو فقط امام ہی اس فضیلت سے محروم رہے گا یا مقتدیوں کو بھی امام کی ٹوپی کے سبب ثواب کم ملے گا (مقتدی خواہ صافہ باندھے یا ٹوپی پہنے ہوں)

الجواب حامداً ومصلیاً

جب یہ فضیلت امام ہی کو حاصل نہیں ہوئی تو مقتدیوں کو کہاں سے حاصل ہوگی۔ ہاں اگر مقتدی نے خود عمامہ باندھ کر نماز پڑھی ہے تو اپنے عمامہ کی افضلیت اس کو حاصل ہوگی اگر امام عمامہ باندھے گا تو اس کی افضلیت بھی حاصل ہوگی[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

---

[1] وتکره وهو مكشوف الراس تكاسلا لترک الوقار (مراقی مع الطحطاوی ص۲۹۲/ فصل فی المکروهات. شامی نعمانیه ۴۳۱/ج ۱/ باب مایفسد الصلاة الخ، مطلب فی الخشوع. عالمگیری کوئٹه ص۱۰۶/ ج ۱/ الباب السابع فیما یفسد الصلوة الخ، الفصل الثانی فیمایکره فی الصلاة.

[2] وروی ابن عساکر عن ابن عمر مرفوعا صلاة تطوع اوفریضة بعمامة تعدل خمسا وعشرین صلاة بلاعمامة الحدیث (مرقاة شرح مکشوة ص۴۲۷/ کتا ب اللباس، الفصل الثانی، مطبوعه بمبئی)

کرتا کا بٹن کھول کر نماز پڑھانا

سوال:۔ زید اپنے کرتہ کا اوپر کا بٹن ہمیشہ کھلا رکھتا ہے اور اس طرح کھلے بٹن سے نماز مکروہ ہوتی ہے۔ جب لوگ اس سے کہتے ہیں کہ تم بٹن کیوں نہیں لگاتے اس طرح کھلے بٹن سے نماز مکروہ ہوتی ہے۔ تو جواب دیتا ہے کہ اوپر کا بٹن کھلا رکھنا مسنون ہے جناب نبی کریمؐ نے اپنی قمیص کی اوپر کی گھنڈی کا تکمہ لگا کر کبھی گلے کو بند نہیں فرمایا اور نہ ہی یہ عمل نماز میں کراہت پیدا ہونے کا باعث ہے نماز میں سدل کو مکروہ کہا گیا ہے اور کرتہ کا گریبان بٹن نہ دے کر کھلا رکھنا سدل میں داخل نہیں سَدل میں چادر لمبے اچکن کی صورتیں آتی ہیں۔ لیکن کرتہ کی یہ صورت سدل میں داخل نہیں ہے لہٰذا اس کے مکروہ ہونے کی کوئی صورت نہیں یہ مزید برآں ہے کہ اوپر کے بٹن سے کرتہ کا گلا کھلا رکھنا مسنون بھی ہے۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اوپر کے بٹن سے جناب نبی کریم ﷺ کی قمیص مبارک کے گریبان کی اوپر کی گھنڈی کا تکمہ لگا کر بند نہیں فرمایا۔ کیا یہ صحیح ہے یا نہیں اگر صحیح ہے تو اس کی سند سے حوالہ کتاب وصفحہ بیان فرمایئے اور آیا گریبان کرتہ کا اسی طریقہ پر کھلا رکھنا مسنون ہے یا نہیں۔ آیا نماز میں کرتہ کے اوپر کا بٹن کھلا رکھنے سے نماز مکروہ ہوتی ہے یا نہیں۔ آیا کرتہ کا گریبان کھلا رکھنا سدل میں داخل ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

گریبان کی گھنڈی کا تکمہ نہ لگانا حضور ﷺ سے ثابت ہے۔ معاویہ ابن قرۃ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: **قال اتیت رسول اللہ ﷺ فی رھطٍ من مزینۃ فبایعناہ وان قمیصہ لمطلق الازرار ای مفتوحھا یعنی کان جیب قمیصہ غیر مشدود وکانت عادۃ العرب ان تکون جیوبھم واسعۃ فربما یشدونھا وربما یترکونھا**

مفتوحة۔[1] لیکن یہ آپ کی دائمی عادت نہیں پس زید کا یہ کہنا کہ جناب نبی کریم ﷺ نے اپنی قمیص کا اوپر کی گھنڈی کا تکمہ لگا کر کبھی گلے کو بند نہیں فرمایا محتاج دلیل ہے۔ البتہ اس حالت کو دیکھ کر معاویہؓ اور ان کے بیٹے نے گھنڈی کھلی رکھنے کی عادت کر لی تھی۔ قال عروة فما رأيت مُعاويةؓ ولا ابنه قط الا مطلقی ازرارهما قط فی شتاءٍ ولا حرولا يزران ازرارهما[2]۔

نماز میں ایسا کرنا خلاف اولیٰ ہے گو سَدل میں داخل نہیں۔ سدل میں وہی چیزیں داخل ہیں جن کو زید نے بیان کیا ہے۔ فقہاء نے کرتہ کی گھنڈی کا تکمہ نہ لگانے کو سدل میں ذکر نہیں کیا۔ قوله فما رأيت معاوية الیٰ آخره وهٰذا وان كان اختياراً لما هو خلاف الاولیٰ خصوصاً فی الصلوٰة لكنّهما احبّا ان يكون علیٰ مارأيا النبی ﷺ وان كان اطلاق ازراره اذا ذاک لعارض ولم يكن هٰذا من عامة احواله ﷺ وذلک لما فيه من قلة المبالاة بامر **الصلوٰة** الا ان الكراهة لعلها لا تبقی فی حق معاويةؓ وابنه لكون الباعث لهما حب النبی ﷺ واتباعه فيما رأياه من الكيفية بذل المجهود[3] شرح ابوداؤد شريف ص ٥٢/ ج٥۔

قبا کی جو صورت سَدل ہے وہ یہ ہے کہ: عن الفقيه ابی جعفر الهندوانی انه كان يقول اذا صلی مع القباء وهو غير مشدود الوسط فهو مسئ يعنی ولو ادخل يديه فی كميه وينبغی ان يقيد بما اذا لم يزر ازراره لايشبه السدل اما اذا زرالازرارفقد التحق بغيره من الثياب فی اللبس فلا سدل فيه فلا يكره واما الاقبية الرومية التی يجعل لا كمامها

---

[1] بذل المجهود ص ٥٢ ج٥ باب فی حل الازرار، كتاب اللباس، مطبوعه رشيديه سهارنپور. عون المعبود ص٩٧/ ج٤/ مطبوعه نشرالسنة ملتان. مرقاة شرح مشكوة ص٤٢٥/ ج٤/ كتاب اللباس، الفصل الثانی، مطبوعه بمبئی.

[2] ابوداؤد شريف ص ٥٦٤/ ج٢/ كتاب اللباس، باب فی حل الازرار، مطبوعه سعد بکڈپور ديوبند وكذا فی بذل المجهود ص ٥٢/ ج٥/ باب ايضاً.

[3] بذل المجهود ص ٥٢/ ج٥/ كتاب اللباس، باب فی حل الازرار، مطبوعه رشيديه سهارنپور.

خروق عند اعلیٰ العضد اذا اخرج المصلی یدہ من الخرق وارسل الکم فانہ یکرہ ایضاً لصدق السدل علیہ[۱] کبیری ص ۳۳۶۔

وقد اخرج البیھقی فی شعبہ ھٰذاالحدیث من طریق ابی داؤد بلفظ وان قمیصہ لمطلق ومن طریق اخریٰ فرأیتہ مطلقَ القمیص وھٰذا یؤید ان یکون روایۃ الازرار برائین ولا یلزم ان یکون لہ ازرار وعروۃ بل المراد ان جیب قمیصہ ﷺ کان مفتوحاً بحیث یمکن ان یدخل فیہ الید من غیر کلفۃ ویؤید ھٰذا ما ذکرہ ابن الجوزی فی الوفاء عن ابن عمرؓ انہ قال ما اتخذ رسول اللہ قمیصاًلہ زر انتھیٰ قال ابن حجرؒ تبعاً للعصام فیہ حل لبس القمیص وحل الزرفیہ وحل اطلاقہ[۲] جمع الوسائل (شرح شمائل ترمذی قلمی ص ۸۰)۔

اس سے معلوم ہوا کہ سرورکائنات ﷺ کے کرتہ مبارک میں گھنڈی تھی ہی نہیں اور ظاہر ہے کہ آپؐ نماز بھی اسی کرتے سے پڑھتے تھے پس گریبان کھلا رکھنا بھی مسنون ہونا ثابت ہوگیا اور ایسی حالت میں نماز خلاف اولیٰ بھی نہیں اور بذل المجہود میں اس روایت سے استدلال نہیں کیا۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۷/۶/۵۷ھ

صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۶/۲/۵۷ھ

شلوار وقمیص پہن کر امامت

سوال: امام کو شلوار جو کہ ۲½ یا اس سے زائد کپڑے کی ہوتی ہے اور قمیص جیسا کہ آج کل عموماً رواج ہے پہننا منع ہے یا نہیں۔

---

[۱] حلبی کبیری ص ۳۴۸ کراھیۃ الصلوٰۃ، مطبوعہ لاھور.

[۲] جمع الوسائل شرح شمائل ص ۱۳۶/ ج ۱/ باب ماجاء فی لباس رسول اللہ ﷺ، مطبوعہ اعزازیہ دیوبند.

الجواب حامداً ومصلیاً

نماز میں اکثر اوقات ٹخنے یا پیر ڈھک جاتے ہیں مرد کو اتنی لمبی شلوار پہننا کہ جس سے ٹخنے یا پیر ڈھک جائیں ناجائز ہے[١] اور نماز اس سے مکروہ ہو جاتی ہے نماز میں پیر یا ٹخنے نہ ڈھکے قمیص پہننا جائز ہے لیکن کرتہ افضل ہے ہر جگہ جو صلحاء کا لباس ہے وہ اختیار کرنا چاہئے خصوصاً نماز و امامت کے وقت ولو ستر قدمیه فی السجدة یکره هندیة[٢] ص١١٤۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

غسال میت کی امامت

سوال:۔ غسّال امامت نماز کا فریضہ ادا کرسکتا ہے یا نہیں اور اگر کرسکتا ہے تو کیا انہیں کپڑوں سے امامت کرسکتا ہے جن کو پہنے ہوئے میت کو غسل دیا تھا۔ جواب بسند ہو۔

الجواب حامداً ومصلیاً

میت کو غسل دینا مسلمانوں کے ذمہ فرض کفایہ ہے جیسا کہ اس پر نماز جنازہ پڑھنا فرض کفایہ ہے۔ والصلوٰة علیه فرض کفایة کدفنه وغسله وتجهیزه فانها فرض کفایة اھ در مختار[٣]۔ جس طرح نماز جنازہ پڑھنے والے کی امامت میں اس فرض کفایہ کی ادائیگی سے

---

[١] ولا یجوز الاسبال تحت الکعبین (مرقاة ١٨ ٤ ج ٤ کتاب اللباس، مطبوعه بمبئی)

[٢] فتاویٰ هندیه کوئٹه ص١٠٨ ج١ الباب السابع، الفصل الثانی فیما یکره فی الصلاة وما لا یکره. مراقی الفلاح مع الطحطاوی مصری ص ٢٨٠ / فصل فی المکروهات.

[٣] الدر المختار مع الشامی نعمانیه ص ٥٨١ / ج ١ /، مطبوعه کراچی ص٢٠٧ / ج٢ / مطلب فی صلاة الجنازه. مراقی الفلاح مع الطحطاوی مصری ص٤٧٧ / فصل الصلاة علی المیت فرض کفایة. حلبی کبیر ص ٥٧٩ / فصل فی الجنائز، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور.

کوئی خرابی نہیں آتی اسی طرح میت کے غسل دینے والے کی امامت میں اس فرض کفایہ کی ادائیگی کی وجہ سے کچھ نقصان نہیں آتا۔ یہی حال تجہیز وتکفین، دفن میں سب شریک ہونے والوں کا ہے کہ سب نے فرض کفایہ ادا کیا ہے ان سے امامت کرانا بلاتردد درست ہے یہ عوام کی خام خیالی اور جہالت ہیکہ میت کو غسل دینا عیب سمجھتے ہیں۔ البتہ اتنا ضرور ہے کہ غسل دینے والے غسالۂ میت سے احتیاط کریں کہ وہ نجس ہے اگر وہ کپڑوں پر گرے گا تو کپڑے نجس ہوجائیں گے اور میت کو غسل دینے کے بعد خود غسل کرنا بھی مستحب ہے۔ **ویندب الاغتسال لمن اسلم طاهراً وعند الفراغ من حجامة وغسل ميت** اھ مراقی الفلاح[١] ص ٦٢ **قوله قيل نجاسة خبث لان الأدمي حيوان دموی فينجس بالموت كسائر الحيوانات وهو قول عامة المشائخ وهو الاظهر بدائع وصححه فی الكافی قلت ويؤيده اطلاق محمد نجاسة غسالته وكذا قولهم لو وقع فی بير قبل غسله نجسها وكذا لو حمل ميتاً قبل غسله و صلىٰ به لم تصح وعليه فانما يطهر بالغسل كرامة للمسلم ولذالو كان كافراً نجس البئر ولو بعد غسله** اھ رد المحتار[٢] ص ٨٩٤/ ج ١۔

کوئی اور وجہ اشکال کی ہو تو اس کو بیان کر کے دریافت کیا جائے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ٢٢/٢/٥٩ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبد اللطیف ٢٤/٦/٥٩ھ

---

[١] ملخصاً نور الايضاح ص ٥٢ قبيل باب التيمم، راجع المراقی مع الطحطاوی ص ٨٦/ فصل يسن الاغتسال لاربعة اشياء، مطبوعه مصر. البحر الرائق كوئٹه ص ٦٦/ ج ١/ كتاب الطهارة. حلبی كبير ص ٥٥/ سنن الغسل، مطبوعه سهيل اكيڈمی لاهور.

[٢] شامی نعمانيه ص ٥٧٣/ ج ١/ و شامی كراچی ص ١٩٤ ج ٢ شامی زكريا ٨٤/ ج ٣/ كتاب الجنائز، مطلب فی القراءة عند الميت. حلبی كبير ص ٥٧٩/ فصل فی الجنائز، مطبوعه سهيل اكيڈمی لاهور.

غاسلِ میت کی امامت

سوال:۔ آج کل ائمہ مساجد میں عموماً غسل مردوں کا ان کے ذمہ ہوتا ہے اور ایک مولوی صاحب کہتے ہیں کہ غاسل میت کے پیچھے نماز بالکل جائز نہیں اگر جائز نہیں تو دیہاتی امام محض اسی لئے رکھے جاتے ہیں۔ کہ اگر غسل میت کو نہ دیں تو ان کو امامت سے علیٰحدہ کر دیا جاتا ہے۔ مفصل تحریر کریں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

غسل وکفن ونمازِ جنازہ دفن میت سب کا حکم یکساں ہے۔ کذا فی الدر المختار[۱] لہٰذا چاہئے کہ ان میں سے کسی ایک کام کرنے والے کے پیچھے بھی نماز جائز نہ ہو اور مُردے بلا غسل، کفن، نماز، دفن ہی پڑے رہا کریں چونکہ جو یہ کام کرے گا اس کے پیچھے نماز درست نہ ہوگی۔ پھر اس غسل دینے والے نے کیا قصور کیا ہے۔ اس سے پوچھیں کہ عدمِ جواز کی وجہ کیا ہے۔ البتہ اس خدمت کو امام کے حقیر سمجھتے ہوئے سپرد کر دینا بُرا ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ

---

[۱] **والصلاة** عليه فرض كفاية كدفنه وغسله وتجهيزه فانها فرض كفاية (الدرالمختار مع الشامی نعمانيه ص ۵۸۱/ ج ۱/ مطبوعه كراچی ص۲۰۷/ج۲/ مطلب فی صلاة الجنازة باب الجنائز. مراقی الفلاح مع الطحطاوی مصری ص۳۲۷/فصل الصلاة على الميت فرض كفاية. سكب الانهر على مجمع الانهر ص۲۶۸/ج۱/ باب صلاة الجنائز، فصل، مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت)

جو امام صاحبِ وقار نہ ہو اس کی امامت

سوال:۔ وہ امام جس کا وقار جماعت میں نہ ہو کیسا ہے، نیز مسائل کے بتانے کے بعد بھی نہ مانے تو کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر وہ پابند شریعت اور متبع سنت ہے تو ٹھیک ہے[۱] اور پھر جو لوگ وقار نہیں کرتے وہ غلطی پر ہیں ان کو اپنی اصلاح ضروری ہے اور اگر امام پابند نہیں تو اس کو اپنی اصلاح لازم ہے، صحیح مسائل کو تسلیم نہ کرنا ہٹ دھرمی ہے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند

ظہر کی سنتیں پڑھے بغیر فرض کی امامت کرنا

سوال:۔ آیا امام نماز ظہر سنتیں پڑھنے سے پہلے پڑھا سکتا ہے کیا نماز ہو جائے گی نماز میں تو کوئی حرج واقع نہ ہوگا۔ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

اس صورت میں فرض ظہر ادا ہو جائے گا[۲] لیکن بلا عذر ایسا کرنا خلاف سنت ہے کیوں کہ

---

[۱] والأحق بالإمامة الأعلم بأحكام الصلوة فقط صحةً وفساداً بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة. (الدر المختار على الشامی زکریا ص ۲۹۴/ ج۲/ باب الإمامة، مطلب فی تکرار الجماعة. مجمع الانهر ص ۱۶۱/ ج۱/ فصل فی الجماعة، دار الکتب العلمیه بیروت. مراقی الفلاح ص ۱۱۱/ فصل فی بیان من الأحق بالإمامة الخ مطبوعه الأسعدی سهارنپور)

[۲] فتاوی دار العلوم ۹۲/ ج۳/ استحقاق امامت، مطبوعه دار العلوم دیوبند.

ظہر کی چار سنتیں سنت مؤکدہ ہیں اور ان کا وقت فرض سے پہلے ہے۔[۱]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبداللطیف یکم ربیع الاول ۵۶ھ

سنت ظہر پڑھے بغیر فرض ظہر کی امامت

سوال:۔ ظہر سے پہلے چار سنت ہیں ان کے ادا کئے بغیر امامت کرنا کیسا ہے کسی طرح کی کراہت تو نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اصل سنت تو یہی ہے کہ پہلے سنن ادا کرے پھر نماز ظہر پڑھائے اگر اتفاقیہ ایسا ہوجائے کہ بغیر سنت پڑھے نماز ظہر پڑھائے تو بھی نماز صحیح ہوجائے گی۔ ابن ماجہ کی روایت سے ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۸۸/۱۱/۲۵ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۸۸/۱۱/۲۶ھ

۱؎ وسن مؤكداً اربع قبل الظهر الخ(شامی كراچی ص ۱۴/ج ۲/ مطلب فی السنن والنوافل، باب الوتر والنوافل، مطبوعه زكريا ص ۴۵۱ ج ۲. مجمع الانهر ص ۱۹۴/ج ۱/ كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت. مراقی الفلاح ص ۱۴۶/ فصل فی النوافل، مطبوعه الأسعدی سهارنپور)

۲؎ عن عائشة قالت كان رسول الله ﷺ اذا فاتته الاربع قبل الظهر صلاها بعد الركعتين بعد الظهر (ابن ماجة ص ۸۰ باب من فاتته الاربع قبل الظهر، مطبوعه اشرفی ديوبند، وراجع رد المحتار كراچی ص ۵۶/ج ۲/ مطبوعه نعمانيه ص ۴۸۲ ج ۱ باب ادراک الفريضة)

ترجمہ:۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول خدا ﷺ کی ظہر سے قبل کی چار سنتیں اگر فوت ہوجاتی تھیں تو ان کو ظہر بعد دو رکعت کے بعد پڑھتے تھے۔

جوامام نماز میں تاخیر کرے اس کی امامت

سوال:۔ رمضان کے مہینہ میں امام عصر کے وقت کپڑا فروخت کر رہے تھے جس کی وجہ سے پندرہ منٹ تاخیر ہونے پر ایک نمازی کے توجہ دلانے پر ماں کی گالی دیتے ہوئے کہا کہ کیا نماز پڑھنے کو دوسری مسجد نہیں ہے جو یہاں آئے ہو دیر ہوگئی تو ہو جانے دو، کیا ایسا امام امامت کے لائق ہے؟

الجواب حامداًوّمصلیاً

امام کی یہ روش غلط ہے اگر وہ اصلاح نہ کرے تو امامت سے علیحدہ کئے جانے کے لائق ہے[۱]۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیو بند

غیر شادی شدہ کی امامت

سوال: ایک شخص رنڈوہ ہے اور ذی علم عاقل بالغ جوان عمر مرد ہے نامرد بھی نہیں ہے ایسے شخص کو ہمیشگی کیلئے پیش امام بنانا کیسا ہے۔ شادی کا نام بھی نہیں لیتا کیا نماز شادی شدہ شخص کے پیچھے فضلیت وشان رکھتی ہے یا کچھ فرق ہے۔ عندالشرع الشریف جواب از حوالہ تحریر فرمائیں۔

بینوا توجروا

الجواب حامداًوّمصلیاً

---

۱ لقوله عليه السلام سباب المسلم فسوق الحديث . (مشكوٰة شريف ص ۴۱۱ مطبوعه ياسر نديم ديوبند) باب حفظ اللسان (ترجمہ) مسلمان کو گالی دینا فسق ہے۔

ويعزل به اى بالفسق لوطرأ عليه والمراد أنه يستحق العزل الخ (شامی کراچی ص ۵۴۹/ج ۱/ باب الإمامة)

اگر اس کو شہوت کا غلبہ نہیں تو اس کے ذمہ شادی ضروری نہیں[1]۔ اور اس سے اس کی امامت میں خلل نہیں آتا البتہ اگر اس کو شہوت کا غلبہ ہے اور خیالات پراگندہ رہتے ہیں تو بہ نسبت اس کے ایسے شخص کو امام بنانا افضل ہے جس کے بیوی موجود ہے اور خیالات پراگندہ نہیں رہتے بلکہ اس کو اطمینان حاصل ہے اور امامت کی اہلیت بھی رکھتا ہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۷/۷/۵۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم ۸/ رجب ۵۶ھ

بے شادی شدہ کی امامت

سوال:۔ ہماری مسجد کے پیش امام نماز روزہ کے پابند فقہ حنفی سے اچھی طرح واقفیت رکھتے ہیں۔ اس وقت ان کی عمر ۵۰ یا ۵۵/ برس کے درمیان ہوگی لیکن وہ ابھی تک شادی نہیں کئے۔ ان کی امامت کے متعلق یہاں کے لوگوں میں شکوک پائے جاتے ہیں۔ از روئے فقہ حنفی ایسے امام کی امامت درست ہے یا نہیں؟ تحریر فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً!

جس امام کی عمر ۵۰ یا ۵۵ برس کی ہے اور اس نے شادی نہیں کی اس کو شادی کی ضرورت

---

[1] واما صفته فهو فی حالة الاعتدال سنة مؤكدة الخ (عالمگیری کوئٹہ ص۲۶۷/ ج ۱/ كتاب النكاح، الباب الاول فی تفسيره شرعاً الخ . شامی کراچی ص۷/ ج۳/ کتاب النکاح. مجمع الانهر ص۴۶۷/ ج ۱/ كتاب النكاح، مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت)

[2] وفی الأشباه قبيل ثمن المثل ثم الأحسن زوجة لانه غالباً يكون أحب لها وأعف لعدم تعلقه بغيرها الخ (شامی زکریا ص۲۹۵/ ج۲/ باب الإمامة، مطلب فی تكرار الجماعة فی المسجد)

بھی نہیں اور امامت کی اہلیت ہے تو اس کو شادی نہ کرنے کی وجہ سے اس کی امامت میں خرابی نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ١٠/٥/٩٦ھ

جس کی بیوی نہ ہو اس کی امامت

سوال:۔ زید اور اس کے بھائی دونوں ادھیڑ عمر میں ہیں لیکن نہ بیوی ہے نہ بچے ہیں۔ زید کا عذر یہ ہے کہ ماں کی خدمت نہ بیوی کر سکتی ہے نہ اس کے مزاج کو سمجھ سکتی ہے نہ نبھا سکتی ہے اس لئے میں شادی نہیں کرتا۔ لہٰذا ایسی صورت میں ہماری نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ اور زید کی شادی ہوئی تھی مدت ہوئی بیوی کو مرے۔ ایسی حالت میں کیا امامت کر سکتا ہے؟ اور اگر زید کی شادی ہوئی ہی نہیں تو اس کا ایسی حالت میں امامت کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر اخلاق وعادات واعمال مطابق سنت ہیں تو ان کی امامت میں یہ چیز مانع نہیں ان کے پیچھے نماز درست ہے[1]۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ١٩/٧/٩٢ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

---

[1] ویجب ان یکون امام القوم فی **الصلاة** افضلهم فی العلم والورع والتقویٰ والقراءة والحسب والنسب والجمال وعلیٰ هٰذا اجماع الامة. (تاتارخانیه ص ٦٠٠/ج ١/ اماالکلام فی بیان من هو بالامامة، مطبوعه کراچی) واولیٰ الناس بالامامة اعلمهم بالسنة الی قوله ثم الأورع .... ثم احسنهم خلقاً. (مجمع الانهر ص ١٦١/ج ١/ فصل فی الجماعة، مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت. البحرالرائق ص ٣٤٨/ج ١/ باب الامامة، مطبوعه الماجدیه کوئٹه)

راہن کی امامت

سوال:۔ ایک شخص امام مسجد ہے اور قوم سے راعی ہے اور وہ زمین رہن رکھتا ہے اور بٹائی کے لئے دیا ہے اس کے پیچھے نماز جماعت جائز ہے یا نہیں؟ اور اس امام سے جو دریافت کیا کہ آپ کے پاس زمین رہن ہے تو امام صاحب نے قرآن شریف کی قسم کھائی کہ میرے پاس زمین رہن نہیں اس کے پیچھے پٹواری صاحب حلقہ کے جو کاغذات رجسٹری انتقال دیکھا تو کئی رہن امام صاحب کے نام نکلے اب عندالشرع اس امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا کہ نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

رہن کی آمدنی مرتہن کو کھانا جائز نہیں[۱] امام اگر اس سے باز نہ آئے تو اس کی امامت ناجائز ہے جب کہ اس سے بہتر امامت کے لائق دوسرا اور امام موجود ہو البتہ اگر اس آمدنی کو زررہن میں منہا کردے تو درست ہے۔

(۲) اگر واقعۃً امام نے جھوٹی قسم کھائی ہے اور وہ رہن کی آمدنی لیتا ہے تو جب تک وہ توبہ نہ کرے اس کو امام بنانا مکروہ ہے[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۳؍شعبان ۵۹ھ

صحیح: عبداللطیف مدرسہ ہٰذا

---

[۱] لا يحل للمرتهن لانه ربا وقيل ان شرطه كان ربا قال في المنح وعن عبدالله محمد بن أسلم السمرقندي وكان من كبار علماء سمرقند أنه لايحل له أن يتنفع بشئى منه بوجه من الوجوه وإن اَذِن له الراهن لأنه اذن له في الربا الخ (الدرالمختار مع الشامی ص ۴۸۲؍ج ۶؍ كتاب الرهن، مطبوعه كراچى. مجمع الانهر ص ۲۷۳؍ج ۴؍ كتاب الرهن، دارالكتب العلميه بيروت.

[۲] لو قدموا فاسقاً يأثمون بناء علىٰ ان كراهة تقديمه كراهة تحريم الخ (كبيرى ص ۵۱۳؍ مطبوعه لاهور پاكستان) وفاسق من الفسق وهو الخروج عن الإستقامة ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزاني وأكل الربا بنحو ذالك الخ (شامى زكريا ص ۲۹۸؍ باب الإمامة، قبيل مطلب البدعة خمسه اقسام)

خادم مسجد اور مؤذن کی امامت

سوال:۔ ایک پیش امام مستقل ہیں وہ ہی صفائی کی خدمت اور مؤذن کی خدمت بھی انجام دیتا ہے مسجد کی صفائی غسل خانہ وغیرہ کی صفائی کی اجرت الگ لیتے ہیں تو کیا ایسے امام کے پیچھے جو مؤذن بھی ہو نماز درست ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جائز ہے الافضل کون الامام هو المؤذن الخ[1] در مختار ص ۲۶۸ ج ۱۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ

وقتِ ملازمت میں امامت کرنا

سوال:۔ ایک شخص زید سرکاری ملازم ہے ملازمت کے ساتھ ساتھ امامت بھی کرتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ وقتِ ملازمت میں امامت کرنا یا اذان دینا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر بلا اجازت سرکار وقت ملازمت میں کار ملازمت کا حرج کر کے اذان و امامت کے فرائض انجام دیتا ہے تو اجازت نہیں۔ اگر حرج نہیں کرتا تو اجازت ہے[1]۔ چونکہ نفس ملازمت منصب امامت کے خلاف نہیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند ۹۵/۲/۱۳ھ

---

[1] الدر المختار مع رد المحتار نعمانیه ص ۲۶۸/ ج ۱/ باب الاذان قبیل باب شروط الصلاة شامی کراچی ص ۴۰۱/ ج ۱. البحر الرائق ص ۲۵۵/ ج ۱/ باب الأذان، مطبوعه کوئٹه. فتح القدیر ص ۲۵۵/ ج ۱/ باب الأذان، قبیل باب شروط الصلاة، مطبوعه دار الفکر بیروت.

خطا کی توبہ کے بعد دوبارہ امامت

سوال:۔ ہماری مسجد کے امام صاحب جو کہ بتیس ۳۲ سال سے امامت کرتے ہیں ان سے یہ غلطی ہوئی کہ مسجد کے باہر کچھ خشت پختہ ایک ہندو ٹھیکیدار کی پڑی ہوئی تھی اس میں سے کچھ اٹھا کر حجرہ میں رکھ لی اور ایک دو یوم کے بعد اسی جگہ پر جوں کی توں بغیر تصرف اور بغیر کسی کمی وبیشی کے واپس رکھ دی۔ مہتمم صاحب اور مقتدیوں کو یہ حرکت ناگوارِ خاطر ہوئی، امام ملازمت سے برطرف ہو گئے، اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کیا اور مقتدیوں سے معذرت چاہی، ان سب حضرات نے معاف کیا اور سب خوش ہو گئے۔ مہتمم اور مقتدیوں کی یہ خواہش ہے کہ امام عیالدار ہیں اور بتقاضائے بشری غلطی ہوگئی ہے اللہ تعالیٰ معاف فرمانے والے ہیں ہم سب نے بھی معاف کیا۔ حسبِ سابق ان کو امام رکھا جائے ان کے پیچھے ہماری نماز درست وصحیح ہوگی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جب آدمی سچے دل سے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی توبہ کو قبول فرما کر معاف فرما دیتے ہیں، قرآن کریم میں ہے ''اِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ[۲]'' لہٰذا صورت مذکورہ میں ان امام صاحب کے پیچھے مقتدیوں کی نماز درست ہوگی ان کا توبہ واستغفار کرنا اور اپنی غلطی کی معافی چاہنا قابلِ قدر ہے[۱]۔ حق تعالیٰ استقامت بخشے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۸۹/۱۱/۲۸ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۸۹/۱۱/۲۸ھ

۱؎ ولیس للخاص أن یعمل لغیرہ الخ (درمختار مع الشامی کراچی ص ۷۰/ج ۶/ و شامی زکریا ص ۹۶/ج ۹/ کتاب الإجازۃ، باب ضمان الاجیر)

۲؎ سورہ طٰہٰ الآیۃ ۸۲ (ترجمہ) اور ایسے لوگوں کیلئے بڑا بخشنے والا بھی ہوں جو توبہ کرلیں (بیان القرآن)

مقتدیوں میں اختلاف ہوتو امام کیا کرے؟

سوال:۔کسی جگہ ایک مسجد ہے اورایک امام ہے،لوگ کسی وجہ سے اٹھانوے فیصدی اس کے خلاف ہیں اور دو فیصدی اس کے موافق، دونوں پارٹیوں میں امام کی وجہ سے زبردست فساد ہونے کا اندیشہ ہے ایسے نازک دور میں امام کا اپنا فرض ہے، اس کو اس مسجد میں رہنا چاہئے یا نہیں اوراس فساد کو جو کہ خود اس کی وجہ سے ہونا چاہتا ہے کس طرح روک سکتا ہے؟

الجواب حامداًوّمصلیاً

اٹھانوے فیصدی کس وجہ سے اس کے خلاف ہیں اگر اس میں شرعی قباحت ہے تو خود اس کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔ایسی حالت میں اس کو لازم ہے کہ امامت سے علیٰحدہ ہوجائے۔ یا اس شرعی قباحت کو دور کرے۔اگر اغراض نفسانیہ اور ذاتی کاوشوں کے وجہ سے خلاف ہیں یا وہ اہلِ باطل ہیں اور امام اہلِ حق میں سے ہے تو خود وہ لوگ گنہگار ہیں، ان کو لازم ہے کہ حرکات سے باز آئیں اور امام کو راضی کریں۔ بہر حال جس شخص کی غلطی ہو اس کو تائب ہونا اور فتنہ وفساد سے اجتناب کرنا از حد ضروری ہے[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفی اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

صحیح: عبداللطیف غفرلہ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۴/۷/۶۴ ھ

---

[۱] اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ اَلْحَدِيْث مشكوٰة ص ۲۰۶ / باب الاستغفار والتوبة الفصل الثالث مطبوعه ياسر نديم ديوبند. گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔

[۲] ولو ام قوماً وهم له كارهون ان الكراهة لفساد فيه اولانهم احق بالامامة منه كره له ذٰلك تحريماً..........وان هو احق لاوالكراهة عليهم الدر المختار مع رد المحتار ص ۳۷۶/ ج ۱ مطبوعه نعمانيه باب الإمامة، بحث البدعة خمسة اقسام (بقیہ اگلے صفحہ پر)

صحیح گواہی دینے والے کی امامت

سوال:۔ زید اپنے محلّہ کی مسجد میں امام ہے۔ اپنی چچی ماں کے انتقال کے بعد ان کے وارثوں کے اندر کسی بات کا جھگڑا بابت جائیداد ہوا۔ تب زید جو محلّہ کی مسجد میں امام ہے اس سے کسی نے کہا کہ تم بھی رشتہ دار ہو۔ کورٹ میں گواہی دینا ہوگی۔ تو زید نے کہا ٹھیک جہاں چاہو وہاں گواہی لو مگر مجھے جو صحیح معلوم ہے گواہی دوں گا۔ تو بہر حال زید نے کورٹ میں جا کر یہ گواہی دیا کہ مجھے اتنا ہی معلوم ہے کہ میری چچی اپنی زندگی تک اس جائیداد کو اپنے دخل کرتی رہیں اور زندگی میں کسی کو فروخت کیا یا نہیں مجھے معلوم نہیں۔ کیا امام کو کسی قسم کی گواہی کورٹ میں دینے کی اجازت شریعت میں نہیں، گواہی دیتے ہی اس کے پیچھے نماز درست نہیں؟ زید صرف مذکورہ بالا گواہی دینے کے بعد وہ امامت کا مستحق ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس قدر واقعہ معلوم ہے اس کی صحیح گواہی کورٹ میں دینے کی وجہ سے امام کی امامت میں کوئی خرابی نہیں آئی بلا شبہ اس کی امامت بدستور صحیح و درست ہے[۱]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ ۹۲/۱۲/۲۸ھ

(گذشتہ کا بقیہ) شامی کراچی ص ۵۵۹/ج ۱. طحطاوی علی المراقی ص ۲۴۴/ فصل فی بیان من الأحق بالامامة، مطبوعه مصری. النهر الفائق ص ۲۴۲/ج ۱/ باب الامامة، مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت.

(صفحہ ہٰذا) [۱] وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَإِنَّهُ اٰثِمٌ قَلْبُهُ (سورة البقره آیت ۲۸۳)

مقیم کی امامت اولیٰ ہے یا مسافر کی

سوال:۔امامت مقیم کی اولیٰ ہے یا مسافر کی؟

الجواب حامداًوّمصلیاً

مقیم کی امامت اولیٰ ہے۔والاحق بالامامة الاعلم باحکام الصلوٰة ...... وثم المقیم علی المسافر (درمختار)[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیو بند

کرتا گھٹنے سے اوپر ہوتو امامت کا حکم

سوال:۔گھٹنے کے اوپر کرتا پہن کر امامت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًوّمصلیاً

جو کرتا گھٹنوں تک نہیں پہونچتا بلکہ کچھ کم ہے تو اس سے بھی نماز وامامت درست ہوجاتی ہے۔اگرچہ اعلیٰ بات یہ ہے کہ کُرتا اس سے بڑا ہو[۲]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیو بند ۹۲/۶/۱۱ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دار العلوم دیو بند ۹۲/۶/۱۲ھ

---

[۱] الدر المختار مع الرد المختار کراچی ص۵۵۷/ج۱/ باب الامامة بحث تکرار الجماعة. شامی نعمانیه ص۳۷۴/ج۱. فتح القدیر ص۳۴۹/ج۱/ باب الإمامة، دار الفکر بیروت. النهر الفائق ص۲۴۱/ج۱/ دار الکتب العلمیه بیروت.

[۲] اعلم ان الکسوة منها فرض وهو ما یستر العورة ویدفع الحر والبرد والاولیٰ کونه من القطن او الکتان أو الصوف علیٰ وفاق السنّة بِأن یکون ذیله لنصف ساقه الخ شامی زکریا ص۵۰۵/ج۹/کتاب الحظر والاباحة فصل فی اللبس. شامی کراچی ص۳۵۱/ج۶.

زبردستی طلاق کی وجہ سے امامت درست ہوگی یانہیں؟

سوال:۔ زید کو بہکا کر سسرال والوں نے اپنے گھر بلالیا اور کورے کاغذ پر انگوٹھے کا نشان لگوالیا اس کے بعد زید گھر آ گیا مگر چند لوگ امام مسجد کے ساتھ ہیں اور خدا کا واسطہ دے کر کہا کہ کوئی دھوکہ والی بات نہیں، زید اپنی بیوی کے پاس گیا، امام ہونے کی وجہ سے لوگوں نے یقین کرلیا اور لڑکا یعنی زید اس کے ساتھ کر دیا، لڑکی والے نے گھر لیجا کر اس کو مارا پیٹا اور زبردستی طلاق لے لی۔ لڑکی بے پردہ رہتی ہے وہ امامت کا مستحق ہے یانہیں؟

الجواب حامداًوّمصلیاً

اگر امام صاحب نے بلا وجہ شرعی محض دھوکہ دے کر دیدہ ودانستہ اس طرح جبراً طلاق دلوانے میں مدد کی ہے تو وہ بھی گنہگار ہوئے کہ انہوں نے ظلم کی مدد کی ہے[۱] اگر وہ توبہ نہ کریں اور اپنی غلطی کا اقرار نہ کریں تو ان کو امام بنانا مکروہ ہوگا،[۲] اگر حالات دوسرے ہوں تو حکم بھی دوسرا ہوگا۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ

غصہ اور جھنجھلاہٹ کی وجہ سے قرأت طویل کرنا!

سوال:۔ امام کی طبیعت میں تکدر ہے بعض دفعہ حالات خفگی میں قرأت اس قدر طویل

---

[۱] وَلَاتَعَاوَنُوْاعَلیَ الاثم وَالْعُدْوَانِ، اَلْاٰیَۃ سورۃ المآئدۃ آیت ۲.

ترجمہ:۔ اور گناہ اور زیادتی میں ایک دوسرے کے اعانت مت کرو (از بیان القرآن)

[۲] ویکرہ إمامۃ عبد واعرابی و فاسق قال الشامی تحتہ (وفاسق) من الفسق ...... ولعل المراد بہ من یرتکب الکبائر الخ (الدرالمختار مع الشامی ص۲۹۸/ج۲/ باب الإمامۃ، قبیل مطلب البدعۃ خمسہ أقسام. مطبوعہ زکریا دیوبند. طحطاوی مع المراقی ص۲۴۵/ باب فی بیان من الأحق بالإمامۃ، مطبوعہ مصر)

کرتے ہیں کہ جس سے مقتدی تکلیف محسوس کرکے یہ ارادہ کرنے لگتے ہیں کہ نیت توڑ کر بھاگ جائیں امام کا یہ فعل کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

کسی جھنجھلاہٹ یا خفگی کی وجہ سے قراءت طویل کرنا غلط ہے ایسا نہیں چاہئے، مقتدیوں کے حال کی رعایت رہنی چاہئے کہ ان میں بوڑھے ضعیف بیمار سب قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔[1] شریعت نے اس کی رعایت رکھتے ہوئے طوال، اوساط، قصار کی قراءت تجویز کی ہے۔[2]

فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

عذر کی وجہ سے روزہ نہ رکھنے والے کی امامت وتراویح

سوال:۔ زید ایک گاؤں میں امامت کرتا ہے صوم وصلوٰۃ کا پابند ہے اس سال بیماری کی وجہ سے روزے نہیں رکھے، مگر امامت کرتا رہا اور تراویح بھی پڑھاتا رہا کسی نے کہا کہ امام صاحب تراویح پڑھا نہیں سکتے کیوں کہ روزہ نہیں رکھ رہے ہیں۔ اب اس گاؤں یا اطراف

[1] یکره تحریماً تطویل الصلاة علی القوم (الدر)فان فیهم الضعیف والسقیم والکبیر (شامی کراچی ص ۵٦۴/ج ۱/ مطلب فی الاقتداء بالشافعی، باب الامامة. طحطاوی علی المراقی ص ۲۴٦/ باب الأحق با لإمامة، مطبوعه مصر. عمدة القاری ص ۲۴۰/ج ۳/ الجزء الخامس قبیل باب تخفیف الإمام فی القیام الخ. مطبوعه دارالفکر بیروت)

[2] ویسن فی الحضر طوال المفصل فی الفجر والظهر واوساطه فی العصر والعشاء وقصاره فی المغرب (الدر مع الشامی کراچی ۵۳۹ ج ۱ فصل فی القراءة. شامی زکریا ص ۲۵۹/ مطلب السنة تکون سنة عین الخ. طحطاوی علی المراقی ص ۲۱۲/ کتاب الصلاة، فصل فی بیان سننها، مطبوعه مصر. البحرالرائق کوئٹه ص ۳۳۹/ج ۱/ باب صفة الصلوة، فصل وإذا أراد الدخول الخ)

وجوانب میں اس لائق آدمی نہیں جو امامت کرے تو اس صورت میں زید کا امامت کرنا جائز ہوگا، یا اگر دوسرا کوئی امامت کے لائق ہے مگر امام نہیں یہی امام مقرر ہے اس صورت میں کہ زید روزہ سے نہیں ہے امامت کرسکیں گے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جو شخص مرض کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکے اللہ پاک نے اس کو مہلت دی ہے کہ پھر بعد میں رکھے اس کو مجرم قرار نہیں دیا کہ اس کی امامت کو ناجائز قرار دیا جائے، فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ (الأية)[1] لہٰذا زید مذکور کی امامت فرض وتر تراویح سب میں درست ہے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ

مقررہ خطیب وامام کی موجودگی میں بلا اجازت کسی عالم کا امامت وخطابت کرنا!

سوال:۔ احقر ایک عرصہ سے جامع مسجد کیوڑائی پر خدمت امامت انجام دے رہا ہے۔ احقر کی عین تمنا ہے کہ خدمات شرعیہ امامت وخطابت ودرسیات تاحد معلومات انجام دوں، حالانکہ احقر ملازم سرکاری دواخانہ ہے۔

احقر گورنمنٹ میں اپنی رضا سے وظیفہ پر سبکدوشی کی درخواست دے کر متفقہ رخصت پر مستقر پر کام کرتا رہا پھر خادم زادہ عبدالغنی کے کام امامت اور مدرسہ کا سپرد کرکے جائے ملازمت پر چلا گیا، ہفتہ دو ہفتہ میں ایام تعطیلات میں مستقر پر آکر مدرسہ کی نگرانی کرتا ہوں۔ جب مستقر پر آتا ہوں امامت بھی کرلیتا ہوں۔ لیکن ایک عالم صاحب جمعہ کے دن احقر کی

[1] سورة البقرة الأية ۱۸۴ (ترجمہ) پھر جو شخص تم میں بیمار یا سفر میں ہو تو دوسرے ایام کا شمار رکھنا ہے (بیان القرآن).

اجازت اورخادم زادہ کی اجازت کے بغیر خطابت وامامت کررہے ہیں دعویٰ عالم ہونے کا ہے، یہ خطابت وامامت عالم صاحب کی کیسی ہے، محض نزاع امت کے تحت صبر کررہا ہوں، نہ تو مجلس ومدرسہ نے مجھے معزول کیا نہ استحقاق امامت کے تحت کچھ خامی ہے۔ ایسی صورت میں احقر اورخادم زادہ مستحق ہیں یانہیں یہ عالم صاحب خادم زادہ کی موجودگی میں کسی دوسرے کوامامت کی اجازت دے کرامامت کرواتے ہیں ان کا یہ فعل کیسا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

جس شخص کوخطیب وامام مقرر کردیا جائے بغیر وجہ شرعی کے اس کوالگ کرنا غلط ہے[1] اوراس کی موجودگی میں بغیر اس کی اجازت کے کسی عالم کا خود بخود امامت وخطابت پر قبضہ کرنا درست نہیں۔غلط طریقہ ہے[2]۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

---

[1] قال فی البحر واستفید من عدم صحة عزل الناظر بلاجُنُحَة عدمها لصاحب وظيفة فی وقف بغير جُنُحَة وعدم اهلية الخ (شامی زکریا ص ۵۸۱/ج۱/ کتاب الوقف، مطلب لايصح عزل صاحب وظيفة بلاجُنُحَة أو عدم اهلية. البحر الرائق ص۲۲۷/ج۵/ کتاب الوقف، مطبوعه الماجديه كوئٹه)

[2] امام المسجد الراتب اولیٰ بالامامة من غيره مطلقاً ای وان كان غيره من الحاضرين من هو اعلم واقرأمنه (شامی کراچی ص ۵۵۹/ج۱/ قبیل مطلب البدعة خمسة باب الامامة. شامی نعمانیه ص ۳۷۵/ج۱ . شامی زکریا ص۲۹۷/ج۲) وعن ابی مسعود الأنصاریؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم .... ولايؤم الرجل فی سلطانه ای فی مظهرسلطنته ومحل ولايته أو فيما يملكه أو فی محل يكون فی حكمه (إلی قوله) أدی ذلک الی التباغض والتقاطع وظهور الخلاف الذی شرع لدفعه الإجتماع فلايقدم رجل على ذی السلطنة لاسيما فی الأعياد والجمعات ولاعلی إمام الحی ورب البيت إلا با لإذن. (مرقاة شرح مشكوة ص ۹۰/ج۲/ باب الإمامة، الفصل الاول، مطبوعه بمبئی)

کسی مصلحت سے نماز میں ۵؍منٹ تاخیر کرنا!

سوال:۔ فرض نماز کا وقت جو مقرر ہے امام کسی مصلحت سے پانچ یا چھ منٹ دیر کرسکتا ہے اور امام پر تقاضہ کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

کسی مصلحت یا ضرورت سے اتفاقی طور پر اگر امام ۶/۵ ؍منٹ کی تاخیر کردے تو مقتدی تقاضہ نہ کریں[1] امام کو بھی پابندی کرنی چاہئے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین دارالعلوم دیوبند

جو شخص درس قرآن کو لازم نہ سمجھے اس کی امامت!

سوال:۔ ایک امام مسجد نے ایک گروہ کے سامنے یہ الفاظ طنزیہ انداز میں کہے جب کہ ان سے درس قرآن پڑھنے کے لئے کہا گیا کہ درس قرآن پڑھنا کوئی سنت فرض ہے، از روئے شریعت ایسے شخص کے متعلق کیا حکم ہے؟ اور کیا اس کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے؟ نیز امام صاحب پر توبہ لازم ہے یا نہیں؟

---

[1] وانتظار الجماعة لإمامهم مادام فی سعة من الوقت الخ (عمدة القاری ص ١٥٦ / ج٣/ الجزء الخامس، باب هل يخرج من المسجد لعلة، مطبوعه دار الفكر بيروت) ويجلس بينهما بقدر ما يحضر الملازمون مراعيا لوقت الندب الا فی المغرب (الدر مع الشامی كراچی ص ٣٨٩/ج ١ / باب الاذان، مطلب فی اول من بنى المناتر للاذان. مجمع الانهر ص١١٧ / باب الاذان، طبع دار الكتب العلميه بيروت. بحر كوئٹه ص ٢٦١/ج ١ / باب الاذان)

الجواب حامداً ومصلیاً!

محض اس کہنے کی وجہ سے اس امام کے پیچھے نماز پڑھنا ممنوع نہیں ہے بلکہ جائز ہے رسالہ ''تفسیر درس قرآن'' مفید مضامین پر مشتمل ہوتا ہے لیکن اس کا مخصوص طور پر پڑھنا فرض یا سنت نہیں، ضروری مضامین دیگر کتب ورسائل میں بھی موجود ہیں جس کو جس کتاب سے مناسبت ہو وہ کتاب پڑھ سکتا ہے۔ بس اتنی بات ضروری ہے کہ وہ صحیح ہو غلط نہ ہو اور فہم سے اونچی نہ ہو[1] نیز ایسی طرح نہ پڑھیں کہ نمازیوں کی نماز میں خلل آئے[2]۔

فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفر لہ دار العلوم دیوبند

عورت کی امامت تراویح میں

سوال:۔ اگر کوئی عورت حافظ قرآن ہو تو مثل مردوں کے ختم فی التراویح بصورت امامت اور جماعت نساء اس کے لئے درست ہے یا کسی شرعی قباحت کو مستلزم ہے، اگر کوئی قباحت ہے

---

[1] قال صلّی اللّٰہ علیه وسلّم کلموا الناس بمایعرفون ودعوا ماینکرون أتریدون أن یکذب اللّٰہ ورسوله وهذا فیمایفهمه صاحبه ولایبلغه عقل المستمع فکیف فیما لایفهمه قائله فمن کان یفهمه القائل دون السامع فلایحل ذکره (اتحاف السادة المتقین بشرح احیاء علوم الدین ص۲۵۳/ج۱/ کتاب العلم) الباب الثالث فیما تعده العامة من العلوم المحمودة ولیس منها بیان ما بدل من الفاظ العلوم (طبع دارالفکر بیروت احیاء علوم الدین ص۳۳/ج۱/ بحث سابق المطبعة العثمانیة المصریة)

[2] مستفاد اجمع العلماء سلفا و خلفا علی استحباب ذکر الجماعة فی المساجد وغیرها إلّا ان یشوش جهرهم علی نائم أو مصلّ او قارئ (شامی کراچی ص۶۶۰/ج۱/ باب مایفسد **الصلوة** ومایکره فیها، مطلب رفع الصوت بالذکر. سباحة الفکر فی الجهر بالذکر ص۵۰-۵۲/ مجموعة رسائل لکنوی، طبع لکھنؤ)

تو بقاء حفظ کی اہمیت وضرورت بقاعدہ ''الضرورات تبیح المحظورات '' وبقاعدۃ '' الکراھیۃ ترتفع عند العذر والحاجۃ'' اس قباحت پر غالب ہوگی یا نہیں۔

الجواب حامداًوّمصلیاً!

وکرہ جماعۃ النساء بواحدۃ منھن (مراقی الفلاح) قولہ وکرہ جماعۃ النساء تحریماً للزوم احد المحظورین قیام الامام فی الصف الاول وھو مکروہ اوتقدم الامام وھو ایضاً مکروہ فی حقھن الخ (طحطاوی ص ۱۶۶)[۱]

عبارت منقولہ سے معلوم ہوا کہ عورت کا امام بن کر عورتوں کو نماز پڑھانا مکروہ تحریمی ہے۔ بقائے حفظ کی یہ صورت ہوسکتی ہے کہ خارج نماز میں روزانہ والدہ والد بھائی بہن شوہر اولاد کسی کو سنا دیا کرے اور جتنا سنائے اس کو تراویح یا دوسری نماز میں پڑھ لیا کرے اس سے حفظ بھی باقی رہے گا، اور نمازوں میں طویل قراءت کی عادت بھی ہو جائے گی اور کوئی محظور بھی لازم نہیں آئیگا۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

امام نماز کب شروع کرے

سوال:۔ امام صاحب کس وقت تکبیر تحریمہ یعنی نیت باندھے کتاب وسنت کے مطابق کیا حکم ہے؟

الجواب حامداًوّمصلیاً!

اس میں یہ قول بھی ہے کہ قد قامت الصلوٰۃ پر امام نماز شروع کر دے اور سب مقتدی بھی

---

[۱] طحطاوی علی المراقی ص ۲۴۶ فصل فی بیان من الاحق بالامامۃ. مجمع الانھر ص ۱۶۴/ ج ۱/ باب صفۃ الصلوۃ، فصل فی الجماعۃ، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت. شامی کراچی ص ۵۶۵/ ج ۱/ باب الامامۃ، مطلب اذا صلی الشافعی قبل الحنفی.

اس کی اقتداء میں شروع کردیں دوسرا قول یہ ہے کہ اقامت ختم ہونے پر شروع کرے امام بھی مقتدی بھی اس میں بھی کوئی تشدد اختیار نہ کیا جائے دونوں قول درمختار اور شامی میں مذکور ہیں[۱]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۸۹/۲/۲۵ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین دارالعلوم دیوبند ۸۹/۲/۲۵ھ

مبتلائے خارش کی امامت

سوال:۔ زید امام مسجد ہے خارش میں مبتلا ہے ہر نماز میں تین بار سے زیادہ کھجاتے ہیں۔ یہ عمل کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

زید کو نماز پڑھانے سے احتیاط کرنا چاہئے یہاں تک کہ وہ صحت مند ہو جائے[۲]۔

فقط واللہ اعلم حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] وشروع الامام فی الصلاة منذ قیل قد قامت الصلاة ولواخرحتی اتمها لابأس به اجماعاً وهو قول الثانی والثلاثة وهو اعدل المذاهب کما فی شرح المجمع لمصنفه وفی القهستانی معزیا للخلاصة انه الاصح(الدرالمختار)لان فیه محافظة علی فضیله متابعة المؤذن واعانة له علی الشروع مع الامام(شامی کراچی ص۴۷۹ ج۱ قبیل فصل فی بیان تالیف الصلاة باب صفة الصلاة. طحطاوی مع المراقی ص۲۲۵/ کتاب الصلوة، فصل فی آدابها (ای الصلوة)، مطبوعه مصر. فتاوی التاتارخانیه ص ۵۳۱-۵۳۰/ج۱/ فصل فی بیان آداب الصلوة، طبع ادارة القرآن کراچی)

[۲] ویفسدها کل عمل کثیر مالا یشک الناظر فی فاعله انه لیس فیها(الدر)من اعتبر التکرار ثلاثاً متوالیة فانه یغلب الظن بذلک (شامی ص۶۲۵ ج۱ مطلب فی التشبه، باب مایفسد الصلاة. عالمگیری کوئٹه ص۱۰۲/ج۱/ الفصل الاول فیمایفسدها. البحر الرائق کوئٹه ص۱۱/ج۲/ باب مایفسد الصلاة الخ)

قرآن سے فال نکالنے والے آدمی کی امامت

سوال:-قرآن کے ذریعہ فال کھولنا جائز ہے یا ناجائز؟ اور ایسے عامل کی امامت جائز ہے یا نہیں؟ اسی طرح دوسرے ذرائع سے فال کھولنا کیسا ہے؟ اور سگریٹ نوشی کرنے والے کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قرآن شریف یا کسی اور کتاب سے فال کھول کر اس کو حجت شرعیہ سمجھنا اور اس پر حق و باطل کا فیصلہ رکھنا صحیح نہیں غلط ہے[١]۔حق اور باطل کے فیصلے کے لئے شرعی دلائل کی ضرورت ہوتی ہے،محض رجحان قلبی کے لئے اگر فال لی جائے تو مضائقہ نہیں[٢]۔

ایسے شخص پر کوئی سخت حکم نہیں لگے گا اور نہ اس کی امامت میں کوئی خرابی آئے گی۔جو شخص پیٹ کی خرابی کی وجہ سے بطور دوا سگریٹ پیتا ہے تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں،مگر مسواک وغیرہ سے منہ صاف کر کے مسجد میں آئے[٣]،اس کی امامت بھی درست ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ١٤/١١/٢/١٤٠٠ھ

---

[١] جس طرح مروج ہے وہ ناجائز ہے اور جب بحسب الفال کے درجہ میں ہو تو جائز ہے۔(ملخصاً امداد الفتاویٰ، ص٣٠٠/ج٥/کتاب العقائد والکلام،طبع زکریا دیوبند)

لا یاخذ الفال من المصحف فان العلماء اختلفوا فی ذٰلک فکرهه بعضهم واجازه بعضهم ونص المالكية على تحريمه (شرح فقه اكبر ص١٨٣/ طبع مجتبائی دهلی. الفتاوی الحديثية ص١٢٣/ مطلب فی أنه يكره اخذ الفال من المصحف ، طبع دار المعروف بيروت. المدخل ص٢٧٨/ج١/ كراهة اخذ الفال من المصحف، مطبوعه مصر)

[٢] أن الفال أمل ورجاء للخير من الله تعالىٰ عند كل سبب ضعيف او قوى (شامی زکریا ص٤٥-٤٤/ج٣/ باب العيدين، مطلب فی الفال والطيرة) (بقیہ اگلے صفحہ پر)

گانے بجانے فحش مجلس اوراسکے روکنے والے امام کا حکم

سوال:۔ ایک قریہ کے لوگوں نے بوقت نماز عشاء بالمقابل مسجد ایک مکان پر باجہ گراموفون لگا کرعوام الناس مذکر ومونث کو ہرقسم کے اور ہرعمر کے جمع کر کے تمام رات ایسی بے حیائی میں گزاری قریہ مذکورہ کے امام نے بایں الفاظ منع کیا ،کہ او بے حیاؤ ، بے شرموں اور بے سلیقہ کنجرو، دیوّثو تمہیں شرم نہیں آتی کہ بچوں کو جمع کر کے عورتوں کو بھی شامل کرتے ہو یہ اغوا ہوجائیں گے ایسی بے حیائی کی تعلیم دے رہے ہو،آخرقوم نے یوں ہی رات بے ہودگی میں گزاری جیسے کہ مثال کے طور پر ایک مصرع نقل کرتا ہوں۔

جس کے معنی یہ ہیں:۔

اس سے قبل بھی چندمرتبہ ان کومنع کر دیا گیا تھا،مگرقوم باز نہ آئی تو امام نے اس قوم کی امامت چھوڑ دی تعلیم قرآن چھوڑ دی،اب قوم اپنے استاد جوکہ ان کی چند پشتوں کا امام رہ چکا ہے) کے خلاف طرح طرح کے منصوبے،غیبت وناجائز حملے کررہی ہے اوراپنا دوسرا امام تلاش کررہی ہے،اورقوم کہتی ہے کہ باجے ہمارے پیرصاحب سنتے اور بجاتے آئے ہیں،منع کہاں؟اگر یہ بے حیائی ہوتی تو پیرصاحب کہاں سنتے وغیرہ وغیرہ اورامام کہتا ہے کہ اگر اسلام میں ایسے کھیل کود تماشے کے کام جائز ہیں تو میں ایسے اسلام وایمان سے بیزار ہوں، جوسکھوں کی طرح ہرحال میں یعنی شادی میں ساز وغیرہ کے ساتھ شادی منائی جاوے، اورموت کے وقت میں وہی ڈھولک مولک سے ماتم کی رسم ادا کی جاوے،علاوہ اس کے چند یوم کے بعد

(بقیہ صفحہ گذشتہ) ؎ واکل نحو ثوم ای کبصل ونحوه مماله رائحة كريهة للحديث الصحيح فی النهی عن قربان اكل الثوم والبصل المسجد (شامی زکریا ص ۴۳۵/ج ۲/ باب مایفسد الصلوة ، مطلب فی الغرس فی المسجد. حلبی کبیر ص ۶۱۰/فصل فی احكام المسجد طبع لاهور)

وہی باجہ بجانیوالے دوسرے گاؤں سے ایک عورت بال بچے اور شوہر والی عورت اغوا کر کے رائے پور لے گئے، اور مغویہ کو مسیحی مذہب میں داخل کرنے کی ناپاک کوشش کی جارہی ہے، تاکہ مرتدہ کر کے نکاح اول گر جائے یہ ہے اس وقت کے مسلمانوں کا ایمان اب یہ قوم حق پرست ہے یا امام قوم، اب قوم حق استادی فراموش کرسکتی ہے، یا نہیں اب قوم امام ثانی قائم کرسکتی ہے، یا نہیں، ایسی قوم کا صوم وصلوٰۃ درست ہے یا نہیں، امام عنداللہ مجرم ہے، یا نہیں۔

الجواب حامداً ومصلیا

قوم کے یہ افعال شنیعہ ناجائز اور کبیرہ گناہ ہیں[1] خاص کر غیر کی عورت کو اغوا کر کے مرتد بنانا کفر ہے[2] اگر وہ خدانخواستہ مرتد ہو کر مسیحی مذہب میں داخل ہوگئی تب بھی مفتیٰ بہ قول کے موافق پہلا نکاح فسخ نہ ہوگا[3] اور اس کو مرتد بنانے والا یا اس کے لئے مشورہ دینے والا کافر

[1] أن الملاهی کلها حرام الی قوله قال ابن مسعودؓ صوت اللهو والغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء النبات الی قوله الغناء الذی یسمونه وجداً ومحبة فانه مکروه لااصل له فی الدین ومایفعله المتصوفة فی زماننا حرام لایجوز القصد والجلوس الیه (شامی زکریا ص٥٠٣-٥٠٢/ج٩/ کتاب الحظر وا لإباحة. فتاوی عالمگیری ص٣٥٢/ج٥/ کتاب الکراهیة، الباب السابع عشر فی اللهو والغناء، طبع کوئٹه. مجمع الانهر ص٢١٩/ج٤/ کتاب الکراهیة، فصل فی المتفرقات، طبع دارالکتب العلمیه بیروت)

[2] ویکفر بامره امرأة بالارتداد لتبین من زوجها وبعزمه علی ان یامر بالکفر (البحرالرائق، ص١٢٤/ج٥/احکام المرتدین، طبع کوئٹه. شرح فقه اکبر ص٢٢٥/ مطبع مجتبائی دهلی. تاتارخانیه ص٥٢٦/ج٥/ فصل فی تعلیم الکفر وتلقینه والأمر با لإرتداد، طبع ادارة القرآن کراچی)

[3] ولوارتدت الی قوله وأفتی مشائخ بلخ بعدم الفرقة بردتها زجراً تیسیراً لاسیما التی تقع فی المکفر ولایخفیٰ ان الإفتاء بما اختاره بعض ائمة بلخ اولیٰ من الافتاء فی النوادر. الدرالمختار مع الشامی زکریا ص٣٦٧/ج٤/ باب نکاح الکافر. مجمع الانهر ص٥٤٧/ج١/ باب نکاح الکافر، طبع دارالکتب العلمیه بیروت. بحرکوئٹه ص٢١٤/ج٣/ باب نکاح الکافر. منحة الخالق علی هامش البحر ص٢١٥/ج٣/ باب نکاح الکافر، طبع کوئٹه)

ہوجائے گا اس عورت کو اس کے شوہر کے پاس واپس کرنا فرض ہے[۱]۔ اسی طرح گانے بجانے وغیرہ حرکات سے بھی توبہ لازم ہے[۲]۔ اور جس طرح ہو سکے اپنے ناشائستہ افعال سے توبہ کرکے امام صاحب کو راضی کریں اور امام صاحب کو بھی چاہئے کہ ان لوگوں کو نرمی اور شفقت کے ساتھ نصیحت کریں کہ اس کا اثر زیادہ ہوتا ہے، اور سخت الفاظ استعمال نہ کریں[۳]۔ اور ان کیلئے دعا بھی کریں اور امام صاحب کو بھی چاہئے دوسری جگہ نہ جائیں۔

کیا عجب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ سے قوم کی اصلاح فرمادیں، البتہ اگر قوم سخت مخالف ہوجاوے اور امام صاحب کا رہنا دشوار کردے اور ان کے وہاں رہنے سے اصلاح کی توقع نہ ہو بلکہ فتنہ پیدا ہو تو امام صاحب کو چاہئے کہ کسی دوسری جگہ اپنا انتظام کرلیں[۴]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفی اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۷/۸/۵۷ھ

---

[۱] ان من امر امرأة حتى ترتد عن الاسلام لتبين من زوجها فهو كافر الى قوله فى المضمرات وتجبر **المرأة** على الاسلام ...... وليس لها أن تتزوج إلا بزوجها الاوّل (تاتارخانيه ص۵۲۶/ج۵/ احكام المرتدين، فى تعليم الكفر، طبع ادارة القرآن كراچى. مجمع الانهر ص۵۴۷/ج۱/ باب نكاح الكافر، طبع دارالكتب العلميه بيروت. بحر كوئٹه ص۲۱۵/ج۳/ باب نكاح الكافر)

[۲] أن التوبة من جميع المعاصى واجبة وأنها واجبة على الفور ولايجوز تاخيرها سواء كانت المعصية صغيرة او كبيرة (روح المعانى ص۲۳۶/ج۱۵/ سوره تحريم تفسير الاية ۸، طبع دارالفكر بيروت. شرح للنووى على الصحيح المسلم ص۳۵۴/ج۲/ كتاب التوبة، طبع مكتبه سعد ديوبند)

[۳] وينبغى ان يكون التعريف اوّلا باللطف والرفق ليكون ابلغ فى الموعظة والنصيحة ثم بالتعنيف لابالسب والفحش. (عالمگيرى ص۳۵۲/ج۵/ طبع كوئٹه) كتاب الكراهية، الباب السابع عشر فى الغناء واللهو الخ. وامرهم بالمعروف ونهيهم عن المنكر برفق واخلاص والشفقة عليهم وتوقير كبيرهم ورحمة صغيرهم وتخولهم بالموعظة الحسنة شرح للنووى على الصحيح المسلم ص۵۴/ج۱/ باب بيان ان الدين النصيحة، طبع مكتبه سعد ديوبند)

[۴] لوعلم انهم يضر بونه ولايصبر على ذلک ويقع بينهم عداوة (بقیہ اگلے صفحہ پر)

امامت چھوڑ کر کوئی اور کام کرنا

سوال:۔ میں ایک بستی میں امامت کا کام کرتا ہوں پچاس روپیہ ماہوار پر مگر عزت نہیں ہے، نیز خواہش نفسانی بڑھ جاتی ہے جب گھر پر ہوتا ہوں نفس بھی تابع رہتا ہے اور دل چاہتا ہے کوئی فری کام کروں، اب بتلایئے میں کیا کروں جب کہ امامت ١٢/سال سے کرتا ہوں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

امامت کو محض پیٹ پالنے کا ذریعہ نہ بنایا جائے بلکہ دینی خدمات مسجد کی آبادی جماعت کی پابندی خدا کی رضامندی کی نیت ہونی چاہئے، اگر تنخواہ میں گذارہ نہیں ہوتا تو کوئی دوسرا بہتر کام کر سکتے ہیں، اپنی مصالح کو خود ہی سمجھ لیں۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

جس نے نس بندی کرائی ہو اس کی امامت

سوال: زید اپنی بستی کی مسجد کا امام ہے چند سال قبل زید دہلی جامع مسجد کے امام کے حسب فتویٰ خصی ہو گئے زید کے پیچھے لوگ طوعاً وکرہاً اقتدا کرتے ہیں آیا زید کی امامت شرعاً درست اور صحیح ہے یا نہیں؟ لوگوں کی نماز ہو گی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

جن امام صاحب کے فتوے کے متعلق آپ نے لکھا ہے خود ان کے پیچھے اس فتوے کی وجہ

(گذشتہ کا بقیہ) ويهيج منه القتال فتركه افضل (عالمگیری ص ٣٥٣/ج٥/ طبع کوئٹہ) كتاب الكراهية، الباب السابع عشر في الغناء واللهو. شرح للنووی علی الصحیح المسلم ص ٥٤/ج ١/ باب بيان ان الدين النصيحة، طبع مكتبه سعد ديوبند)

سے لوگوں نے نماز پڑھنی چھوڑ دی تھی اور ان کو مصلیٰ سے ہٹا دیا تھا لیکن اب وہ اپنے فتوے سابق کے خلاف تقریر کرتے ہیں[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند ۹۶/۹/۴ھ

غیر سید کے پیچھے سید کی نماز!

سوال:۔ اگر کوئی سید گھرانے کا عالم مگر قاری نہیں ہے، قرآن کچھ حسن صوت سے اٹک اٹک کر پڑھے اور قاری کسی نیچے خاندان کا ہے تو سید کا اس قاری کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے؟

الجواب حامداًوّمصلیاً!

اقتداء درست ہوجائے گی، یہ بات نہیں ہے کہ سید کی نماز غیر سید کے پیچھے اس کی اہلیت کے باوجود درست نہ ہو[۲]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ

---

[۱] واما خصاء الآدمی فحرام الخ، الدرالمختار علی الشامی زکریا ص۵۵۷ ج۹، کتاب الحظر والاباحة، فصل فی البیع ویکره امامة عبد و اعرابی وفاسق قال الشامی لعل المراد به من یرتکب الکبائر الخ درمختار مع الشامی زکریا ص۲۹۸ ج۲، باب الامامة. الفتاوی الهندیه ص۳۵۷/ج۵/ کتاب الکراهیة، الباب التاسع عشر فی الختان والخصاء الخ. خانیه علی هامش الهندیه ص۴۰۹/ج۳/ کتاب الحظر والاباحة، فصل فی الختان.

[۲] والأحق بالامامة الأعلم بأحكام الصلاةثم الأحسن تلاوة ثم الأورع الخ الدر المختار علی الشامی زکریا، ص۲۹۴/ج۲/ باب الامامة.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل دوم : فاسق کی امامت

فاسق کی امامت

سوال: زید ایک جگہ امامت کرتا ہے وہ افعال قبیحہ میں بھی شرکت کرتا ہے مثلاً ناچ دیکھنا، سنیما دیکھنا، گندے اورفحش مذاق کرنا۔ دین کا مذاق اڑانا وغیرہ وغیرہ کیا ایسے شخص کو امام بنانا اوراس کی اقتداء کرنا جائز ہے!

الجواب حامداًومصلیاً!

ایسےکوامام بنانا جائزنہیں[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبدمحمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

فاسق کی امامت

سوال:۔ فاسق کے پیچھے نماز جائز ہے یانہیں بصورت اول مع الکراہت یابغیر کراہت۔

الجواب حامداًومصلیاً!

فاسق کوامام بنانامکروہ تحریمی ہے۔لو قدموا فاسقاً یأثمون بناء علیٰ ان کراهة تقدیمه

[1] لو قدموافاسقا یاثمون بناءً علیٰ ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم (غنیة ص۵۱۳/ فصل فی الإمامة، طبع لاهور، شامی کراچی ۵۶۰ ج ۱ مطلب البدعة خمسه اقسام، باب الامامة)

کراهة تحریم لعدم اعتنائه بامور دینه وتساهله بلوازمه فلا یبعد منه الاخلال ببعض شروط الصلوٰة وفعل ما ینافیها بل هو الغالب بالنظر الیٰ فسقه ولذا لم تجز الصلوٰة خلفه اصلاً عند مالکؒ اھ غنیه ص ۴۷۹[۲] لیکن اگر اس سے بہتر امامت کے لائق کوئی نہ ہوتو مجبوری ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۴/۱/۵۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبد اللطیف ۱۱/صفر ۵۶ھ

امامتِ فاسق

سوال:۔ زید ایک دارالعلوم میں تعلیم وتدریس دیتا ہے اور جامع کا خطیب بھی ہے بکر اس کا تلمیذ رشید ہے زید اس کے ساتھ لواطت کرتا ہے زید کی اس حرکت شنیعہ سے مطلع ہونے کے بعد بکر سے حلف دے کر دریافت کیا جاتا ہے وہ (بکر) اس حرکت کا اعتراف کرتا ہے تو کیا ایسے خطیب کی امامت شرعاً جائز ہے؟

زید عرصہ دوسال سے ایک دارالعلوم میں درس وتدریس کرتا ہے اور ایک سال سے جامع کا خطیب بھی ہے زید چند طلباء سے لواطت کا مرتکب ہوا چنانچہ نہایت خلوص اور ادب سے زید سے استفسارات کئے گئے جس پر زید نے انکار کیا اور قسمیں اٹھائیں زید ہر بڑی اور چھوٹی بات پر قسمیں اٹھانے کا عادی بھی ہے۔عمر نے تفتیش حالات کے لئے گردونواح کے شہروں میں سے (جہاں زید قبل ازیں رہ چکا تھا اور جہاں اس کے شاگرد اور آشنا ہیں) پتہ لگایا تو خلاف زید ہی شہادت ملی اب ضروری معلوم ہوا کہ لواطت کردہ شدگاں سے بھی پوچھنا لازمی ہے چنانچہ

---

[۲] غنية المستملی ص ۵۱۳/ لاهور، وغنية مطبوعه رحيميه ص ۴۷۹/ فصل فی الامامة. مجمع الانهر ص ۱۶۳/ ج ۱/ فصل فی الجماعة، مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت. شامی كراچی ص ۵۶۰/ ۱/ مطلب البدعة خمسة اقسام، باب الإمامة.

بکر اور دوسرے طالب علم بلائے جن کا پتہ مل سکا بکر نے مسجد میں بیٹھ کر ایک مستند عالم اور ایک مدیر اخبار کی موجودگی میں حلفیہ تمام واقعات صحیح طور پر الم نشرح کر دیئے کہ زید فی الواقع اور دیگر طلباء سے اس جرم کا مرتکب ہوا تھا۔ فتویٰ صادر فرما کر عندی مشکور اور عنداللہ ماجور ہوں۔ کیا زید خطیب رہ سکتا ہے یا ایسی دینی درسگاہ کا مہتمم رہ سکتا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

اگر یہ واقعات صحیح ہیں تو ایسے شخص کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے جب تک وہ پختہ توبہ نہ کرے اور دوسرا امامت کا اہل آدمی موجود ہو تو اس کو امام نہ بنایا جائے بلکہ اس دوسرے آدمی کو امام بنانا چاہئے۔ کرہ امامة العبد والاعمیٰ والاعرابی وولد الزنا الجاهل والفاسق[1] اھ۔

فقط واللہ سبحانہ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۵۵/۸/۲۹ھ

صحیح: عبداللطیف یکم رمضان ۵۵ھ

اگر شرعی ثبوت ان واقعات کا موجود ہے تو مفتی صاحب کا جواب صحیح ہے محض شبہ کی بناء پر یا کسی لڑکے یا غیر معتبر شخص کے کہنے کا اعتبار نہیں۔ سعید احمد غفرلہ

امامت فاسق

سوال:۔ جو شخص خائن فاسق فاجر ہو اس کی امامت وان الفجار لفی جحیم کے تحت کیسی ہے اور نیز فاسق وفاجر کی کھلی علامتیں کیا کیا ہیں۔

---

[1] مراقی الفلاح مع الطحطاوی مصری ص ۲۴۵ / فصل فی بیان الاحق بالامامة . الدر المنتقی ص ۱۶۳ / ج ۱ / فصل فی الجماعة، دار الکتب العلمیه بیروت. تاتارخانیه ص ۶۰۳ / ج ۱ / الفصل السادس من هو احق بالامامة، مطبوعه ادارة القرآن کراچی.

الجواب حامداًوّمصلیاً!

فاسق وفاجر کی امامت مکروہ تحریمی ہے[۱] بشرطیکہ اس سے بہتر امامت کے لائق دوسرا صالح شخص موجود ہو[۲] فاسق وہ شخص ہے جو کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب ہو۔[۳] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند

حافظ فاسق کی امامت

سوال:۔ ایک شخص حافظ قرآن ہے لیکن وہ شریعت کی رو سے فاسق ہے اور یہ حافظ صاحب رمضان المبارک میں قرآن شریف بھی سناتے ہے اور جس مسجد میں یہ حافظ قرآن شریف سناتے ہیں اس میں حافظ صاحب معین ہیں جو کہ تمام سال اس مسجد میں امامت کراتے ہیں یہ امام صاحب اس کے پیچھے تراویح کی نماز اور عشاء کے فرض وغیرہ بھی پڑھتے ہیں اور اہل محلّہ میں سے بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ ہم تو اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے اور اس کے فاسق ہونے کی وجہ سے ہماری تو نماز نہیں ہوتی۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ آیا اس حافظ صاحب کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟ برائے مہربانی جواب مکمل اور مدلل عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداًوّمصلیاً!

سائل نے ان حافظ صاحب کے فسق کی کوئی تفصیل بیان نہیں کہ بلکہ مجمل سوال کیا لہٰذا

---

[۲] ان امامة الفاسق مکروهة تحریماً (طحطاوی علی المراقی ص ۲۴۴/ مصری، باب الامامة. شامی کراچی ص ۵۶۰. کبیری ص ۵۱۳ لاهور الاولی بالامامة.

[۳] هٰذا ان وجد غیرهم (الدر المختار مع الشامی کراچی ص ۵۶۲ ج ۱ مطلب فی امامة الامرد، باب الامامة. البحر الرائق ص ۳۴۹/ ج ۱/ مطبوعه الماجدیه کوئٹه، باب الامامة

[۴] المراد به من یرتکب الکبائر کشارب الخمر والزانی (شامی کراچی ص ۵۶۰ ج ۱ قبیل البدعة خمسة اقسام، باب الامامة

جواب مطلق فاسق کی امامت کا دیا جاتا ہے اب اس کی تحقیق خود سائل کے ذمہ ہے کہ صورت مسئولہ میں فاسق کی تعریف صادق آتی ہے یا نہیں۔

فاسق کو امام بنانا مطلقاً نماز میں خواہ، نماز فرض ہو یا تراویح وغیرہ ہو۔مکروہ تحریمی ہے جب کہ اس سے بہتر متبع سنت مسائل نماز سے واقف امامت کے لائق دوسرا شخص موجود ہو۔ لوقدموفاسقاً يأثمون بناء علىٰ ان كراهة تقديمه كراهة تحريم لعدم اعتنائه بامور دينه وتساهله فى الاتيان بلوازمه فلا يبعد منه الاخلال ببعض شروط الصلوٰة وفعل ماينافيها بل هو الغالب بالنظر الىٰ فسقه[1] اھ كبيرى ص ۴۷۹. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سارنپور ۲۳/ ج/۱/ ۶۹ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ

جھوٹے کو امام ومؤذن بنانا

سوال:۔زید کی کذب بیانی پایۂ تکمیل کو پہونچ گئی ہے، دھوکے باز ہے جھوٹے کیس علماء واہل اللہ پر ڈالے تو کیا اس کو مؤذن رکھا جاسکتا ہے اور امام بنایا جاسکتا ہے۔اس کی مؤذنی اور امامت دائمی طور پر درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

ایسے شخص کو امام بنانا بھی مکروہ تحریمی ہے[2] اور مؤذن بنانا بھی مکروہ ہے[3]۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۳/ ۹۵ھ

---

[1] كبيرى رحيميه ص ۴۷۹ كبيرى لاهور ص ۵۱۳، فصل فى الإمامة، شامى كراچى ص ۵۶۰ / ج ۱ / باب الإمامة. طحطاوى على المراقى ص ۲۴۴ / فصل فى بيان الأحق بالإمامة، مطبوعه مصرى.

[2] ملاحظہ ہو حوالۂ بالا۔

[3] ويكره اذان جنب وفاسق (الدر)وظاهر ان الكراهة تحريمية (شامى ص ۳۹۲/ج ۱ / مطلب فى المؤذن اذا كان غير محتسب، باب الاذان. عالمگيرى ص ۵۴/ ج ۱ / الباب الثانى فى الاذان، مطبوعه كوئٹه. بحر ص ۲۶۳ / ج ۱ / باب الأذان، مطبوعه الماجديه كوئٹه.

زانی کی امامت

سوال:۔ ایک حافظ صاحب کو زنا کرتے ہوئے دیکھا اور اس کو سمجھایا مگر وہ اپنی اس حرکت بد کو نہیں چھوڑتا میں نے ان سے کتنی ہی مرتبہ یہ بھی کہا کہ تم نماز مت پڑھایا کرو تمہارے پیچھے نماز نہیں ہوتی ہے اس لئے حضور سے اس مسئلہ کا فتویٰ تحریراً دریافت ہے تا کہ میں حافظ صاحب کو دکھادوں اور چار آدمی اس کے شاہد ہیں۔

الجواب حامداًوّمصلیاً!

زنا کا ثبوت زانی کے اقرار یا چار عینی ثقہ شاہدوں کی شہادت سے ہوتا ہے بغیر اس کے ثبوت نہیں ہوتا[1] اگر شرعی ثبوت ہے اور امام نے توبہ نہیں کی تو اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ جبکہ اس سے بہتر امامت کے لائق موجود ہو۔ اگر شرعی ثبوت نہیں تو محض بدگمانی کی بنا پر اس کو زانی کہنا جائز نہیں البتہ امام کو اپنا چال چلن ایسا رکھنا ضروری ہے جس سے دوسروں کو بدگمانی کا موقع نہ ملے۔[2]

ویکره امامة عبد واعرابی وفاسق وکراهة تقدیمه ای الفاسق کراهة تحریم الخ درمختار وشامی.[3] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

---

[1] ویثبت **بشهادة** اربعة رجال فی مجلس واحدٍ بلفظِ الزنا ویثبت ایضاً باقراره اربعاً فی مجالسه الاربعة (ملخصاً الدرالمختار مع الشامی کراچی ص۷/۹ ج۴ کتاب الحدود.
عالمگیری ص۱۴۳/ج۲/ کتاب الحدود، الباب الثانی فی الزنا، مطبوعه کوئٹه. بحر ص۴ تا ۶/ج۵/ اول کتاب الحدود، مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

[2] اتقوا مواضع التهم الحدیث (کشف الخفاء ص۴۴/ج۱/ رقم الحدیث ۸۸، مطبوعه بیروت لبنان) (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

سالی سے مذاق کرنے والے کی امامت

سوال:۔ زید وعمر مثلاً آپس میں ہمزلف ہیں اور زید مذکور اپنی سالی کے ساتھ ناشائستہ مذاق کرتا ہے اور دواعیِ جماع کا ظاہراً ارتکاب کرتا ہے۔ اسی بناء پر عمر نے زید کے ساتھ اپنے تعلقات کو ختم کر دیا لہٰذا زید کا یہ فعل شرعاً جائز ہے اور عمر کا اس طرح زید سے تعلق ختم کر دینا بھی جائز ہے یا نہیں؟ اور نیز یہ دونوں حضرات امام ہیں لہٰذا ان دونوں کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں یا ظالم اور مظلوم میں کچھ رعایت ہے؟ اور یہ بھی تحریر کریں کہ کن کن لوگوں سے شرعی پردہ درست ہے؟

الجواب حامداًوّمصلیاً!

یہ طریقہ خلافِ شرع اور ناجائز ہے۔ سالی کو پردہ کرنا لازم ہے۔ تنہائی اس کے ساتھ حرام ہے۔[۱] اگر زید فہمائش کے بعد بھی اپنی حرکت سے باز نہیں آیا اور اس کے فتنہ سے حفاظت کے لئے عمر نے اس سے قطع تعلق کر دیا اور اپنی بیوی کی اس طرح اس سے حفاظت کر لی تو بہت اچھا کیا اس کو ایسا ہی کرنا چاہئے[۲] ایسا کرنے سے عمر کی امامت میں کوئی خلل نہیں، زید البتہ خطاوار ہے اس کو توبہ واحتیاط لازم ہے ورنہ وہ منصبِ امامت سے علیحدہ کرنے کے قابل ہوگا۔ جن

(گذشتہ کا بقیہ) [۳] الدرالمختار مع الشامی کراچی ص ۵۵۹/ج ۱/و ۵۶۰/ج ۱/ شامی نعمانیہ ص ۳۷۶/ج ۱/ قبیل مطلب البدعة خمسة اقسام، باب الامامة. بحر ص ۳۴۸/ج ۱/ مطبوعہ الماجدیہ کوئٹہ، باب الإمامة، حلبی کبیری ص ۱۴-۵۱۳/ فصل فی الامامة، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور.

(صفحہ ہٰذا) [۱] الخلوة بالاجنبية حرام (الدر المختار مع الرد ص ۳۳۵ ج ۵ نعمانیہ، شامی کراچی ص ۳۶۸ ج ۶ فصل فی النظر والمس کتاب الحظر والاباحة.

[۲] هو (حديث النهي عن الكلام) دليل علىٰ وجوب هجران من ظهرت معصيتهٗ (المفهم ص ۹۸ ج ۷ کتاب الرقاق، باب يهجر من ظهرت معصية، مطبوعہ بیروت)

لوگوں سے کسی وقت بھی نکاح جائز ہے ان سے پردہ کرنا لازم ہے[۱]۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲۱/۱۰/۸۵ھ

سالی کے ساتھ زنا سے نہ روکنے والے کی امامت

سوال:۔ ایک شخص کی سالی سے دوسرا شخص زنا کرتا ہے کیا پہلا شخص دیوّث ہوگا یا نہیں اور اسے امام بنانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

وہ شخص دیوث نہیں[۲] البتہ اگر باوجود قدرت کے زنا سے نہیں روکتا تو گنہگار ہے[۳] اور اگر سالی اس کی پرورش میں ہے پھر نہیں روکتا تو انتہائی بے غیرتی ہے اور ایسے شخص کی امامت ناجائز ہے، زانی کی امامت کا ناجائز ہونا بالکل ظاہر ہے[۴]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی معین مفتی مظاہر علوم سہارنپور ۱۸/۸/۵۸ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبد اللطیف ۲۱/شعبان ۵۸ھ

---

[۱] وینظر من الاجنبیة الیٰ وجهها و کفیها فقط وهٰذا فی زمانهم واما فی زماننا فمنع من الشابة (شامی کراچی ص ۳۷۰ ج ۶، شامی نعمانیه ص ۲۳۷ ج ۵ کتاب الحظر والاباحة فصل فی النظر والمس)

[۲] الدیوث هو من لا یغار علی امرأته او محرمه(الدرالمختار مع الشامی کراچی ص ۷۰/ج ۴/ باب التعزیر، بعد مطلب فی الجرح المجرد. البحر ص ۴۴/ج ۵/ کتاب الحدود، فصل فی التعزیر، طبع کوئٹه.

[۳] ان تارک النهی عن المنکر کمرتکب المنکر (الجامع لاحکام القرآن للقرطبی ص ۱۷۴/ج ۳/ الجزء السادس، سورۂ مائده تحت آیت ۶۳، مطبوعه دارالفکر بیروت.

[۴] ویکره إمامة عبد إلی قوله وفاسق من الفسق وهوالخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من یرتکب الکبائر کشارب الخمر، والزانی وآکل الربا ونحو ذلک. شامی کراچی ص ۵۵۹، ۵۶۰/ باب الامامة.

امام صاحب اگر غلط مذاق کریں تو کیا حکم ہے

سوال:۔امام صاحب وضوء کی جگہ بیٹھ کر گندہ گندہ مذاق کرتے ہیں، اور بھی ایسی حرکتیں کرتے ہیں کہ جس سے جماعت کے ٹوٹ جانے کا اندیشہ ہے اور مسجد کی صفائی بند ہوسکتی ہے۔

الجواب حامداًوّمصلیاً!

امام صاحب کی خدمت میں درخواست کی جائے کہ یہ چیز آپ کے منصب کے خلاف ہے اس سے احتیاط فرمائیں[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۶/۴/۹۵ھ

زانی کی توبہ کے بعد امامت!

سوال:۔اگر زانی ایک مرتبہ زنا کرلے تو اس کے پیچھے کتنے روز تک نماز مکروہ تحریمی ہے؟

الجواب حامداًوّمصلیاً!

زانی کی توبہ پر جب وثوق ہو جائے اور وہ اعمال صالحہ اختیار کرے اور اعمال سیئہ سے اجتناب کرنے لگے تو اسکی امامت درست ہوگی[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] عن ابن مسعودؓ قال قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیه وسلّم لیس المؤمن بالطعان ولا باللعان ولاالفاحش ولاالبذی رواہ الترمذی (مشکوٰۃ شریف ۴۱۳، کتاب الآداب باب حفظ اللسان والغیبة والشتم، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند)

[۲] التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّاذَنْبَ لَهُ(مشکوٰۃ شریف ص ۲۰۶/ مطبع یاسر ندیم دیوبند، باب الاستغفار، الفصل الثالث)

ترجمہ:۔گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں۔

چغل خور کی امامت

سوال:۔ جو آدمی چغلخوری کرتا ہو اس کی امامت کیسی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

چغل خوری کبیرہ گناہ ہے[1] اگر امام اس سے توبہ نہ کرے تو اس کی امامت مکروہ ہے[2]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۸۸/۶/۱۳ھ

مرتکب کبائر کی امامت

سوال:۔ ایک شخص کسی محلّہ کی مسجد میں امام ہے اکثر اوقات محلّہ کے لوگوں کے ساتھ غیبت کیا کرتے ہیں بہت باتوں میں جھوٹ کہنا بھی ثابت ہوا۔ عفیفہ عورت پر زنا کی تہمت لگائی کسبی وغیرہ ناشائستہ الفاظ کہے۔ چنانچہ ایسی بے گناہ عورت پر تہمت زنا لگانے کی وجہ سے ایک دفعہ سرکاری عدالت میں مقدمہ دائر ہوکر ماخوذ ہوکر قانوناً جرم ثابت ہونے کے بعد تیس روپیہ جرمانہ بھی دیا ہے اور بھی بعض بعض باتیں مثلاً بیگانہ عورتوں کے سینہ پر ہاتھ پھیرنا۔ چوتڑ پر تھپڑ مارنا۔ کپڑا پکڑ کر کھینچنا وغیرہ افواہ ان کی بابت سنی جارہی ہے اب شرعاً ایسے آدمی کو فاسق

---

[1] النمیمة من الکبائر ای من الذنوب الکبائر (عمدة القاری ص ۱۲۹/ج ۱۱/ الجزء الثانی والعشرون، باب النمیمة من الکبائر، کتاب الادب، مطبوعه دارالفکر بیروت. شامی کراچی ص ۵۶۲/ج ۱/ باب الامامة، مطلب فی امامة الامرد)

[2] وکذا تکره خلف امرد الی قوله وشارب الخمر وآكل الربا ونمّام (شامی کراچی ص ۵۶۲/ج ۱/ شامی نعمانیه ص ۳۷۸/ ۱/ مطلب فی امامة الامرد، باب الامامة. مجمع الانهر ص ۱۶۳/ ج ۱/ فصل فی الجماعة، دارالکتب العلمیه بیروت.

کہا جائے گا یا نہیں۔ اگر شرعاً یہ فاسق ٹھہرا تو اس کے پیچھے جمعہ جماعت مکروہ ہے یا بلا کراہت جائز ہے اگر مکروہ ہے تو کیا مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی ہے، واضح رہے کہ محلّہ کے اکثر مصلیوں کو ان کے عیوب پر واقفیت ہونے کی وجہ سے رغبت اٹھ گئی ہے اوران کے پیچھے نماز پڑھنے سے راضی بھی نہیں ہیں۔

اگر وہ شخص مذکور بزور امام رہے تو جمعہ جماعت میں انتشار پیدا ہو کر سوائے چندان کے قریبی رشتہ داروں کے سارے مصلیان کا دوسری مسجدوں میں منتقل ہونیکا قوی اندیشہ ہے اب کیا اس شخص کو شرعا امام رکھنا ضروری ہوگا یا ان کو معزول کر کے کسی نیک چلن آدمی کو مقرر کرنا بہتر ہوگا۔ بینوا توجروا

الجواب حامداًوّمصلیاً!

غیبت کرنا کسی پاکدامن پر تہمت لگانا وغیرہ گناہ کبیرہ ہیں اور ایسے امور کا مرتکب فاسق ہے اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے اگر کوئی بہتر امامت کا اہل آدمی موجود ہو تو امور مذکورہ کے مرتکب کو امام نہ بنانا چاہئے بلکہ دوسرے شخص کو امام بنانا چاہئے۔ اگر یہ شخص صدق دل سے توبہ کرلے اور اپنی ایسی حرکتوں سے باز آجائے تو پھر اس کی امامت بھی مکروہ نہ ہوگی۔ بہتر یہ ہے کہ شخص مذکور کو مسئلہ سمجھا کر اور فتنہ کا اندیشہ ظاہر کر کے توبہ کرادی جائے۔ اگر وہ نہ مانے اور فتنہ کا اندیشہ ہو تو اس کو امامت سے علیٰحدہ کر کے کسی دوسرے بہتر شخص کو امام مقرر کر دیا جائے۔ اگر اس کی علیٰحدگی میں فتنہ اور دشواری ہو تو کسی دوسری مسجد میں نماز پڑھ لی جائے اگر یہ بھی نہ ہوسکے تو پھر شخص مذکور کے پیچھے بھی نماز مکروہ نہ ہوگی۔ اعلم ان الغیبة حرام بنص الکتاب العزیز وشبه المغتاب باکل لحم اخیه میتاً اذ هو اقبح من الاجنبی ومن الحی[1]

---

[1] شامی نعمانیه ص ۲۶۲ ج۵ فصل فی البیع، کتاب الحظر والاباحة.

شامی ص۲۶۲ج۵ ھو (القذف) من الکبائر باجماع الامة فتح[۱] ویکرہ امامة عبد واعرابی وفاسق تنویر، قوله فاسق من الفسق وھو الخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من یرتکب الکبائر کشارب الخمر والزانی وآکل الربا ونحو ذٰلک کذا فی البرجندی اسماعیل وفی المعراج قال اصحابنا لا ینبغی ان یقتدیٰ بالفاسق الا فی الجمعة لانه فی غیرھا یجدااماماً غیرہ اہ قال فی الفتح وعلیه فیکرہ فی الجمعة اذا تعددت اقامتھا فی المصر علیٰ قول محمد المفتی به لانه بسبیل الی التحول اھ رد المحتار[۲] ص۵۸۴ لو قدموا فاسقاً یاثمون بناء علیٰ ان کراھة تقدیمه کراھة تحریم لعدم اعتنائه باموردینه کبیری[۳] ص ۴۷۹۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۹/۸/۵۵ھ، الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ

صحیح: عبد اللطیف عفا اللہ عنہ ۹/ شعبان ۱۳۵۵ھ

معاصی متعددہ کے مرتکب کی امامت

سوال:۔(۱) جو شخص ہمیشہ اپنی نماز پنجگانہ ادا نہ کرتا ہو بلکہ دیکھا دیکھی کبھی کبھی نماز پڑھتا ہو یا اگر کہیں مسجد میں کبھی کسی نے امام بنایا ہو تو نماز ادا کر لی ورنہ نہیں۔ ایسے شخص کو امام مسجد بنایا جاوے یا نہیں؟

---

[۱] شامی نعمانیه ص۲۶۱/ج۳. شامی کراچی ص۴۳/ج۴/ باب حد القذف.فتح القدیر ص۳۱۶/ج۵/ باب حد القذف، مطبوعه دارالفکر بیروت.

[۲] شامی نعمانیه ص۳۷۶/ج۱. شامی کراچی ص۵۶۰/ج۱/ قبیل مطلب البدعة خمسة اقسام، باب الامامة.

[۳] کبیری رحیمیه ص۴۷۹ کبیری لاهور ۵۱۳ الاولی بالامامة، فصل فی الامامة.

جو شخص نماز پنج گانہ ہمیشہ ادا کرتے ہیں ان کی نماز ایسے شخص کے ساتھ جائز ہے یا نہیں؟

(۲) اور اس شخص کو ایک مرتبہ بستی والوں نے مسجد سے بنظر حقارت علیٰحدہ کردیا ہو اور یہ پھر دوبارہ آنے کی کوشش کر رہا ہو اور اس کی کوشش میں اگر کوئی دوسرا آدمی بستی والے اپنی مسجد میں امام بنانے کو لا رہے ہوں تو یہ امام اپنی طمع نفسی کی وجہ سے ایسے شخص کی برائی کرے اور لوگوں کو اس آدمی کی ناجائز اور جھوٹی برائی کرے جو ہمیشہ علاوہ نماز پنجگانہ ادا کرنے کے نفل اور نماز اشراق بھی ادا کرتا ہے۔

(۳) یہ کہ جس وقت یہ شخص جس کے لئے دریافت کیا جارہا ہے۔ دوبارہ بستی مذکورہ میں اپنے امام ہونے کی خواہش میں آیا ہے اس کو بستی مذکورہ کے باشندے اس کے سامنے یہ لفظ کہیں کہ میاں جی صاحب ہم تم کو دوبارہ امام رکھ لیتے لیکن تمہارے اندر چار عیب سخت ہیں، اس نے دریافت کیا کہ کیا ہیں؟ بستی والے بیان کرتے ہیں کہ وہ یہ ہیں:

(۱) ہم سب لوگ صبح کی نماز پڑھ لیتے ہیں اور تم سوتے رہتے ہو۔

(۲) اگر تمہارے ہم عمر تم کو سونے سے کبھی آکر جگا دیویں تو تم اذان بے وضو مسجد میں جا کر پڑھ دیتے ہو۔

(۳) جب کہ تم نوجوان ہو اور تمہاری بیوی نوجوان ہے اور تم اپنے بستر راحت پر لیٹے ہوئے ہو ہمیں کیا معلوم کہ تم غسل کئے ہوئے ہو یا تم کو غسل کی حاجت ہے ہمارے اٹھانے پر اور جگانے پر تم اٹھ کر مسجد میں فوراً مصلیٰ پر آکر جماعت کرادیتے ہو۔

(۴) تم اکثر مویشی رکھتے ہو جس کے واسطے گھاس وغیرہ کو تم گھسیارے کی شکل ہو کر ہمارے کھیت وغیرہ میں کام کرتے ہو۔ ہم لوگ دور سے کیا شناخت کر سکتے ہیں کہ ہمارے امام مسجد ہیں اگر ہم کوئی لفظ گستاخانہ گھسیارہ سمجھ کر کہتے ہیں تو بے ادبی ہے۔ اس لئے یہ دریافت طلب ہے کہ ایسی حالت جس شخص کی ہے اس کو امام مسجد بنایا جاوے یا نہیں اور جو شخص نماز پنجگانہ کا نمازی ہے اس کی نماز ایسے شخص کے ساتھ ہوجائے گی یا نہیں۔ فقط

الجواب حامداًوّمصلیاً!

اپنے جانوروں کے لئے گھاس کھود کر جائز طریقہ سے لانا اور محنت مزدوری کرنا شرعاً کوئی عیب کی چیز نہیں اس سے امامت میں نقصان نہیں آتا اور گھسیارہ یا کوئی اور لفظ تحقیر وتذلیل کی نیت سے کہنا کسی کو بھی جائز نہیں[1]۔ اذان بلا وضو بھی ہو جاتی ہے۔ لیکن افضل اور مستحب یہ ہے کہ وضو سے کہی جائے[2] جو شخص اپنے مکان سے اپنی بیوی کے پاس سے آیا ہے اس کے متعلق یہ گمان کرنا کہ یہ بے غسل ہے اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں یہ گمان لغو اور ممنوع ہے[3]۔ البتہ اگر تحقیق سے معلوم ہو کہ فلاں شخص کو غسل کی حاجت ہے تو جب تک وہ پاک نہ ہو جائے اس کے پیچھے نماز پڑھنا قطعاً حرام ہے[4]۔ غیبت کرنا حرام ہے[5]۔ پنجگانہ نماز فرض عین ہے اس کا تارک فاسق ہے[6]۔ پس شخص مذکور کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے[7] خصوصاً جب کہ دوسرا نیک آدمی امامت

---

[1] ان كل مايكره الانسان اذا نودى به فلا يجوز (قرطبى ص ٢٩٨ / ج٨ / الجزء السادس عشر سورۂ حجرات تحت آيت ١١ / طبع دار الفكر بيروت، عن رافع بن خديجؓ قال قيل يا رسول اللّٰه اى الكسب اطيب قال عمل الرجل بيده وكل بيع مبرور رواه احمد قال على القارى عمل الرجل بيده اى من زراعة أو تجارة أو كتابة أو صناعة مرقاة، شرح مشكوٰة ص ٢٩٨ ج٣ باب بلا عنوان بعد الكسب، الفصل الثالث، مطبوعه اصح المطابع بمبئى.

[2] وينبغى ان يوذن ويقيم على طهر فان اذن على غير وضوء جاز ......فكان الوضوء فيه استحباباً (هداية ص ٧٤ ج ١ باب الاذان)

[3] يا ايها الذين اٰمنوا اجتنبوا كثيراً من الظن ان بعض الظن اثم، سورة الحجرات الأية. ١٢
ترجمہ:۔ اے ایمان والو بہت سے گمانوں سے بچا کرو کیونکہ بعضے گمان گناہ ہوتے ہیں۔

[4] لا تصح امامته (اى امامة غير الطاهر) لطاهر(مراقى مع الطحطاوى ص ٢٣٤ باب الامامة (مصرى)

[5] ان الغيبة حرام بنص الكتاب العزيز (شامى نعمانيه ص ٢٦٢ ج٥ فصل فى البيع، كتاب الحظر والاباحة)

[6] وتاركها عمداً مجانة اى تكاسلاً فاسق (شامى نعمانيه ص٢٣٥ ج ١ . شامى كراچى ص ٣٥٢ / ج ١ / اول كتاب الصلاة)

[7] ان امامة الفاسق مكروهة تحريماً (طحطاوى ص ٢٤٤ / فصل فى بيان الاحق بالامامة. شامى كراچى ص ٥٦٠ / ج ١ . شامى نعمانيه ص ٣٧٦ / ج ١ / باب الامامة، قبيل مطلب البدعة خمسة اقسام)

کے لائق تہجد گذار موجود ہے۔ایسے غیر پابندِ نماز اور غیبت کرنے والے کو ہر گز ہر گز امام نہ بنایا جاوے۔تاہم اگر وہ توبہ کرلے اور جس کی غیبت کرتا ہے اس سے بھی معاف کرالے اور نماز وجماعت کا پابند ہوجائے تو پھر اس کے پیچھے نماز درست ہوجائے گی۔　　فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۱/۱۲/۵۷ھ، الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۱/ذی الحجہ ۵۷ھ

مرتکب مکروہ کی امامت

سوال:۔مکروہات کے مرتکب اور سنت ومستحبات کی پابندی نہ رکھنے والے کے پیچھے نماز کیسی ہوگی؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

مکروہ ہوگی[۱]۔　　فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

تراویح نہ پڑھنے والے کی امامت

سوال:۔ایک حافظ ہیں پورا یاد نہیں کبھی تراویح نہیں پڑھتے کانوں سے بہرے ہیں مگر جمعہ وعیدین کی امامت ضرور کرتے ہیں۔تو ایسے امام کے پیچھے نماز ہوجاتی ہے یا نہیں؟

---

[۱] کرہ امامة الفاسق (مراقی) والفسق شرعاً خروج عن طاعة الله تعالیٰ بارتکاب کبیرة قال القهستانی ای او اصرارٍ علیٰ صغیرةٍ (طحطاوی ملخصاً ص ۲۴۵ فصل فی بیان الاحق بالامامة (مصری)

الجواب حامداً وّمصلیاً!

اگر وہ صحیح طریقہ سے نماز پڑھادیتے ہیں تو نماز ان کے پیچھے بھی ادا ہوجاتی ہے[۱] لیکن ان کو چاہئے کہ وہ خود ہی امامت سے دست بردار ہوجائیں۔تراویح مستقل ترک کرنا ایک سنت کوترک کرنا ہے جس کا انجام عتابِ الٰہی ہے[۲]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند۴/۱۱/۸۹ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند۴/۱۱/۸۹ھ

جو شخص نماز کا عادی نہ ہو اس کو امام مقرر کرنا

سوال:۔ زید کو نماز پڑھنے کی عادت نہیں مگر وہ امامت کرانے کی لیاقت رکھتا ہے تو اگر اہل محلّہ اس کے واسطے کچھ ٹھہرا کر اس کو امام بنالیں اور وہ اس لالچ کی وجہ سے امام بن جائے اور نماز کا عادی ہو جائے تو آیا اس کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں۔اگر جائز ہے تو وہ

---

[۱] صلی خلف فاسق نال فضل الجماعة افاد ان الصلاة خلفهما اولی من الانفراد (شامی کراچی ص ۵۶۲ ج ۱ باب الامامة قبیل مطلب فی امامة الامرد. البحرالرائق ص ۳۴۹/ج ۱/ باب الامامة، مطبوعه کوئٹه. قاضی خان علی الهندیه ص ۹۲/ج ۱/ فصل فیمن یصح الاقتداء به، مطبوعه کوئٹه)

[۲] (الف) ان اصل التراویح سنة عین فلو ترکها واحد کُرِهَ (شامی کراچی ص ۴۵/ج ۲/ مبحث صلاة التراویح، باب الوتر والنوافل)

(ب)ترک السنة الموکدة قریب من الحرام یستحق حرمان الشفاعة لقولهٖ علیه الصلوٰة والسلام من ترک سنتی لم ینل شفاعتی اه وفی التحریر ان تارکها یستوجب التضلیل واللوم والمراد الترک بلا عذر علی سبیل الاصرار(شامی کراچی ص ۱۰۴/ج ۱/ مطلب فی السنة، کتاب **الطهارة**. طحطاوی علیٰ المراقی ص ۱۵/ فصل سنن الوضوء، مطبوعه مصری. النهر الفائق ص ۳۵/ج ۱/ کتاب الطهارة، دارالکتب العلمیه بیروت.

نماز مکروہ ہوگی یا نہیں اگر ہوگی تو وہ تحریمی ہوگی یا تنزیہی اگر بغیر کچھ ٹھہرائے اس خیال سے امام بن جائے کہ لوگ میری عزت کریں گے اور نماز کا عادی ہو جائے۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

جب تک زید نماز کا عادی نہیں تو فاسق تھا اس کی امامت مکروہ تحریمی تھی[1]۔ جب توبہ کر کے نماز کا عادی ہو گیا تو اس کی امامت جائز ہوگی کچھ ٹھہرا کر امامت کرائے یا بلا ٹھہرائے دونوں حالتوں میں اس کی امامت صحیح ہے رہا نیت کا حال سو وہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے۔ محض قیاس سے اس کی نیت کو فاسد کہہ کر اس کی امامت کو ناجائز نہیں کہا جا سکتا[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند

فجر کے وقت سوئے رہنے اور کم سن بچوں سے تنہائی میں خدمت لینے والے کی امامت

سوال:۔ زید ایک مسجد کا امام ہے، ساتھ ہی بچوں کو تعلیم کا بھی کام ان کے ذمہ ہے۔ امام موصوف بسا اوقات فجر کی نماز مقتدیوں کے بار بار بلانے پر بھی نہیں پڑھاتے۔ تو عاجز آکر دوسرے آدمی کو پڑھانا پڑتا ہے اور امام صاحب سوئے رہتے ہیں۔ کچھ کم سن بچے ایسے بھی ہیں جن کی عمر بارہ چودہ برس کی ہوگی، اپنے کمرہ میں بند کر لینے کے بعد ان بچوں کے ساتھ کیا

---

[1] ان امامة الفاسق مکروهة تحريماً (طحاوی علی المراقی ص ۲۴۴، فصل فی بيان الاحق بالامامة. شامی ص ۵۶۰ ج ۱ قبيل مطلب البدعة خمسة اقسام، باب الامامة. حلبی کبيری ص ۵۱۳/ فصل فی الامامة، مطبوعه سهيل اکيڈمی لاهور. تاتارخانيه ص ۶۰۳/ ج ۱/ الفصل السادس، من هو احق بالامامة، مطبوعه کراچی)

[2] اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّاذَنْبَ لَهُ الحديث (مشکوٰة شريف ص ۲۰۶/ باب الاستغفار والتوبة، الفصل الثالث، مطبوعه ياسر نديم ديوبند)

معاملہ ہوتا ہے، وہ اللہ جانے لیکن بار بار ایسا دیکھنے کے بعد جب ان سے اس کی شکایت کی گئی تو انہوں نے جواب دیا کہ کمرہ بند کر کے ان سے کچھ خدمت کرا لیتے ہیں۔ جس پر سائل نے ان سے کہا کہ خدمت کرانے کے لئے کمرہ بند کرنے کی ضرورت نہیں مگر اس پر قطعاً ان کا دھیان نہیں۔ ایسی شکل میں قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب سے نوازیں کہ امامِ موصوف کا یہ عمل ان کے لئے اچھا ہے؟ اگر نہیں تو امامت کے منافی تو نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

اگر نیند کا غلبہ ہے جس کی وجہ سے بیدار نہیں ہو پاتے تب تو ان کو علیحدہ کرنے کی ضرورت نہیں، البتہ اس کا انتظام ضروری ہے کہ وقت پر بیدار ہو جایا کریں، رات کو بعد عشاء جلد سو جائیں، گھڑی الارم کا انتظام کیا جائے۔ ایسی جگہ اور اس طرح سوئیں کہ ان کو بیدار کرنا سہل ہو، مؤذن یا کوئی اور شخص بیدار کر دیا کریں۔ اگر امام صاحب اسکی فکر اور انتظام نہ کریں بلکہ لاپرواہی سے رہیں جب چاہیں پڑھائیں یا نہ پڑھائیں، وقت پر اٹھیں یا سوتے رہ جائیں، نماز ادا ہو یا قضا ہو جائے ان کو پرواہ بھی نہ ہو تو پھر وہ علیحدہ کئے جانے کے قابل ہوں گے[1]، ایسے بچوں کو بند کمرہ میں ساتھ رہنے سے پرہیز کریں جن سے تہمت کا اندیشہ ہو اور دوسروں کو بھی تہمت لگانے سے بچنا ضروری ہے یہ سخت معصیت ہے[2]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند۔ ٣/٩/٩٢ھ

---

[1] ویکرہ امامة عبد و فاسق واعمی (شامی زکریا ص٢٩٨/ ج٢/ باب الامامة، قبیل مطلب البدعة خمسة اقسام. تاتارخانیه ص٦٠٣/ ج١/ الفصل السادس من احق بالامامة، مطبوعه کراچی. طحطاوی ص٢٤٥/باب الامامة، مطبوعه مصری.)

[2] لیس شئ من العصیان اعظم من البهتان (شرح الفقه الاکبر ص١٩٦/ مطبوعه رحیمیه دیوبند)

تارک نماز کی امامت

سوال:۔ ہمارے گاؤں میں ایک آدمی ہے جس کا کام ذبح وکفن ودفن کا ہے اور اس نے کبھی ہر روز کی نماز اور عیدین کی نماز وخطبہ نہیں پڑھی اور نہ پڑھائی اس پر بھی وہ کہتا ہے کہ عیدین کی نماز پڑھانے والا میں ہوں اور یہ میرا ہی حق ہے اس میں جماعت کا کوئی حق نہیں میرا ہی رائٹ ہے۔ کلکٹر کو فریب دے کر اپنا رائٹ لے کر آیا ہے۔ اس لئے ہم جماعت والے کورٹ میں مقدمہ چلانے والے ہیں کہ پیش امام مسجد کی طرف سے مقرر کیا جاتا ہے یا کہ ملاں کی طرف سے؟ اس باب میں مفصل تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

جو ہر روز کی نماز پابندی سے نہ پڑھتا ہو وہ فاسق ہے اس کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔ **وکره امامة الفاسق العالم لعدم اهتمامه بالدين فتجب اهانته شرعاً فلا يعظم بتقديمه للامامة** اھ (مراقی الفلاح) **كون الكراهة فی الفاسق تحريمية** اھ (طحطاوی[1] ص ۱۶۵)۔

امام مقرر کرنے کا حق بانی مسجد کو ہے پھر اس کے خاندان والوں کو اولاد وغیرہ کو پھر اہل محلّہ کو لیکن امام میں اہلیت ہونا شرط ہے۔ **البانی الاولی بنصب الامام والمؤذن وولدالبانی وعشيرته اولیٰ من غيرهم بنیٰ مسجداً فی محلة فنازعه بعض اهل المحلة فالبانی اولی مطلقاً وان تنازعوا فی نصب الامام والموذن مع اهل المحلة ان كان مااختاره اهل المحلة اولی من الذی اختاره البانی فمااختاره اهل المحلة اولیٰ وان كانا سواء**

---

[1] طحطاوی علی المراقی ص ۲۴۵ باب الامامة، طبع مصر. تاتارخانیه ص ۶۰۳/ ج ۱/ الفصل السادس من هو احق بالامامة، مطبوعه کراچی. حلبی کبیری ص ۵۱۳/ فصل فی الامامة، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور.

فمنصوب البانی اولیٰ اھ (اشباہ[1] ص ۱۴۱) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمد غفرلہ دارالعلوم دیوبند

تارک فرض کو امام بنانا

سوال:۔ایک شخص فرض نماز کا تارک ہے تو اس کو امام بنانا کیسا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً!

ایسے شخص کو تر اویح کا امام بنانا مکروہ تحریمی ہے جو فرض نماز ترک کرنے کا عادی ہے اس کو ہرگز امام نہ بنایا جائے[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

جوامام نماز کی پابندی نہ کرے اس کا حکم

سوال:۔زید بکر کی مسجد کا امام ہے زید کو مسجد کی طرف سے تنخواہ اور نمازیوں کی طرف سے کھانا پابندی سے ملتا ہے زید زیادہ تر سوتا رہتا ہے یہاں تک کہ نماز کا مقررہ وقت نکل جاتا ہے اور بعض اوقات اپنے ذاتی کاروبار یعنی تجارت کی غرض سے دن بھر غائب رہتا ہے اور لوگ فرداً فرداً نماز پڑھ کر اپنے کاروبار میں مشغول ہو جاتے ہیں تو ایسی حالت میں نماز پڑھنے

---

[1] الاشباہ ۱۰۴ کتاب الوقف، الفن الثانی فن الفوائد، طبع اشاعة الاسلام دهلی. الدرالمختار علی الشامی کراچی ص ۴۳۰/ ج۴/ کتاب الوقف قبیل مطلب فی الوقف المنقطع الخ. البحر الرائق ص ۲۳۲/ ج۵/ کتاب الوقف، مطوعه الماجدیه کوئٹه.

[2] ویکره امامة عبد وفاسق واعمی وفی الشامیة بل مشی فی شرح المنیة علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم الخ. (الدرالمختار مع الشامی زکریا ص۲۹۸ تا ۲۹۹/ ج۲/ باب الامامة، قبیل مطلب البدعة خمسة اقسام)

والوں کو بوجہ مجبوری امام کے جماعت کا ثواب ملے گا یا اپنی تنہا نماز کا اور اس کا مواخذہ امام سے قیامت میں ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداًوّمصلیاً!

جب امام تنخواہ لیکر امامت کرتا ہے تو اس کو پابندی لازم ہے عموماً اوقات نماز میں مسجد میں حاضر ہو اور تجارت وغیرہ میں مشغول رہنا اوقات نماز میں اور لوگوں کے واسطے بھی جائز نہیں چہ جائے کہ تنخواہ دار امام کے لئے ایسا شخص حق اللہ اور حق العباد ہر دو کو ضائع کرتا ہے ایسی صورت میں مسجد میں جماعت نہ ہونے کی ذمہ داری امام کے سر ہے مقتدیوں کو چاہئے کہ امام سے پابندی وقت کا مطالبہ کریں اگر امام پابندی نہ کرے تو اس کی تنخواہ وضع کرلیں[1] اور اس کی عدم حاضری کی صورت میں کسی دوسرے شخص کو امام بنا کر جماعت کے ساتھ نماز ادا کریں تنہا تنہا نہ پڑھیں اگر امام پھر بھی پابندی نہ کرے تو اس کو علیحدہ کر کے کسی دوسرے لائق اور پابند کو امام بنائیں اگر کبھی اتفاقیہ طور پر امام کو ضرورت کی وجہ سے کہیں جانا ہو تو مقتدیوں کو اطلاع کر کے یا اپنا نائب مقرر کر کے جانا چاہئے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبد الطیف ۶۱/۶/۲۴ھ

تارک جماعت کی امامت

سوال:۔تارک جماعت کی امامت جمعہ وعیدین میں شرعاً درست ہے یا نہیں؟

---

[1] ولیس للخاص ان یعمل لغیرہ ولو عمل نقص من اجرتہ بقدرماعمل الخ (الدرالمختار علی الشامی کراچی ص ۶/۷۰، باب الاجارۃ الفاسدۃ، مطلب لیس للاجیر الخاص ان یصلی النافلۃ)

الجواب حامداًوّمصلیاً!

جوشخص بلاعذرترک جماعت کا عادی ہواس کوامام بنانامکروہ تحریمی ہے بحالت مجبوری اس کے پیچھے جونماز ادا کی جائے گی اس کا اعادہ لازم نہیں ہوگا۔

قال فی شرح المنیة والاحکام تدل علی الوجوب من ان تارکها بلا عذر یعزر وترد شهادته ویاثم الجیران بالسکوت عنه وقد یوفق بان ذالک مقید بالمداومة علی الترک کما هو ظاهر قوله ﷺ لا یشهدون الصلوٰة اھ رد المحتار[۱] ج ۱ ص ۳۷۱ کراهة تقدیمه کراهة تحریم[۲] اھ ج ۱ ص ۳۷۶ شامی۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبدمحمودغفرلہ دارالعلوم دیوبند

کاروبار کی وجہ سے تارک جماعت کی امامت!

سوال: زید کاروباری مصروفیات کی بناپر جماعت سے نماز نہیں پڑھتا ایسی حالت میں اس کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداًوّمصلیاً!

نماز ہوجائے گی مگراس کوامام بنانامکروہ ہے[۳]۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبدمحمودغفرلہ

---

[۱] شامی نعانیه ص ۳۷۱/ ج ۱. شامی کراچی ص ۵۵۲/ ج ۱. البحر الرائق کوئٹه ص ۳۴۵/ ج ۱/ باب الإمامة، قبیل مطلب فی تکرار الجماعة، باب الامامة. کبیری شرح منیة المصلی ص ۴۷۵/ فصل فی الامامة، طبع مکتبه رحیمیه دیوبند.

[۲] شامی نعمانیه ص ۳۷۶ ج ۱، شامی کراچی ص ۵۶۰/ ج ۱ باب الإمامة، قبیل مطلب البدعة خمسة اقسام، حلبی کبیر ص ۵۱۳/ کتاب **الصلوة**، فصل فی الامامة، طبع لاهور. طحطاوی مع المراقی ص ۲۴۵، فصل فی بیان الأحق بالامامة. (باقی اگلے صفحہ پر)

مستقلاً سنت چھوڑنے والے کی امامت!

سوال:۔ زید ایک مسجد میں امام ہے اور حفظ کے بچوں کو تعلیم بھی دیتا ہے جس کی وجہ سے دو تنخواہیں الگ الگ ملتی ہے۔ مذکورہ امام تمام وقت کی سنتیں نہیں پڑھتا، خواہ وہ مؤکدہ ہوں یا غیر مؤکدہ، کہے جانے پر کہتے ہیں کہ غیر مؤکدہ نہ پڑھنے پر کوئی بات نہیں ہے، یہ تو سب جانتے ہیں لیکن ہر وقت قصداً نہ پڑھنا کیسا ہے ان کے اس فعل سے جاہل طبقہ پر بھی اثر پڑتا ہے، اور ان کے شاگرد ایسا ہی کرتے ہیں۔ ایک نمازی صاحب نے ان کے اس فعل پر ان سے کہا بھی جس کا انہوں نے مذکورہ جواب دیا، مسجد زیادہ تر جاہل محلے والوں کی ہے؟

الجواب حامداًوّمصلیاً!

سنت مؤکدہ کا مستقلاً ترک کرنا اور ترک کی عادت ڈال لینا بدنصیبی ہے۔ حضور اکرم ﷺ کی شفاعت سے محرومی کا سبب ہے[1]، ایسے شخص کو امام بنانا مکروہ ہے[2]، سنتوں کا اہتمام چاہئے

(بقیہ صفحۂ گذشتہ) [3] ان تارکھا (الجماعة) بلا عذر یعذر وترد شهادته (شامی کراچی ص٥٥٢ ج١ قبیل مطلب فی تکرار الجماعة، باب الامامة شرح منیه ٥٠٩/ فصل فی الامامة، طبع لاهور. بحر کوئٹه ص٣٤٥/ج١/ باب الامامة. لو قدموا فاسقاً یا ثمون بناء علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم. حلبی کبیر ص٥١٣/ فصل فی الامامة، طبع لاهور. طحطاوی مع المراقی ص٢٤٥/ فصل فی بیان الاحق بالامامة. شامی نعمانیه ص٣٧١/ج١/ باب الامامة، قبیل مطلب فی تکرار الجماعة)

[1] ترک السنة المؤکدة قریب من الحرام یستحق حرمان الشفاعة لقوله علیه الصلوٰة والسلام من ترک سنتی لم ینل شفاعتی اه والمراد الترک بلا عذر علی سبیل الاصرار (شامی کراچی ١٠٤ ج١/شامی نعمانیه ص ٧١ ج١. مطلب فی السنة وتعریفها، کتاب الطهارة، حلبی کبیر ص٣٨٩/ فصل فی النوافل تحت فروع. طحطاوی مع المراقی ص ٥١/ کتاب الطهارة، فصل فی سنن الوضوء، وکتاب الصلوة، فصل فی النوافل ص٣١٥/ طبع مصر)

[2] یکره امامة عبد واعرابی وفاسق .... واما الفاسق فقد عللوا کراهة تقدیمه بأنه لایهتم لأمر دینه (شامی زکریا ص ٢٩٩–٢٩٨/ج٢/ کتاب الصلوة، باب الامامة، قبیل مطلب البدعة خمسة اقسام. طحطاوی مع المراقی ص٢٤٥/ فصل فی بیان الاحق بالامامة، طبع مصر. مجمع الانهر ص١٦٣/ ج١/ فصل فی الجماعة، طبع دارالکتب العلمیه بیروت)

سنت غیر مؤکدہ کا پڑھنا بھی فضیلت کی چیز اور حسنات میں ترقی کا ذریعہ ہے[١] لیکن اگر کوئی شخص ترک کرے تو اس پر مواخذہ نہیں مگر غیر مؤکدہ کو بھی حقیر اور خفیف سمجھنا درست نہیں[٢] تحفۃ الاخیار میں سنت سے متعلق نہایت اعلیٰ مضامین ومسائل مذکور ہیں استدلال میں حدیث بھی نقل کی گئی ہے[٣]۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

جوامام سنت نہ پڑھے اس کی امامت

سوال:۔ ہم لوگ گاؤں کے رہنے والے ہیں، ہمارے یہاں پر ایک آدمی نماز پڑھاتا ہے اور عشاء کی سنت نہیں پڑھتا ہے اگر اس کو کہتے ہیں تو یہ جواب دیتا ہے کہ میں کہنے سے نہیں

---

١ عن ام حبيبة قالت سمعت رسول الله ﷺ ما من عبد مسلم يصلى لله كل يوم ثنتى عشرة ركعة تطوعاً غير فريضة الا بنى الله له بيتاً فى الجنة (مشكوٰة شريف ص ١٠٣/ج ١/ باب السنن وفضائلها، مكتبه ياسر نديم ديوبند. ترمذى شريف ص ٩٤/ج ١/ كتاب الصلوة، باب ماجاء فى من صلّى ثنتى عشرة ركعة من السنة، طبع مكتبه اشرفيه ديوبند)

ترجمہ:۔ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا جو مسلمان بندہ ہر روز بارہ رکعت نفل نماز پڑھے فرض کے علاوہ اللہ کے واسطے تو اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے لئے گھر بنائے گا۔

٢ ترك السنة لايوجب فساداً ولاسهواً بل اساءة لوعامداً غير مستخف ولوغير عامد فلااساءة ايضا .... ان السنة احد الاحكام الشرعية المتفق على مشروعيتها عند علماء الدين فاذا انكر ذلك ولم يرها شيئاً ثابتاً و معتبراً فى الدين يكون قد استخف بها واستهانها وذلك كفر (شامى زكريا ص ١٧٠/ج ٢/ قبيل مطلب فى قولهم الاساءة دون الكراهة، كتاب الصلاة، حلبى كبير ص ٣٨٩/فصل فى النوافل، فروع لوترك سنة، طبع لاهور. مجمع الانهر ص ١٩٤/ج ١/ باب الوتر والنوافل) مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

٣ تحفة الاخيار فى احياء سنة سيد الابرار مع حاشية نخبة الانظار من مجموعة رسائل الكنوى ج ٤/ طبع ادارة القرآن كراچى.

پڑھنے کا اوراذان بھی نہیں دیتا کہتا ہے کہ میرے اوپر واجب نہیں ہے، دریافت طلب یہ ہے کہ ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا کہ نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

اگراس کے ذمہ اذان نہیں ہے اس لئے وہ اذان نہیں دیتا تو کوئی حرج نہیں ہے دوسرا آدمی اذان دیا کرے، اگر وہ سنتیں وہاں نہیں پڑھتا ہے اپنے مکان پر یا کسی اور جگہ پڑھتا ہے یا لوگوں کے کہنے سے نہیں پڑھتا ہے بلکہ حضرت محمد ﷺ کے فرمانے سے پڑھتا ہے تو کوئی حرج نہیں اس سے اس کی امامت میں نقصان نہیں آتا ہے، اگر وہ سنتیں بالکل نہیں پڑھتا ہے اور نمازیوں کے کہنے سے ضد ہوگئی ہے تو اس کو سمجھا دیا جاوے کہ یہ ضد ٹھیک نہیں ہے اس کا انجام خراب ہے[۱] اوراگر پھر بھی نہ مانے بلکہ سنتوں کو مستقل ترک کردے تو اس سے بہتر متبع سنت کو امام تجویز کرلیا جائے تارک سنت کو امام نہ بنایا جائے۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

رکوع سجدہ میں جلدی کرنے والے کی امامت

سوال:۔ جونماز میں اس قدر جلدی کرے کہ مقتدی تین تسبیح بھی پوری نہ کرسکے تو ایسے امام کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

اتنی جلدی کرنا مکروہ ہے امام کو مقتدیوں کی رعایت اس قدر چاہئے کہ جس سے وہ لوگ

[۱] ان الاثم منوط بترک الواجب او السنة المو كدة لتصريحهم باثم من ترک سنن الصلوات الخمس على الصحيح......المراد الترک بلاعذر على سبيل الاصرار (شامی کراچی ص ۴۷۴ / ج ۱ / مطلب فی قولهم الاساءة دون الكراهة، باب صفة الصلاة، مطبوعه زکریا ص ۱۷۰ ج ۲، البحر الرائق ص ۳۰۲ / ج ۱ / باب صفة الصلاة، مطبوعه الماجديه كوئٹه)

بھی کم از کم تین تین مرتبہ رکوع سجدہ میں تسبیحیں کہہ لیں[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۱/۲۷/۵۵ھ

صحیح: عبد اللطیف ۹/ذی قعدہ ۱۳۵۵ھ، صحیح: سعید احمد غفرلہ

رشوت خور کی امامت

سوال:۔ رشوت خور کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں ایک حافظ صاحب کے متعلق شبہ ہے کہ وہ رشوت کا مال بھی کھاتا ہے اور زمین بھی لیتا ہے تو آیا اس صورت میں اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ فقط۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

اگر اس سے بہتر امام موجود ہو تو رشوت خور کو امام بنانا مکروہ ہے[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند

سود خور کی امامت

سوال:۔ زید سود کھاتا ہے اور لوگوں کا سامان رہن پہ سود رکھتا ہے اور فال وغیرہ دیکھتا ہے

۱؎ ویکرہ ان یعجلهم عن اکمال السنة کذا فی المنیة(عالمگیری ص ۱۰۹ ج ۱ مایکره فی **الصلوٰة** الباب السابع، کتاب الصلاة. شامی زکریا ص ۱۹۹/ج ۲/ باب صفة الصلوة، مطلب فی إطالة الرکوع للجائی)

۲؎ ویکره امامة عبد واعرابی و فاسق من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من یرتکب الکبائر کشارب الخمر والزانی وآکل الربا ونحو ذلک (شامی زکریا ص۲۹۸/ج۲/ قبیل مطلب البدعة خمسة اقسام. طحطاوی مع المراقی ص۲۴۵/ فصل فی بیان الاحق بالامامة، طبع مصر. تاتارخانیه ص۲۰۳/ج ۱/ الفصل السادس اما الکلام فی بیان من هو احق بالامامة، طبع ادارة القرآن کراچی)

اورلوگوں کی قسمت کا حال بیان کرتا ہے اورکان سے بہرا ہے۔قرآن مجید غلط پڑھتا ہے تعویذات قیمۃً فروخت کرتا ہے۔زید مذکوربستی کا امام اورقاضی ہےاورمعمولی مدرس مذکورہ صفات کا حامل ہوکر زید امامت اورقضاۃ کرسکتا ہے یانہیں، اس کا جواب قرآن کریم اوراحادیث مقطوع وفقہ ائمہ مجتہدین اہل السنّت والجماعت کی روسے عنایت فرماویں۔

الجواب حامداًوّمصلیاً!

سود کھانا حرام ہے[۱] اسی طرح سود پر سامان رکھنا حرام ہے[۲]۔ فال دیکھنا بھی منع ہے[۳]۔ اورقسمت کا حال خداتعالیٰ کےسواکسی کومعلوم نہیں۔و لا تدری نفس ماذاتکسب غداً الآیۃ[۴] لہٰذاقسمت کا حال بیان کرناغیب کادعویٰ کرنا ہے یہ سخت خطرناک کبیرہ گناہ بلکہ شرک ہے[۵] بہرا

---

۱. عن جابر قال لعن رسول الله ﷺ اکل الربوا وموکله (الحدیث رواہ مسلم، مشکوٰۃ ۲۴۴ باب الربوا) رسول اللہ ﷺ نے سودکھانے اورکھلانے والے پرلعنت فرمائی ہے۔

۲. لایحل للمرتهن لانه رباً وقیل إن شرطه کان رباً وإلّا لا .... وعن عبد اللّٰه محمد بن اسلم انه لایحل له أن ینتفع بشئی منه بوجه من الوجوه وان اذن له الراهن لانه اذن له فی الربا ..... قلت والغالب من احوال الناس انهم انما یریدون عندالدفع الانتفاع ولولاه لما اعطاه الدراهم وهذا بمنزلة الشرط لان المعروف کالمشروط وهو مما یعین المنع (شامی زکریا ص۸۳/۱۰/ کتاب الرهن. بحر کوئٹه ص۲۳۸/ج۸/ کتاب الرهن)

۳. لا یاخذ الفال من المصحف (شرح فقه اکبر ۱۸۳/ مطبع مجتبائی دهلی. المدخل ص۲۷۸/ج۱/ کراهة اخذ الفال من المصحف، مطبوعه مصر)

۴. سورہ لقمان الآیۃ۳۴/(ترجمہ)اورکوئی شخص نہیں جانتا کہ کل کیاعمل کریگا۔(بیان القرآن)

۵. فالعلم بالغیب امر تفرد به سبحانه ولا سبیل الیه للعباد الا باعلام منه وذکر الحنفیة تصریحاً بالتکفیر (شرح فقه اکبر بتلخیص ۱۸۵/ مطبع مجتبائی دهلی). وحاصله أن دعوی علم الغیب معارضة لنص القرآن فیکفر بها إلّا اذا اسند ذلک صریحاً او دلالة الی سبب من اللّٰه تعالیٰ کوحی والهام ...... ولولم یعتقد بقضاء اللّٰه تعالیٰ او ادّعی علم الغیب بنفسه یکفر (شامی زکریا ص۳۸۵/ج۶/ کتاب الجهاد، باب المرتد، مطلب فی دعوی علم الغیب. النبراس ص۳۴۳/ مسئلة علم الغیب، طبع امدادیه ملتان)

ہونے میں اس کے اختیار کو کچھ دخل نہیں اس میں وہ معذور ہے اور نہ اس سے امامت وغیرہ ناجائز ہوسکتی ہے۔قرآن مجید غلط پڑھنے سے بسا اوقات ایسی غلطی ہوتی ہے۔کہ اس میں معنیٰ بگڑ کر نماز فاسد ہوجاتی ہے[1] جائز تعویذ پر معاوضہ لینا یا اس کو فروخت کرنا بھی منافی امامت نہیں[2] یہ جملہ امور زید کو اوّلاً نرمی سے سمجھا دیئے جاویں اگر وہ ناجائز امور سے توبہ کر لے تب تو خیر ورنہ اس کو امام بنانا ناجائز ہے۔اس کو امامت سے علیٰحدہ کرکے دوسرے صالح اور لائق شخص کو امام بنایا جائے زید اگر توبہ کرکے امام رہے یا امامت سے علیٰحدہ کردیا جائے۔ ہر صورت میں اس کو قرآن مجید صحیح کرنا ضروری ہے غلط پڑھنے سے خود اس کی نماز خراب ہوگی اور مقتدی بھی کم از کم دو تین سورتیں ضرور صحیح کرلے اتنے بقیہ قرآن مجید صحیح ہو۔انہیں صحیح سورتوں کو نماز میں پڑھا کرے[3]۔

ویکرہ امامة عبد واعرابی وفاسق اھ تنویر[4] لو قدموا فاسقاً یاثمون بناءً علیٰ ان کراھة

---

[1] ما غیر المعنیٰ تغییراً یکون اعتقاده کفراً یفسد فی جمیع ذٰلک (شامی نعمانیه ۴۲۴/ج ۱/ مسائل زلة القاری، طحطاوی مع المراقی ص ۲۷۶/ باب مایفسد **الصلوٰة**، طبع مصر. فتاویٰ تاتارخانیه ص ۴۶۲/ج ۱/ کتاب الصلوة، نوع آخر فی زلة القاری، الفصل الاول، طبع ادارة القرآن کراچی)

[2] یجوز الاجر علی الرقی (عمدة القاری ص ۹۶/ج ۱۲/ کتاب الاجاره. شامی کراچی ص۵۷/ج۱۶/ شامی نعمانیه ص ۳۶ج۵، باب الاجارة الفاسدة العرف الشذی علی هامش الترمذی ص۲۷/ج۲/ ابواب الطب عن رسول اللّٰہ صلّی الله علیه وسلّم، باب ماجاء فی اخذ الاجر علی التعویذ، طبع رشیدیه دهلی)

[3] واما حفظ مقدار الفرض فمعلوم أنه من شروط الصحة (طحطاوی مع المراقی ص ۲۴۲/ فصل فی بیان الاحق بالامامة، طبع مصر. الدرالمختار مع الشامی ص ۲۹۴/ج۲/ کتاب الصلوة، باب الامامة، طبع مکتبه زکریا دیوبند)

[4] الدر المختار مع الشامی کراچی ص ۵۵۹/ج ۱/ شامی نعمانیه ص ۳۷۶ج ۱ قبیل مطلب البدعة خمسة اقسام باب الامامة.

تقدیمه کراهة تحریم اھ کبیری[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۴/۲/۵۹ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ ۲۵/ صفر، صحیح: عبد اللطیف ۲۷/ صفر ۵۹ھ

غاصب کی امامت

سوال:۔ایک امام جو مدت سے مسجد میں رہتا تھا اس نے پانچ ملزموں پر دعویٰ کیا کہ ان لوگوں نے زمین مسجد معافی خدمت بوئی ہے یا جبراً گاؤں والوں نے بوائی ہے اور میرے ہل چھڑا دیئے اور یہ کہتا ہے کہ یہ زمین ملک مسجد معافی خدمت نہیں ہے اور زمیندار اہل ھنود سے ہے جس نے زمین مسجد کے نام کی ہے وہ کہتا ہے کہ ملک مسجد معافی خدمت ہے اور امام کہتا ہے کہ میری ہے اس میں مسجد کا کوئی حق نہیں تو اس شخص کے پیچھے یا اس کے بھائی اولا د وغیرہ کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

جو شخص مسجد کی ملک کو اپنی ملک بتائے اور دعویٰ اپنی ملک کا کرے اور زمین مسجد دبانا چاہے وہ شخص شرعاً فاسق ہے لہٰذا اس سے بہتر اگر امامت کا اہل کوئی دوسرا شخص مل جاوے تو اس کو امام بنانا چاہئے۔ اس کو امام بنانا مکروہ ہے جب تک وہ پختہ توبہ نہ کرے اسی طرح اس کا بھائی یا اولاد اس کے فعل پر راضی اور اس کے مددگار رہوں تو ان کو بھی امام نہ بنانا چاہئے[۲] جب

---

[۱] کبیری ص ۵۱۳/ فصل فی الامامة (طبع لاهور)

[۲] ویکره ان یکون الامام فاسقاً (تاتارخانیه ص ۶۰۳/ ج ۱/ کتاب الصلوة، الفصل السادس اما الکلام فی بیان من هو أحق بالامامة، طبع ادارة القرآن کراچی. حلبی ص ۵۱۳/ فصل فی الا مامة، طبع سهیل اکیڈمی لاهور. شامی کراچی ص ۵۶۰ ج ۱ باب الامامة، قبیل مطلب البدعة خمسة اقسام، طبع کراچی)

تک وہ سچے دل سے توبہ نہ کریں۔ لیکن اگر وہ نماز پڑھادے تو ادا ہو جائے گی [۱]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۴؍۷؍۵۲ھ

صحیح: عبد اللطیف ناظم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۶؍رجب المرجب ۵۲ھ

جعلساز وفریبی کی امامت

سوال:۔ ایک شخص مسمیٰ محی الدین جس پر ہم لوگوں کے بہت احسان ہیں۔ چچا مرحوم نے انہیں نہایت پریشانی اور خستہ حالی کے وقت ایک کمرہ کرایہ پر دلایا، کھانے وغیرہ کا انتظام کیا اور ایک مسجد میں کمیٹی والوں سے بڑی سفارش کر کے ان کو مسجد کی امامت دلوائی وغیرہ وغیرہ۔ مگر وہ شخص نہایت جعل ساز فریبی اور جھوٹا ثابت ہوا، کرایہ کا مکان بھی جعل کر کے غصب کر لیا اور مسجد میں تفرقہ فتنہ وفساد پیدا کر دیا جس کی وجہ سے کافی خلفشار ہے اور متولیان وممبرانِ مسجد نے آنا چھوڑ دیا اور اس کی نازیبا حرکتوں کی وجہ سے الگ جماعت اسی مسجد کے بالائی حصہ میں کرتے ہیں جن کی تعداد بیس، چالیس آدمی ہیں۔ تو کیا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟ جو اپنے مفاد کی خاطر غلط بیانی اور کذب بیانی سے مسجد کے اندر شر وفساد برپا کئے ہوئے ہیں اور بہت خلفشار پھیلا دیا۔ امید ہے کہ جواب سے مطلع فرمائیں گے۔

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

جھوٹ بولنا اور دھوکہ دیکر جعلی بیع نامہ بنانا اور دوسرے کے مکان پر غاصبانہ قبضہ کرنا شرعاً

---

[۱] واذا صلّی خلف فاسق او مبتدع یکون محرزاً ثواب الجماعة ای مع الکراهة إن وجد غیرهم وإلا فلاکراهة. مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص۲۴۶ / کتاب الصلوة، فصل فی بیان الأحق بالامامة، طبع مصر. تبیین الحقائق ص۱۳۶-۱۳۵ / ج ۱ / باب الامامة، طبع امدادیه ملتان. الدر المختار مع الشامی زکریا ص ۳۰۱ / ج ۲ / باب الامامة، قبیل مطلب فی امامة الامرد)

ناجائز ہے اور سخت گناہ ہے[۱] اگر یہ تحریر کردہ واقعات اسی طرح ہیں۔ ان میں جھوٹ نہیں تو ایسے شخص کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے[۲] تاوقتیکہ امام توبہ کر کے اپنی اصلاح نہ کرے اس کے پیچھے نماز مکروہ ادا ہوگی۔ دوسری جماعت اسی مسجد میں کرنا بھی مکروہ ہے[۳] اس سے بھی پرہیز لازم ہے۔ اس سے مستقل خلفشار پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کی اجازت نہیں۔ مناسب یہ ہے کہ چند معزز دیندار آدمی سر جوڑ کر تعصب سے علیٰحدہ ہو کر اصل واقعہ کی تحقیق وتفتیش کر کے خلفشار کو ختم کر دیں یا امام کو الگ کر دیں یا جماعتِ ثانیہ کو ختم کر دیں۔ جس کی غلطی ہو وہ اپنی غلطی تسلیم کرے اور سب اتفاق کے ساتھ رہیں۔

تنبیہ:۔ اس کا بھی لحاظ ضروری ہے کہ امام اور مقتدی ہر ایک منصب کی رعایت رکھتے ہوئے بیان لیا جائے اور معاملہ نمٹا دیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۹/۱/۹۴ھ

جعلسازی کرنے والے کی امامت

سوال:۔ زید ایک اسلامی ادارہ میں تنخواہ دار امام ہے۔ زید نے ادارہ کو اپنے حجرہ مسکونہ کی مرمّت کرانے کی اطلاع دی اور مبلغ چالیس ۴۰ روپئے مطالبہ کیا۔ ادارہ نے اس سے

---

[۱] عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم من علامات المنافق ثلاث اذا حدث كذب واذا وعد اخلف واذا أوتمن خان "وزاد في رواية" وان صام وصلى وزعم انه مسلم (مسلم شريف ص ۵٦/ج ۱/ كتاب الايمان، باب خصال المنافق، طبع مكتبه سعد ديوبند)

[۲] ان امامة الفاسق مكروهة تحريماً (طحطاوى على المراقى ص ۲۴۴، فصل فى بيان الاحق باب الامامة، شامى ص ۵٦۰/ج ۱/ مطلب البدعة خمسة اقسام، باب الامامة، طبع كراچى. تاتارخانيه ص ٦۰۳/ج ۱/ كتاب الصلوة، الفصل السادس اما الكلام فى بيان من هو احق بالامامة، طبع ادارة القرآن كراچى)

[۳] ويكره تكرار الجماعة، فى مسجد محلة باذان واقامة (شامى كراچى ص ۵۵۲/ج ۱/ مطلب فى تكرار الجماعة باب الامامة. بحر كوئٹه ص ۳۵٦/ج ۱/ كتاب الصلوة باب الامامة)

ادائیگی مبلغ چالیس ۴۰ روپئے کی رسید طلب کی تو امام مذکور نے ایک رسید اپنی ادائیگی کی تصدیق کر کے ادائیگی کا مطالبہ کیا۔ ادارہ کے افسر اعلیٰ نے اس مرمّت کی جانچ کے لئے ایک شخص کو متعین کر دیا جس پر اس نے رپوٹ دی کی حجرہ کی مرمّت ایک صاحبِ خیر نے اپنی جانب سے کرادی ہے اور امام مذکور کا مطالبہ غلط ہے اور رسید جعلی ہے۔ امام مذکور نے اپنی غلطی تسلیم کر لی۔ کیا اس صورت میں امام قابلِ امامت ہے؟ اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

امام نے جعلسازی کر کے غلط طریقہ پر ناحق روپیہ وصول کرنا چاہا مگر اللہ پاک نے ناکام کر کے اس کو بچادیا وہ ناحق روپیہ وصول نہیں کر سکا جب اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کی اور کرم کر کے ناجائز روپیہ اس تک نہیں پہونچنے دیا تو اب اگر وہ اپنی غلطی پر نادم ہو کر توبہ کر لے تو مقتدی کو بھی چاہئے کہ اس کو معاف کر دیں۔ التَّائِبُ مِنَ الذَّ نبِ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ الحدیث۔[1]

امید ہے کہ اس سے امام کی اصلاح ہوگی اور وہ آئندہ ایسا اقدام نہیں کرے گا۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیو بند ۸۷/۹/۱۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیو بند ۸۷/۹/۱۸ھ

وقف بورڈ سے متعلق ایک مسجد کے امام کے حالات

سوال:۔(۱) امام مسجد کا عام رویہ مقتدیانِ مسجد کے ساتھ ترش روئی کا رہتا ہے اور مقتدی ان سے ہمیشہ ناراض رہتے ہیں۔ شرعی اعتبار سے اس امام کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

[1] من حدیث ابن مسعود مشکوٰۃ ۲۰۲/ج ۱/ باب الاستغفار والتوبة، طبع یاسر ندیم اینڈ کمپنی دیوبند، ابن ماجه ص ۳۱۳ ابواب الزهد، باب ذکر التوبة طبع مکتبه اشرفیه دیوبند. ترجمہ: گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جس کے ذمہ کوئی گناہ نہیں۔

(۲) جب جی میں آیا اذان دیتے ہیں اور جب جی میں آیا جماعت کرتے ہیں جن سے مقتدیوں کو سخت تکلیف ہوتی ہے۔ ان سے بارہا کہا گیا کہ اذان اور جماعت کا وقت مقرر فرمادیجئے آج تک امام صاحب مذکور نے وقتِ اذان وجماعتِ پنجگانہ مقرر نہیں کیا۔ اس بات پر اصرار کیا گیا تو فرماتے ہیں کہ میں بورڈ کا ملازم ہوں، میرا مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ کیا ایسے امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

(۳) امام صاحب مذکور کھُلا جھوٹ بولتے ہیں، غیبت کرتے ہیں۔ کیا ایسے امام کے پیچھے شرعی طور پر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۴) امامِ موصوف پنجاب ہریانہ مسلم وقف بورڈ سے فرائضِ امامت کی تنخواہ پاتے ہیں۔ ان سے کہا گیا کہ مسجد میں جو تیل سرسوں آتا ہے اس کو اپنی ذات پر استعمال نہ کریں۔ قبل ازیں ان سے اس بات پر جھگڑا ہوا، اور فتویٰ منگایا گیا جس میں مسجد کا تیل ان کے لئے ناجائز قرار دیا گیا۔ امام صاحب نے تیل اپنی ذات پر استعمال نہ کرنے کا وعدہ کیا اور تیل مقتدیوں کے حوالہ کرتے رہے جس کو فروخت کرکے چھوٹے چھوٹے مصارف کی تکمیل کی جانے لگی۔ اب پھر امام مذکور نے یہ تیل اپنی ذات پر استعمال کرنا شروع کردیا ہے۔ کیا یہ تیل امام صاحب کیلئے جائز ہے؟ اور ایسے امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب: حامداًومصلیاً!

امام صاحب کی ان کوتاہیوں اور غلطیوں کے باوجود جو نمازیں ان کی اقتداء میں پڑھی گئی ہیں وہ ادا ہوگئیں۔ ان کے لوٹانے کی ضرورت نہیں۔ جب کہ دوسری مسجد نماز کے لئے وہاں کھلی ہوئی نہیں ہے تو مجبوراً امامِ موصوف کے پیچھے نماز ادا کرتے رہیں۔ جماعتِ مسجد ترک نہ کریں[۱]۔

---

[۱] وفی النهر عن المحيط صلى خلف فاسق او مبتدع نال فضل الجماعة. افاد ان الصلاة خلفهما اولیٰ من الانفراد (شامی کراچی ص ۵۶۲/ج ۱/ قبیل مطلب فی امامة الامرد، باب الامامة. المحيط البرهانی ص ۱۸۰/ج ۲/ الفصل السادس احکام الامامة والاقتداء، طبع بیروت. فتاویٰ تاتارخانیه ص ۶۰۳/ج ۱/ الفصل السادس من هو احق بالامامة، کتاب الصلاة، طبع ادارة القرآن والعلوم الاسلامیه کراچی)

حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم نے حجاج ابن یوسف کے پیچھے نماز پڑھی ہے[۱]۔ جماعت ترک نہیں کی۔ حدیث پاک میں ارشاد ہے صلوٗا خلف کل برٍ وفاجرٍ[۲] (ابوداؤد شریف[۳]) جس میں ہر فاجر اور نیک کے پیچھے نماز پڑھنے کے لئے فرمایا گیا ہے۔ ذاتی رنجش سے متاثر ہو کر جماعت ترک کر کے گھر پر نماز پڑھنا غلط اور شرعاً مذموم ہے۔ امام صاحب سے جو شکایات ہیں ان کی اطلاع باقاعدہ وقف بورڈ کو کی جائے وہاں سے فہمائش ہوگی، تو امید ہے کہ شکایات دور ہو جائیں گی ورنہ وقف بورڈ کی طرف سے شکایات دور کرنے کا انتظام کر دیا جائے گا۔ مثلاً جنتری سامنے رکھ کر اوقاتِ نماز کے لئے سال بھر کا نقشہ بنا کر مسجد میں لٹکا دیا جائے گا جس سے سب کو سہولت ہو جائے گی۔ جو بچے امام صاحب کے سپرد ہیں ان کا امتحان لیا جائے گا کوتاہی ہوگی تو تنبیہ کی جائے گی۔ وقت پر غیر حاضری ہوگی تو اس کا بھی انتظام کیا جائیگا۔ جب امام صاحب سے آپ لوگوں نے خود معاملہ نہیں کیا تو آپ بازپُرس قوت سے نہیں کر سکتے۔ وقف بورڈ سے معاملہ کیا ہے وہاں سے بازپُرس خوب ہو سکتی ہے۔ اس کا اثر بھی امام صاحب پر ہوگا۔

---

[۱] وروی الشیخان ان ابن عمر کان یصلی خلف الحجاج وکذا کان انس یصلی خلفه ایضاً (بذل المجهود ص ۳۳۲ ج ۱ باب امامة البر والفاجر. مکتبه رشیدیه سهارنپور. بدائع الصنائع ص ۳۸۶/ ج ۱/ فصل من یصلح للامامة، مکتبه زکریا دیوبند. اعلاء السنن ص ۲۰۶/ ج ۴/ باب جواز الصلاة خلف الفاسق، مکتبه امدادیه مکة مکرمة)

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ حجاج کے پیچھے نماز پڑھتے تھے اور ایسے ہی حضرت انسؓ بھی اس کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔

[۲] سنن البیهقی ص ۱۹ ج ۴ باب الصلاة علی من قتل نفسه، کتاب الجنائز من حدیث ابی هریرة. اداره تالیفات اشرفیه، ملتان پاکستان.

[۳] واخرج ابوداؤد بمعناهٗ فی کتاب الجهاد ص ۳۴۳ ج ۱ باب فی الغزو مع ائمة الجور. واما فی کتاب الصلوة، باب امامة البر والفاجر فمذکور فی المتن فی النسخة المصریة (بذل المجهود ص ۳۳۲/ ج ۱/ باب امامة البر والفاجر، کتاب الصلوة، طبع مکتبه رشیدیه سهارنپور)

(تنبیہ) آپس کے اختلافات کو ختم کیجئے اس اختلاف کی وجہ سے مسجد کو ویران نہ کیجئے ایسا نہ ہو کہ اس مخالفت کی نحوست سے یہ مسجد بھی دیگر مساجد کی طرح بند ہو جائے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم　　حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۹۵/۹/۱۱ھ

امام کے متعلق چند خرابیاں!

سوال:۔جس امام کے اندر مندرجہ ذیل کمزوریاں ہوں تو اس امام کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے۔

(۱) جو اپنے مقتدیوں میں سے کسی ایک سے ترک موالات کرے۔

(۲) جو بڑے دنوں پر گھر گھر جا کر چاول یا آٹا جمع کرے۔

(۳) جو نماز پڑھانے کی اجرت طلب کرتا ہو۔

(۴) جس کے متعلق یہ شبہ ہو کہ زانی ہے اگرچہ شرعاً اس پر زنا ثابت نہ ہو۔

(۵) جو شخص کسی پر جان بوجھ کر قرض جتائے، اس نے لیا ہی نہ ہو صرف اپنے آپ کو کسی جرم سے بچانے کی خاطر۔

(۶) جو بستی کے چند نکھٹو پنچوں کی کٹھ پتلی بن گیا ہو؟۔

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

(۱) ترک موالات کی وجہ معلوم ہونی چاہئے شرعی ہے یا غیر شرعی؟

(۲) یہ جمع کرنا کس نظم اور کس مقصد کے تحت ہے؟

(۳) کیا تنخواہ ماہانہ یا ششماہی یا سالانہ طلب کرتا ہے یا ایک نماز پڑھانیکی اجرت طلب کرتا ہے؟

(۴) شبہ کرنے والے مجرم ہیں۔ جب کہ بلا ثبوت شرعی شبہ کرتے ہیں[1]۔

---

[1] عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ اياكم والظن فان الظنّ اكذب الحديث ولاتحسسوا ولاتجسّسوا الخ متفق عليه (مشكوة شريف ص۴۲۷/ج۲/ كتاب الادب، باب ماينهى عنه من التهاجر والتقاطع واتباع العورات، طبع ياسرنديم اينڈ كمپنى ديوبند)

(۵) اگر یہ قرض جتانا جھوٹ ہے تو وہ شخص کیوں نہیں کہہ دیتا کہ میں نے قرض نہیں لیا، نیز کوئی جرم اس پر ثابت ہے جس سے بچنے کی خاطر یہ قرض جتایا ہے یا یہ بھی ۴۔ کی طرح ہے غرض بات مجمل ہے۔

(۶) اس کی بھی تفصیل سامنے آنی ضروری ہے۔

کسی کی امامت کو مجروح کرنے کے لئے غلط قسم کی کوشش کرنا قبیح ومذموم ہے اس سے پرہیز کیا جائے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

ایک امام صاحب کی کوتاہیاں

سوال: ۔آج سے ایک ماہ قبل ایک صاحب اپنے پیسے کاغذ کے ٹھونگے میں رکھ کر مسجد کے برآمدہ میں بھول کر چلے گئے تھے۔ نماز عشاء میں ایک گھنٹے بعد جب ان کو یاد آیا تو وہ دوبارہ مسجد آئے جب کہ مسجد کھلی تھی اور امام صاحب موجود نہیں تھے قریب ہی ایک دعوت میں شریک تھے۔ اس شخص نے متولی مسجد سے رجوع کیا جو کہ مسجد ہی میں موجود تھے۔ متولی نے امام صاحب کے لڑکے کو امام صاحب سے معلوم کرنے کے لئے بھیجا۔ امام صاحب نے کھانے کے درمیان اس واقعہ سے انکار کر دیا مگر دوسرے ہی دن صبح کو خود جا کر مذکورہ رقم اس شخص کے گھر پہنچا دی دریافت کرنے پر امام صاحب نے فرمایا کہ محض تنبیہ کی غرض سے رات کو نہیں بتلایا۔ اس واقعہ کا بیان امام صاحب نے ہر موقعہ پر مختلف دیا جس کی وجہ سے لوگوں میں بے چینی پھیل گئی اور لوگ ان کو بدنیت تصور کرنے لگے۔ اس واقعہ سے ان چند حضرات نے نمازِ جماعت ومسجد دونوں ترک کر دی ہے اور اپنے گھروں پر پنج وقتہ نمازیں ادا کرتے ہیں اور نمازِ جمعہ دوسری مسجد میں ادا کرتے ہیں۔ اس وجہ سے بظاہر دو جماعتیں بن گئی ہیں۔ اکثریت امام کی ہمدرد ہے اور سختی سے ان کی بحالی اور مشاہرہ میں اضافہ کی متمنی ہے جب کہ ان چند افراد کا مطالبہ

ہے کہ امام صاحب کو فوراً برطرف کردیا جائے۔

(۲) ایک بیمار نے نذر مانی تھی کہ صحت مند ہونے پر ایک گائے قصائی سے خرید کر صدقہ کردوں گا۔ امام صاحب قصائی سے پہلے ہی طے کرچکے تھے کہ گائے کی جو بھی قیمت ہو میں تم سے مبلغ سو روپئے لے لوں گا۔ جوں ہی وہ شخص قصائی کو گائے کی قیمت دیکر گیا امام نے قصائی سے طے شدہ رقم وصول کرلی۔ اس واقعہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ امام صاحب صدقہ لینے سے بھی پرہیز نہیں کرتے۔

(۳) زید نے مسجد کی موم بتیاں کئی مرتبہ فروخت کی ہیں اور کمیٹی کی میٹنگ میں دریافت کرنے پر بتایا کہ سب جلادی گئی ہیں۔ اس پر ممبر کمیٹی نے بیان دیا کہ فلاں شخص نے موم بتیاں فروخت کی ہیں جس کا میں ثبوت دے سکتا ہوں۔ تب زید نے اقرار کیا کہ ہاں میں نے کچھ موم بتیاں فروخت بھی کی ہیں۔ اس واقعہ سے غلط بیانی کا ثبوت ملتا ہے۔

(۴) زید کے بارے میں یہ بھی شکایت ہے کہ پنجوقتہ نمازیں وقتِ مقرر پر نہیں پڑھاتے ہیں اور خصوصاً فجر میں بڑی کوتاہی کرتے ہیں اکثر اوقات میں وقت مقررہ پر مسجد کھلتی بھی نہیں ہے۔

(۵) زید مسائل سے بھی ناواقف ہے۔ مندرجہ بالا عیوب کی بناء پر کیا ان کی امامت از روئے شریعت جائز ہے یا نہیں؟ جو لوگ فی الحال ان کی اقتداء میں نماز پڑھتے ہیں ان کی نمازیں ہوں گی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

امام صاحب اپنی ان غلطیوں کا اعتراف کرکے آئندہ کو احتیاط رکھیں، سب لوگ ان کے پیچھے نماز پڑھتے رہیں خلفشار وتفریق پیدا نہ کریں، جمعہ وجماعت ترک نہ کریں، مسجد کو نہ چھوڑیں۔ البتہ اگر امام صاحب مسائل نماز، طہارت سے واقف نہیں تو پھر دوسرا مسائل

طہارت ونماز سے واقف پابند شریعت امام تجویز کیا جائے[1]۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۸/۱۲/۹۲ھ

ایک امام صاحب کی خرابیاں!

سوال:۔(۱) زید وعمرو، بکر پر دیوث اوراس کی بیوی ہندہ پر زانیہ اوراس کے دیور پر زانی کا الزام لگاتے پھرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس باہمی ناجائز تعلق کی خبر ہم لوگوں کو سالوں سے ہے، مگر ذکر اس کا اب کرتے ہیں اور ثبوت میں بکر ہی کو جو ہندہ کا شوہر ہے پیش کرتے ہیں کہ ہم لوگوں سے بکر ہی نے کہا تھا کہ ہماری بیوی سے ہمارے بھائی کا ناجائز تعلق ہے، حالانکہ بکر اب اس بات کا انکار کرتا ہے، کیا زید وغیرہ کتمان شہادت کی وجہ سے مجرم ہوکر امامت کرسکتے ہیں۔

(۲) لواطت پر بلا عینی وشرعی ثبوت پیش کئے کسی پر الزام لگادینے والا امامت کرسکتا ہے؟

(۳) امانت کے طور پر بوعدہ واپسی ایک کاغذ زید نے لیا اور باوجود واپس نہ کرنے کے بھی امامت کرتا ہے، کیا یہ امامت صحیح ہے؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

اصل پورا واقعہ ہمارے علم میں نہیں، باہمی مخالفت کی بناء پر جن امور کو سوال میں لکھا ہے ان کا جواب

---

[1] والاحق بالامامة الاعلم باحکام الصلوة ثم الاحسن تلاوة وتجویداً للقراء ة ..... ثم الاورع (شامی کراچی ص۵۵۷/ج ۱/ شامی نعمانیه ص۳۷۴ج ۱ قبل مطلب البدعة خمسة اقسام، باب الامامة. مجمع الانهر ص ۱۶۱–۱۶۲/ج ۱/ فصل فی الجماعة، طبع دارالکتب العلمیه بیروت. البحرالرائق ص۳۷۴/ج ۱/ باب الامامة، طبع کوئٹه. مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۲۴۲/ فصل فی بیان الاحق بالامامة) مطبوعه مصر.

خود بھی واضح ہے تاہم نمبروار تحریر ہے۔

(۱) بغیر ثبوت شرعی کے ایسا کرنا حرام اور کبیرہ گناہ ہے[۱] اگر شرعی حکومت ہو تو ایسے لوگوں کو سخت سزا دی جائے، جب بکر حلفیہ انکار کرتا ہے تو اس کو ثبوت میں کیسے پیش کیا جا سکتا ہے، جو لوگ ایسے اتہامات لگانے میں ملوث ہیں ان کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے[۲] جب تک وہ توبہ کر کے اصلاح نہ کر لیں۔

(۲) اس کا حکم بھی نمبر ا کی طرح ہے۔

(۳) جس کی امانت واپسی کے وعدہ پر لی تھی اس کو واپس کرنا ضروری ہے واپس نہ کرنا خیانت ہے، جو شخص ایسا کرے وہ بھی مستحق امامت نہیں[۳]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند

---

[۱] القذف ایضا من الکبائر (ملخصاً شرح طیبی ص ۲۰۰/ج ۱/ کتاب الایمان، باب الکبائر، طبع مکتبہ زکریا دیوبند. مرقاۃ ص ۱۰۵/ج ۱/ کتاب الایمان، باب الکبائر، طبع بمبئی)

[۲] ویکرہ امامة عبد واعرابی، فاسق بل مشی فی شرح المنیة علیٰ ان کراھة تقدیمه کراھة تحریم، (در مختار مع الشامی زکریا ص ۲۹۸ ج ۲ باب الامامة، قبیل مطلب البدعة خمسة اقسام. طحطاوی مع المراقی ص ۲۴۵/ فصل فی بیان الاحق بالامامة. حلبی کبیر ص ۵۱۳/ فصل فی الامامة، طبع لاهور)

[۳] عن ابی هریرة قال قال رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم من علامات المنافق ثلاث اذا حدث کذب واذا وعد اخلف واذا أوتمن خان (مسلم شریف ص ۵۶/ج ۱/ کتاب الایمان، باب خصال المنافق، طبع مکتبه سعدیه دیوبند. مشکوة شریف ص ۱۷/ج ۱/ باب الکبائر وعلامات النفاق، طبع یاسر ندیم دیوبند. یکره امامة عبد واعرابی وفاسق ..... لعل المراد به من یرتکب الکبائر. شامی زکریا ص ۲۹۸/ج ۲/ باب الامامة، قبیل مطلب البدعة خمسة اقسام. حلبی کبیر ص ۵۱۳/ فصل فی الامامة، طبع لاهور. مجمع الانهر ص ۱۶۳/ج ۱/ فصل فی الجماعة، طبع دار الکتب العلمیه بیروت)

امام کی خرابیاں

سوال:۔ ایک شخص عالم ہے لیکن بہرہ ہے۔ چیخ پکار کے ذریعہ ہی سن سکتا ہے۔ نماز میں مقتدی آواز سے اشارہ کرتے ہیں تو بعض وقت درستی کرلیتا ہے اور بعض وقت نہیں منبر پر ایسے شخص کی تعریف کرتا ہے جس سے ذاتی مفاد ہو اور جس سے رنجیدگی ہوتی ہے اس کی مذمت وعیب جوئی کرتا ہے جھوٹے مقدمہ پر اپنے احباب واقارب کی اعانت کرتا ہے اور خاص دلچسپی رکھتا ہے سیاسی پارٹیوں کے ساتھ اس کا کافی دخل ہے، کیا ان سب نقائص کے پیش نظر ایسے امام کی امامت ناجائز ہے یا جائز؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

اگر حالات یہی ہیں تو ایسے شخص کو امام بنانا مکروہ ہے[1] جب کہ اس سے بہتر امامت کے لائق دوسرا آدمی موجود ہو، غیبت، عیب جوئی، غلط تعریف، جھوٹے مقدمہ بازی میں اعانت ،ان میں ہر وجہ مستقل نقص ہے، سیاسی پارٹی سے تعلق صحیح نقص نہیں[2]۔

فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

---

[1] أن امامة الفاسق مكروهة تحريماً (طحطاوی علی المراقی ص ۲۴۴/باب الامامة، مصری. شامی کراچی ص ۵۶۰/ج ۱/ باب الامامة. البدعة خمسة اقسام. تاتارخانیه ص۶۰۳/ج ۱/ الفصل السادس، مطبوعه کراچی)

[2] فالسياسة استصلاح الخلق بإرشادهم إلى الطريق المنجي في الدنيا والآخرة، فهي من الأنبياء على الخاصة والعامة في ظاهرهم وباطنهم .... ومن علماء ورثة الانبياء على الخاصة في باطنهم لاغير (شامی کراچی ص ۱۵/ ج ۴/ کتاب الحدود، مطلب في الكلام على السياسة)

ایک امام کے حالات

سوال:۔ زید پیش امام ہے وہ اپنی گذر اوقات کے لئے تجارت بھی کرتا ہے لیکن اس کا معاملہ اچھا نہیں اکثر اشخاص ان سے شاکی ہیں اکثر اوقات اپنی مصروفیت کی بناء پر جماعت بھی دیر سے ہوتی ہے اور نمازیوں کو انتظار کرنا پڑتا ہے۔ بکر کہتا ہے کہ زید کے پیچھے نماز مکروہ ہے بہتر ہے کہ غیر محلّہ میں نماز ادا کی جائے بکر کا یہ کہنا از روئے شرع کہاں تک صحیح اور درست ہے ایسے امام کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں۔ اگر نہیں ہوتی تو جو نمازیں آج تک پڑھی ہیں ان کو لوٹایا جائے۔

اگر مکروہ ہوتی ہیں تو تحریمی یا تنزیہی۔ احکام شرعیہ سے مطلع فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً!

معاملہ کیا اچھا نہیں؟ اکثر لوگ کس بات کے شاکی ہیں اگر وہ کوئی گناہ کی بات اور خلاف شرع کام ہے تو زید کو اس سے توبہ ضروری ہے اور اگر وہ توبہ نہ کرے تو اس کو امام بنانا منع ہے بشرطیکہ اس سے بہتر امامت کے لائق دوسرا شخص موجود ہو۔ اگر وہ گناہ کی بات نہیں اور نہ خلاف شرع کام ہے تو اس سے امامت میں نقصان نہیں آتا[1] اپنی مسجد کو چھوڑنا اور دوسری مسجد میں جانا گویا اپنی مسجد کو ویران کرنا ہے اس لئے جب تک اپنی مسجد میں نماز صحیح ہو سکتی ہے مستقلاً

---

[1] ولو ام قوماً وهم له كارهون ان الكراهة لفساد فيه او لانهم احق بالامامة منه كره له ذلك تحريماً وان هو احق لا والكراهة عليهم(الدر المختار مع الشامی کراچی ص ۵۵۹/ ج ۱/ قبل مطلب البدعة خمسة، باب الامامة. المحيط البرهانی ص ۱۸۰/ ج ۲/ الفصل السادس احكام الامامة والاقتداء، كتاب الصلاة، طبع بيروت. فتاوی عالمگیری ص ۸۷/ ج ۱/ الفصل الثالث من يصلح اما مالغيره، الباب الخامس فى الامامة، كتاب الصلاة، بلوچستان بک ڈپو کوئٹہ)

اس کو چھوڑ کر دوسری مسجد میں جانا ناجائز ہے[۱]

اور گزشتہ نمازوں میں سے اگر کسی نماز کے فساد کا علم ہو تو اس کا اعادہ ضروری ہے ورنہ نہیں۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین المفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۴/۶/۶۵ ھ

جاہل چور کی امامت

سوال:۔ زید امام ہے اور بے علم ہے فقط قرآن شریف پڑھا ہوا ہے وہ بھی غلط پڑھتا ہے اور معلوم نہیں کہ کس طرح پڑھنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اور کس طرح نہیں اگر موقعہ ملے تو چوری بھی کرلیتا ہے اور غسالی اس کا پیشہ ہے نکاح سابقہ پر دیگر نکاح کرادیتا ہے۔ مسجد میں آ کر نماز پڑھ لی اگر کسی دوسری جگہ ہو تو نماز قضا کر دیتا ہے۔ قوم کو اس سے نفرت ہے۔ زید کی وجہ سے جامع مسجد میں صرف بیس پچیس آدمی موجود رہتے ہیں حالانکہ آبادی گاؤں کی ہزار تک ہے۔ اب ایسے شخص کی امامت جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اگر واقعی یہ امور اس میں موجود ہیں اور اس سے بہتر امامت کا اہل آدمی موجود ہے تو اس کو

---

[۱] لو لم یکن لمسجد منزله موذن فانه یذهب الیه یؤذن فیه ویصلی ولو کان وحده لان له حقاً علیه فیؤدیه (شامی کراچی ۶۵۹ ج ۱ مطلب فی افضل المساجد، قبیل باب الوتر والنوافل، سأل رجل محمداً رحمه الله تعالیٰ، ان لنا مسجدا ظاهرا علی الطریق اؤذن فیه واقیم ولایجتمع فیه احد الّا انا وابن عمی وربما کنت وحدی و بقربی مسجد یجتمع فیه جمع عظیم اتریٰ لی ان اعطل هذ االمسجد واصلی فی المسجد الکثیر الجماعة ؟ قال لا تعطله ماقدرت علیه. (المحیط البرهانی ص ۲۱۱/ ج۲/ الفصل الثامن فی الحث علی الجماعة، کتاب الصلوة، طبع المجلس العلمی).

امام بنانا مکروہ تحریمی ہے[1] بہتر شخص کو امام بنانا چاہئے۔ اگر یہ شخص ان امور سے توبہ کرلے اور آئندہ ایسی ممنوعات نہ کرے۔ نیز قرآن شریف صحیح پڑھے تو اس کی امامت منع نہیں ہے اگر گاؤں کی آبادی صرف ایک ہزار ہے تو اس میں جمعہ جائز نہیں ہے جواز جمعہ کے لئے کم از کم تین چار ہزار آدمی اور بازار میں ضروریات کا وہاں پایا جانا ضروری ہے[2] فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۵۵/۸/۸ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: عبد اللطیف ۹/شعبان ۱۳۵۵ھ

چور کی امامت چوری سے توبہ کے بعد

سوال:۔ ایک شخص کو چوری کے معاملہ میں کئی مرتبہ سزا ہوچکی ہے، اب بھی اس کا اندیشہ ہے مگر وہ شخص توبہ کر چکا ہے، نماز کا پابند ہے، یہ شخص لوگوں کو نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اگر اپنی گذشتہ زندگی پر نادم ہوکر اس نے سچی توبہ کرلی اور جنکا مال چوری کیا تھا ان سے معاف کرالیا یا اس کے واپس کرنے کی فکر میں لگ گیا تو امید قوی ہے کہ حق تعالیٰ معاف

---

[1] لو قدموا فاسقا یاثمون بناءً علیٰ ان کراھة تقدیمه کراھة تحریم (شرح منیه ۵۱۳/ فصل فی الامامة، طبع لاھور. شامی کراچی ص ۵۶۰/ج ۱/ قبیل مطلب البدعة خمسة اقسام، باب الامامة. طحطاوی مع المراقی ص۲۴۵/ فصل فی بیان الاحق بالامامة، طبع مصر).

[2] واختلفوا فیما یتحقق به المصریة فقیل مافیه امیر ....وقیل مافیه اربعة آلاف رجال (الکوکب الدری ص ۱۹۹ ج ۱ ابواب الجمعه، طبع مکتبه یحیوی سھارنپور. عمدة القاری ص۱۸۷/ج۳/ الجزء السادس، باب الجمعة فی القری والمدن، طبع دار الفکر بیروت. فتاوی دارالعلوم ۱۲۵/ج۵/ مسائل نماز جمعه، طبع زکریا دیوبند.

فرمادیں[۱] اوراس حالت میں اس کی امامت بھی درست ہوگی[۲]۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

ایک امام کے خراب حالات ڈاڑھی کی حد!

سوال:۔ ہمارے محلے کی مسجد میں جو پیش امام ہے اس محلّہ سے کچھ دوری پر ایک جامع مسجد آباد ہے جس میں چند اشخاص زیادہ تر نماز ادا کرتے ہیں، صرف فجر کی نماز ایسی ہے کہ جس میں کم وقت رہتا ہے اور جامع مسجد پہونچنے میں نماز نکل جانے کا خدشہ رہتا ہے ایسی صورت میں یہ لوگ اس محلّہ کی مسجد میں مقیم پیش امام کے پیچھے اپنی نماز ادا کرتے ہیں کیا یہ درست ہے اورامام صاحب کے عقائد یہ ہیں بزرگوں کی نیاز وغیرہ کوضروری سمجھتے ہیں اورقبروں کوسجدہ کرنا جائز کہتے ہیں اورعوام جتنے بھی افعال آج کل بزرگوں کی قبروں پر کرتے ہیں اسکواچھا سمجھتے ہیں۔انبیاء کرام حضرات اولیاء کو حاضر وناظر سمجھتے ہیں اور بوقت مصیبت بزرگوں سے استمداد واستعانت کو جائز کہتے ہیں اور نبی اکرم ﷺ کی ذات گرامی کو رب العزت کی ذات میں حلول سمجھتے ہیں۔کسی نے سمجھا ہی نہیں اس قسم کے عقائد رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انسان جب کامل ہوتا ہے تو وہ ہر وقت ذکر میں رہتا ہے نماز میں الٹا سیدھا ہونا ضروری نہیں، علماء کو گالی دیتے ہیں اورلوگوں میں علماء کے خلاف بدظنی پیدا کرتے

---

[۱] وَاِنِّی لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ الایة سورہ طٰہٰ آیت ۸۲.

ترجمہ:۔اور میں ایسے لوگوں کے لے بڑا بخشنے والا بھی ہوں جو توبہ کرلیں۔(بیان القرآن ص۲۹ر ج۲ر طبع بمبئی)

[۲] لحدیث ''التائب من الذنب کمن لا ذنب له'' مشکوٰۃ شریف ص۲۰۶ (مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند) باب الاستغفار، الفصل الثالث

ترجمہ:۔گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔

ہیں ڈاڑھی فرنچ کٹ رکھتے ہیں، انگریزی بال سر پر رکھتے ہیں اگر ان سے کہو تو کہتے ہیں کہ ڈاڑھی رکھنا کچھ ضروری نہیں لمبی داڑھی تو سکھوں کی ہوتی ہے تعزیہ وغیرہ کو شوکت اسلام کہتے ہیں۔ داڑھی رکھنا کیسا ہے اور اسکی حد کیا ہے؟

الجواب: حامداًوّمصلیا!

ایسے شخص کو امام بنانا اور اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز نہیں[۱]، اگر یہ امام اپنے عقائد فاسدہ اقوال کاسدہ اعمال قبیحہ سے تائب ہوکر اپنی اصلاح نہ کرے اور متبع سنت نہ بن جائے تو اس کو امامت سے جدا کرنا واجب ہے، جدا کرنے پر قدرت نہ ہو تو اس کے پیچھے نماز نہ پڑھے دوسری مسجد میں جا کر جہاں کا امام صحیح العقیدہ اور متبع سنت ہو نماز پڑھا کریں[۲] ورنہ اپنی نماز کو تو یہ امام تباہ کرتا ہی ہے مقتدیوں کی نماز بھی اس کے پیچھے تباہ و برباد ہوگی ڈاڑھی کی حد ایک مشت ہے۔ اس سے پہلے کٹانا جائز نہیں[۳]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۸۹/۳/۳ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین دارالعلوم دیوبند

---

[۱] چونکہ امام کے حالات میں جو چیزیں ذکر کی گئی ہیں ان میں بعض چیزیں کفر و شرک ہیں۔ ویکرہ امامة عبد و اعرابی الی قوله و مبتدع لایکفر بها و إن کفر بها فلایصح الاقتداء به (الدرالمختار علی الشامی کراچی ص ۵۵۹/ ج ۱/ باب الامامة. البحر الرائق ص ۳۴۹/ ج ۱/ باب الامامة، مطبوعه الماجدیه کوئٹه. النهر الفائق ص ۲۴۲/ ج ۱/ باب الامامة، مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت).

[۲] اذا کان إمامه لحاناً لا بأس بأن یترک مسجده ویطوف الخ. (فتاوی عالمگیری ص ۱۱۶/ ج ۱/ الباب التاسع فی النوافل، فصل فی التراویح، مطبوعه کوئٹه. حلبی ۸-۴۰۷/ فصل فی التراویح، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور).

[۳] القدر المسنون فی اللحیة القبضة...... واما الاخذ منها وهی دون ذلک کما یفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم یبحه احد (فتح القدیر ص ۳۴۷/ ج ۲، ۳۴۸/ ج ۲) کتاب الصوم، باب ما یوجب القضاء. (الدر مع الشامی کراچی ص ۴۱۸ ج ۲، کتاب الصوم، مطلب فی الاخذ من اللحیة، البحر الرائق ص ۲۸۰/ ج ۲/ کتاب الصوم، قبیل فصل فی العوارض، فتاویٰ عالمگیری ص ۳۵۸ ج ۵)، کتاب الکراهیة، الباب التاسع عشر فی الختان.

سودخوراور محلوق اللحیہ کی امامت

سوال :۔سودخور اور ڈاڑھی منڈانے والے کے پیچھے نماز ہوگی یانہیں اوران کو امام بنانا درست ہے یانہیں؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

ایسے شخص کوامام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔اس کے پیچھے نماز مکروہ ہوگی (درمختار[۱])۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیو بند

تعلیم یافتہ بے داڑھی والے کی امامت

سوال :۔ایک موضع میں مسجد ہے جس میں زید امامت کرتا ہے زید داڑھی نہیں رکھتا۔موضع میں صِرف زید ہی ایسا ہے جوامامت کے قابل تعلیم یافتہ ہے۔دیگر اشخاص صرف نماز پڑھنے کی قابلیت رکھتے ہیں خطبہ وغیرہ نہیں پڑھ سکتے ایسی صورت میں امامت کے متعلق زید کو کیا حکم ہے۔حالانکہ جولوگ خطبہ پڑھنے کی قابلیت نہیں رکھتے ان میں سے چند داڑھی بھی رکھتے ہیں۔ کبھی کبھی ایسے شخص آجاتے ہیں جو کافی علم داں ہوتے ہیں اور داڑھی بھی رکھتے ہیں۔

ان لوگوں کی موجودگی میں امام مذکور بالا کیا امامت نہیں کر سکتے ؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

زید کو چاہئے کہ داڑھی شریعت کے موافق رکھے پھر امامت کرے جو شخص نماز پڑھا سکتا

---

[۱] وكذا تكره خلف اكل الربوا (ملخصاً الدرالمختار مع الشامى نعمانيه ص۳۷۸/ ج۱/ مطلب فى امامة الامرد، باب الامامة)

ہے خطبہ نہیں جانتا اس کو چاہئے کہ الحمد شریف اور درود شریف، سوم کلمہ، استغفار پڑھ دے۔ بس خطبہ ادا ہو جائے گا یہ ضروری نہیں کہ جو خطبہ کتابوں میں لکھا ہوا ہے وہی پڑھے[1] اور جب مسائل سے واقف متبع سنت شخص موجود ہو تو داڑھی نہ رکھنے والے کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے[2]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۹ر رمضان ۶۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۰ر رمضان ۶۷ھ

محلوق اللحیہ کی امامت

سوال:۔ جو شخص ڈاڑھی کا بالکل صفایا کراتا ہو اس کو امام بنانا کیسا ہے اس کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اس کو امام بنانا مکروہ البتہ اگر وہ خود امام بنکر نماز پڑھاوے تو نماز ہو جائیگی گو وہ ثواب نہ ملے گا جو متقی امام کے پیچھے پڑھنے سے ملتا۔ واذا صلی الرجل خلف فاسق او مبتدع یکون محرزاً ثواب الجماعة لما روینا من الحدیث (صلوا خلف کل بر وفاجر) لکن لا ینال

---

[1] وكفت تحميدة او تهليلة او تسبيحة بنيتها. ويسن خطبتان خفيفتان (تنوير الابصار مع الشامى نعمانيه ص۵۴۳ ر ج ۱ ر مطلب فى قول الخطيب، باب الجمعة. النهر الفائق ص۳۵۷ ر ج ۱ ر باب صلاة الجمعة، مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت. حلبى كبيرى ص۵۵٦ ر فصل فى صلاة الجمعة، مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور).

[2] ان كراهة تقديمه كراهة تحريم.........ولذا لم تجز الصلاة خلفه اصلا عند مالك ورواية عن احمد (شامى نعمانيه ص٣٧٦ ر ج ۱ ، مطلب البدعة خمسة اقسام، شامى كراچى ص٥٦٠ ج ۱ ، باب الامامة. حلبى كبيرى ص۵۱۳ ر فصل فى الإمامة، سهيل اكيڈمى لاهور. طحطاوى علىٰ المراقى ص۲۴۴ ر فصل فى بيان الاحق بالامامة، مطبوعه مصرى).

ثواب من یصلی خلف عالم تقی قال علیه السلام من صلیٰ خلف عالم تقی فکانما صلی خلف نبی من الانبیاء. قاضی خان ص ١١٣ ج ١[1]۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ

الجواب صحیح: بندہ عبدالرحمٰن یکم صفر ۵۲ھ

محلوق اللحیہ کی امامت

سوال:۔ یہاں ایک مسجد میں کسی نماز میں پیش امام صاحب کسی کام کی وجہ سے جماعت کے وقت نہ پہونچ پائے تو ان کی جگہ ایک دوسرا شخص جو پڑھا لکھا ہے مگر داڑھی ترشواتا ہے نماز پڑھاتا ہے اس کے پیچھے جو مقتدی داڑھی صاف کراتے ہیں نماز پڑھتے ہیں اور پھر بعد میں اپنی نماز دہراتے ہیں۔ ان کو ایسا کرنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

امام متبع سنت ہونا چاہئے لیکن ایسے مقتدیوں کو ایسے امام کے پیچھے پڑھی ہوئی نماز کا دہرانا لازم نہیں[2]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

---

[1] (فتاویٰ قاضی خان مع فتاویٰ عالمگیری ص ٩٢/ ج ١، کتاب الصلاۃ، فصل فی من یصح الاقتداء به، شامی کراچی ص ٥٦٢/ ج ١/ باب الامامة. البحرالرائق ص ٣٤٩/ ج ١/ مطبوعه الماجدیه کوئٹه).

[2] صلی خلف فاسق او مبتدعٍ نال فضل الجماعة (الدرالمختار مع الشامی کراچی ص ٥٦٢/ ج ١/ قبیل مطلب فی امامة الامرد، باب الامامة. البحرالرائق ص ٣٤٩/ ج ١/ باب الامامة، مطبوعه الماجدیه کوئٹه)

یکمشت سے کم داڑھی رکھنے والے کی امامت

سوال:۔اگر کوئی امام مشت سے کم مقدار میں ڈاڑھی رکھ کر نماز پڑھائے تو اس کے پیچھے نماز پڑھ لی جائے یا تنہا پڑھی جائے جو صورت بہتر ہو تحریر کیجئے؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

جو امام ڈاڑھی ایک مشت نہیں رکھتا پہلے ہی کٹا کر کم کرا دیتا ہے۔اس کو امام نہ بنایا جائے اس کو امام بنانا مکروہ ہے اس کے پیچھے نماز بکراہت ادا ہوگی[1] اگر دوسرا لائق امام نہ ہو تو مجبوراً اس کے پیچھے ہی پڑھ لی جائے جماعت ترک نہ کریں[2]۔صالح ومتبع سنت امام کا تلاش کرنا لازم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ١٩/١١/٩٢ھ

داڑھی کٹانے سے توبہ کر لی مگر ایک مشت تک نہیں پہنچا

سوال:۔ایک حافظ قرآن ہے اس نے شروع شروع میں داڑھی کٹائی ہے اور اب ایک سال سے تائب ہو کر ایک مدرسہ میں خدمت دین انجام دے رہا ہے، اتنے عرصہ کے بعد

---

[1] أن امامة الفاسق مكروهة تحريماً الخ (طحطاوى علىٰ المراقى ص ٢٤٤/ فصل فى بيان الأحق بالإمامة، مطبوعه مصرى. شامى كراچى ص ٥٦٠/ج ١/ باب الامامة. حلبى كبيرى ص ٥١٣/ فصل فى الامامة، مطبوعه لاهور).

[2] صلى خلف فاسق او مبتدع نال فضل الجماعة افاد ان الصلاة خلفهما اولى من الانفراد (شامى كراچى ص ٥٦٢/ج ١/ مطلب البدعة خمسة اقسام، باب الامامة. البحر الرائق ص ٣٤٩/ج ١/ مطبوعه الماجديه كوئٹه. قاضيخان ص ٩٢/ج ١/ فصل فيمن يصح الإقتداء، مطبوعه كوئٹه).

اس نے امامت کرائی ایک شخص نے کہا کہ اس کے پیچھے نماز نہ ہوگی تاوقتیکہ اس کی داڑھی ایک قبضہ نہ ہوجائے، حافظ مذکور کی داڑھی بہت چھیدی اور کم ہے اور کم بڑھتی ہے، اس صورت میں آیا اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں، یا داڑھی کے ایک مشت ہونے کا انتظار کیا جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر سال بھر سے توبہ کرنے کے بعد وہ داڑھی کٹا کر چھوٹی نہیں کرتا، بلکہ قدرتی طور پر اس کی داڑھی کم نکلتی ہے تو اس کی وجہ سے اس کی امامت میں خرابی نہیں آئے گی [۱]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۷/۱۴۰۱ھ

داڑھی منڈے کا عید کا خطبہ

سوال:۔ ہمارے یہاں عیدین کا خطبہ وکیل صاحب پڑھتے ہیں جن کی ڈاڑھی مونچھ صاف ہے۔ نماز دوسرے حافظ صاحب پڑھاتے ہیں۔ دعا تیسرے وکیل صاحب کراتے ہیں تو یہ صورت جائز ہے یا نہیں؟ وکیل صاحب ڈاڑھی کے سلسلہ میں کہتے ہیں کہ خطبہ کے لئے ڈاڑھی کی کوئی قید نہیں اگر رکھنی ہی ہوگی تو ہم موسمی ڈاڑھی رکھ لیں گے، یعنی خطبہ کے ایک ہفتہ پہلے رکھ لیں گے۔ سوال یہ ہے کہ اس طرح نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اچھی بات تو یہ ہے کہ نماز اور خطبہ دونوں کام ایک ہی شخص انجام دے۔ اگر چہ دونوں کام دو آدمیوں کے کرنے سے بھی ادا ہوجائیں گے [۲]۔ وکیل صاحب حضرت رسولِ مقبول ﷺ کا

---

[۱] قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ (مشکوٰۃ شریف، ج ۱/ص ۲۰۶/ باب التوبة الاستغفار).

[۲] لا ینبغی أن یصلی غیر الخطیب لا نهما كشئ واحد فان فعل بأن خطب صبی بإذن السلطان صلی بالغ جاز. (الدر المختار علی الشامی زکریا ص ۳۹ ج۳، باب الجمعة. البحر الرائق ص۱۴۷/ج ۱/ باب الجمعة، مطبوعه الماجدیه کوئٹه. النهر الفائق ص۳۵۸/ج ۱/ باب الجمعة، دار الکتب العلمیه بیروت).

حکم مان کر شرعی ڈاڑھی رکھ لیں تو بہت بڑے اجر کے مستحق ہوں گے۔ موسمی ڈاڑھی کی کوئی قدر و قیمت نہیں بلکہ یہ تو شریعت کے ساتھ فریب کاری ہے کہ خطبہ پڑھنے کے خاطر رکھی گئی ہے۔ تاکہ لوگ اعتراض نہ کریں کام وہ مقبول ہے جو اللہ اور اس کے رسول کی خوشنودی کے لئے ہو۔

دعا کے لئے تو کسی خاص شخص کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ ہر شخص اپنی اپنی دعا جس طرح پنجگانہ نماز کے بعد مانگتا ہے اسی طرح عید کی نماز کے بعد مانگ لے۔

فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۸۹/۱۱/۵ھ

داڑھی کٹے کی امامت تراویح میں

سوال:۔ داڑھی کتروا کر ایک مشت سے کم رکھنے والے کے پیچھے نماز تراویح پڑھنا مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی۔ بعض حضرات کا کہنا ہے کہ ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے۔ نیز شرعی ڈاڑھی کی کیا مقدار ہے۔ حدیث کے حوالہ کے ساتھ رقم فرمائیں۔

الجواب حامداًوّمصلیاً

اصول فقہ چار ہیں۔ کتاب، سنت، اجماع، قیاس جس اصل سے بھی جو مسئلہ ثابت ہو اور ثبوت بھی عبارۃ النص، اشارۃ النص، دلالۃ النص، اقتضاء النص جس طرح بھی ہو وہ قابل تسلیم ہے۔ کسی ایک دلیل میں منحصر قرار دیکر اس دلیل کا مطالبہ منصب مقلد کے خلاف ہے اور مجیب اس کا مکلّف بھی نہیں اس بنیادی تمہید کے بعد عرض ہے کہ امام محمدؒ نے کتاب الآثار

میں حضرت ابن عمرؓ سے نقل کیا ہے کہ ایک مشت داڑھی رکھنا سنت ہے۔[۱] صحابہ کرامؓ کا بھی عامۃً معمول یہی تھا۔تو گویا یہ چیزیں اجماعی ہیں اسی وجہ سے فقہائے کرام نے لکھا ہے۔ **ویحرم علی الرجل قطع لحیته**[۲] ایک مشت تک پہنچنے سے پہلے کٹانا، یا چھوٹی چھوٹی رکھنا کسی کے نزدیک بھی مباح نہیں۔ **واما الاخذ منها وهی دون ذلک کمایفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم یبحه احد** (شامی[۳] ص۱۱۳/ ج۲)۔

جو شخص ایسا کرتا ہے اس کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔[۴] **لانه فاسقٌ وکراهة تقدیمه کراهة تحریم کما فی الغنیة ورد المحتار وغیرهما**[۵]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

۱ والسنة فیها القبضة کذا ذکره محمد فی کتاب الأثار عن الامام (شامی کراچی ص۴۰۸/ ج۶/ فصل فی البیع، کتاب الحظر والاباحة. فتاوی عالمگیری ص۳۵۸/ ج۵/ الباب التاسع عشر فی الختان والخصاء الخ کتاب الکراهیة، مطبوعه دارالکتاب دیوبند. عنایه علی فتح القدیر ص۳۴۷/ ج۲/ کتاب الصوم، باب مایوجب القضاء والکفارة، دارالکفر بیروت. تبیین الحقائق ص۳۳۱/ ج۲/ کتاب الصوم، مایفسد الصوم ومالا یفسد، قبیل فصل فی العوارض، مطبوعه امدادیه ملتان).

۲ شامی کراچی ص۴۰۸ ج۶ کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع.

۳ شامی کراچی ص۴۱۸/ ج۲/ مطلب فی الاخذ من اللحیة، کتاب الصوم. فتح القدیر ص۳۴۸/ ج۲/ کتاب الصوم، باب مایوجب القضاء والکفارة، دارالفکر بیروت. حاشیة الشبلی ص۳۳۲/ ج۲/ قبیل فصل فی العوارض، کتاب الصوم، مطبوعه ملتان.

۴ ان امامة الفاسق مکروهة تحریماً(طحطاوی علی المراقی ص۲۴۴باب الامامة، مطبوعه مصری. شامی کراچی ص۵۵۹/ ج۱/ باب الامامة).

۵ شامی زکریا ص۲۹۹/ ج۲/ باب الامامة، قبیل مطلب البدعة خمسة اقسام. حلبی کبیری ص۵۱۳/ فصل فی الامامة، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور.

ٹھوڑی کے بال کٹوانے والے کی امامت اور داڑھی کی حد

سوال:۔ اگر کسی شخص کے ٹھوڑی کے بال کٹے ہوئے ہوں تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ نیز داڑھی طول میں کتنی مقدار ضروری ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

جو بال داڑھی کا جزو ہیں ان کو ایک مُشت تک پہونچنے سے پہلے کٹوانا اور منڈوانا جائز نہیں[1] جو امام ایسا کرتا ہے اس کی امامت مکروہ ہے۔ داڑھی ایک مٹھی رکھی جائے جب تک ایک مٹھی نہ ہو جائے کٹوانا درست نہیں۔ جو مقدار ایک مٹھی سے زائد ہے اس کو کٹوانا درست ہے[2]

فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۸۹/۳/۲۹ھ

داڑھی منڈے وانگریزی بال والے کی امامت

سوال:۔ انگریزی بال جس کے ہوں اس کے پیچھے نماز یا تراویح اور داڑھی بوجہ مونڈنے

---

[1] واما الاخذ منها وهی دون ذلک کما یفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم یبحه احد (شامی کراچی ص۴۱۸ ج۲ مطلب فی الاخذ من اللحیة، کتاب الصوم. عالمگیری ص۳۵۸/ج۵/ الباب التاسع عشر فی الختان الخ، کتاب الکراهیة، مطبوعه دارالکتاب دیوبند. عنایه علی فتح القدیر ص۳۴۷/ج۲/ کتاب الصوم، باب مایوجب القضاء والکفارة، دارالفکر بیروت. تبیین الحقائق ص۳۳۱/ج۲/ کتاب الصوم، مایفسد الصوم الخ، قبیل فصل فی العوارض، مطبوعه امدادیه ملتان).

[2] لا بأس بان یقبض علی لحیته فاذا زاد علی قبضته شئ جزهٔ (شامی کراچی ص۴۱۸/ج۲/ کتاب الصوم، مطلب فی الاخذ من اللحیة، عالمگیری ص۳۵۸/ج۵/کتاب الکراهیة، الباب التاسع عشر فی الختان الخ، مطبوعه دارالکتاب دیوبند)

کے نماز یا تراویح جائز ہے یا نہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

ایسے شخص کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے بشرطیکہ اس سے بہتر نماز پڑھانے والا موجود ہو۔
وکرہ امامۃ العبد والاعرابی والفاسق[۱] بحر ص ۳۴۸ ج ۱۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۴/۸/۵۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبد اللطیف ۱۴/۸/۵۷ھ

انگریزی بال والے کی امامت

سوال:۔ ایک شخص جس کے سر پر انگریزی بال داڑھی خشخشی ہو، لباس بھی صالحین کا نہ ہو تو ایسے شخص کو بغیر بڑھائے امامت کے مصلیٰ پر کھڑا ہونا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

جس شخص کے سر کے بال داڑھی، لباس، خلاف شرع ہو اس کو نہ دوسرے لوگ امام بنائیں نہ وہ خود امامت کے لئے مصلے پر جائے۔ چونکہ ایسا شخص فاسق ہے اور فاسق کو مستقل امام بنانا مکروہ تحریمی ہے[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند

۱؎ البحر الرائق ص ۳۴۸/ ج ۱/ باب الامامۃ، مطبوعہ کوئٹہ.

۲؎ ان امامۃ الفاسق مکروھۃ تحریماً (طحطاوی علی المراقی ص ۲۴۴/ مصری، باب الامامۃ. شامی کراچی ص ۵۶۰/ ج ۱/ باب الامامۃ، مطلب البدعۃ خمسۃ اقسام، کبیری ۵۱۳/ فصل فی الامامۃ، سہیل اکیڈمی لاہور.

بڑی مونچھ والے کی امامت

سوال:۔ اگر امام حافظ ہو اور وہ بڑی بڑی مونچھیں رکھتا ہو جن سے ہونٹ ڈھکے ہوئے ہوں اس کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے؟ داڑھی میں مونچھ رکھتا ہے۔

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

اتنی بڑی مونچھ رکھنا جس سے ہونٹ بالکل ڈھک جائے حدیث شریف کے خلاف اور مکروہ ہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

جو امام داڑھی رکھنے سے منع کرے اس کی امامت

سوال:۔ جو امام لڑکوں کو داڑھی رکھنے کو منع کرتا ہو کہ ابھی تمہاری عمر داڑھی رکھنے کی نہیں ہے۔ ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

داڑھی رکھنے سے منع کرنا حدیثِ پاک کا مقابلہ کرنا ہے[۲]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] وکرہ ترکہ وراء الاربعین ......روی مسلم عن انس بن مالک وقت لنا فی تقلیم الاظفار وقص الشارب ونتف الابط ان لا نترک اکثر من اربعین لیلة (شامی کراچی ۴۰۷/ج۶/ فصل فی البیع، کتاب الحظر والاباحة. وعن ابن عمرؓ قال قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم خالفوا المشرکین اوفرو اللحی واحفوا الشوارب وفی روایة انھکوا الشوارب وعفوا اللحی متفق علیہ (مشکوٰة شریف ص ۳۸۰/ اباب الترجل، الفصل الاول، کتاب اللباس، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند).

[۲] ان النص لا یعارض بالرای (شرح طیبی ص ۴۰/ج۳ مرقاة ص۷۷/ج۲/ کتاب الصلاة) پس شخص مذکورہ جب تک پختہ توبہ نہ کرے مستحق امامت نہیں۔ نیز حوالہ مذکورہ بالا (عن ابن عمر الخ) ملاحظہ ہو۔

کبوتر باز امام کی امامت جس کی بیوی بے پردہ ہو!

سوال:۔ جو امام کبوتر بازی کھلی کرتا ہو وہ نہ مانے تو شریعت میں نماز کے لئے کیا حکم ہے اس کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں، شریعت میں امام کی بیوی کے لئے پردہ کے کیا شرائط ہیں وہ بھی تحریر فرمائیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

امام صاحب نے شوقیہ کبوتر پال رکھے ہیں جن کو اڑاتے بھی ہیں تب تو محض نامناسب کام کیا ہے جس کی وجہ سے امامت میں خلل نہیں، اگر ہار جیت میں اڑاتے ہیں تو پھر ان کی امامت مکروہ ہے[۱] جب تک کہ توبہ کر کے اپنی اصلاح نہ کرلیں۔ ہر ایسے آدمی سے پردہ لازم ہے جس سے نکاح جائز ہو[۲] اگر گھر سے باہر کا بھی عورت کو کچھ کام کرنا پڑتا ہے تو میلے کپڑے پہن کر سب بدن ڈھانپ کر باہر جائے اور ضرورت پوری کر کے واپس آجائے، اچھے کپڑے

---

[۱] اذا کان البدل من الجانبین فهو قمار حرام (عالمگیری ص ۳۲۴ ج۵ الباب السادس فی المسابقة، کتاب الکراهیة. ویکره امامة عبد وأعرابی وفاسق ولعل المراد به من یرتکب الکبائر (الدر مع الرد کراچی ص ۵۶۰/ج ۱/ باب الامامة، قبیل مطلب البدعة خمسة اقسام. بحر کوئٹه ص ۳۴۸/ج ۱/ باب الامامة)

[۲] وقل للمؤمنات یغضضن من ابصارهن ویحفظن فروجهن ولایبدین زینتهن إلا ماظهر منها ولیضربن بخمرهن علی جیوبهن ولایبدین زینتهن الخ (سورۂ نور آیت ۳۱)

کمایحرم نظر الرجل للمرأة یحرم نظرها إلیه ولوبلاشهوة ولاخوف فتنة نعم إن کان بینهما لحرمیة نسب أو رضاع أو مصاهرة (روح المعانی ص ۱۴۰/ج۱۸/ سورۂ نور آیت ۳۱/ طبع ادارة الطباعة المصطفائیة دیوبند. تفسیر مظهری ص ۴۹۲/ج۶/ سورۂ نور آیت ۳۱/ طبع رشیدیه کوئٹه).

پہن کر اور خوشبو لگا کر نکلنے کی اجازت نہیں[۱] اگر کوئی امام اپنی بیوی کو پردہ میں رکھنا چاہتا ہے اور اس پر زور بھی دیتا ہے مگر بیوی نہیں مانتی گھر سے نکلتی ہے، امام اس سے ناخوش ہے تو اس کی وجہ سے اس کی امامت میں خلل نہیں آئے گا[۲] فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

بیوی کے ساتھ بازار میں بے پردہ گھومنے والے کی امامت

سوال:۔ ہمارے یہاں جامع مسجد کے پیش امام صاحب اپنا لباس پینٹ شرٹ وغیرہ بھی پہنتے ہیں اور دوسرے ان کے گھر کے اندر بھی بالکل بے پردگی ہے۔ میاں بیوی دونوں کو بازار اور تمام جگہوں پر گھومتے دیکھا گیا ہے۔ امام صاحب سے جب کہا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ احمد آباد اور مہاراشٹر کے لئے پردہ کی ضرورت نہیں ہے۔ کیا یہ ٹھیک ہے اور دوسرے یہ بھی روزانہ کا معمول ہے کہ دونوں میاں بیوی دروازے اور کھڑکی وغیرہ کھلی رہتی ہے مستی کرتے رہتے ہیں۔ کیا یہ ٹھیک ہے؟ اور ان سے کہنے پر انہوں نے کہا ہے کہ جو میرے پیچھے نماز نہیں پڑھتا وہ مشرک ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

جو امام بیوی کو ساتھ لے کر اس کی بے پردگی کی حالت میں بازار میں گھومتا پھرتا ہے

---

[۱] ولا یجوز لهن الطیب بمالـه رائحة طیبة عند الخروج من بیوتهن الخ مرقات ص۴۳۳/ ج۴/ (مطبوعه اصح المطابع بمبئی) کتاب اللباس، تحت الفصل الثانی.

[۲] اذا اعتادت الزوجة الفسق علیه الامر بالمعروف والنهی عن المنکر فان لم تنزجر لا یجب التطلیق علیه لان الزوج قد ادی حقها والاثم علیها (نفع المفتی والسائل ص۱۰۳/ کتاب الحظر والاباحة، ما یتعلق باطاعة الزوجات، طبع مکتبه رحیمیه دیوبند. شامی کراچی ص۴۲۷/ ج۶/ کتاب الحظر والاباحة، فصل فی البیع).

اور سوقیانہ زندگی بسر کرتا ہے اس کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیو بند ۹۲/۱۰/۲۳ھ

جس امام کی لڑکیاں بے پردہ ہوں اس کی امامت

سوال:۔ جس شخص کے والدین اس سے ناراض ہوں اور جس نے اپنی جوان لڑکیوں کو نامحرم اشخاص کے یہاں رکھ رکھی ہوں اور اس کو سمجھایا جاتا ہے تو گمراہی کے الفاظ زبان سے ادا کرتا ہے۔ ایسے شخص کی امامت کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

سوال میں والدین کے ناراض ہونے کی وجہ ذکر نہیں کی گئی لہٰذا اس کے متعلق بیان نہیں کیا جاسکتا۔ نامحرم اشخاص سے پردہ فرض ہے اور نامحرم کے ساتھ خلوت حرام ہے[۲] پس اگر شخص مذکور اپنی جوان لڑکیوں کو نامحرم سے پردہ کرانے پر قادر ہے اور پھر پردہ نہیں کراتا تو گنہگار ہے[۳] اس کو اپنے فعل سے بچنا ضروری ہے اگر وہ باز نہ آئے اور اس سے بہتر امامت کا اہل موجود ہو تو شخص مذکور کو امام نہ بنایا جائے ایسی حالت میں اس کی امامت مکروہ ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے[۴] دوسرے اہل شخص کو امام بنانا چاہئے اور خاص کر جب کہ سمجھانے پر گمراہی کے الفاظ

---

[۱] امامة الفاسق مكروهة تحريماً (طحطاوی علی المراقی ص ۲۴۴/فصل فی بیان الاحق بالامامة، طبع مصر. شرح منیه ص ۵۱۳/فصل فی الامامة، طبع لاهور. الدر مع الشامی کراچی ص ۵۶۰/ج ۱/ باب الامامة، قبیل مطلب البدعة خمسة اقسام).

[۲] الخلوة بالاجنبية حرام (الدر المختار مع الشامی نعمانیه ص ۳۳۵/ج۵/ فصل فی النظر، کتاب الحظر والاباحة).

[۳] وتمكن منه وتركه بلاعذر أثم وقديتعين كماإذا كان فی موضع لايعلم به الاهو أ ولايتمكن من ازالته إلاهو وكمن يرى زوجته أو ولده أو غلامه على منكر قالوا ولايسقط عن المكلف لظنه أن لايفيد بل يجب عليه فعله (مرقاة ص ۳/ ج۵/ باب الامر بالمعروف، طبع بمبئی).

[۴] امامة الفاسق مكروهة تحريماً (طحطاوی علی المراقی ص ۲۴۴/ فصل فی بیان الاحق بالامامة، طبع مصر. حلبی کبیر ص ۵۱۳/ فصل فی الامامة، طبع لاهور. الدر مع الرد کراچی ص ۵۶۰/ج ۱/ باب الامامة، قبیل مطلب البدعة خمسة اقسام).

بھی زبان سے نکالتا ہو ایسی حالت میں اس کی امامت سے زیادہ احتراز چاہئے۔ گو ان الفاظ پر جب تک اس کا علم نہ ہو کوئی حکم نہیں لگایا جاسکتا۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی معین المفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

جواب صحیح ہے۔ سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبداللطیف ۱۸/ربیع الاول ۵۵ھ

جو امام اپنی لڑکیوں کی شادی نہ کرے اس کے پیچھے نماز

سوال:۔ ایک صاحب امام مسجد ہیں ان کے دو لڑکیاں ہیں۔ ایک کی عمر ۳۰/سال اور ایک کی ۲۵/سال ہے جب ان کو شادی کے لئے کہا جاتا ہے تو عذر کر دیتے ہیں شادی کرنے کو تیار نہیں ہوتے اس لئے اکثر مقتدیان ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے کراہیت کرتے ہیں اب اس میں کیا حکم ہے؟ شرع شریف کا مطلع فرمایا جاوے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً!

کیا عذر کر دیتے ہیں وہ معلوم ہونا چاہئے تاکہ اس پر غور کیا جاسکے کہ وہ معقول ہے یا غیر معقول تاہم نماز اگر شریعت کے مطابق پڑھاتے ہیں۔ تو نماز ان کے پیچھے صحیح ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۶۶/۵/۲۲ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ ۲۳/جمادی الاولیٰ ۶۶ھ

جس امام کے بیٹے گنہگار ہوں اس کی امامت

سوال:۔ ہمارے علاقہ میں ایک حافظ صاحب ہیں ان کی تین اولاد ہیں۔ بڑا بیٹا بلیک مارکٹنگ کرتا ہے منجھلا بیٹا ڈاکو کے نام پر اپنے اطراف میں مشہور ہے۔ مذکورہ حافظ صاحب

اپنے ان دونوں بیٹوں سے برابر مِل جُل کر رہتے ہیں۔ اب وہ ایک محلّہ اورعلاقہ کے امام ہیں، ان کی زبان بہت ہی کڑوی ہے۔ دنیوی مال ومتاع کے بہت حریص بھی ہیں۔ ادنیٰ شئ کے لئے وہ لوگوں کے دل دکھانے کو گناہ نہیں سمجھتے ہیں۔ ان کے مال اور شخصی قوت کے بہت زوردار ہونے کی وجہ سے طوعاً وکرہاً لوگ ان کا اتباع کرتے ہیں۔ بہرحال اب ایسے امام کے پیچھے مقتدی کی نماز جائز ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

امام ایسے شخص کو تجویز کیا جائے جو اوروں سے زیادہ علمِ دین رکھتا ہو، صحیح قرآن شریف پڑھتا ہو، متبعِ سنت ہو گناہوں سے بچتا ہو[1] اگر نمازیوں میں تو یہ اوصاف موجود ہوں لیکن امام ان سے خالی ہو یعنی نہ علمِ دین زیادہ رکھتا ہو نہ قرآن شریف صحیح پڑھتا ہو نہ متبعِ سنّت ہو نہ گناہوں سے بچتا ہو تو پھر ایسے شخص کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے[2] بیٹوں کے گناہوں کا وبال والد پر اس وقت ہے کہ وہ ان کے گناہوں سے ناخوش نہ ہو۔ ان کی اصلاح کی فکر نہ کرتا ہو۔ اگر ان کے گناہوں سے ناخوش ہے اور ان کی اصلاح کی خاطر ان سے مل جُل کر تعلق رکھتا ہے تو

---

[1] فالاعلم باحکام الصلاۃ الحافظ مابه سنة القراء ة یجتنب الفواحش الظاهرة احق بالامامة ثم الأقرأ ثم الاورع الخ (مراقی مع الطحطاوی مصری ص ٢٤٢/ فصل فی بیان الاحق بالامامة. الدر مع الشامی کراچی ص٥٥٧/ج ١/ باب الامامة، مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد. بحر کوئٹه ص٣٤٨/ج ١/ باب الامامة)

[2] لو قدموا فاسقاً یاثمون بناءً علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم (غینة المستملی شرح منیه ص٥١٣/ فصل فی الامامة، طبع لاهور. شامی کراچی ص٥٦٠/ج ١/ باب الامامة، قبیل مطلب البدعة خمسة اقسام. طحطاوی مع المراقی ص٢٤٤/ فصل فی بیان الاحق بالامامة، مصری).

والد گنہگار نہیں[۱]۔ مال ومتاع کی حرص مذموم ہے بلا وجہِ شرعی کے کسی کا دل دُکھانا بہت برا ہے لیکن اس کو گناہ نہ سمجھنا قلبی چیز ہے۔ بلا تحقیق کسی کے متعلق ایسا کہنا بڑا گناہ ہے[۲]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ دار العلوم دیوبند ۱۶/۹/۸۵ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ مفتی دار العلوم دیوبند ۱۶/۹/۸۵ھ

مرشد کے نام کا جھنڈا لگانے والے کی امامت

سوال:۔ ایک مسجد کے پیش امام اپنے مرشد کے نام کا جھنڈا لگاتے ہیں اور نیاز وغیرہ کر کے کھا لیتے ہیں اور مزار کی پرستش کرتے ہیں۔ ان کے پیچھے نماز درست ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اگر خدا کے نام پر غریبوں کو دے کر اپنے مرشد کو ثواب پہونچادیں تو درست ہے اگر

---

[۱] من رأى منكم منكرا فليغيره بيده فان لم يستطع فبلسانه فان لم يستطع فبقلبه وذلك اضعف الإيمان والمعنى انه اقلها ثمرة فمن غير المراتب مع القدرة كان عاصياً (إلىٰ قوله) فمن وجب عليه وفعله ولم يمتثل المخاطب فلاعتب بعد ذالك عليه لكونه ادى ماعليه وماعليه أن يقبل منه وهو فرض كفاية ومن تمكن منه وتركه بلاعذر اثم وقد يتعين (إلى قوله) كمن يرى زوجته أو ولده أو غلامه على منكر (مرقاة ص ۳/ ج۵/ باب الامر بالمعروف، طبع بمبئی).

[۲] ان بعض الظن اثم الآية سورة حجرات آیت ۱۲ کیوں کہ بعض ظن گناہ ہوتے ہیں۔ از بیان القرآن ايا كم والظن الحديث مشكوٰة شريف ص۴۲۷/مكتبه ياسر نديم ديوبند، باب ماينهىٰ عنه من التهاجر والتقاطع الخ

ترجمہ:۔ اپنے کو گمان سے بچاؤ۔

مرشد ہی کے نام پر نیاز کرتے ہیں اور خود کھا لیتے ہیں تو یہ طریقہ غلط ہے[1]، پیر کے نام کا جھنڈا لگانا بھی غلط ہے[2] مزار کی پرستش (سجدہ کرنا) تو مشرکانہ طریقہ ہے[3]۔ایسا شخص امام بنانے کے قابل نہیں۔ جب تک توبہ کر کے اصلاح نہ کرے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۱/۹۳ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ ۱۱/۱/۹۳ھ

جس امام کا بیٹا چوری کرتا ہو اس کی امامت!

سوال:۔ایک شخص مسجد میں امام ہے اور اس کا بیٹا چوری کا ارتکاب کر چکا ہے تو کیا اس امام کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

اگر اس نے اپنے بیٹے کو چوری کے لئے خود ترغیب نہ دی ہو اور اس کی حرکت سے خوش

---

[1] ویکرہ امامة عبد ...... ومبتدع لا یکفربها وان کفر بها فلا یصح الاقتداء به اصلاً(تنویر الابصار مع الشامی نعمانیه ص ۳۷۶ ج ۱ شامی کراچی ص ۵۵۹ ج ۱ البدعة خمسة اقسام، باب الامامة، حلبی کبیری ص ۵۱۳/ فصل فی الامامة، مطبوعه لاهور)

[2] وکره بعض الفقهاء وضع الستور والعمائم والثیاب علی قبور الصالحین والأولیاء (رد المحتار علی الدر المختار زکریا ص ۵۲۲/ج ۹/ کتاب الحظر والاباحة، فصل فی اللبس).

[3] قال فی الدر : واعلم أن النذر الذی یقع للأموات من اکثر العوام، ومایؤخذ من الدراهم والشمع والزیت ونحوها إلیٰ ضرائح الأولیاء الکرام تقربا إلیهم فهو باطل و حرام. طحطاوی ص ۵۷۱/ کتاب الصوم، باب مایلزم الوفا به الخ، مطبوعه مصری. شامی کراچی ص ۴۳۹/ج ۲/ کتاب الصوم، فصل فی العوارض المبیحة لعدم الصوم. البحرالرائق ص ۲۹۸/ج ۲/ کتاب الصوم، فصل فی النذر، مطبوعه الماجدیه کوئٹه).

نہیں تو اس کی وجہ سے امام کی امامت میں خلل نہ آئے گا؟[1] فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

جس کا والد ناجائز کاروبار کرے اس کی امامت

سوال:۔ ایک لڑکا عالم فارغ دارالعلوم ہے اور اس کا والد نکاح پر نکاح کا کاروبار کرے تو لڑکے کی امامت درست ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

والد کے اس ناجائز کاروبار سے لڑکے کی امامت میں کوئی خرابی نہیں[2]۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

جو شخص ستر کا اہتمام نہ کرے اس کی امامت

سوال:۔ (۱) اگر کوئی شخص بسا اوقات کاشف العورۃ رہے یعنی بکار دنیوی مشغول ہو کر مانند لنگوٹ کے کپڑا پہنے رہے تو اس عالم باصفت مذکورہ کے پیچھے عندالشرع نماز جائز ہے یا نہیں؟

---

[1] وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرىٰ وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةَ اِلىٰ حَمْلِهَا لَا يُحْمِلُ مِنْهُ شَيْئٌ وَّلَوْ كَانَ ذَاقُرْبىٰ الأية سورة الفاطر پارہ ۲۲/آیت ۱۸.

ترجمہ:۔ اور کوئی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا اور کوئی بوجھ کا لدا ہوا کسی کو اپنا بوجھ اٹھانے کے لئے بلاوے گا تب بھی اس میں کچھ بھی بوجھ نہ بٹایا جاوے گا اگر چہ وہ شخص قرابت دار ہی ہو۔

[2] وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرىٰ وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةَ اِلىٰ حَمْلِهَا لَا يُحْمِلُ مِنْهُ شَيْئٌ وَّلَوْ كَانَ ذَاقُرْبىٰ الأية سورة الفاطر پارہ ۲۲/آیت ۱۸.

ترجمہ:۔ اور کوئی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا اور کوئی بوجھ کا لدا ہوا کسی کو اپنا بوجھ اٹھانے کے لئے بلاوے گا تب بھی اس میں کچھ بھی بوجھ نہ بٹایا جاوے گا اگر چہ وہ شخص قرابت دار ہی ہو۔

(۲) اگر کوئی عالم ننگا ہو کر نہر یا چشمہ پار ہو جاوے دریں حالت کہ اس کے آس پاس آدمی بھی موجود ہوں تو اس شخص پر منجانب شرع کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

لنگوٹ باندھنے میں ران اور گھٹنے کھلے رہتے ہیں حنفیہ کے نزدیک یہ عورت میں داخل ہیں اور ان کا چھپانا ضروری ہے ان کو علانیہ کھولنے والا فاسق ہے[۱] ان عالم کو اس سے اجتناب اور توبہ لازم ہے اگر وہ توبہ نہ کریں تو ان کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے[۲] بشرطیکہ ان سے بہتر امامت کے لائق دوسرا شخص موجود ہو۔

(۲) اس کا جواب (۱) سے ظاہر ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

گانے بجانے کی مجلس میں نکاح پڑھانے والے کی امامت

سوال:۔ جو شخص ایسی مجلس میں نکاح پڑھائے جس میں باجے بجتے ہوں، تو اس کی امامت درست ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

جس شادی میں خلافِ شرع امور گانا بجانا وغیرہ ہوں اور پہلے سے معلوم بھی ہو تو اس

---

[۱] **الفخذ عورة** ......ان كاشف الركبة ينكر عليه برفق وكاشف الفخذ يعنف عليه وكاشف السوء يودب عليه ان لج (شامی نعمانیه ص ۲۳۴ ج۵ فصل فی النظر، كتاب الحظر والاباحة. مجمع الانهر ص ۱۲۲/ج ۱/ باب شروط الصلاة، مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت. البحر الرائق كوئٹه ص ۲۶۹/ج ۱/ باب شروط الصلاة).

[۲] ان امامة الفاسق مكروهة تحريماً (طحطاوی علی المراقی ص ۲۴۴/ مطبوعه مصر، فصل فی بيان الاحق بالامامة. شامی كراچی ۵۶۰/ج ۱/ باب الامامة، قبيل مطلب البدعة خمسة اقسام).

میں شرکت منع ہے[1] امام کو بھی اور مقتدی کو بھی اگر امام نے ایسی جگہ نکاح پڑھا دیا اور شرکت کر لی ہے تو اس کو توبہ واستغفار کرنا چاہئے اور آئندہ کو پرہیز کرنا چاہئے[2] اگر امام باز نہ آئے تو اس کی امامت مکروہ ہوگی[3]۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

غلط محفل میں شریک ہونے والے کی امامت

سوال:۔ ایک شخص ہنسی کھیل کی جگہ اور گانے بجانے کی جگہ شوق سے بیٹھتا ہے اس کی امامت کیسی ہے؟

الجواب: حامداًومصلیاً!

ایسی مجالس میں شرکت ناجائز ہے[4] اگر اس شخص سے بہتر امامت کے لائق دوسرا آدمی

---

[1] ولو علم قبل الحضور لا يحضر لانه لم يلزمه حق الدعوة ......ودلت المسألة على ان الملاهى كلها حرام (هدايه ص ۴۵۵ ج ۴ كتاب الكراهية، عالمگيرى ص ۳۴۳/ ج۵/ الباب الثانى عشر فى الهدايا والضيافات، كتاب الكراهية. الدر مع الشامى ص ۲۲۲/ ج۵/ نعمانيه، كتاب الحظر والاباحة، قبيل فصل فى اللبس).

[2] وهى (التوبة) فرض على الاعيان فى كل الاحوال والازمان الى قوله قال الكلبى التوبة النصوح الندم بالقلب والاستغفار باللسان والاقلاع عن الذنب والاطمئنان على انه لايعود الخ. (الجامع لاحكام القرآن ص ۱۸۲/ ج۹/ الجزء الثامن عشر، سوره التحريم تحت آيت ۸، مطبوعه دارالفكر بيروت. تفسير مظهرى ص ۳۴۵/ ج۹/ مطبوعه رشيديه كوئٹه. المفهم شرح مسلم ص ۶۹/ ج۷/ كتاب الرقاق، باب وجوب التوبة، مطبوعه دار ابن كثير بيروت).

[3] ان امامة الفاسق مكروهة تحريما، طحطاوى مع المراقى مصرى ص ۲۴۴ فصل فى بيان الاحق بالامامة.

[4] ان المغنى للناس انما لا يقبل شهادته لانه يجمعهم على كبيرة والقرطبى على ان هٰذا الغنا وضرب القضيب والرقص حرام بالاجماع (بزازيه علىٰ الهنديه ص ۳۴۹/ ج۶/ قبيل كتاب الكراهية، هدايه ص ۱۶۲/ ج ۳/ باب من يقبل شهادته الخ، مطبوعه ياسر نديم ديوبند).

موجود ہوتو اس شخص کی امامت مکروہ ہے دوسرے کو امام بنانا چاہئے تاوقتیکہ یہ شخص توبہ نہ کرے[۱]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قوالی سننے والے کی امامت

سوال:۔ جیسا کہ آج کل عرسوں میں قوالی ہوتی ہے۔ ان میں کسی امام مسجد کا شریک ہوکر سننا یا اس کو اچھا کہنا کیسا ہے؟ آیا اس کے پیچھے نماز ہوسکتی ہے؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

جب تک دوسرا آدمی موجود ہوتو قوالی سننے والے عرس میں شریک ہونے والے کو امام نہیں بنانا چاہئے[۲]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

قوالی سننے والے کی امامت

سوال:۔ زید پیرزادہ ہے، موجودہ دور کی قوالی مع مزامیر سنتا ہے، رسم گاگر کرتا ہے، چادر مرغا جو لوگ قبر پر چڑھاتے ہیں اس کو بھی منع نہیں کرتا۔ حتی کہ طواف قبر وسجدہ سے مانع نہیں ہوتا۔ ایسے شخص کو امام بنانا جائز ہے یا نہیں؟ اور اس نماز کا کیا حکم ہے جو ایسے شخص کی امامت میں ادا کی گئی ہو؟

---

[۱] کره امامة الفاسق العالم لعدم اهتمامه بالدين فتجب اهانته شرعاً فلا يعظم بتقديمه للامامة (مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۲۴۵/فصل فی بيان الاحق بالامامة. شامی زکريا ص ۲۹۹/ج ۲/ باب الامامة، قبيل مطلب البدعة خمسة اقسام. البحر الرائق کوئٹه ص ۳۴۹/ج ۱/ باب الامامة).

[۲] حوالہ ا/ملاحظہ ہو۔

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

من ذهب الی الغزو وفاتته صلوٰة فقد ارتکب سبع مأة کبیرة کذا عن الشیخ الرازی فما ظنک فیمن فاتته صلوٰة لمثل هٰذالحضور......وغرضه استماع الدف والمزمار واللعب بالرقص الذی احدثهٗ اولاً السامری حین اخرج لهم عجلا جسداً لهٗ خوار وقد نقل صاحب الهدایة فیها انّ المغنی للناس انما لا یقبل شهادته لانهٗ یجمعهم علی کبیرة والقرطبی علیٰ ان هٰذا الغنا وضرب القضیب والرقص حرامٌ بالاجماع عند مالک وابی حنیفة والشافعی واحمد فی مواضع من کتابه الفتاویٰ البزازیة[۱] ص ۳۴۹ ج۳ علیٰ هامش الهندیة ج۶ وبسط الکلام فی تنقیح الفتاوٰی الحامدیة[۲] ص ۳۵۵ ج۲.

اعلم ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام ومَا یؤخذ من الدراهم والشمع والزیت ونحوها الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیهم فهو بالاجماع باطلٌ وحرامٌ مالم یقصد وا صرفها لفقراء الانام الدرالمختار[۳] علیٰ هامش رد المحتار ص ۱۲۸ ج۲.

لایجوز مایفعله الجهال بقبور الاولیاء والشهداء من السجود والطواف واتخاذ السرج والمساجد علیها ومن الاجتماع بعد الحول کالاعیادِ ویسمونه عُرساً اھ التفسیر المظهری[۴].

---

[۱] بزازیه ص ۳۴۹/ج۶/ کتاب الفاظ تکون اسلاماوکفراً، فی المتفرقات.

[۲] تنقیح الفتاوی الحامدیة ص ۳۲۲/ ج۲/ بولاق مصر ص ۳۷۴/ج۲/مطلب فی سماعة الألات المطربة، مسائل وفوائد شتی من الحظروالاباحة. الدرالمختار مع الشامی کراچی ص ۳۴۹/ج۶/ کتاب الحظر والاباحة. عالمگیری کوئٹه ص ۳۵۲/ج۵/ کتاب الکراهیة، الباب السابع عشر فی الغناء واللهو الخ.

[۳] الدرالمختار مع الشامی کراچی ص ۴۳۹/ج۲/ قبیل باب الاعتکاف. طحطاوی علی المراقی مصری ص ۵۷۱/ باب مایلزم الوفا به الخ. البحر الرائق کوئٹه ص ۲۹۸/ج۲/ قبیل باب الاعتکاف.

[۴] التفسیر المظهری ص ۶۵/ ج۲/اٰلِ عمران تحت آیت ۶۴/مطبوعه رشیدیه کوئٹه.

جوشخص امور مذکورہ کا ارتکاب کرتا ہے، یا قدرت کے باوجود ان امور کو منع نہیں کرتا بلکہ بلاتکلف دیکھتا رہتا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ان امور سے ناخوش نہیں۔ ایسے شخص کو امام نہ بنایا جائے۔ اس کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۹۴/۱/۱۹ھ

سینما دیکھنے اور قوالی سننے والے کی امامت

سوال:۔ ایک پیش امام صاحب جو ہمیشہ سینما دیکھتے ہیں اور قوالی بھی سننے جاتے ہیں اوران کے لڑکے کی تجارت بھی سینما کی ہے اور خود امامت کرتے ہیں اور مصلّے پر کھڑے ہوکر کہتے ہیں کہ ہم میں کیا ہے؟ اس کا جواب تحریر فرمائیں۔

الجواب: حامداًومصلیاً!

سینما دیکھنا اور قوالی سننا مستقل عیب ہے۔ اس کے باوجود اپنے کو بے عیب سمجھنا بہت بڑا عیب ہے۔ قوالی کی حرمت سکب الانہر[2] اور فتاویٰ بزازیہ[3] و تنقیح[4] الفتاویٰ الحامدیہ میں موجود ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] ان امامة الفاسق مكروهة تحريماً طحطاوی علی المراقی ص ۲۴۴/ باب الامامة.
شامی زکریا ص ۲۹۹/ ج۲/ باب الامامة، قبیل مطلب البدعة خمسة اقسام.

[2] سكب الانهر علی مجمع الانهر ص ۲۱۹/ ج۴/ کتاب الكراهية، فصل فی المتفرقات، مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت.

[3] ان هذا الغنا وضرب القضيب والرقص حرام بالاجماع الخ (بزازیه علی الهندية ص ۳۴۹/ ج۶/ فی المتفرقات، قبل کتاب الكراهية).

[4] تنقيح الفتاوى الحامديه ص ۳۵۵/ ج۲/ مسائل وفوائد شتى من الحظر والاباحة، (بقیہ آئندہ)

گانا بجانے والی عورت کے شوہر کی امامت

سوال:۔(الف) وہ حفاظ جومختلف مساجد میں امامت کراتے ہوں اوران کے مکانات مسکونہ کسی ایک مسجد سے بہت ہی ملحق ہوں مگران کی عورتیں ان کی موجودگی ہی میں اپنے ناچ گانے اور بے ہودہ نغمات سے نمازیوں کے خیالات منتشر کرتی ہوں حالانکہ مسلمان غیر مسلموں سے فوراً دست وگریباں ہو جاتے ہیں اگر وہ کسی مسجد کے پاس سے باجا بجاتے ہوئے نکل جاتے ہیں۔

(ب) اگران کے ان شوہروں کوکہ وہ امام ہیں روکنے کے لئے کہا جاتا ہے۔تو وہ حجت کرتے ہیں اوردین سے بے خبر لوگوں کی عورتوں کواپنی عورتوں کے لئے مثال بناتے ہیں۔ لہٰذا۔

(الف) ان کا یہ فعل دین میں کس قسم کا ہے؟

(ب) ان لوگوں کی امامت جائز ہے یانہیں اوران کی سزا کیا ہے۔نیز وہ عورتیں جن کے شوہر امام ہیں اوروہ اگر تقاریب میں اپنے اس بیہودہ گانے کی آواز سے طوفانِ بدتمیزی اٹھائیں اوراسے جائز سمجھیں تو ان کے لئے کیا حکم ہے اس قسم کے گھروں کا مسلمان اگر مقاطعہ کردیں توان کا یہ فعل کیسا ہے۔

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

اگر وہ امام اپنی عورتوں کے روکنے پر قادر ہیں اور پھر نہیں روکتے تو وہ لوگ گنہگار ہیں ان کے ذمہ واجب ہے کہ عورتوں کو ناشائستہ اورناجائز افعال سے منع کریں۔اگر وہ روکنے پر قادر

(گذشتہ کا بقیہ) مطلب فی سماعة الآلات المطربة. عالمگیری کوئٹه ص ۳۵۲/ج۵/ كتاب الكراهية، الباب السابع عشر فی الغناء واللهو الخ.

نہیں یا روکتے ہیں لیکن نہیں مانتیں پھر ان اماموں پر عورتوں کے ان افعال کا گناہ نہیں[۱] اور اس صورت میں انکی امامت میں بھی اس سے نقصان نہیں آتا۔ البتہ اگر باوجود قدرت کے نہیں روکتے بلکہ عورتوں کے افعالِ مذکورہ کو اچھا سمجھتے ہیں۔تو ان کی امامت منع ہے[۲] بشرطیکہ دوسرا شخص امامت کے لائق ان سے بہتر موجود ہو۔ اگر مقاطعہ کرنے سے ان کی اصلاح کی توقع ہوتو مقاطعہ کرنا مناسب ہے۔[۳] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۱/۴/۵۸ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۱/ ربیع ۲/ ۵۸ھ

ناچ گانے میں شرکت کرنے والے کی امامت!

سوال:۔امام نماز پڑھا کر گھر چلا گیا محلّہ میں ناچ گانا یا بھیڑ ہو رہی تھی، محلّہ کے کافی مسلمان اس میں شرکت فرما تھے، اس مجلس میں روشنی کی ضرورت تھی ایک شخص نے کہا گیس جلالو، مگر حاضرین میں جتنے لوگ تھے گیس جلانا نہیں جانتے تھے لوگوں نے کہا کہ امام صاحب کو بلالو وہ

---

[۱] اذا اعتادت الزوجة الفسق عليه الامر بالمعروف والنهى عن المنكر والضرب فى ما يجوز فيه فان لم تنزجر لا يجب التطليق لان الزوج قد ادى حقه والاثم عليها(نفع المفتى والسائل ص۱۰۳ ما يتعلق باطاعة الزوجات، كتاب الحظر والاباحة).

[۲] تقدم تخريجه تحت عنوان ''جوشخص ستر کا اہتمام نہ کرے اسکی امامت''.

[۳] وهو (اى حديث مالك)دليل على وجوب هجران من ظهرت معصيته فلا يسلم عليه الا ان يقلع وتظهر توبته (المفهم ص۹۸/ ج۷/ كتاب الرقاق، باب يهجر من ظهرت معصيته، مطبوعه دار ابن كثير بيروت. راجع المرقاة ص۶۱۷/ ج۴/ كتاب الأداب، باب ماينهى عنه من التهاجر والتقاطع الخ طبع بمبئى. نووى على مسلم ص۳۶۳/ ج۲/ كتاب التوبة، باب حديث توبة كعب بن مالك الخ مطبوعه رشيديه دهلى.

جلا دیں گے، چنانچہ ایسا ہی ہوا اور پھر امام صاحب واپس گھر چلے گئے، اب محلّہ کے ایک سودخوار حاجی صاحب کہتے ہیں کہ ایسے امام کے پیچھے نماز نہیں ہوگی علیحدہ نماز پڑھتا ہے۔ باقی سب محلّہ کے لوگ امام صاحب کی اقتداء میں نماز ادا کرتے ہیں تو کیا ایسی صورت میں سب کی نماز درست ہوجاتی ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

ناچ وغیرہ کام کرنا اور اس میں شریک ہونا گناہ ہے[1] جو لوگ اس میں شریک تھے سب ہی گنہگار ہوں گے، گیس جلانے کے لئے امام صاحب کو بلانا اور بھی غلط ہے۔ ان کے بلانے پر امام صاحب نے گیس جلا دیا، اگر نہ آتے تو اس کے سب مخالف ہوجاتے ابھی تو ایک ہی آدمی مخالفت کرتا ہے۔ پھر سب مخالفت کرتے اس ڈر کے مارے اگر امام نے آکر گیس جلا دی تو اس کو ایسی سزا دینا کہ ایک حاجی صاحب اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے بلکہ نماز کو ناجائز بتلاتے ہیں تو یہ زیادتی ہے۔ امام صاحب بھی استغفار کریں[2] اور حاجی صاحب بھی ان کے پیچھے نماز پڑھا کریں، سود کا لینا دینا حرام اور موجب لعنت ہے[3] اس سے بھی حاجی صاحب باز آئیں

[1] الرقص حرام بالاجماع (بزازیه علی الهندیه ص ٣٤٩ ج٦ قبیل کتاب الکراهیة. الجامع لاحکام القرآن ص ١٥/ج٧/ الجزء الثالث عشر، سوره لقمان تحت آیت ٦/ مطبوعه دارالفکر بیروت. روح المعانی ص ١٠٥/ج ٢١/ الجزء الحادی والعشرون، مطبوعه دارالفکر بیروت).

[2] واتفقوا علی ان التوبة من جمیع المعاصی واجبة وانها واجبة علی الفور ولایجوز تأخیرها سواء کانت المعصیة صغیرة او کبیرة (روح المعانی ص ٢٣٦/ج١٥/ الجزء الثامن والعشرین، سوره لقمان تحت آیت ٨/ مطبوعه دارالفکر بیروت. مسلم شریف ص ٣٥٤/ج ٢/ کتاب التوبة، مطبوعه رشیدیه دهلی).

[3] عن جابر قال لعن رسول الله ﷺ اکل الربوا وموکله الحدیث (مسلم ص٢٧/ج٢/ باب الربوا. مشکوٰة ص ٢٤٤) باب الربا.

ترجمہ:۔ رسول خدا ﷺ نے سود کھانے اور کھلانے والے پر لعنت فرمائی ہے۔

اور توبہ کریں۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

ساز پر گانے والے کی امامت!

سوال:۔ایک شخص نائی ہے اور ساز پر گاتا ہے کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

نائی کا پیشہ درست ہے بشرطیکہ ڈاڑھی نہ مونڈتا ہو، ساز پر گانا ناجائز ہے[1]، ایسے شخص کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے[2]۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

جو امام لڑکے کا بوسہ لے اس کی امامت!

سوال: ایک شخص دو سال سے امام ہے اور بچوں کو تعلیم بھی دیتا ہے ایک بچہ جو نہایت خوبصورت ہے اس کو کمرہ میں لے جاتے تھے اور بوسہ لیتے تھے، ایک مرتبہ اس بچے نے شکایت کی کہ امام صاحب نے میرا بوسہ لیا ہے، امام صاحب سے پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا کہ میں اس کو بیٹا سمجھ کر بوسہ لیا ہوں اور مصری لوگ بھی بوسہ لیتے ہیں، میں کیوں جھوٹ

---

[1] ان المغنی للناس انما لا یقبل شهادته لانه یجمعهم علی کبیرة والقرطبی علی ان هٰذا الغنا وضرب القضیب والرقص حرام بالاجماع (بزازیة علی الهندیة، ص۳۴۹/ج۳/ فصل فی المتفرقات، قبیل کتاب الکراهیة، هدایة ۴۵۵/ج۴/ کتاب الکراهیة).

[2] ویکره امامةعبد وفاسق وفی الشامیة بل مشی فی شرح المنیة علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم .(الدرالمختار مع الشامی زکریا ص۲۹۸/ج۲/ باب الامامة، قبیل مطلب البدعة خمسة اقسام. طحطاوی علی المراقی مصری ۲۴۴/فصل فی بیان الاحق بالامامة).

بولوں، اس پر مسجد میں ہنگامہ ہوا اور دو پارٹیاں بن گئیں بعدہٗ اس کو مسجد سے الگ کر دیا گیا، اب وہ پھر آنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ بہت سے نمازی ان کو لانے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ ایسے امام کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

اگر امام صاحب سے بہتر صحیح العقیدہ مسائل نماز اور طہارت سے واقف صحیح پڑھنے والا متبع سنت دوسرا امام مل جائے تو سابق امام کو دوبارہ لانے اور امام بنانے پر ہرگز اصرار نہ کیا جائے[1]۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

لڑکے کا بوسہ لینے والے کی امامت

سوال: اگر کوئی شخص کسی لڑکے کا بوسہ لے لے اور اس کو انزال ہو جائے تو کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

شہوت پوری کرنے کے لئے لڑکے کا بوسہ لینا ناجائز ہے[2] جو شخص ایسا کرتا ہے اس کو امام

---

[1] ویجب ان یکون امام القوم فی الصلاة افضلهم فی العلم والورع والتقویٰ والقراءة والحسب والنسب والجمال وعلیٰ هٰذا اجماع الامة الخ (تاتارخانیه ص ۶۰۰/ج ۱/ مطبوعه کراچی، اما الکلام فی بیان من هواحق بالامامة. شامی کراچی ۵۵۹/ج ۱ . شامی زکریا ص ۲۹۸/ج ۲/ باب الامامة. عالمگیری کوئٹه ص ۸۳/ الفصل الثانی فی بیان من هو احق بالامامة).

[2] وکره تحریماً تقبیل الرجل فم الرجل او یده او شیئاً منه......وهٰذا لو عن شهوة (الدر مع الشامی کراچی ص ۳۸۰/ج ۶/ باب الاستبراء، کتاب الحظر والاباحة. عالمگیری کوئٹه ص ۳۶۸/ج ۵/ کتاب الکراهية، الباب الثامن والعشرون فی ملاقاة الملوک الخ. المحیط البرهانی ص ۱۱۸/ج ۸/ کتاب الکراهية،الفصل الثلاثون فی ملاقاة الملوک الخ مطبوعه المجلس العلمی ڈابهیل).

بنانا مکروہ تحریمی ہے جب تک کہ وہ توبہ نہ کرلے[١]۔

فقط واللہ اعلم
حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

گالی دینے والے امام کے پیچھے نماز!

سوال: ایک مسجد کا امام اگر کسی مولانا صاحب کو حرام زادہ یا حرام خور اور گدھے کی طرح چلاتا ہے وغیرہ کہہ کر گالی دے تو اس سے امام صاحب کو کسی قسم کا گناہ ہوسکتا ہے یا نہیں اور اب گالی دینے کے بعد جتنے دن وہ نماز پڑھایا ہے ان نمازوں کی حالت کیا ہوگی اور کیا امامت میں کوئی نقص پیدا ہوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداومصلیاً!

معمولی مسلمان کو گالی دینا بھی فسق ہے۔ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ الحدیث[٢] عالم دین کو اگر بلاوجہ گالی دے تو ایمان کا خطرہ ہے[٣] امام صاحب کو اس کا تدارک ضروری ہے معافی مانگیں

---

[١] واما الفاسق فقدعللوا كراهة تقديمه بانه لايهتم لامردينه بل مشى فى شرح المنية على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم. (شامى زكريا ص ٢٩٩/ ج٢/ باب الامامة، قبيل مطلب البدعة خمسة اقسام. طحطاوى على المراقى مصرى ٢٤٤/فصل فى بيان الاحق بالامامة).

[٢] راجع حديث عبدالله بن مسعود مرفوعاً متفق عليه (مشكوٰة ص ٤١١/باب حفظ اللسان. بخارى شريف ص ١٢/ ج ١/ كتاب الايمان، باب خوف المؤمن ان يحبط عمله، مطبوعه اشرفى ديوبند. مسلم شريف ص ٥٨/ ج ١/ كتاب الايمان، باب قول النبى ﷺ سباب المسلم فسوق، مطبوعه رشيديه دهلى).

[٣] يخاف عليه الكفر اذا شتم عالماً اوفقيها من غير سبب (عالمگيرى ص ٢٧٠/ ج ٢/ موجبات الكفر كتاب السير. الباب التاسع فى احكام المرتدين. البحر الرائق كوئٹه ص ١٣١/ ج٥/ باب احكام المرتدين).

توبہ کریں[1] ورنہ امامت سے علیحدہ کئے جانے کے مستحق ہوں گے اور ان کو امام بنانا جائز نہ ہوگا[2] جو نماز پڑھیں جا چکی ان کا اعادہ لازم نہیں[3]۔

فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۵/١/٩٢ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ ٦/١/٩٢ھ

جھگڑالو اور فسادی کی امامت!

سوال:۔ گذارش ہے کہ اس سے قبل خط روانہ کر چکا ہوں اس میں آپ نے پانی کے متعلق تو تحریر کر دیا لیکن حافظ جی کے متعلق کچھ نہیں تحریر کیا۔ جو حافظ جھگڑے فساد گالی وغیرہ سے پیش آتا ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے۔ ان کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں ہوگی؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

بے وجہ جھگڑا فساد کرنا اور گالی دینا بہت برا ہے[4]، امام اور مقتدی سب کو اس سے باز آنا چاہئے توبہ کرنا چاہئے جو نمازیں اس امام کے پیچھے پڑھی گئی ہیں ادا ہو گئیں ہیں آئندہ ایسا نہ کریں۔

فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین دارالعلوم دیوبند

---

[1] تقدم تخریجه تحت عنوان ''ناچ گانے میں شرکت کرنے والے کی امامت''۔

[2] تقدم تخریجه تحت عنوان ''لڑکے کا بوسہ لینے والے کی امامت''۔

[3] چونکہ منافیٔ صلاۃ کوئی عمل نماز میں نہیں کیا اسلئے نماز کا اعادہ لازم نہیں۔

[4] سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ الحدیث مشکوٰۃ شریف ص ۴١١، مطبع یاسر ندیم دیوبند باب حفظ اللسان۔ **ترجمہ**:۔ مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس سے قتال کرنا کفر (کا کام) ہے۔

گالی کی عادت والے کی امامت!

سوال:۔جس آدمی کی عادت ہو کہ وہ بات کرنے میں گالی دیتا ہو اور مقتدیوں کو گالی دیتا ہو منافق کہتا ہو تو کیا وہ شخص امامت کے قابل ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

یہ وصف ہرگز امامت کے لئے زیبا نہیں اس کا منصب جلیل ہے شان امامت کے خلاف ہے اس کو اصلاح کرنی چاہئے ورنہ تو وہ امامت سے الگ کئے جانے کے قابل ہوگا[1]۔

تنبیہ:۔مقتدیوں کے لئے سخت ابتلا ہوتا ہے جب ان کو ایسے امام ملتے ہیں حق تعالیٰ کی رحمت ہو تو مقتدی بھی اچھے ہوں[2]۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

امام صاحب کے لئے کسی عامل کی منی پینا!

سوال:۔ یہاں پر پیش امام حافظ ہے اخلاق اچھے ہیں شریعت کے پابند ہیں پوری جماعت ان سے خوش ہے مگر ایک بار ایسی غلطی سرزد ہوگئی کہ امام نے ایک عامل متقی پرہیزگار کی منی پی لی (پیالہ میں لے کر) اور کہا مجھے یہ بشارت ہوئی تھی کہ ان کی منی پینے سے دلی مراد حاصل ہوگی۔

---

[1] یجب أن یکون امام القوم فی الصلاۃ افضلهم فی الورع والتقویٰ والقراء ۃ والحسب والنسب والجمال وعلیٰ هٰذا اجماع الامة تاتارخانیه ص ۶۰۰/ج ۱/ (مطبوعه کراچی) فی بیان من هو احق بالامامة. تبیین الحقائق ص ۱۳۳/ج ۱/ باب الامامة، مطبوعه امدادیه ملتان. عالمگیری کوئٹه ص ۸۳/ج ۱/ الفصل الثانی فی بیان من هو احق بالامامة.

[2] روی أن اعمالکم عمالکم وکما تکونوا یولی علیکم کشف الخفاء ص ۱۴۷ ج ۱ مطبوعه داراحیاء التراث العربی بیروت.

مگر اب امام صاحب کہتے ہیں کہ یہ شیطان کا غلبہ تھا جس کی بنا پر یہ عظیم غلطی سرزد ہوئی، معافی کا خواستگار ہوں، وہ بیچارے خدا کے حضور میں بھی گڑگڑاتے ہیں، اپنی جہالت کے قائل ہیں، اب آپ بتائیں کہ ان کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے؟ اور شرعا کیا سزا ہوگی، وہ شریعت کا ہر حکم ماننے کو تیار ہیں؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

منی خواہ کسی عامل متقی کی ہو یا کسی فاسق وفاجر کی ہو نجس اور حرام ہے[١] اس کا پینا نجس اور حرام چیز پینا ہے۔ جس کو ایسی بشارت ہو کہ منی پینے سے مراد پوری ہوگی اس کو اس پر عمل کرنا جائز نہیں۔ ایسی بشارت شیطان کی طرف سے ہے، اف: امام صاحب سے سخت غلطی ہوگئی، اگر وہ سچے دل سے نادم ہو کر توبہ کریں اور اطمینان ہو کہ ان عامل صاحب یا کسی بھی عامل صاحب کے ساتھ ایسا نہیں کریں گے تو ان کی امامت درست ہوگی[٢]۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

غیر مطلقہ کا نکاح پڑھانے والے کی امامت

سوال:۔ ایک امام نے ایک شخص کے گھر میں اسکی سگی ہمشیرہ کا نکاح بغیر طلاق کر دیا اگر

---

[١] ثم ان نجاسة المنی عندنا مغلظة الی قوله وفی المسعودی منی الانسان نجس وکذامنی کل حیوان (البحرالرائق کوئٹہ ص ٢٢٥/ ج ١/ باب الانجاس. شامی کراچی ص ٣١٣/ ج ١. شامی نعمانیه ص ٢٠٨/ ج ١/ باب الانجاس. ملتقی الابحر مع مجمع الانہر ص ٨٨/ ج ١/ باب الانجاس، مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت).

[٢] .... لحدیث اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّاذَنْبَ لَهٗ مشکوٰۃ شریف ص ٢٠٦ (مطبوعه یاسر ندیم دیوبند) باب الاستغفار والتوبة، الفصل الثالث. گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں۔

چہ لوگوں نے منع بھی کیا اور اس نے بعد میں اقرار کر کے توبہ بھی کر لی ہے تو اب اسکی امامت جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

صورت مسئولہ میں وہ نکاح صحیح نہیں ہوا کیوں کہ جب تک پہلا شوہر زندہ ہے اور اس نے طلاق وغیرہ بھی نہیں دی تو اس کی عورت کا نکاح کسی جگہ شرعاً درست نہیں[1] اور امام نے جو باوجود علم کے وہ نکاح پڑھایا تو امام گنہگار رہوا اور لوگوں کے سمجھانے سے نہ ماننے کی وجہ سے اور سخت گناہ ہوا لہٰذا ایسے شخص کو امام بنانا مکروہ ہے۔ جب کہ کوئی دوسرا شخص اہل امامت موجود ہو۔ویکرہ امامة عبد واعرابی وفاسقٍ در مختار ج ۱[2] ص ۵۲۳۔

لیکن جب سب کے سامنے توبہ کر لی اور اپنی غلطی کا اقرار کر کے نادم ہوا تو اب اس کی امامت جائز ہے لقوله علیه السلام اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ[3]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ ۶/۸/۵۲ھ

صحیح: عبد اللطیف ۶/ شعبان ۵۲ھ

---

[1] امـا نـكـاح مـنـكـوحة الـغيـر ومعتدته...... لانه لم يقل احد بجوازه فلم ينعقد اصلا (شامی کراچی ۱۳۲ ج۳ مطلب فی النکاح الفاسد، باب المهر. عالمگیری کوئٹه ص ۲۸۰/ ج ۱/ کتاب النکاح، القسم السادس المحرمات التی يتعلق بها حق الغير. قاضیخاں علی الهندیه کوئٹه ص ۳۶۶/ ج ۱/ باب فی المحرمات).

[2] الـدرالـمـختـار مـع الشامی نعمانیه ص ۳۷۶/ ج ۱. مطبوعه کراچی ص ۵۵۹/ ج ۱/ قبیل البـدعة خـمسة اقسام، باب الامامة. ملقتی الابحر علی مجمع الانهر ص ۱۶۳/ ج ۱/ فصل فـی الـجـماعة، مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت. البحر الرائق کوئٹه ص ۳۴۸/ ج ۱/ باب الامامة).

[3] فی حدیث عبدالله بن مسعود رواه ابن ماجة (مشکوة ص ۲۰۶ باب الاستغفار والتوبة **ترجمہ**:۔ گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص کے مثل ہے جس نے کوئی گناہ نہ کیا ہو۔

خالہ بھانجی کا ایک شخص سے نکاح پڑھانے والے کی امامت

سوال:۔ ایک پیش امام مسجد ناظرہ حافظ ہے صحیح سے قرآن وقراءت نہیں پڑھ سکتا ہے۔ نماز جمعہ بھی وہی پڑھاتے ہیں جو کہ خطبہ میں پڑھتے ہیں۔ ہر روز پنجگانہ اذان بلا وضو کے دیتے ہیں چند اشخاص اس پر اعتراض کرتے ہیں کہ بلا وضو اذان دینا ٹھیک نہیں لیکن امام صاحب اس پر اصرار کرتے ہیں کہ بلا وضوء اذان دینا جائز ہے اور صحیح ہو جاتی ہے اور وہ پیش امام عقائد نکاح سے بالکل واقفیت نہیں رکھتے۔ ایک نکاح امام صاحب موصوف نے ناجائز پڑھا دیا ہے۔ نکاح بحیثیت دستور طریقہ سے پڑھایا ایک شخص کے گھر میں خالہ موجود ہے اس کی بھانجی سے اس کا نکاح جائز قرار دے دیا۔ آیا یہ مسئلہ جائز ہے یا نہیں، خالہ اور بھانجی ایک مرد کے عقد میں رہ سکتی ہیں؟ اور ایسے امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

آپ نے لکھا ہے کہ ایک پیش امام مسجد ناظرہ حافظ ہے۔ اس کا مطلب میں نہیں سمجھا ناظرہ حافظ کسے کہتے ہیں۔ قراءت قرآن شریف میں کیا غلطی کرتے ہیں۔ اس کو لکھئے کیوں کہ بعض غلطی معمولی ہوتی ہے اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی اور بعض غلطی سخت ہوتی ہے کہ اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ خطبہ کے متعلق کیا لکھا ہے سمجھ میں نہیں آیا صاف صاف لکھئے۔

اذان کیلئے افضل یہ ہے کہ باوضو کہے لیکن اگر بے وضو کہدے تب بھی ناجائز نہیں بلکہ درست ہے۔ **ویکره اذان جنب واقامة محدث لا اذانه على المذهب الخ** در مختار[۱] ص۴۰۷ ج۱۔

---

[۱] ..... الدر المختار مع الشامی ص۲۶۳/ج۱. شامی کراچی ۳۹۲/ج۱/ باب الاذان، مطلب فی المؤذن اذا كان غير محتسب الخ. سكب الانهر على مجمع الانهر ص۱۱۷/ج۱/ باب الاذان، مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت. تاتارخانيه كراچی ص۵۱۹/ج۱/ نوع آخر فی اذان المحدث والجنب.

امام صاحب کو اگر معلوم تھا کہ اس شخص کے گھر میں ایک عورت پہلے سے موجود ہے اور اب دوسری سے نکاح کرتا ہے اور وہ دوسری بھانجی ہے پہلی خالہ ہے اور یہ ناجائز ہے تو وہ شخص اور وہ عورت اور امام صاحب جس قدر لوگ نکاح میں شریک ہوئے سب پر توبہ لازم ہے اور جس کو علم نہیں تھا وہ گنہگار نہیں ہوگا۔[١] اب لازم ہے کہ اس مرد اور عورت میں تفریق کرادیں[٢] اور امام صاحب اور سب شریک ہونے والے توبہ کریں اور امام صاحب توبہ نہ کریں تو ان کو امامت سے علیٰحدہ کردیا جائے بشرطیکہ دوسرا آدمی امامت کے لائق ان سے بہتر موجود ہو۔ وہ مرد وعورت اگر مفارقت نہ کریں اور باوجود فہمائش کے نہ مانیں تو سب مل کر ان سے قطع تعلق کرلیں[٣] تاکہ وہ دونوں تنگ آکر توبہ کریں اگر وہ شخص دوسری عورت کو رکھنا چاہتا ہے تو فی الحال

---

[١] قال الفتوى على الترديد ان استعمل مستحلا كفر والا لا فان ارتكب من غير استحلال فسق (شرح فقه اكبر ص ٢٣٢/في الاشعار الحافظية الخ، مطبوعه رحيميه ديوبند).

[٢] لايجوز الجمع بين المرأة وعمتها او خالتها او بنت اختها او بنت اخيها الخ (مجمع الانهر ص ٤٨٠/ج ١/ باب المحرمات، مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت. سكب الانهر ص ٤٧٩/ج ١/ باب المحرمات، مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت. تبيين الحقائق ص ١٠٥/ج ٢/ فصل في المحرمات، مطبوعه امداديه ملتان). ويجب على القاضي التفريق بينهما (البحر الرائق كوئٹه ص ١٦٩/ج٣/ باب المهر. الدرالمختار على الشامى زكريا ص ٢٧٦/ج٤/ باب المهر، مطلب في النكاح الفاسد. عالمگيرى كوئٹه ص ٣٣٠/ج ١/ الباب الثامن في النكاح الفاسد واحكامه).

[٣] وهو (اى حديث مالك) دليل على وجوب هجران من ظهرت معصية فلايسلم عليه الا ان يقلع وتظهر توبته (المفهم شرح مسلم ص ٩٨/ج٧/ كتاب الرقاق، باب يهجر من ظهرت معصيته، مطبوعه دار ابن كثير بيروت. مرقاة شرح مشكوة ص ٧١٦/ج٤/ كتاب الادب، باب ماينهى عنه من التهاجر الخ، مطبوعه ممبئى. نووى على مسلم ص ٣٦٣/ج ٢/ كتاب التوبة، توبة كعب بن مالك، مطبوعه رشيديه دهلى).

دونوں کو الگ کردے اور پہلی کو طلاق دیدے جب اس کی عدت ختم ہو جائے تب دوسری سے نکاح کرے[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم ۵۹/۱۰/۱۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ ہذا

سوتیلی نانی سے نکاح پڑھانے والے کی امامت

سوال:۔ایک شخص نے اپنی ماں کی ماں سے یعنی سوتیلی نانی سے نکاح کرلیا ہے آیا یہ نکاح کیسا ہوا ہے اور سوتیلی نانی محرمات میں سے ہے یا نہیں؟

(۲) اگر محرمات میں ہے تو جس شخص نے اس کا نکاح پڑھایا اور جو لوگ اس میں شامل ہوں ان کے لئے کیا حکم ہے؟

(۳) اگر نکاح پڑھانے والا امام ہو تو اس کے لئے امامت درست ہے یا نہیں اور اگر یہ ثابت ہو جائے کہ سوتیلی نانی محرمات میں سے ہے تو نکاح فسخ کر دیا جائے یا نہیں اور امام صاحب جتنے دن تک لوگوں کو نماز پڑھائے ہیں وہ نماز لوٹانا پڑے گی یا نہیں؟ بینوا توجروا.

[۱] وان اراد ان یتزوج احداهما بعدالتفریق فله ذلک ان کان التفریق قبل الدخول وان کان بعد الدخول فلیس له ذلک حتی تنقضی عدتهما وان انقضت عدة احداهما دون الاخری فله ان یتزوج بالمعتدة دون الاخری کیلایکون جامعا بینهما وان دخل باحداهما فله ان یتزوجها دون الاخری مالم تنقض عدتها لان عدتها تمنع التزوج باختها وان انقضت عدتها جاز له ان یتزوج بایهما شاء لعدم المانع (تبیین الحقائق ص ۱۰۴/ ج ۲/ فصل فی المحرمات، مطبوعه امدادیه ملتان. عالمگیری کوئٹه ص ۲۷۸/ ج ۱/ القسم الرابع المحرمات بالجمع. شامی زکریا ص ۱۲۰/ ج ۴/ فصل فی المحرمات. البحرالرائق کوئٹه ص ۹۶/ ج ۳/ فصل فی المحرمات).

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

(١)سوتیلی نانی سے کیا مراد ہے اگر ماں کی سوتیلی ماں یعنی حقیقی نانا کی بیوی پھرتو اس سے نکاح ناجائز ہے حرم اصله وفرعه وزوجة اصله وفرعه ولو بعيداً اھ درمختار[١]۔

اوراگر یہ مراد ہے کہ سوتیلی ماں کی حقیقی ماں یعنی کسی عورت سے اس کے باپ نے دوسرا نکاح کرلیا اس عورت کی حقیقی ماں یا سوتیلی ماں سے اس نے نکاح کرلیا تو یہ نکاح جائز ہے۔ قال الخير الرملى ولا تحرم بنت زوج الام ولا امه ولاام زوجة الاب ولابنتها ولام زوجة الابن ولابنتها ولا زوجة الربيب ولا زوجة الراب الخ رد محتار[٢]

(٢) جائز نکاح پڑھانا اوراس میں شامل ہونا تو جائز ہے اورناجائز نکاح پڑھانا اوراس میں شامل ہونا جائزنہیں جوازعدم وجواز (١) سے معلوم ہوسکتا ہے۔

(٣) اگر جائز نکاح پڑھایا ہے پھرتو اس کی امامت میں کوئی اشکال نہیں۔اگر ناجائز نکاح پڑھایا ہےاورمسئلہ سے واقف ہوتے ہوئے ایسا کیا ہےتو نکاح پڑھانے والا اورمرداورعورت نیزشرکاءسب کوگناہ ہواسب کوتوبہ لازم ہے[٣]اورمردوعورت میں تفریق ضروری ہے[٤] اگرامام

---

[١] ملخصاً الدرالمختار مع الشامى نعمانيه ص٢٧٩–٢٧٧/ج٢، مطبوعه كراچى ص٢٨، ٣١/ج٣/ فصل فى المحرمات، كتاب النكاح. البحر الرائق كوئٹه ص٩٣/ج٣/ فصل فى المحرمات. تبيين الحقائق ص١٠٢/ج٢/ فصل فى المحرمات، مطبوعه امداديه ملتان.

[٢] رد المحتارعلى الدر المختارنعمانيه ص٢٧٩/ج٢. شامى كراچى ص٣١/ج٣/ فصل فى المحرمات، كتاب النكاح.

[٣] واتفقوا على ان التوبة من جميع المعاصى واجبة على الفور سواء كانت المعصية صغيرة او **كبيرة** (روح المعانى ص٢٣٦/ج١٥/ الجزء الثامن والعشرين، سورۂ لقمان تحت آيت ٨، مطبوعه دارالفكر بيروت. نووى على مسلم ص٣٥٤/ج٢/ كتاب التوبة، مطبوعه رشيديه دهلى).

[٤] ويجب على القاضى التفريق بينهما البحر الرائق كوئٹه ص١٦٩ ج٣ باب المهر، الدر المختار على الشامى زكريا ص٢٧٦ ج٤، باب المهر، مطلب فى النكاح الفاسد، عالمگيرى كوئٹه ص٣٣٠ ج١ الباب الثامن فى النكاح الفاسد واحكامه.

توبہ نہ کرے تو اسکو امام نہ بنایا جائے[۱] اگر مسئلہ سے ناواقفیت کی بناء پر ایسا کیا ہے تو گناہ نہیں ہوا[۲] البتہ تفریق پھر بھی ضروری ہے جو نمازیں ایسے امام کے پیچھے لوگ پڑھ چکے ہیں۔ اس نکاح پڑھانے کی وجہ سے ان کا اعادہ کسی حال میں لازم نہیں خواہ نکاح جائز پڑھایا ہو خواہ ناجائز جواز عدم جواز کا حال نمبر ا میں ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۶/۱/۵۹ ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: عبد اللطیف عفا اللہ عنہ مدرسہ مظاہر علوم ۵۹ ھ

مطلقہ مغلظہ کو بلا حلالہ رکھنے والے کی امامت

سوال: ۔ایک شخص نے اپنی زوجہ کو طلاق دی اس پر حکم شرعی معلوم کیا گیا تو علماء کرام نے طلاق مغلظہ ثابت کرتے ہوئے حلالہ کا حکم دیا لیکن یہ شخص مذکور حلالہ کو عار خیال کرتا ہے اور تعلق زوجین قائم رکھتے ہوئے اپنے پاس زوجہ کو رکھے ہوئے ہے یہ شخص پنج وقتہ نماز کا امام ہے جمعہ وعیدین وغیرہ کا امام کبھی برابر ہوتا ہے صورت بالا کے ہوتے ہوئے یہ امامت کی اہلیت رکھتا ہے یا نہیں اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں جو نمازیں اس کے پیچھے پڑھی جائیں گی وہ صحیح ہوں گی یا نہیں۔ اکثر لوگ اس واقعہ کی وجہ سے اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے ایسی صورت میں اس کو امامت کرنی چاہئے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

جس عورت کو طلاق مغلظہ واقع ہو چکی ہو اس کو بلا حلالہ کے رکھنا حرام ہے اس کی حرمت

۱؎ تقدم تخریجه تحت عنوان ''قوالی سننے والے کی امامت''.

۲؎ رفع عن امتی الخطا والنسیان ای اثمه لاحکمه الخ (السراج المنیر ص۳۱۶/ج۲/ حرف الراء، مطبوعه دارالفکر بیروت. فیض القدیر ص۳۴/۴/ حرف الراء، مطبوعه دارالفکر بیروت).

نص قطعی سے ثابت ہے۔فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلاتَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجاً غَيْرَهٗ الاٰية[1]

پھر جب تک شخص مذکور عورت کو جدا کر کے حرام کاری سے توبہ نہ کرے اس وقت تک اس کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنے سے فرض ادا ہو جائیگا۔مگر اس کو امام بنانے سے کراہت تحریمی کا گناہ ہوگا۔

لوقدموافاسقا یاثمون بناءً علی ان کراهة تقديمه كراهة تحريم لعدم اعتنائه بامور دينه وتساهله فی الاتيان بلوازمه فلا يبعد منه الاخلال ببعض شروط الصلوٰة وفعل ماينافيها بل هوا لغالب بالنظر الیٰ فسقه ولذا لم تجز الصلوة خلفه اصلاً عند مالك ورواية عن احمد الاانا جوزناهامع الكراهة لقوله عليه السلام صلوا خلف كل بر وفاجر رواه الدار قطنی الیٰ قوله لكن قال اصحابنا لا ينبغی ان يقتدی به الافی الجمعة للضرورة فيها بخلاف سائر الصلاٰة للتمكن من التحول الی مسجد اٰخر فيماسوی الجمعة وعليه يحمل عمل الصحابة والتابعين فی الاقتداء بالحجاج وعلیٰ هٰذا فينبغی ان تكره الجمعة ايضاً اذا تعددت الجوامع كما فی زماننا لامكان التحول اذا الفتویٰ علیٰ جوازالتعدد كبيریٰ[2]۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ٢٦/٧/٦١ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ صحیح: عبد اللطیف ٢٦/٧/٦١ھ

---

[1] سورۂ بقرہ آیت ٢٣٠ **ترجمہ**:۔پھر اگر کوئی طلاق دیدے عورت کو تو پھر وہ اس کے لئے حلال نہ رہے گی اس کے بعد یہاں تک کہ وہ اس کے سوا ایک اور خاوند کے ساتھ نکاح کرے۔

[2] ......كبيری ص ٥١٣/ فصل فی الامامة، مطبوعه لاهور. شامی زكريا ص ٢٩٨-٢٩٩/ ج ٢/ باب الامامة، قبيل مطلب البدعة خمسة اقسام. البحر الرائق كوئٹه ص ٣٤٨-٣٤٩/ ج ١/ باب الامامة.

تین طلاق کے بعد رکھنے والے کے احکام (امامت جنازہ معاشرت وغیرہ)

سوال:۔(۱) زید نے بقائمی ہوش وحواس معززین شہر کے سامنے بجبر واکراہ تین طلاق دیدی آیا وہ دوبارہ اس مطلقہ کو رکھ سکتا ہے یا نہیں؟ نکاح کر سکتا ہے۔اگر کر سکتا ہے تو کن شرائط کے ساتھ؟

(۲) اگر زید مذکور تین طلاق کے بعد تجدید نکاح کرے اور دلیل میں یہ کہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک ایسا کرنا جائز ہے اس لئے میں نے ایسا کیا کیا یہ قول اس کا معتبر ہے؟

(الف) کیا امام شافعیؒ یا کسی اور امام کا یہ مسلک ہے کہ تین طلاق کے بعد تجدید نکاح کر کے مطلقہ کو رکھے؟

(ب) مقلد امام ابوحنیفہؒ ہو کر ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(ج) ایسے شخص کے ساتھ معاشرت خورد ونوش مصاحبت وغیرہ کرنا کیسا ہے؟

(د) اگر یہ شخص مر جائے تو اس کی نماز جنازہ پڑھنا چاہیئے یا نہیں؟

(ہ) ایسے شخص کی امامت کیسی ہے؟

(و) کیا اس کا کوئی کفارہ ہو سکتا ہے؟

(ز) اگر وہ لوگوں کے بتلانے کے بعد بھی اس بیوی کو مثل منکوحہ سمجھے تو عام مسلمانوں کو اس کے ساتھ کیا معاملہ رکھنا چاہیئے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

(۱) اس پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی اب اس سے نکاح حرام ہے۔"حَتّٰی تَنْکِحَ زَوْجاً غَیْرَہٗ الآیۃ[۱]"۔

---

[۱] سورۂ بقرہ آیت ۲۳۰ **ترجمہ**:۔ یہاں تک کہ وہ اس کے سوا ایک اور خاوند کے ساتھ کرے (بیان القرآن)

(۲) اگر کوئی شخص بیک لفظ تین طلاق دے مثلاً کہے "اَنْـتِ طَـالِـقٌ ثَلاثـاً" تو یہ طلاق مغلظہ باتفاق ائمہ اربعہ واقع ہوجاتی ہے امام شافعیؒ کا اس میں اختلاف نہیں۔ ان کے نزدیک بھی تجدید نکاح (بلا حلالہ) کے کافی نہیں لہٰذا زید کا قول غلط ہے ایسا شخص ائمہ اربعہ اور اجماع اور نص قطعی کے خلاف کرتا ہے جب تک کہ شخص مذکور عورت مذکورہ سے قطع تعلق نہ کرے اور اپنی اس حرکت سے سچی توبہ نہ کرے اس سے معاشرت ومجالست ترک کردی جائے تاکہ وہ تنگ آکر اپنی حالت شریعت کے مطابق بنائے[۱]۔ اس کے جنازہ کی نماز ضرور پڑھی جائے[۲]۔ البتہ اگر کوئی مقتدا شخص اس غرض سے اس کے جنازہ کی نماز میں شریک نہ ہو کہ لوگوں کو عبرت ہو اور وہ ایسے کام نہ کریں۔ تو گنجائش ہے[۳]۔

زید مذکور کی امامت بھی مکروہ تحریمی ہے[۴] پس کفارہ یہی ہے کہ عورت مذکور کو علیٰحدہ کردے

۱؎ وهو (ای حديث مالک) دليل على وجوب هجران من ظهرت معصية فلايسلم عليه الا ان يقلع وتظهر توبته الخ (المفهم شرح مسلم ص۹۸/ ج۷/ كتاب الرقاق، باب يهجر من ظهرت معصيته، مطبوعه دار ابن كثير بيروت. نووى على مسلم ص۳۶۳/ج۲/ كتاب التوبة، توبة كعب بن مالک، مطبوعه رشيديه دهلى. مرقاة شرح مشكوة ص۱۷۶/ج۴/ كتاب الادب، باب ماينهى عنه من التهاجر الخ، مطبوعه ممبئى).

۲؎ والصلاة اى صلاة الجنازة واجبة اى فرض كفاية عليكم ان تصلوا على كل مسلم براً كان او فاجراً وان عمل الكبائر. مرقاة شرح مشكوة ص۹۳/ج۲/ باب الامامة، قبيل الفصل الثالث، مطبوعه ممبئى.

۳؎ غير ان اهل الفضل يجتنبون الصلاة على المبتدعة والبغاة واصحاب الكبائر ردعا لامثالهم الخ (المفهم شرح مسلم ۶۳۸/ ج۲/ كتاب الجنائز، باب من لايصلى عليه، مطبوعه دار ابن كثير بيروت. نووى على مسلم ص۳۱۴/ ج۱/ كتاب الجنائز، قبيل كتاب الزكاة، مطبوعه رشيديه دهلى).

۴؎ امامة الفاسق مكروهة تحريماً (طحطاوى على المراقى ص۲۴۴/ فصل فى بيان الاحق بالامامة، طبع مصر. تاتارخانيه ص۶۰۳/ ج۱/ اما الكلام فى بيان من هو احق بالامامة، مطبوعه كراچى. شامى زكريا ص۲۹۹/ج۲/ باب الامامة، قبيل مطلب البدعة خمسة اقسام. حلبى كبيرى ص۵۱۳/ فصل فى الامامة، مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور).

اور خدا کے سامنے روکر سچی توبہ کرے۔ اس نکاح کے دوام پر اصرار سخت خطرناک ہے اس مسئلہ پر مستقل رسائل الاعلام المرفوعۃ فی حکم الطلقات المجموعۃ اورالازہار المربوعہ وغیرہ بھی تصنیف ہوئے ہیں جن میں استدلال بالحدیث کی حیثیت سے کافی بحث کی گئی ہے۔ وذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من ائمة المسلمين الىٰ انه يقع ثلاث قال فی الفتح بعد سوق الاحاديث الدالة عليه وهٰذا يعارض ما تقدم واما امضاء عمر الثلاث عليهم مع عدم مخالفة الصحابة له وعلمه بانها كانت واحدة فلا يمكن الاوقد اطلعوا فی الزمن المتأخر علی وجودنا سخ اولعلمهم بانتهاء الحكم لذلک لعلمهم بانا طته بمعان علمواانتفاؤها فی الزمن المتاخر وقول بعض الحنابلة توفی رسول اللهﷺعن مائة الف عين رأته فهل صح لكم عنهم او عن عشر عشر عشرهم القول بوقوع الثلاث باطل اما اولافاجماعهم ظاهر لانه لم ينقل عن احد منهم انه خالف عمرؓ حين امضی الثلاث ولا يلزم فی نقل الحكم الاجماعی عن مأة الف تسمية كل فی مجلد كبير لحكم واحد علی انه اجماع سكوتی واما ثانيا فالعبرة فی نقل الاجماع نقل ما عن المجتهدين والمائة الف لا يبلغ عدة المجتهدين الفقهاء منهم اكثر من عشرين كالخلفاء والعبادلة وزيد بن ثابت ومعاذ بن جبل وانس وابی هريرة والباقون يرجعون اليهم ويستفتون منهم وقد ثبت النقل عن اكثرهم صريحاً بايقاع الثلاث ولم يظهر لهم مخالف فماذا بعد الحق الاالضلال وعن هٰذا قلنا لو حكم حاكم بانها واحدة لم ينفذ حكمه لانه لا يسوغ الاجتهاد فيه فهو خلاف لا اختلاف شامی[1] ص ۶۷۵ ج ۲۔

اعلاء السنن جلد ۱۱/ کے اخیر میں اس مسئلہ پر نہایت مبسوط و مدلل کلام کیا ہے من شاء البسط فليراجع اليه[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۸/شوال ۶۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبد اللطیف مظاہر علوم سہارنپور یوپی ۱۹/شوال ۶۶ھ

---

[1] شامی نعمانیہ ص ۴۱۹ ج ۲. شامی کراچی ص ۲۳۳ ج ۳ کتاب الطلاق، مطلب طلاق الدور. فتح القدير ص ۴۶۹/ ج ۳/ باب طلاق السنة، مطبوعه مصر). (بقیہ اگلے صفحہ پر)

محض ضد میں طلاق دینے والے کی امامت

سوال:۔ ایک شخص مولوی عالم ہوکر اپنی عورت کو محض اس وجہ سے طلاق دی کہ میرے بہنوئی نے میری بہن کو طلاق دی ہے یعنی ایک کی بہن دوسرے کو بیاہی تھی جب پہلے اس نے مولوی صاحب کی بہن کو طلاق دے دی ہے تو مولوی صاحب نے بھی ضداً اس کی بہن کو طلاق دیدی پھر علاوہ ازیں مہر خرچ وغیرہ نہیں دیتا تو ایسے ظالم کے پیچھے نماز پڑھنا اور سلام طعام کا معاملہ رکھنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

جولوگ اس ظلم یا اس سے بڑے ظلم (حق اللہ یا حق العباد کے تلف کرنے میں) ملوث نہ ہوں ان کو چاہئے کہ ایسے شخص کو اپنی نماز کے لئے امام نہ تجویز کریں[1]۔ سلام طعام ترک کرنے سے بہتر یہی ہے کہ ان کو اصلاح پر آمادہ کریں ورنہ آج کل سلام وطعام کے ترک کرنے سے اصلاح نہیں ہوتی بلکہ بسا اوقات طبیعت میں ضد پیدا ہو جاتی ہے خاص کر اہل علم حضرات جن کا کسی صاحب نسبت بزرگ سے اصلاحی تعلق نہ ہو اور وہ خود فکر اصلاح سے خارج ہوں۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

(گذشتہ کا بقیہ حاشیہ) [2] اعلاء السنن ص۱۴۸/ ۱۱/ باب ایقاع الثلاث مجموعة معصية وان وقعن كلهن، كتاب الطلاق، مطبوعه امداديه مكه مكرمه).

[1] ولذا كره إمامة الفاسق العالم لعدم اهتمامه بالدين فتجب اهانته شرعاً فلايعظم بتقديمه للإمامة وفى الطحطاوى والفسق لغة : خروج عن الإستقامة....... وشرعاً خروج عن طاعة الله تعالى بإرتكاب كبيرة الخ (طحطاوى مع المراقى ص۲۴۵ /فصل فى بيان الأحق بالإمامة، مطبوعه مصر. مجمع الانهر ص۱۶۳ /ج ۱/ فصل فى الجماعة، مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت).

مکان کا کرایہ نہ دینے والے کی امامت!

سوال:۔ جو شخص نہ مکان خالی کرے اور نہ ہی کرایہ ادا کرے اور مالک مکان کو پریشان کرے تو ایسے شخص کی امامت کیسی ہے؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

نہ مکان خالی کرنا، نہ کرایہ ادا کرنا یہ ظلم وغصب ہے[1] ایسے شخص کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے[2] جب تک وہ توبہ کر کے اصلاح نہ کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ

جس کو امام کے گناہ کا علم ہے اس کا امام کے پیچھے اقتداء کرنا

سوال:۔ نعوذ باللہ زید زانی ہے اس کا علم سوائے عمر کے کسی کو نہیں ہے زید امام ہے عمر چاہتا ہے کہ اس کی برائی ظاہر نہ ہو اور عمر اگر اس کے اس فعل کے بعد اقتداء نہ کرے تو اس کی برائی ظاہر ہو جائے گی اس بناء پر یہ اقتداء کرتا ہے تو کیا ان کا یہ ارادہ درست ہے یا نہیں؟ اگر صحیح ہے تو یوم القیامۃ میں مستحق شر ہوگا یا خیر؟

---

[1] فی الحدیث تحریم الظلم و الغصب وتغلیظ عقوبته و امکان غصب الارض و انه من الکبائر (فتح الباری ص ۳۹۵/ ج۵/ کتاب المظالم راجع عمدة القاری ص ۲۹۹/ ج ۱۲/ مطبوعه دارالفکر بیروت).

[2] ویکره امامة فاسق و أعمی وفی الشامی (قوله وفاسق) عن الفسق وهو الخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من یرتکب الکبائر کشارب الخمر والزانی وآکل الرباء ونحوها الی قوله بل مشی فی شرح المنیة علی ان کراهة تقدیم کراهة تحریم. (شامی زکریا ص ۲۹۸–۲۹۹/ ج ۲/ باب الامامة، قبیل مطلب البدعة خمسة أقسام. طحطاوی ص ۲۴۵/ فصل فی بیان الأحق بالإمامة الخ، مطبوعه مصر).

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

اس کو نرمی اور شفقت سے سمجھائے[١]۔ نیز یہ کہ منصب امامت جلیل منصب ہے اس کا بھی لحاظ ضروری ہے[٢]۔ اگر علم ہو گیا تو مقتدیوں کو بھی نفرت ہو جائے گی۔ خدائے تعالیٰ کا عذاب مستقل ہے۔ اگر امام توبہ کرلے تو بس کافی ہے[٣]۔ بات آگے نہ بڑھائیں ورنہ عمر خود نماز دوسری جگہ پڑھ لیا کرے اور دوسرے لوگوں پر امام کی بات ظاہر نہ کرے۔ یہ سب تفصیل اس وقت ہے کہ زید کے متعلق عمر کو صحیح علم ہو ورنہ محض بدگمانی کا اعتبار نہیں[٤]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ٩۴/٢/١٦ھ

استاد کے نافرمان شاگرد کی امامت

سوال:۔ایک استاد مثلاً (زید نے) اپنے شاگرد (مثلاً عمرو) کو کسی ناراضگی کی بناء پر عاق کر دیا کیا عاق کرنا شرعاً کوئی حکم رکھتا ہے بصورتِ دوم کیا حکم ہے اور اس شخص کو امام مسجد بنانا کیسا ہے جائز ہے یا ناجائز؟

نوٹ: استاذ کی ناراضگی کا سبب یہ ہے کہ شاگرد اپنے استاذ کی زوجہ سے ناجائز تعلق رکھتا ہے۔

---

[١] الامر بالمعروف یحتاج إلی خمسة أشیاء ...... والثالث الشفقة علی المأمور فیأمره باللین والشفقة (عالمگیری ص ٣۵٣/ ج۵/ کتاب الکراهیة، الباب السابع عشر فی الغناء الخ، مطبوعه کوئٹه)

[٢] والامامة علی الحقیقة انما هی للّٰه الحق جل جلاله واصحاب هذه الاحوال انما هی نوابه وخلفائه (اتحاف السادة المتیقن، ص ١٧۵/ ج٣/ کتاب اسرار الصلاة، مطبوعه دارالفکر بیروت).

[٣] قال رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم التائب من الذنب کمن لا ذنب لهٗ (مشکوة شریف ص ٢٠٦/ ج٢/ باب الاستغفار والتوبة، مطبوعه یاسرندیم دیوبند)

[٤] فی حدیث ابی هریرة ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث (الحدیث مشکوة شریف ص ۴٢٧/ باب ماینهی عنه من التهاجر الخ مطبوعه یاسر ندیم دیوبند)

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

(١) عاق کہتے ہیں نافرمان کو، شاگرد صورت مسئولہ میں یقیناً ایسی حرکت کا مرتکب ہے کہ جواستاد کی ناخوشی کا موجب ہے۔ شاگرد کو ایسی حرکت سے توبہ کرنا اور استاد کو راضی کرنا ضروری ہے جب تک وہ توبہ نہ کرے تب تک اس کو امام نہ بنانا چاہئے[١]۔ بعد توبہ اس کی امامت درست ہے[٢]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

استاد کی شان میں بے ادبی کرنے والے کی امامت!

سوال:۔ عالم خالد نے عباس کو عرصہ دراز تک دینی تعلیم پڑھا لکھا کر دین اسلام سے آشنا کیا، علم فقہ سے مفصل واقف کار کرایا، بعد ازیں اگر عباس مذکور اپنے پدر بزرگوار یا برادر کے کہنے پر مولوی خالد کو کسی مجلس سے برخواست کردے زدوکوب کی دھمکی دے اور خود پیشوا بنے کیا ایسا بے ادب شاگرد امام بن سکتا ہے یا نہیں؟

(٢) جب تک عباس توبہ واستغفار نہ کرے یا تو اپنی خطا کی اپنے استاد سے معافی نہ مانگے کیا اس کے پیچھے نماز جنازہ نماز عید وغیرہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

جس استاد نے دین اسلام کی تعلیم دی اور علم فقہ سے مفصل واقف بنایا وہ بہت بڑا محسن ہے

---

[١] أن امامة الفاسق مكروهة (طحطاوى على المراقى ص ٢٤٤ / فصل فى بيان الأحق بالامامة، طبع مصر. تاتارخانيه ص ٢٠٣ / ج ١ / الفصل السادس فى بيان الامامة، مطبوعه كراچى. شامى كراچى ص ٥٦٠ / ج ١ / باب الامامة، مطلب البدعة خمسة اقسام).

[٢] قال رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّاذَنْبَ لَهٗ (مشكوٰة ٢٠٦ / باب الاستغفار والتوبة، طبع ديوبند)

اس کا حق باپ بھائی سے زیادہ ہے [١]۔ باپ بھائی یا کسی اور کے کہنے پر استاذ کو زدوکوب کی دھمکی دینا نہایت کمینہ حرکت ہے ایسا شخص امامت کا مستحق نہیں جب تک نالائق حرکت پر نادم ہو کر توبہ نہ کرے اور استاذ سے معافی نہ مانگ لے اس کو امام نہ بنایا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ٩٦/٣/٢٦ھ

باپ کو گالی دینے والے کی امامت

سوال:۔ جو شخص باپ کو حرامی، تیرے جنم میں نطفہ کا فرق ہے بول کر گالی دے اس کے اوپر از روئے شرع کیا حکم ہے؟ ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

ایسا شخص فاسق اور نہایت کمینہ ہے۔ اس کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے [٢]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

باپ کو گالی دینے اور ستانے والے کی امامت

سوال:۔ ایک شخص اپنے بوڑھے باپ کو بہت ستاتا ہے اس پر کبھی کبھی فاقہ ڈالتا ہے جھگڑتا

---

[١] ان حق الشيخ كحق الوالد بل اولىٰ منه ولذا قالوا ان عقوقه لا يغفر بالتوبة (حاشيه البذل ص٦ ج١ باب كراهية استقبال القبلة. عالمگیری کوئٹه ص٣٧٨/ج٥/ كتاب الكراهية، الباب الثلاثون فى المتفرقات)..

[٢] لو قدموا فاسقاً يأثمون بناءً على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم (حلبى ص٥١٣، فصل فى الامامة، مطبوعه لاهور، تاتارخانيه كراچى ص٦٠٣/ج١/ الفصل السادس فى بيان الامامة، شامى ص٥٦٠ ج١ قبيل البدعة خمسة اقسام باب الامامة).

ہے کبھی والد کودھوکا بھی دیا، والد بے نمازی ہے۔ ایسے شخص کوامام مقرر کرنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

جب باپ غریب اورضعیف ہوکھانے کمانے کے قابل نہ ہوتواس کا نفقہ بیٹے کے ذمہ ہوتا ہے[1]۔ باپ اگر چہ بے نمازی اور گنہ گار ہوتب بھی باپ کا احترام واجب اورلازم ہےاس کوگالی دینااورستانا حرام ہے[2]۔ جوشخص باپ کے ساتھ وہ معاملہ کرے جوسوال میں درج ہے وہ فاسق اور بہت بڑا گنہگار وظالم ہےاس کو ہرگز امام نہ بنایا جائے[3]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبدمحمودغفرلہ دارالعلوم دیو بند٢ /١ /٩٠ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیو بند٢ /١ /٩٠ھ

الجواب صحیح: سیداحمدعلی سعید دارالعلوم دیو بند٢ /١ /٩٠ھ

گالی دینے والے کی امامت

سوال:۔ ایک مسجد کے امام صاحب اگر کسی مولانا صاحب کوحرام زادہ یا حرام خور اورگدھے کی طرح چلاتا ہے وغیرہ کہہ کرگالی دیں تواس سے امام صاحب کوکس قسم کا گناہ ہوسکتا ہےاور یہ گالی بکنے کے بعد جتنے روزنماز پڑھائی ہےتو اس نماز کی کیا حالت ہوگی اورامامت میں کوئی نقص پیدا ہوسکتا ہے یانہیں؟

---

[1] ویجبر الولد الموسر علی نفقة الابوین المعسرین مسلمین کانا اوذمیین (عالمگیری ص ٥٦٤ ج ١ الفصل الخامس فی نفقة ذوی الارحام)

[2] فی حدیث عبدالله بن عمروبن العاص مرفوعاً من الکبائر شتم الرجل والدیه" الحدیث (مسلم ص ٦٤ ج ١ باب الکبائر، کتاب الایمان)

[3] ان امامة الفاسق مکروهة تحریماً (طحطاوی علی المراقی مصری ص ٢٤٤، فصل فی بیان الاحق بالامامة، تاتارخانیه ص ٦٠٣ /الفصل السادس من هو احق بالامامة، مطبوعه کراچی. شامی کراچی ص ٥٦٠ ج ١ / باب الامامة، مطلب البدعة خمسة اقسام)

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

معمولی مسلمان کوگالی دینا بھی فسق ہے۔سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْق[1] عالم دین کوبلاوجہ گالی دے تو ایمان کا خطرہ ہے[2] امام صاحب کواس کا تدارک ضروری ہے۔معافی مانگے توبہ کرے ورنہ وہ امامت سے علیحدہ کئے جانے کے مستحق ہوں گے اوران کو امام بنانا جائز نہ ہوگا[3] جو نمازیں پڑھی جاچکی ہیں ان کااعادہ لازم نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبدمحمودغفرلہ دارالعلوم دیوبند۶/۱/۹۲ھ

جوامام مسجد میں گالی گلوچ کرےاس کی امامت

سوال:۔ جوامام مسجد میں گالی گلوچ کرےاورمسجد کااحترام نہ کرےایسےامام کی امامت کیسی ہے؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

ایسی حرکت سےتوہرمسلمان کوبچنالازم ہے[4]۔امام کا منصب توبلند ہےاگرامام بازنہ آئے تواس کے پیچھےنمازپڑھنامکروہ ہے[5]۔ فقط واللہ اعلم حررہ العبدمحمودغفرلہ دارالعلوم دیوبند

---

[1] من حديث عبدالله بن مسعود متفق عليه (مشكوٰة ص ۴۱۱باب حفظ اللسان، مطبوعه ياسر نديم ديوبند)

[2] يخاف عليه الكفر اذا شتم عالماً اوفقيها من غير سبب (عالمگيرى كوئٹه ص ۲۷۰/ج۲/ موجبات الكفر، ما يتعلق بالعلم والعلماء. البحرالرائق ص۱۲۳/باب احكام المرتدين كتاب السير، مطبوعه ايم، ايے سعيد كراچى)

[3] ان امامة الفاسق مكروهة تحريماً (طحطاوى على المراقى ص ۲۴۴ فصل فى بيان الاحق بالامامة، تاتارخانيه ص۶۰۳/ج۱/ كراچى الفصل السادس من هو احق بالامامة، شامى كراچى ص۵۶۰/باب الامامة، البدعة خمسة اقسام)

[4] فى حديث عبدالله بن مسعود مرفوعاً سباب المسلم فسوق، الحديث متفق عليه (مشكوٰة ص ۴۱۱/ باب حفظ اللسان) **ترجمه**:۔مسلمان کوگالی دینافسق ہے۔

حمل ساقط کرانے والے کی امامت

سوال:۔ ایک شخص نے کنواری لڑکی سے نکاح کیا بعد دو ماہ کے پتہ چلا تشخیص کرائی تو معلوم ہوا کہ منکوحہ کو پانچ چھ ماہ کا حمل حرام سے ہے تب اس حمل کو ایک ناگوار سمجھ کر قصداً ساقط کرا کر پھر دوبارہ الٹا کر نکاح کیا اب اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

صورت مسئولہ میں نکاح صحیح ہو چکا تھا۔ حمل ساقط کرا کے دوبارہ نکاح کی ضرورت نہ تھی البتہ وضع حمل سے پہلے صحبت کرنا درست نہ تھا[۱] قصداً حمل کو ساقط کرنا ایسی صورت میں سخت گناہ ہے[۲]۔ اگر باوجود علم کے ایسا کیا ہے تو توبہ کرنا لازم ہے اگر توبہ نہ کرے تو اس کو امام نہ بنایا جائے۔ بشرطیکہ دوسرا شخص امامت کا اہل ہو اور یہ جب صدق دل سے توبہ کر لے تو اس کو امام بنانے میں بھی مضائقہ نہیں۔

فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۲؍۸؍۵۳ھ

صحیح: عبد اللطیف عفا اللہ عنہ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۳؍شعبان ۵۳ھ

---

[۱] وصح نكاح حبلى من زنا من غيره وان حرم وطؤها ودواعيه حتى تضع (الدر المختار مع الشامى نعمانيه ص ۲۹۱؍ج۲؍ شامى كراچى ص ۴۸؍ج۳، فصل فى المحرمات، هدايه ص ۳۱۲؍ج۲؍ كتاب النكاح، فصل فى بيان المحرمات)

[۲] لو ارادت القاء الماء بعد وصوله الى الرحم قالوا ان مضت مدة ينفخ فيه الروح لا يباح لها والنفخ مقدر بمأة وعشرين يوماً بالحديث (شامى كراچى ص ۳۷۴ج۶ قبيل باب الاستبراء، كتاب الحظر والاباحة. عالمگيرى ص ۳۵۶؍ج۵؍ كتاب الكراهية، قبيل الباب التاسع عشر فى الختان الخ، مطبوعه كوئٹه)

کمیونسٹ کو ووٹ دینے والے کی امامت

سوال:۔کمیونسٹ پاٹی کا ممبر بننا اور اس کو کامیاب بنانے کے لئے ووٹ دینا جائز ہے کہ نہیں اور ووٹ دینے والے کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

۲۔زید کمیونسٹ ٹکٹ سے ٹاؤن ایریا کا ممبر ہے اور اس کا حمایتی بھی ہے۔اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

۳۔بکر حافظ قرآن ہے اور کمیونسٹ امیدوار کو کامیاب بنانے کے لئے ووٹ بھی دیا ہے اس کے پیچھے نماز تراویح پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

کمیونسٹ اپنی اصل کے اعتبار سے مذہب اسلام کے مخالف ہیں اور ان کی اس اصل کی پابندی کرتے ہوئے ان کی پارٹی کا ممبر بننا مذہب اسلام کی مخالفت کرنا ہے ان کو ووٹ دینا ایک مذہب اسلام کے مخالف کو ووٹ دینا ہے[۱]۔اس بات کو سمجھتے اور اعتقاد کرتے ہوئے ممبر بننے والے اور اس کو ووٹ دینے والے کو امام بنانا درست نہیں[۲] بعض آدمی مذاہب اسلام کے معتقد اور پابند ہو کر بھی بعض سیاسی اور وقتی مصالح کی بناء پر کمیونسٹ یا کسی اور مخالف اسلام پارٹی کے ٹکٹ پر ممبر بنتے ہیں اور ان کی اس مصلحت کے پیش نظر سچے پکّے مسلمان ان کو ووٹ دیتے ہیں ان کا یہ حکم نہیں لیکن ان کی اس روش سے ایک مخالف اسلام پارٹی کو فروغ ہو کر اقتدار حاصل ہوتا ہے جس سے بہت سے لوگوں کو غلط فہمی پیدا ہوگی اور کمیونسٹ پارٹی کو اسلام

---

[۱] تَعَاوَنُوْا عَلیٰ البِرِّ وَ التَّقْوٰی وَلَاتَعَاوَنُوْا عَلیٰ الإثْمِ وَالْعُدْوَانِ. سورۂ مائدہ آیت۳.

[۲] ان امامة الفاسق مکروهة تحریماً الخ (طحطاوی علی المراقی ص ۲۴۴ /باب الامامة، مصری. شامی کراچی ص ۵۶۰/ج ۱/ مطلب البدعة خمسة اقسام. تاتارخانیه کراچی ص۶۰۳/ج ۱/ الفصل السادس من هو احق بالامامة)

کے خلاف نہیں بلکہ موافق سمجھیں گے اور جب ایسے لوگ ممبر بن جائیں گے تو وہ کمیونسٹ جنہوں نے ان کو واقعۃً کمیونسٹ سمجھ کو ووٹ دیا ہے ان سے اپنے ایسے مطالبات منظور کرائیں گے جو کہ اسلام کے مخالف ہوں گے اگر یہ اس میں کوشش نہیں کریں گے تو ووٹ دینے والے ان کو غدار اور مکّار قرار دیں گے اور یہ غداری ومکّاری سب اسلام کے سر رکھی جائے گی اور آئندہ نہ ایسے ممبر پر کبھی اعتماد ہوگا اور نہ ایسے ووٹ دینے والوں پر جو کمیونسٹ پارٹی کا سہارا لے کر ایک مسلمان کو ممبر بنائیں۔ نیز یہ عمل ایک شریف سچا آدمی کبھی اختیار نہیں کرسکتا۔ کہ خود مسلمان ہو اور دنیا کو دھوکہ دے کر اپنے آپ کو کمیونسٹ ظاہر کرے اور ووٹ حاصل کرے ایسے شخص پر اس کا ضمیر انتہائی ملامت کرے گا اسلام میں ایسے عمل کی ہرگز اجازت نہیں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے والے جو لوگ ضمیر کے خلاف کہتے اور عمل کرتے تھے ان کی سخت مذمت قرآن پاک وحدیث شریف میں آئی ہے ایسے لوگوں پر نبی کریم ﷺ کو اعتماد تھا نہ خود ان کی پارٹی کو ان لوگوں کا حال یہ تھا۔ مُذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ لَاۤ اِلٰى هٰٓؤُلَاۤءِ وَلَاۤ اِلٰى هٰٓؤُلَاۤءِ۔[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

وقت کی پابندی نہ کرنیوالے کی امامت

سوال:۔ ایک پیش امام نماز کے ٹائم کی پابندی نہیں کرتا۔ ان سے ایک دو دفعہ کہا بھی گیا ہے۔ انہوں نے کوئی پرواہ نہیں کی، ان کے پیچھے نماز پڑھنی صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

امام صاحب کو چاہئے کہ وقتِ مقررہ کی پابندی کیا کریں۔ مقتدیوں کو پریشانی نہ ہونے

---

[1] سورة النساء آيت ۱۴۳.

دیں۔ جب وقتِ جائز میں نماز پڑھا دیتے ہیں تو ان کے پیچھے نماز ادا ہو جاتی ہے۔

فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیو بند ۸۹/۹/۴ھ

جو امام مسجد کی دوکان بیچ دے اس کی امامت!

سوال:۔ مسجد کے دروازہ میں ایک دوکان تھی امام مسجد نے اس دوکان کو فروخت کر دیا جب لوگوں نے شور مچایا تو رقم واپس کی کیا ایسے امام کے لئے امامت کرنا جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اگر مسئلہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے ایسا کر لیا تھا پھر توبہ کر لی تو وہ درگذر کے قابل ہے[۱]، ورنہ اس کی امامت مکروہ ہے[۲]۔

فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ

جو امام مسجد کے دروازے پر دوکان لگائے اس کی امامت

سوال: ایک امام نے مسجد کے دروازے پر الماری کھڑی کر کے دوکان لگالی جس کی بناء پر راستہ مسجد کا نمازیوں کی آمد ورفت کے لئے تنگ ہو گیا کیا ایسے امام لائق امامت ہیں؟

۱؎ قال رسول اللّٰہ صلَّی اللّٰہ علیہ وسلّم اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّاذَنْبَ لَہٗ (مشکوۃ شریف ص ۲۰۶/باب الاستغفار والتوبۃ، مطبوعہ دیوبند)

۲؎ فی الحدیث تحریم الظلم والغصب وتغلیظ عقوبتہ وامکان غصب الارض وانہ من الکبائر (فتح الباری ص ۳۹۵ ج ۵ کتاب المظالم، باب اثم من ظلم شیئا من الارض وراجع عمدۃ القاری ص ۲۹۹/ج ۶/ الجزء ۱۲/ مطبوعہ دارالفکر)

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

امام کوایسے تصرف کا حق نہیں[1]۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ

جوامام تبلیغی نصاب پڑھنے سے روک دے اس کی امامت!

سوال: ۔مسجد میں بعد نماز فجر تبلیغی نصاب کی تعلیم ہوا کرتی تھی، اس کو اس امام نے روک دیا کیا ایسا امام امامت کرسکتا ہے؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

کیوں روک دیا، کیا اس میں کوئی خلاف شرع بات تھی، دین کی اشاعت کی تو امام پر بھی بڑی ذمہ داری ہے[2]، جو امام نہ خود دین حق کی اشاعت کرے اور نہ دوسروں کو اشاعت کرنے دے وہ امام بنانے کے لائق کہاں ہے۔

فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

---

[1] از عج القاعد فیھا (ای فی المواضع التی تضر العامة) مطلقاً (شامی ص کراچی ٦٦٢/ج ١ مطلب فیمن سبقت یدہ الی مباح احکام المسجد قبیل باب الوتر والنوافل). لایجوز للقیم أن یضیق فناء المسجد للمارّة والجماعة ببناء الحانوت فیہ (بزازیہ مع الھندیہ ص ٢٧٢/ج ٦/ کتاب الوقف، الرابع فی المسجد و مایتصل بہ، مطبوعہ کوئٹہ)

[2] کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ، الآیة (سورہ آل عمران آیت ١١٠) عن عبداللہ ابن عمرؓ قال قال رسول صلی اللہ علیہ وسلّم بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ آیَةً اِلیٰ قَوْلِهٖ رواہ البخاری (مشکوٰۃ شریف ص ٣٢/کتاب العلم، الفصل الاول، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند)

غیر مسلم سے سارق کا نام معلوم کرنے والے کی امامت!

سوال:۔کسی مسلم یا غیر مسلم سے سارق کا نام اور شئ مسروقہ کے پتہ پوچھنے جانے والے اور یہ ظاہر کرنے والے کہ وہ ہر ایسی باتوں پر یقین رکھتے ہیں ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

ایسا عقیدہ اور عمل غلط ہے خلاف شرع ہے[1]۔ جب تک اس سے توبہ نہ کرلے ہرگز امام نہ بنایا جائے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ

امام کا مقتدی کو کتّا کہنا!

سوال:۔کیا امام کے لئے جائز ہے کہ مقتدی کو کتا کہے اور یہ بھی کہے کہ دفع ہوجا اور کہیں جا کر نماز پڑھو اور یوں کہے کہ اگر مجھے ہٹا دیا گیا میرا قائم مقام لایا گیا تو مسجد میں خون کی ندیاں بہادونگا اور میں اپنے مخالف کو ہلاک کردوں گا میرے پاس ایسے بہت لوگ ہیں جو یہ کام کرسکتے ہیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً!

امام صاحب سے ہرگز توقع نہیں کہ وہ اپنے مقتدی کو بلا وجہ کتا کہیں اور مسجد سے نکالیں امام صاحب کے لئے تو لازم ہے کہ وہ مقتدیوں کے لئے بھی دعائے خیر کیا کریں اور مسجد کو

---

[1] ان تصديق الكاهن بما يخبره من الغيب كفر لقوله عليه الصلوٰة والسلام من اتى كاهنا فصدقه بما يقول فقد كفر بما انزل على محمد (شرح فقه اكبر ص ١٨٢ / مطبوعه مجتبائى دهلى)

اورزیادہ آباد کرنے کی کوشش کریں اور اگر مقتدی نے کچھ نالائقی کی ہو اور اس پر ڈانٹ دیا ہو تو یہ ممکن ہے تاہم مقتدیوں کے ذمہ امام کا ادب واحترام واجب ہے[1] اور امام صاحب کو بھی چاہئے کہ سب سے اخلاق ومروت کا معاملہ کریں سخت الفاظ خصوصاً خلاف شرع الفاظ بولنے سے پوری احتیاط برتیں[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۲۰/۴/۱۴۰۱ھ

جو امام دینی وعظ کی اجازت نہ دے سیاسی تقریروں کی اجازت دے

سوال:۔ جو امام ملت سے غداری کرے۔ جو مسجد میں دینی وعظ خدا اور رسول کے ذکر کی اجازت نہ دے دینی وعظ اور جلسوں سے اس کو تکلیف ہوتی ہے بے شرع لوگوں کو سیاسی جلسوں کی اجازت دے اور ان کی ہر طرح مدد کرے جو بڑے متکبر اور مغرور ہوں، غریب اور کمزور کو دھونس دیں کیا ان کی یہ باتیں ٹھیک ہیں۔ اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

یہ مسئلہ تو اتنا صاف ہے کہ ہر شخص جانتا ہے۔ دریافت کرنے کی ضرورت نہیں[3]۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ کوئی مسلمان خاص کر امام ان امور کا کیسے مرتکب ہوسکتا ہے دینی وعظ اور خدا اور رسول کے ذکر کی اجازت نہ دے اور اس کو اس سے تکلیف ہوتی ہو۔ واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین دارالعلوم دیوبند

---

[1] تعظیم اولی الامر واجب (شامی کراچی ص ۲۲۰/ج ۲/ باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب تعظیم اولی الامر واجب)

[2] فی الحدیث، علیک بالرفق و ایاک والعنف والفحش، الحدیث (مشکوٰۃ شریف ص ۴۳۱/باب الرفق والحیاء وحسن الخلق، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند)

[3] ویکرہ امامۃ عبد وفاسق. قال الشامی ولعل المراد من یرتکب الکبائر الخ (درمختار مع الشامی کراچی ص ۵۶۰/ج ۱/ باب الإمامۃ)

جوامام تنخواہ لینے کے باوجود نماز نہ پڑھائے اس کا حکم!

سوال:۔ایک جامع مسجد کے امام سے مقتدی اس لئے ناراض ہے کہ وہ کبھی وقت پر نماز نہیں پڑھاتے اور جب مقتدی عرض کرتے ہیں کہ آپ جماعت میں پابندی سے تشریف لاکر نماز پڑھائیں تو فرماتے ہیں کہ میں مدرسہ میں تنخواہ پاتا ہوں اس لئے مسجد کی امامت کا پابند نہیں۔حالانکہ ہر سال ان کو رمضان المبارک میں بڑی رقم پیش کی جاتی ہے۔مزید ان کو دو سوروپیہ پیش کئے گئے تاکہ وہ نماز پڑھانے کی پابندی کریں تو انھوں نے فرمایا کہ یہ روپیہ حرام ہے مگر تھوڑی دیر میں کوئی تاویل کر کے اس وقت ہم سے لے لیا اور فرمایا کہ اس جامع مسجد میں چار خاندان کے لوگ نماز پڑھتے ہیں فی خاندان سوروپئے لوں گا چنانچہ ہم چار خاندان والے ۱۰۰/۱۰۰ روپئے پیش کرتے رہتے ہیں مگر پھر بھی نماز نہیں پڑھاتے امام صاحب کے گھر میں ایک نوجوان لڑکا رہتا ہے جس کے سارے مصارف امام صاحب ہی برداشت کرتے ہیں اور اپنی بیوی کا بھی ان سے پردہ نہیں کراتے غرض خلاف شرع کام کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میں بہت بڑا عالم ہوں،ابھی اسی بقرعید پر امام صاحب نے نماز عید پڑھائی ہے اتنی جلدی کہ سینکڑوں نمازی رہ گئے،اور عیدگاہ کے علاوہ مسجدوں میں دو نمازیں ہوئیں دیہات کے جو مسلمان آئے ہیں وہ بغیر نماز پڑھے چلے گئے،ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا ناجائز۔

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

جوامام تنخواہ لینے کے باوجود پابندی نہ کرے اور نماز پڑھانے سے انکار کردے اور کہہ دے کہ میں مدرسہ سے تنخواہ پاتا ہوں امامت کا پابند نہیں تو وہ امامت کی تنخواہ کا حقدار نہیں[1]،

---

[1] فان الواقف اذا شرط علی المدرسین والطلبة حضور الدرس أیاماً معلومة فی کل جمعة فانه لایستحق المعلوم إلا من باشر خصوصاً اذا قال الواقف ان من غاب عن المدرسة تقطع معلومة فان یجب اتباعه (البحر الرائق ص۲۲۷/ج۵/ کتاب الوقف، مطبوعه ایچ ایم سعید کراچی)

نمازیوں کو چاہئے کہ اپنے امام کا مستقل انتظام کریں۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند ۲۶/۱/۹۸ھ

الجواب صحیح: العبد نظام الدین عفی عنہ ۲۷/۱/۹۸ھ

ہندؤوں کا بکرا ذبح کرنے والے کی امامت

سوال: ۔اہل ہنود کافر، زید کے مکان پر آئے اور کہا چلو صاحب ہمارے دو بکرے ذبح کردو یہ مسلمان اس کے ساتھ دریا پر بلا روک ٹوک چلا گیا ذبح کرنے سے پہلے اس مسلمان نے ان آدمیوں (کفاروں) سے دریافت کیا کہ بکروں کو کس کے واسطے ذبح کرتے ہو۔ کہا کہ ہمیں خواجہ کی بھینٹ دینی منظور ہے ان اہل ہنود کے ساتھ سوائے بکروں کے دلیا بھی بھینٹ کے لئے موجود تھا جو مسلمانوں کی نظروں نے بھی دیکھا ہے اب پوچھنا اس امر کا ضروری ہے کہ ایسے آدمی کے پیچھے نماز پڑھنی کیسی ہے؟

۲۔اب اس مسلمان آدمی سے دو چار گاؤں کے آدمیوں نے جو اس گاؤں میں رہتے ہیں جہاں یہ پڑھا لکھا مسلمان رہتا ہے پوچھا کہ تم نے ان اہلِ ہنود کے وہ بکرے کیوں ذبح کئے یا ایسا امر کیوں کیا تو اب وہ مسلمان پوچھنے والے کو جواب دیتا ہے کہ میں نے ان سے یہ کہا ہے کہ تم اس کو رب کے واسطے ذبح کروا اور ثواب اس کا خواجہ کو پہونچاؤ یہ مسلمان آدمی شاید ان پوچھنے والوں کے رعب داب سے یہ بات کہتا ہے یا شریعت کے ڈر سے ہمیں کافی ثبوت نہیں کہ اس نے ان سے ایسا کہا یا نہیں کہا کیوں کہ دوسرا سوائے اہل ہنود اور اس ذبح کرنے والے کے اور مسلمان وہاں نہیں تھا باقی وہ اپنی زبان سے اس بات کو ضرور کہتا ہے اس آدمی کا ان کو ایسا جواب دینا کیسا ہے؟

۳۔یہ مسلمان ہر ایک پوچھنے والے کو جواب دیتا ہے کہ مسئلہ صحیح ہے اس مسئلہ کو وہ مسلمان

صحیح اس واسطے کہتا ہے کہ اگر وہ ان بکروں کو گنڈ اسے سے مارتے تو ان کی جان بری طرح سے نکلتی چلو شریعت کی تکبیر سے حلال ہی کر و اس خیال سے حلال کرنا کیسا ہے اور اس مسلمان کی سب باتیں شریعت کی رو سے تحریر کرنی ضروری ہیں؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

اگر اس مسلمان نے ان کفار سے یہ کہا ہے کہ ان بکروں کو خدا کے نام پر ذبح کرو اور ثواب خواجہ کو پہونچاؤ تب تو اس کے ذبح کرنے میں کوئی نقصان نہیں اس سے اس کی امامت میں کوئی خرابی نہیں آئی اور جب کہ کوئی اور شخص وہاں موجود نہیں تھا اور وہ مسلمان کہتا ہے کہ میں نے ایسا کہا ہے تو پھر اس کا اعتبار کیوں نہیں کیا جاتا تر دید کی وجہ کیا ہے اس کا اعتبار کرنا چاہئے محض اس وجہ سے کہ شاید پوچھنے والوں کے رعب سے یا شریعت کے مسئلہ سے ڈر کر اب بات بنا تا ہے اور اس وقت اس نے کہا نہیں ہوگا اس کا اعتبار نہ کرنا اور اس کو جھوٹا سمجھنا جائز نہیں[1] جب کوئی پکی دلیل نہ ہو مسلمان کے قول کا اعتبار کرنا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۵۹/۶/۱۳ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۵۹/۱۳ھ

خائن کی امامت

سوال:۔ امام صاحب حج کو گئے مسجد کا گھنٹہ لانے کے لئے پیسے دیئے گئے، انہوں نے بمبئی میں لا کر بیچ دیا اور کم روپئے کا بمبئی سے خرید کر مسجد میں دے دیا۔ ایسے امام کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

---

[1] ان الظن القبیح بمن ظاهره الخیر لا یجوز (تفسیر قرطبی ص ۳۰۱/ج۸/ سورۂ حجرات آیت ۱۲، مطبوعه دار الفکر بیروت)

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

جو گھنٹہ مسجد کے روپئے سے خریدا اس کو فروخت کر کے خود نفع کمانا جائز نہیں[١]، یہ خیانت ہے، پھر جو پرانا گھنٹہ خرید کر دیا ہے اگر وہ مسجد کے لئے مناسب ہو تو اس کو رکھ لیا جائے اور جو نفع پہلے گھنٹہ کو فروخت کرنے سے ملا ہے وہ بھی مسجد کے واسطے لے لیا جائے[٢]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۱۰/۷/۹۳ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱/۷/۹۳ھ

خائن کی امامت

سوال:۔ ایک صاحب راشن کی دکان میں سرکاری ریٹ کے علاوہ بلیک کرتے ہیں مثلاً چینی بلیک سے چار روپیہ پچہتر پیسہ فروخت کرتے ہیں تو امانت میں خیانت کرنا کیسا ہے؟ ایسے شخص کی امامت کیسی ہے؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

امانت میں خیانت کرنا جائز نہیں سخت گناہ ہے بلکہ نفاق کی علامت ہے[٣] جس شخص کا یہ

---

[١] ولو وكله بشراء شئٍ بعينه فليس له ان يشتريه لنفسه (هداية ١٨٤/ج٣/ باب الوكالة بالبيع والشراء شامی ص ٥١٧ ج٥ طبع كراچی وبيروت)

[٢] أن الغاصب والمودع اذا تصرف فی المغصوب او الوديعة وربح لا يطيب له الربح الخ (هدايه ص ٣٧٥/ ج٣/ كتاب الغصب، مطبوعه تهانوی ديوبند)

[٣] الخيانة هو التصرف فی الامانة علی خلاف الشرع...... ان النبی ﷺ قال اربع من كن فيه كان منافقاً خالصاً ومن كانت فيه خصلة منهن كانت فيه خصلة من النفاق حتی يدعها اذااؤتمن خان ......الحديث (عمدة القاری ص ٢٢٠/ ج١/ باب علامات المنافق، بيان انساب رجاله وبيان لغاته، مطبوعه دارالفكر بيروت. مشكوٰة ص ١٧/ باب الكبائر وعلامات النفاق.

حال ہو اس کو امام بنانا مکروہ ہے[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۱۴۰۰/۵/۲۳ھ

کمیٹی کا حساب امام کے سپرد کر دیا اس میں امام کی گونا گوں خیانتیں!

سوال:۔ اگر کسی مسجد کے پیش امام نے مسجد یا مدرسہ کے حساب وکتاب میں جو کہ منتظمین کمیٹی نے اس کے ذمہ کر دیا ہو اور اس نے کوئی خیانت کی ہو، اور منتظمہ کمیٹی کو اس کا مکمل ثبوت بھی مل گیا ہو ایسی حالت میں مذکورہ کمیٹی پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے امام موصوف سے امامت کراتے رہیں یا منصب امامت سے انہیں علیحدہ کر دیں، ایسی حالت میں نمازیوں کی نماز کے بگڑنے کے ذمہ دار صرف امام صاحب ہوں گے یا کہ مذکورہ کمیٹی پر بھی کوئی ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور اللہ کے یہاں مذکورہ کمیٹی بھی ذمہ دار ٹھہرائی جائے گی؟

۲۔ پیش امام کی سپردگی میں ایک دینی مدرسہ ہے مسجد کی منتظمہ کمیٹی امام صاحب کو مدرسہ کے چندہ وغیرہ صدقۃ الفطر، زکوٰۃ، عطیات وخیرات وچرم قربانی کی رقومات جمع کر کے باقاعدہ حساب رکھتے ہوئے مناسب خرچ کرنے کا ذمہ دار بنا دیتی ہے جب ان سے حساب مانگا گیا اور انہوں نے حساب پیش کیا اس میں کچھ رسیدات واخراجات پیش نہیں کئے گئے اور تحقیقات سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حساب اخراجات سے بے شمار زیادہ ہے جس سے بددیانتی ثابت ہوتی ہے کیا از روئے شریعت ایسا حساب جائز ہے اور ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا یا اس سے نماز پڑھوانا کیسا ہے اور شریعت مطہرہ میں ایسے امام کی کیا سزا مقرر ہے؟

۳۔ امام موصوف نے چار طلباء کو کپڑے بنا کر دینا حساب میں لکھا ہے تحقیقات سے معلوم ہوا نہ کپڑے بنوائے گئے اور نہ طلباء کو دیئے گئے اور بددیانتی سے وہ رقم حساب میں لکھ دی گئی،

[۱] امامة الفاسق مكروهة تحريما، طحطاوى مع المراقى ص ۲۴۴ فصل فى بيان الاحق بالامامة، مطبوعه مصر، شامى كراچى ص ۵۶۰ ج ۱ باب الامامة، حلبى كبير ص ۵۱۳ فصل فى الامامة، مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور.

اس پیسہ کی خیانت ہوئی اور جھوٹا حساب منتظم کمیٹی کو دیا گیا کیا امام صاحب کا یہ عمل از روئے شرع جائز ہے؟

۴۔امام صاحب کے حساب پیش کرنے کے بعد جو رقم تحویل میں باقی نکالی جو کہ اخراجات کے علاوہ ان کے پاس باقی رہی تھی انہوں نے اس میں سے کچھ رقم جمع کر کے لکھ دیا۔

۵۔امام موصوف سے جب ایک دوسرے مد کا حساب لیا گیا تو انہوں نے بہت کم رقم تحویل باقی میں بتلائی اور جب ان سے حساب کے مطابق پانچ کمیٹی کے معزز اہل شرع حضرات نے جانچ کی تو وہ رقم تحویل باقی جو امام صاحب نے پیش کی تھی اس سے چار گنا زیادہ نکلی تحویل کی یہ رقم موصوف نے خود خرچ کر ڈالی۔مطلوبہ رقم مانگنے پر تنخواہ میں سے کاٹنے کو کہدیا، حالانکہ یہ رقم موصوف کے پاس ہمیشہ امانت رکھی جاتی تھی۔

۶۔امام موصوف کو جب یہ پتہ چلا کہ میرے دیئے ہوئے حساب کے لئے کمیٹی مقرر کر دی گئی ہے اور میری خیانتیں اب منظر عام پر منتظمہ کمیٹی کے اور عوام کے سامنے آجائینگی تو امام صاحب نے سیدھے سادے مسلمانوں کو منتظمہ کمیٹی کے خلاف بھڑکانے کی کوشش کی اور اپنے بچاؤ کے لئے ایک گٹ بنایا اور پارٹی بندی کرنے کی کوشش کی اور مسلمانوں میں انتشار پھیلانے کی بھرپور کوشش کی اور قوم کے اندر تفرقہ پیدا کر دیا، اس امام کا یہ عمل کیسا ہے اور ایسے امام کی کیا سزا ہے اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا یا پڑھوانا کیسا ہے؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

(۱تا۶) جھوٹ، خیانت، غبن، اپنے قصور کو چھپانے کے لئے تفرقہ وانتشار پھیلانا یہ امور ایسے ہیں جن کا حکم کسی مسلمان پر بھی مخفی نہیں سب ہی جانتے ہیں کہ یہ چیزیں ناجائز اور گناہ ہیں[۱]

[۱] عن ابی هریرةؓ قال قال رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم اٰیة المنافق ثلٰث إذا حدث کذب وإذا وعد أخلف وإذا أوتمن خان (مشکوٰة شریف ص۱۷/باب الکبائر وعلامات النفاق، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند)

اور منصب امامت بلند منصب ہے[۱] امام کو سب مقتدیوں سے زیادہ متبع سنت اور بلند کردار ہونا چاہئے۔ یہ بدقسمتی ہے کہ مقتدیوں کو ایسے امام ملتے ہیں، تاہم اگر امام صاحب امانت کی چیزیں اوران کا حساب صحیح صحیح دیں اور پختہ توبہ کرلیں اور یہ توبہ امامت کی خاطر نہ ہو بلکہ حقوق اللہ اورحقوق العباد کی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے لئے ہواوران کے حالات سے اطمینان ہوجائے کہ وہ آئندہ ایسا نہیں کریں گےتو ان کو معاف کردیا جائے[۲]، ورنہ دوسرے دیانت دار لائق امام کو تجویز کرلیا جائے۔ اولاً کچھ روز کے لئے عارضی طور پر امانت کا انتظام کسی اوردیانت دار کے سپرد کردیا جائے تو بہتر ہے تاکہ امام موصوف اس انجمن سے علیٰحدہ رہیں اورصرف نماز پڑھانا ان کے ذمہ رہے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۴/۱۴۰۱ھ

جھوٹ بولنے والے اورغیبت کرنے والے کی امامت

سوال:۔ زید نے جھوٹ غیبت بکر کی کی تو کیا زید قابل امامت ہے؟ بینوا توجروا

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

جھوٹ اورغیبت ناجائز ہے[۳] لہٰذا زید کواس سے توبہ ضروری ہے اگر زید توبہ نہ کرے بلکہ

۱؎ والإمامة علیٰ الحقیقة انما هی للّٰه الحق جل جلاله و اصحاب هذه الاحوال انما هی نوابه و خلفائه الخ (اتحاف السادة ص ۱۷۵/ ج ۳/ کتاب اسرار الصلوة، مطبوعه دارالفکر بیروت)

۲؎ قال النبی صلّی اللّٰه علیه وسلّم اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ (مشکوٰة شریف ص ۲۰۶/ مطبوعه یاسر ندیم دیوبند، باب الاستغفار، الفصل الثالث)

ترجمہ:۔ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں۔

۳؎ (الف) فیکون الکذب حراماً فی الاصل الا لضرورة عارضةٍ (اتحاف السادة ص ۵۲۳/ ج ۷/ الأفة الرابعة عشر الکذب) مطبوعه دار الفکر بیروت.

(ب) کل مایفهم المقصود فهو داخل فی الغیبة وهو حرام (اتحاف ص ۵۴۱/ ج ۷/ کتاب افات اللسان) مطبوعه دار الفکر بیروت.

جھوٹ اور غیبت پر اصرار کرے تو اس کو امام نہ بنایا جائے[1] بشرطیکہ دوسرا شخص اس سے بہتر امامت کے لائق ہو اور زید کو امامت سے علیحدہ کرنے میں فتنہ فساد یا مسجد کی ویرانی کا خوف نہ ہو۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہ

صحیح: سعید احمد غفرلہٗ، صحیح: عبداللطیف ۹؍صفر ۵۹ھ

جھوٹے شخص کو امام مقرر کرنا

سوال:۔ ہم نے ایک فارغ التحصیل مولوی امام کو اپنی مسجد میں امام رکھا اس نے اپنے آپ کو یتیم ظاہر کیا تھا، اور ہم نے اس کی زکوٰۃ فطرہ وغیرہ سے کافی مدد کی بعد میں معلوم ہوا کہ وہ قوم کا تو فقیر ہے اور سب بیانات غلط ظاہر ہوئے، اب ایسے شخص کو امام رکھا جائے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اس نے اپنے آپ کو یتیم ظاہر کیا یتیم تو نابالغ ہوتا ہے، نابالغ کو امام مقرر کرنا جائز نہیں، اس کے پیچھے نماز درست نہیں ہوتی[2]، بالغ ہونے پر یتیم نہیں رہتا[3]، اگر اس نے غلط بیانی سے کام

---

[1] ویکره امامة عبد ...... وفاسق (شامی کراچی ص ۵۵۹؍ج ۱؍ باب الامامة. طحطاوی ص ۲۴۴؍ فصل فی بیان من الاحق بالامامة، مطبوعه مصر. تاتارخانیه ص ۶۰۳؍ج ۱؍ الفصل السادس، من هو احق بالامامة، مطبوعه کراچی)

[2] لایصح اقتداء البالغ غیر البالغ فی الفرض وغیره (حلبی کبیری، سهیل اکیڈمی لاهور، ص ۵۱۶؍فصل فی الامامة. عنایة علی فتح القدیر ص ۳۵۷؍ج ۱؍ باب الإمامة، دار الفکر بیروت. زیلعی ص ۱۴۰؍ج ۱؍ مطبوعه امدایه ملتان. عالمگیری ص ۸۵؍ج ۱؍ الباب الخامس فی الإمامة، الفصل الثالث، مطبوعه کوئٹه)

[3] قال علی بن ابی طالبؓ حفظت عن رسول الله ﷺ لایتم بعد احتلام (ابو داؤد شریف، رشیدیه دهلی، ج ۲؍ص ۳۹۷؍کتاب الوصایا، باب ماجاء متی ینقطع الیتم)

ترجمہ:۔ حضرت علی بن ابی طالبؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول خدا ﷺ سے یہ بات محفوظ کی ہے کہ بلوغ کے بعد یتیمی نہیں رہتی۔

لیا، پھر اس کا جھوٹ اور فریب ظاہر ہو گیا، تو اس کو امام بنانا مکروہ ہے[1]، جب تک وہ توبہ نہ کرے امام کی تنخواہ رضامندی پر ہے، اگر مقررہ تنخواہ دینے پر رضامندی نہیں ہے، تو امام کو خود بھی حق ہے کہ چھوڑ دے اور جتنی تنخواہ طلب کرتا ہے، اگر مقتدی نہیں دے سکتے تو امام کو بھی انکار بھی کر سکتے ہیں تاکہ وہ اپنا دوسرا انتظام کر لے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۱۰/۸۸ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۲۲/۱۰/۸۸ھ

حاسد کی امامت

سوال:۔حاسدوں کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

حسد کرنا گناہ ہے[2]، امامت مکروہ ہے[3]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

وعدہ خلاف کی امامت

سوال:۔زید تجارت کرتا ہے مگر قرض وقت پر ادا نہیں کرتا بلکہ وعدہ پر وعدہ کرتا رہتا ہے

---

[1] لوقدموا فاسقاً یأثمون بناء علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم (حلبی کبیر سهیل اکیڈمی لاهور پاکستان، ص ۵۱۳/فصل فی الامامة. شامی کراچی ص ۵۵۹/ج ۱/ باب الامامة قبیل مطلب البدعة خمسة اقسام. طحطاوی ص ۲۴۴/فی بیان من الاحق بالامامة، مطبوعه مصر)

[2] ان الحسد حرام (اتحاف السادة المتقین ص ۵۹ ج۸ کتاب ذم الغضب و العقد و الحسد، بیان حقیقة الحسد وحکمه مطبوعه دار الفکر بیروت)

[3] ان امامة الفاسق مکروهة (طحطاوی علی المراقی ص ۲۴۴/فصل فی بیان الاحق بالامامة، طبع مصر. تاتارخانیه کراچی ص ۶۰۳/ج ۱/باب الامامة، الفصل السادس من هو احق بالامامة، شامی ص ۵۶۰/ج ۱/ کراچی البدعة خمسة اقسام باب الامامة)

اکثر اشخاص کو تجارت میں شرکت کی دعوت دے کر روپیہ وصول کر لیتا ہے اور ادائیگی میں حیلہ بہانہ کرتا رہتا ہے۔ بکر سے زیور مستعار لیا جاتا ہے کہ ان کی اہلیہ کسی شادی میں شریک ہوں گی اور تین چار یوم کا وعدہ کیا جاتا ہے مگر وقت پر واپس نہیں کیا جاتا۔ متعدد تقاضوں پر مختلف بہانوں سے جواب ملتا ہے بالآخر اقرار کیا جاتا ہے کہ زیور رہن رکھا ہے اور اہلیہ کہیں نہیں گئی۔ اگر کوئی بات مسئلہ کی اسے کہی جاتی ہے تو تیوری پر شکن ڈال لیتے ہیں اور ترش روئی سے ہم کلام ہوتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ زید امامت کے قابل ہے یا نہیں، زید کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو جو نمازیں پڑھی ہیں ان کا کیا ہوگا۔ عمر زید کی ان حرکات کی بناء پر زید کے پیچھے نماز ترک کر دیتا ہے مگر کلام ترک نہیں کرتا تاکہ شر پیدا نہ ہو، زید عمر کو منافق کہتا ہے۔ زید کا یہ فعل کہاں تک درست ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

بلا وجہ شرعی وعدہ خلافی کرنا ناجائز اور گناہ ہے۔ اگر وعدہ کرتے وقت تو پورا کرنے کی نیت تھی لیکن بعد میں کسی مجبوری سے پورا نہیں کر سکا تو اس میں مضائقہ نہیں[۱] مسئلہ بتانے پر چیں بجبیں ہونا بھی برا ہے۔ اگر زید کی وعدہ خلافی اور بد معاملگی کی عادت ہو گئی ہے جس سے دوسروں کو بھی اذیت ہوتی ہے تو اولاً زید کو نرمی سے سمجھانا چاہئے کہ یہ عادت خلاف شرع اور ناجائز ہے۔ اسی طرح مسئلہ شرعیہ پر ترش رو ہونا اور سخت کلام ہونا بھی منع ہے اس سے توبہ لازم ہے اسی طرح کسی مسلم کو بلا وجہ شرعی منافق کہنا سخت گناہ ہے[۲] اس سے بھی توبہ ضروری ہے۔ اگر زید توبہ کر لے اور آئندہ ان چیزوں کو چھوڑ دے تب تو خیر ورنہ زید کو امامت سے

---

[۱] ذم الاخلاف انما هو من حيث تضمينه الكذب المذموم ان عزم علىٰ الاخلاف حال الوعد لاان طرأ له، مرقاة المفاتيح ص۱۰۶ج۱/ باب الكبائر وعلامات النفاق، مطبع اصح المطابع بمبئی.

[۲] ولا تنابزوا بالالقاب هو قول الرجل للرجل يا فاسق يا منافق(قرطبی ص۲۹۷،۲۹۸/ج۸/ سورۂ حجرات آیت ۱۱)

علیٰحدہ کر دیا جائے بشرطیکہ زید سے بہتر امامت کے لائق دوسرا موجود ہو۔عمر حرکات مذکورہ کی بناء پر زید کے پیچھے نماز نہ پڑھنے سے منافق نہیں ہوا۔زید کا اس کو منافق کہنا جائز نہیں۔بلکہ سخت گناہ ہے ایسے کلام سے زبان کو روکنا نہایت ضروری ہے جو نمازیں پڑھی ہیں ان کا اعادہ لازم نہیں۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم
حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ
معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۲/۵/۵۷ھ
صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۳/ج ۲/۵۷ھ

منافق کے پیچھے نماز اور وعدہ خلافی کا حکم!

سوال:۔ وعدہ شکن کو منافق کہتے ہیں یا نہیں؟ اور نماز پڑھنا منافق کے پیچھے کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

جو شخص وعدہ کرتے وقت یہ نیت رکھے کہ وعدہ کو نہیں پورا کروں گا محض دھوکہ دینے کے لئے وعدہ کرتا ہے۔اس کو حدیث شریف میں منافق فرمایا گیا ہے[۱] یعنی اس میں ایک علامت منافق کی ہے اس کو ایسا نہیں کرنا چاہئے۔یہ مطلب نہیں کہ وہ مومن نہیں رہا اور جہنم کے سب سے نیچے طبقہ میں جائے گا اور اگر وعدہ کرتے وقت پورا کرنے کی نیت تھی مگر کسی عارض کی وجہ

[۱] فی حدیث ابی ھریرۃ مرفوعاً اٰیَۃُ الْمُنَافِقِ ثَلٰثٌ اِذَا حَدَّثَ کَذِبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ (بخاری شریف ص ۱۰/ج ۱/ کتاب الایمان باب علامۃ المنافق، مشکوٰۃ شریف ص ۱۷ ج ۱ باب الکبائر وعلامات النفاق الفصل الاول، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند)
ترجمہ:۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے کہ منافق کی نشانی تین چیزیں ہیں (۱) جب بات کرے جھوٹ بولے (۲) جب وعدہ کرے خلاف کرے (۳) جب اس کے امانت سپرد کی جائے خیانت کرے۔

سے پورا نہیں کر سکا تو یہ منافق کی علامت نہیں بلکہ اس میں گناہ بھی نہیں[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

صدقۃ الفطر اور چرم قربانی لینے والے امام کی امامت

سوال:۔ایک شخص قوم سید متمول صاحب ایک مسجد میں امام ہیں اور اس مسجد میں دو طرح کی آمدنی ہے ایک آمدنی شبِ قدر رمضان میں ۵۰/۴۰ روپیہ ہے اور دوسری آمدنی فطرہ اور صدقہ اور کھالیں قربانی کی ہیں تو ان دونوں آمدنیوں میں سے امام کے لئے کونسی جائز ہے اور کونسی ناجائز ہے باوجود اس کے کہ امام کو صدقات اور قربانی کی کھالیں لینا ناجائز ہونے کا علم ہے اور پھر وہ منت اور خوشامد سے لیتا ہے اور دینے والوں کو بھی معلوم ہے کہ یہ امام متمول سید ہے مگر چوں کہ سید منت خوشامد کرتا ہے اسکی منت خوشامد کی وجہ سے ان کو دیتے ہیں پس ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے کہ جو دانستہ کھلم کھلا ناجائز آمدنی لے رہا ہے اور اہلِ قربانی جو علم کے باوجود کھالیں ان کو دیتے ہیں ان کی قربانیوں کا کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا

الجواب: حامداً ومصلیاً!

مالدار صاحب نصاب آدمی کو صدقہ فطر لینا ناجائز ہے اور ایسے شخص کو دینے سے صدقہ فطر ادا نہیں ہوتا[2]۔ نیز امامت وغیرہ کی اجرت میں دینا بھی جائز نہیں قربانی کی کھال خود استعمال

---

[1] ذم الاخلاف انما هو من حيث تضمينه الكذب المذموم ان عزم علىٰ الاخلاف حال الوعد لاإن طرأله كما هو واضح (مرقاة ١٠٦ باب الكبائر وعلامات النفاق، مطبع اصح المطابع بمبئى طيبى ص ١٩١/ ج ١ مطبوعه ادارة القرآن كراچى)

[2] ولا إلى غنى يملك قدر نصاب الخ الدر المختار على الشامى ص ٢٩٥/ ج٣/ زكريا كتاب الزكوة باب المصرف. تبيين الحقائق ص ٣٠٢/ ج ١/ كتاب الزكوة باب المصرف مطبوعه امداديه ملتان. عالمگيرى ص ١٨٩/ ج ١/ الباب السابع فى المصارف كتاب الزكاة)

کرنا امیر وغریب سب کو دینا جائز ہے لیکن امامت وغیرہ کی اجرت میں اس کو دینا بھی درست نہیں۔ اگر کھال فروخت کردی ہے تو اس کی قیمت کو کسی غریب مستحق کو صدقہ کرنا واجب ہے کسی مالدار کو دینا یا کسی اجرت میں یا خود رکھنا ہرگز جائز نہیں[1] تاہم قربانی میں اس سے خرابی نہیں آتی قربانی ادا ہو جاتی ہے صرف کھال یا اس کی قیمت کو بے محل صرف کرنے کا گناہ ہوتا ہے جس کی مکافات لازم ہے اگر امام اس کا مستحق نہیں اور پھر لیتا ہے اور اس کو مسئلہ بھی معلوم ہے تو اس کو امامت سے علیحدہ کردیا جائے بشرطیکہ اس سے بہتر امام موجود ہو۔ **صدقة الفطر كالزكوٰة فى المصارف** اھ[2]۔ **ويتصدق بجلدها اويعمل منه نحو غربال فان بيع تصدق بثمنه** اھ درمختار[3]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ٣٠/١١/٥٦ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ صحیح: عبد اللطیف ۴/ذی الحجہ ۵٦ھ

ایک شخص کا دو مسجدوں میں امامت کرنا

سوال:۔ ایک شخص یا ایک امام دو مسجدوں میں ایک وقت میں کیسے امامت واقامت کراسکتا ہے کسی امام کو ایک ایسی مسجد ملی ہوئی ہے کہ جس کی آمدنی کے لئے پچاس چالیس بیگہ

---

[1] ولا يعطى اجرا الجزار منها لانه كبيع لان كلامنهما معاوضة الخ الدر المختار مع الشامى زكريا ص٤٧٥/ج٩/ كتاب الاضحية. مجمع الانهر ص١٧٥/ج٤/ كتاب الاضحية، قبيل كتاب الكراهية، مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت)

[2] الدر المحتار على رد المحتار زكريا ص٣٢٥ج٣ باب صدقة الفطر. عالمگيرى ١٩٤/ج١/ الباب الثامن فى صدقة الفطر، مطبوعه كوئٹه. بحر ٢٥٦/ج٢/ باب صدقة الفطر، مطبوعه الماجديه كوئٹه)

[3] الدر المختار على الشامى زكريا ص٥٧٥ج٩ كتاب الاضحية. مجمع الانهر ص١٧٤/ج٤/ كتاب الاضحية. الدر المنتقىٰ ص١٧٤/ج٤/ كتاب الاضحية، دار الكتب العلميه بيروت)

زمین صحرائی ملک ہے اوراس میں ایک باغ اور تکیہ جس کی آمدنی امام مذکور اپنے خرچ میں لاتے ہوں اوراس تکیہ و باغ میں ایک مزار بھی ہے جس کا چڑھاوا وغیرہ بھی امام صاحب لیتے ہوں، اس باغ کی مسجد کی امامت واقامت امام صاحب مذکور پر فرض ہے یا نہیں اور پھر یہ امام صاحب اپنی طمع نفسی کی وجہ سے بستی کی مسجد کے بھی امام رہتے ہیں ایسے شخص کے ساتھ یا پیچھے نماز درست یا جائز ہے یا نہیں۔ فقط

الجواب: حامداًومصلیاً!

جب ایک شخص کو معاوضہ مقرر کر کے ایک مسجد کی امامت کے لئے رکھا ہو تو اس مسجد کی امامت اس کے ذمہ ضروری ہے اس مسجد کو چھوڑ کر کسی دوسری مسجد میں امامت کے لئے جانا ناجائز ہے اگر اس مسجد کو چھوڑ کر دوسری مسجد میں جا کر امامت کرائے گا تو وہ اس معاوضہ مقررہ کا مستحق نہ ہوگا[1]۔ اگر امام مذکور ایک ہی نماز دو مرتبہ دو مسجدوں میں پڑھاتا ہے تو دوسری نماز درست نہیں ہوتی۔ فرض نماز مقتدیوں کے ذمہ سے ساقط نہیں ہوتی بلکہ بدستور ذمہ میں باقی رہتی ہے[2]۔ مزار کا چڑھاوا لینا ناجائز ہے اوراس پر چڑھانا بھی ناجائز ہے[3]۔

---

[1] وليس للخاص أن يعمل لغيره ولو عمل نقص من أجرته بقدر ماعمل (شامی کراچی ص ۷۰/ ج۶/ کتاب الإجاره، باب ضمان الاجير. عالمگيری ص ۴۱۶/ ج۴/ کتاب الإجاره، الباب الثالث فی الأوقات التی يقع الخ، مطبوعه کوئٹه)

[2] چونکہ امام کی اوّل مرتبہ فرض نماز ادا ہوگئی دوسری مرتبہ امام کی نفل نماز ہوگی مقتدیوں کی فرض اور یہ جائز نہیں۔ ولا مفترض بمتنفل ص ۳۸۹/ ج ۱/ در مختار علی هامش رد المحتار. نعمانية، باب الامامة، مطلب الواجب كفاية هل يسط يفعل الصبی وحده)

[3] وما يوخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها الى ضرائح الاوليا الكرام تقرباً اليهم فهو بالاجماع باطل وحرام (الدر المختار مع الشامی ص ۴۳۹/ ج ۲/ کراچی قبيل باب الاعتكاف كتاب الصوم. البحر الرائق ص ۲۹۸/ ج ۲/ کتاب الصوم، فصل عقد لبيان مايوجب العبد الخ، مطبوعه ايچ ايم سعيد کراچی. طحطاوی علی المراقی ص ۵۷۱/ باب مايلزم الوفاء به الخ کتاب الصوم، مطبوعه مصری)

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۷/۶/۵۸ھ

الجواب صحیح: بندہ عبدالرحمٰن غفرلہ کامل پوری

بہتان لگانا

سوال:۔ لوگ زید پر الزام لگاتے ہیں اور اتہام باندھتے ہیں کہ زید خالدہ سے بدکاری کراتا ہے اور اس کو دھمکاتے ہیں کہ تیرا وارنٹ نکلوا دیں گے اور زید کو دیوث بتاتے ہیں شرعاً یہ لوگ گنہگار ہیں یا نہیں اور زید کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

بلا دلیل کسی پر بہتان لگانا کبیرہ گناہ ہے[۱] جو لوگ بلا شہادت شرعیہ زید پر الزام لگاتے ہیں وہ سخت گنہگار ہیں اور جب تک شرعی شہادت سے ثابت نہ ہو اس سے زید کی امامت میں نقصان نہ آئے گا۔ بلکہ نماز پنجگانہ وجمعہ وعیدین سب کچھ زید کے پیچھے حسبِ سابق درست ہے۔ البتہ زید کو بھی چاہئے کہ اپنا طرز عمل بلا وجہ ایسا نہ رکھے جس سے تہمت کا موقع ہاتھ آئے خالدہ کا انتظام اگر ممکن ہو کرا دے اور ایسی مجبوری کی حالت میں لڑکی کی امداد ضروری ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۱/۲/۵۷ھ

الجواب صحیح: عبداللطیف ۲۳/صفر ۵۷ھ

---

[۱] القذف ایضاً من الکبائر (ملخصاً شرح طیبی ص ۱۸۸/ ج ۱/ کتاب الایمان، باب الکبائر، ادارۃ القرآن کراچی. مرقاۃ ص ۱۰۵/ ج ۱ باب الکبائر مطبع اصح المطابع بمبئی)

تمبا کونوش اور سینما بیں شخص کی امامت

سوال:۔ ایک امام مسجد ہے وہ سینما وغیرہ دیکھتا ہے، حالانکہ وہ عالم بھی ہے، بیڑی، سگریٹ کثرت سے پیتا ہے اور پان میں تمبا کو چونا وغیرہ ملا کر کھاتا ہے، مسجد کے تمام مقتدی اس کے اس فعل سے سخت ناراض ہیں، کئی بار سمجھایا گیا مگر اپنی حرکتوں سے باز نہیں آئے بلکہ حجت سے کام لیتے ہیں اور ہم ناخواندہ کو مکروہ کہہ کر ٹال دیتے ہیں، ہماری ان کی گفتگو نا گفتہ بہ ہو چکی ہے اب سوال یہ ہے کہ تمبا کو اور اس کے استعمال کرنے والے کے لئے کتاب وسنت وفقہ کے اعتبار سے کیا حکم ہے اور اس کی امامت کیسی ہے؟ جواب سے نوازیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً!

بدبودار تمبا کو کھانا بدبو کی وجہ سے مکروہ ہے[۱]۔ البتہ مسجد میں جانے سے پہلے مسواک وغیرہ کے ذریعہ منہ صاف کر لینا چاہئے اگر تمبا کو خوشبودار ہو تو وہ مکروہ بھی نہیں البتہ اگر تمبا کو نشہ آور ہو جس سے عقل جاتی رہے تو اس کا کھانا پینا حرام ہے[۲]۔ سینما دیکھنے سے ان کو منع کر دیا جائے اور کہہ دیا جائے کہ اگر آئندہ یہ ثابت ہو گیا کہ آپ سینما تشریف لے گئے ہیں تو آپ کو امامت سے علیحدہ کر دیا جائے گا۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

---

[۱] فیفهم منه حکم النبات الذی شاع فی زماننا المسمی بالتتن فتنبه: وقد کرهه شیخنا العمادی فی هدیته الحاقا له بالثوم والبصل بالاولی. (الدر المختار علی الشامی زکریا ص ۴۴/ج ۱۰/ کتاب الاشربه. شامی کراچی ص ۴۶۰ ج ۶)

[۲] ویحرم اکل البنبج والحشیشة والافیون لانه مفسد للعقل ویصد عن ذکر اللّٰہ وعن الصلاۃ (الدر المختار علی الشامی زکریا ص ۴۰/ج ۱۰/ باب الاشربه. شامی کراچی ص ۴۵۷/ج ۶)

امام کا نوجوان بیواؤں سے پاؤں دبوانا!

سوال:۔ایک امام مسجد کچھ دنوں سے بیمار تھے نوجوان ہیں اور غیر شادی شدہ بھی انہوں نے بھتیجے کی بیوی کو جو بیوہ ہے اور نوجوان بھی ہے اپنی خدمت کے لئے رکھ لیا ہے اس سے پیر بھی دبواتے ہیں، جب نمازیوں نے اعتراض کیا تو جواب دیا کہ ہسپتالوں میں نرسیں بھی تو رہتی ہیں، اب نمازیوں میں دو گروپ ہو گئے ہیں ایک کہتا ہے کہ وہ بیٹی سمجھ کر پیر دبواتے ہیں، دوسرا کہتا ہے کہ یہ عورت بیوہ غیر محرم ہے اس سے ایسی خدمت کیوں لی گئی۔اب ان امام کے متعلق علماء دین کا کیا فتویٰ ہے؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

امام صاحب کو چاہئے کہ اس بیوہ سے نکاح کر لیں پھر اس طرح کی خدمت لیں نامحرم سے اس طرح خلط ملط نہ رکھیں[۱] اگر امام نہ مانیں تو ان کو امامت سے الگ کر کے کسی پابند شریعت اور متبع سنت کو امام تجویز کر لیا جائے[۲]۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

فیملی پلاننگ سے توبہ!

سوال:۔ یہ تو معلوم ہے کہ فیملی پلاننگ ناجائز ہے، اور خشیۃِ املاق قلتِ رزق کی وجہ سے

۱؎ **الخلوة** بالاجنبية حرام (الدر المختار على الشامى زكريا ص ۵۲۹ /ج ۹/ فصل فى المس والنظر كتاب الحظر والاباحة)

۲؎ والأحق بالإمامة تقديماً بل نصباً ألأعلم باحكام الصلوٰة فقط صحة و فساداً بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة الخ (الدرالمختار على الشامى زكريا ص ۲۹۴ /ج ۲/ بالإمامة. مجمع الانهر ص ۱۶۱ /ج ۱/ فصل فى الجماعة، مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت. طحطاوى مع المراقى ص ۲۴۲ /باب الأحق بالإمامة، مطبوعه مصر)

آپریشن یا مانع حمل کی ادویہ استعمال کرنا یا عزل یہ سب چیزیں ممنوع ہیں۔

البتہ سوال یہ ہے کہ اگر کوئی نیم تعلیم یافتہ آپریشن کرائے اور بعد میں جب پوچھ تاچھ شروع ہو تو وہ مولوی صاحب مجمع عام میں جامع مسجد کے ایک مفتی صاحب کے سامنے اعلانیہ توبہ کریں اور مفتی صاحب اس کو توبہ کرانے کے بعد اس کے پیچھے نماز جائز قرار دے تو آیا اس کی توبہ قبول ہے یا نہیں اور اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں۔اس مسئلہ میں شدید اختلاف ہے اس لئے مفصل ومدلل جواب جلد از جلد عنایت فرما کر مشکور فرمائیں۔

٢۔صورت ثانیہ اس مولوی صاحب سے جب مفتیوں نے دریافت کیا کہ آپ نے یہ آپریشن کیوں کرایا تو مولوی صاحب حلفیہ بیان دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ میری صحت ہمیشہ کمزور رہتی تھی اور اہلیہ کی بھی تو میں نے چند اشخاص کے کہنے پر یہ آپریشن کرالیا بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ علماء لوگ اس کو بھی تسلیم نہیں کرتے تو میں اب آپ مفتی حضرات کے سامنے اور تمام مقتدیوں کے سامنے جامع مسجد میں توبہ کرتا ہوں اور اپنے کئے کی معافی مانگتا ہوں اور اپنے فعل پر خود نادم اور پشیمان ہوں۔

لہٰذا خدارا! میری توبہ قبول ہونے کا فتویٰ صادر فرما کر ممنون فرمائیں۔مفتی صاحب نے جو کہ دارالعلوم کے فاضل ہیں عام لوگوں کے سامنے اس مولوی سے اعلانیہ توبہ کرائی اور اس کے بعد اس کے پیچھے نماز جائز ہونے کا حکم فرمایا ان صورتوں کی علیحدہ علیحدہ تشریح فرما کر مدلل جواب عنایت فرمائیں؟

الجواب: حامداًومصلیاً!

توبہ جب سچے دل سے ہوگئی تو انشاء اللہ توبہ قبول ہوگئی اللہ پاک کا وعدہ ہے[1] کسی کو کہنے

---

[1] وَاِنِّی لَغَفَّارٌ لِمَنْ تَابَ الاٰیَة. ٨٢/ سورة طه. ترجمہ:۔اور میں ایسے لوگوں کے لئے بڑا بخشنے والا ہوں، جو توبہ کرلیں (بیان)

کا حق نہیں کہ فلاں کی توبہ قبول نہیں البتہ اگر کوئی شخص اس لئے توبہ کا اعلان کرے کہ اس کو امامت سے الگ کر دیا گیا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنی چھوڑ دی اور اب وہ گویا کہ بے روزگار ہو گیا اس کا اقتدار جاتا رہے تو ظاہر ہے کہ یہ تو حقیقی توبہ نہیں نمازی اس کو تسلیم کرنے کے مکلّف بھی نہیں مگر دل کا حال اللہ کو معلوم ہے[۱]۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

بیوی کا نفقہ نہ دینے والے کی امامت!

سوال:۔ زید نے اپنی لڑکی کی شادی کی، جب داماد سے خرچہ نہ چلا تو باپ نے عدالت سے نکاح فسخ کرالیا جس سے نکاح ہوا تھا وہ طلاق نہیں دیتا اور امامت کرتا ہے اس کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے ایسے امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً وّمصلیاً!

محض یکطرفہ درخواست پر نکاح ثانی کی عدالت کی طرف سے اجازت مل جانے پر پہلا نکاح فسخ نہیں ہوا دوسرے نکاح کی ابھی اجازت نہیں[۲]، جو امام بیوی کو نہ آباد کرتا ہے نہ طلاق

---

[۱] قوله صلّى اللّه عليه وسلّم افلا شققت عن قلبه الى قوله معناه انک انما كلفت بالعمل بالظاهر وماينطق به اللسان واماالقلب فليس لک طريق الى معرفة مافيه شرح للنووى على مسلم. (مسلم شريف ص۶۸/ ج ۱/ باب تحريم قتل الكافر بعد قوله لااله الاالله، مطبوعه مكتبهٔ بلال ديوبند)

[۲] ولا يقضى على غائب ولا له اى لا يصح بل ولا ينفذ على المفتى به الخ (الدرا لمختار على هامش رد المحتار زكريا ص ۹۹/ ج۸ /كتاب القضاء، مطلب فى امر الامير وقضائه. مجمع الانهر ص۲۳۸–۲۳۹/ ج۳/ كتاب القضاء، فصل ثانى، مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت. البحر الرائق كوئٹه ص۱۷/ ج۷/ كتاب القضاء، باب كتاب القاضى الى القاضى وغيره)

دیگرآزاد کرتا ہے وہ گنہگار ہے[۱]۔ اس کو برادری اور پنچایت کے ذریعہ سے روکا جائے کہ وہ بیوی کے حقوق ادا کرے یا اس کو طلاق دے کر آزاد کردے تاکہ بعد عدت وہ دوسری جگہ نکاح کرنے کی حقدار ہوجائے ورنہ امامت سے الگ کردیا جائے[۲]۔　　فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

ساحراور عامل کی امامت

سوال: عمل کرنے والا یا کرانے والا نماز پڑھائے تو کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداًومصلیاً!

ساحر کو امام بنانا درست نہیں[۳]۔ عامل قرآن وحدیث کی امامت درست ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۲۶/۱/۹۴ھ

امامت جنب

سوال: اگر کوئی شخص حالت جنابت میں امامت کرے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

---

[۱] ویجب ای الطلاق لوفات الامساک بالمعروف الخ (الدر المختار علی الشامی زکریا ص۴۲۸ ج۴ اول کتاب الطلاق) البحر الرائق کوئٹہ ص۲۳۷ ج۳ کتاب الطلاق، النہر الفائق ص۳۱۰ ج۲ کتاب الطلاق، مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت.

[۲] ویعزل به الالفتنة ای بالفحش لو طرأ علیه والمراد انه یستحق العزل الخ (الدر المختار مع الشامی زکریا ص ۲۸۲ – ۲۸۳/ ج۲/ باب الامامة)

[۳] ویکره امامة عبدواعرابی وفاسق(الدر المختار) ولعل المراد من یرتکب الکبائر کشارب الخمر والزانیواکل الربواونحوذٰلک(شامی کراچی،ج۱/ص۵۶۰/باب الامامة قبیل مطلب البدعة خمسة اقسام. مراقی الفلاح علی الطحطاوی ص۲۴۵/فصل فی بیان من الأحق بالإمامة، مطبوعه مصری. بحر کوئٹه ص۳۴۸/ج۱/ مطبوعه الماجدیه کوئٹه)
"(السحر) تعلمه وتعلیمه حرام (شامی کراچی، ج۱/ص۴۴/مطلب فی التنجیم والرمل، فی المقدمة"

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

وہ شخص گناہِ کبیرہ کا مرتکب ہے اور سب نمازیوں کی نماز کو بھی غارت کرتا ہے اگر اس طرح نماز پڑھنے سے نماز کا استخفاف مقصود ہے تو یہ کفر ہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ مظاہر علوم سہارنپور

اجرت پر قرآن شریف پڑھنے والے کی امامت

سوال:۔ میت کی قبر پر جو آدمی قرآن شریف پڑھے اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

اجرت لے کر قبر پر قرآن شریف پڑھنا ناجائز ہے[۲] اگر وہ امام ایسا کرتا ہے اور باوجود مسئلہ معلوم ہونے کے توبہ نہیں کرتا تو اس کو امام بنانا مکروہ[۳] ہے۔ بشرطیکہ اس سے بہتر امامت کا اہل دوسرا موجود ہو[۴]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔ یوپی

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور یوپی

---

[۱] ولو صلی بغیر طهارة عمداً قال الصدر الشهيد حسام الائمة يكون كفراً وان كان علی وجه الاستخفاف بالدين ينبغي ان يكون كفراً عند الكل (فتاویٰ خانية علی هامش الهندية كوئٹه ص ۵۷۲/ج۳/ باب مايكون كفراً من المسلم ومالايكون، كتاب السير. شامی نعمانيه ص۵۵/ج ۱/ كتاب الطهارة. شامی كراچی ص ۸۱/ج ۱. عالمگيری ص ۲۶۹/ج۲/ الباب التاسع فی احكام المرتدين، مطبوعه كوئٹه)

[۲] ان ما شاعَ فی زماننا من قراء ة الاجزاء بالاجرة لا يجوز (شامی ص۵۶/ج۶/ عدم جواز الاستئجار علی التلاوة كتاب الاجارة، مطبوعه كراچی)

[۳] لو قدموا فاسقا ياثمون بناءً علی ان كراهة تقديمه كراهة تحريم(حلبی كبيری ص۵۱۳ شامی كراچی ص ۵۶۰/ج ۱/ باب الامامة. مجمع الانهر ص ۱۶۳/ج ۱/ فصل فی الجماعة، مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت) (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

حج میں افیون کی اسمگلنگ کرنے والے کی امامت

سوال:۔ ایک امام مسجد حج کے بہانہ افیون لیکر عرب جاتے ہیں اور وہاں سے سونا لاتے ہیں اور رشوت دے کر نکل آتے ہیں۔ ایسے شخص کے متعلق کیا حکم ہے؟ اس سے اکثر مقتدی ناراض ہیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اگر شخص مذکور کو اس کا اعتراف ہے یا اس پر شرعی شہادت موجود ہے تو اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے[۱] جب تک وہ توبہ نہ کرے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۸۹/۳/۲۱ھ

حدیث شریف کی توہین کرنے والے کی امامت

سوال:۔ ایک شخص مسجد سے نکل کر جارہا تھا اور دنیا کے مال واسباب کی تعریف کررہا تھا، دوسرا شخص مسجد میں تھا۔ مسجد والے شخص نے باہر جانے والے سے کہا کہ حضور ﷺ کی حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ جس نے دنیا کے مال کو مال کہا اس کا آگے مال نہیں اور دنیا کے گھر کو گھر کہا اس کا آگے گھر نہیں، تو باہر جانے والے نے لوٹ کر جواب دیا (نعوذ باللہ) ''حدیث گئی ایسی تیسی میں''۔ ایسا کہنے والے کے متعلق کیا حکم ہے؟ اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

(گذشتہ کا بقیہ) [۱] هذا ان وجد غيرهم والا فلا كراهة (الدر المختار مع الشامي كراچی ص۵۶۲ ج۱ باب الامامة. مطبوعه زكريا ديوبند ص ۳۰۱/ ج۲/ باب الإمامة، قبيل مطلب في إمامة الأمرد. نفع المفتي والسائل ص۹۵/ مايتعلق بالإمامة والإقتداء، يكره امامة العبد الأعرابي الخ مطبوعه يوسفي لكهنؤ)

(صفحه هذا) [۱] ان امامة الفاسق مكروهة تحريماً (طحطاوي على المراقي ص۲۴۴ بيان الاحق بالامامة، مطبوعه مصرى. حلبي كبير ص۵۱۳، مطبوعه سهيل اكيڈمی لاهور. شامي كراچی ص۵۶۰/ ج۱/ باب الامامة، قبيل مطلب البدعة خمسة اقسام شامي نعمانيه ص۳۷۶/ ج۱)

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اس نے بہت سخت بات کہی۔ جب تک وہ نادم ہوکر سچی پکی توبہ نہ کرے اس کو امام نہ بنایا جائے۔ بحر عالمگیری وغیرہ میں اس کا حکم سخت لکھا ہے[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۲/۷/۹۳ھ

جو شخص علماء حق کی تکفیر کر چکا ہو اس کی امامت

سوال:۔ کیا کسی ایسے حافظ وقاری کو جامع مسجد کا امام بنانا شرعاً جائز ہے جو زمانۂ سابق میں علماء حق اور اکابر دین کو اپنے قلم سے کافر لکھ چکا ہو؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اگر صدق دل سے توبہ کرے اور اعلان کردے کہ میں نے غلط فہمی اور نفسانیت کی وجہ سے علمائے حق کو کافر لکھا تھا میں اب توبہ کرتا ہوں اور یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ وہ کافر نہیں کیونکہ جو شخص کسی کو کافر کہتا ہے اور واقعتاً وہ کافر نہیں تو یہ کلمہ خود اس کافر کہنے والے کی طرف لوٹتا ہے اور اس پر اس کا وبال پڑتا ہے[۲] پھر قوم کو اطمینان ہوجائے کہ اس کا یہ اعلان واقرار خطیب بننے کے لئے نہیں بلکہ اصلاح نفس اور اپنے گناہ سے ندامت کی بنا پر ہے تو اس قاری حافظ کو امام وخطیب بنانا درست ہے جب کہ اس میں امامت کی دوسری شرائط بھی موجود ہوں[۳]۔ قال اللہ

---

[۱] یکفر......برده حدیثاً مرویّا ان کان متواتراً او قال علیٰ وجه الاستخفاف سمعناه کثیراً (البحر الرائق ص ۱۲۱/ج۵/ باب احکام المرتدین. عالمگیری کوئٹه ص ۲۶۵/ج۲/ الباب التاسع فی احکام المرتدین، مطبوعه کوئٹه)

[۲] وعن ابی ذرؓ قال قال رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم لایرمی رجل رجلاً بالفسوق ولایرمیه بالکفر الاارتدت علیه إن لم یکن صاحبه کذالک (مشکوٰة شریف ص ۴۱۱/ باب حفظ اللسان الخ، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند)

[۳] والاحق بالامامة الأعلم باحکام الصلاة فقط صحة وفسادا بشرط اجتنابه الفواحش الظاهرة وحفظه قدر فرض (الدرالمختار علی الشامی کراچی ص۵۵۷/ ج۱/ باب الامامة. (بقیہ آئندہ)

تعالیٰ وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ (الایۃ[1])۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

منکرین قرآن وحدیث اور فاسق کے مرید کی امامت

سوال:۔ایک امام ہے وہ ایک بے نمازی ڈاڑھی منڈے ہوئے فاسق کے ہاتھ پر بیعت ہوگیا اور اس کو دو عالموں نے سمجھایا اور کہا کہ جب تک شریعت ساتھ نہ ہوگی طریقت حاصل نہیں ہوسکتی ہے کلام پاک وحدیث سے ثابت ہے تو وہ غصہ ہوگیا اور کہا کہ میں کلام پاک وحدیث کو نہیں مانتا اس معاملے میں شریعت کا کیا حکم ہے کیا کرنا چاہئے۔اب اس نے بیعت کو فسخ کر دیا ہے کیا اس کے پیچھے نماز درست ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

جب امام صاحب نے کہا کہ میں کلام پاک وحدیث شریف کو نہیں مانتا تو اس کو ہرگز امام نہ بنایا جائے،[2] جب تک کہ وہ اپنی غلطیوں کا اقرار کر کے[3] توبہ واستغفار وتجدید ایمان وتجدید نکاح نہ کرے شریعت کو ترک کر کے طریقت حاصل نہیں کی جاسکتی بے نمازی ڈاڑھی منڈے

(گذشتہ کا بقیہ) شامی زکریا ص ۲۹۴/ج ۲. طحطاوی ص ۲۴۳/ فصل فی بیان الأحق بالامامة، مطبوعه مصر. مجمع الانهر ص ۱٦۱/ج ۱/ فصل فی الجماعة، مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت. فتح القدیر ص ۳۴۸/ باب الامامة، دار الفکر بیروت)

(صفحہ ہذا) [1] ترجمہ:۔ میں ایسے لوگوں کے لئے بڑا بخشنے والا ہوں جو (کفر ومعصیت) سے توبہ کرلیں۔ (بیان القرآن ص۳۲/ج۳۔سورہ طٰہٰ پارہ ۱٦/آیت ۸۲)

[2] ولاخلف من انکر بعض ماعلم من الدین ضرورة لکفره، ولایلتفت الی تاویله واجتهاده (طحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۲۴٦/باب الامامة، طبع مصر)

[3] ماکان فی کونه کفراً اختلاف فإن قائله یومر بالتوبة الرجوع عن ذلک وتجدید النکاح بینه وبین إمرأته. عالمگیری ص ۲۸۳/ج ۲/ کتاب السیر، الباب التاسع فی أحکام المرتدین، قبیل الباب العاشر، مطبوعه کوئٹه)

فاسق کے ہاتھ پر بیعت ہونے سے خدائے پاک کی خوشنودی حاصل نہ ہوگی بلکہ شیطان کی خوشنودی حاصل ہوگی۔ فقط واللہ اعلم حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

فتویٰ صحیح سمجھنے کے باوجود اس پر عمل نہ کرنے والے کی امامت

سوال:۔ میں اپنی آنکھیں بنوانے کے سلسلہ میں تیار ہی تھا کہ اتنے میں رجعت نامہ مل گیا۔ مرتکبینِ جرم کو سنایا گیا لیکن ان پر جہل اس قدر غالب ہے کہ کسی مفتی کے فتویٰ پر عمل نہیں کرتے اور صاف انکار کر دیا کہ ہم توبہ نہیں کریں گے۔ ہندوستان کے مفتیوں کے خلاف ہیں، ایسی صورت میں ان پر شرعاً معصیت عائد ہوتی ہے جو فسق پر دلالت کرتی ہے۔ مسلمانوں کی کوئی حکومت نہیں اور نہ پنچایت ہی قائم رہی کوئی کسی کی نہیں سنتا اور سخن پروری مسلط ہو چکی ہے۔ اب ان کی امامت کا کیا حکم ہے اور ایسے لوگوں سے معاملات رکھنے چاہئیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

فتوے کو صحیح سمجھنے کے باوجود اس کو تسلیم نہ کرنا بڑا جرم ہے جس کی سخت سزا ہے[1]۔ امامت کا منصب تو جلیل القدر منصب ہے[2]۔ ایسا آدمی اس کا اہل نہیں۔ البتہ کسی اہلِ علم کے نزدیک اس کے علم وبصیرت کی روشنی میں فتویٰ ہی صحیح نہ ہو، یا اس کے نزدیک سوال ہی غلط قائم کیا گیا ہو تو اس کا حکم یہ نہیں۔ توبہ واستغفار بہر حال امر خیر ہے جس کا حکم نص قطعی میں موجود ہے[3]

[1] اذا جاء احد الخصمین الیٰ صاحبہ بفتوی الأئمة فقال صاحبہ لیس کماافتوا او قال لانعمل بھذا کان علیہ التعزیر الخ (عالمگیری ص ۲۷۲/ ج ۲/ کتاب السیر، باب احکام المرتدین ومنھا مایتعلق بالعلم والعلماء مطبوعہ کوئٹہ)

[2] والإمامة علی الحقیقة انما ھی للّٰہ تعالیٰ الحق جلّ جلالہٗ واصحاب ھذہ الاحوال انماھی نوابہ وخلفائہ الخ (اتحاف السادة ص ۱۷۵/ ج ۳/ کتاب اسرار الصلوة، مطبوعہ دارالفکر بیروت)

[3] اِسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّاراً (سورۂ نوح آیت ۱۰)(از بیان القرآن) ترجمہ: تم اپنے پروردگار سے گناہ بخشواؤ بیشک وہ بڑا بخشنے والا ہے۔

اور حضرت نبی اکرم ﷺ سے بکثرت منقول ہے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۴/۴/۹۵ھ

دوسروں کا روپیہ نہ دینا یہ کہہ کر کہ میرا روپیہ دوسروں کے پاس ہے

سوال:۔ اگر کوئی آدمی تاجر تھا اس کا کام فیل ہو گیا۔ لوگوں کا پیسہ اس کے پاس موجود ہے اور دوسرے لوگوں کے پاس اس کا روپیہ موجود ہے۔ جب وہ دائن اپنا قرض طلب کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ دوسرے لوگوں نے ہمارا روپیہ مار لیا ہم تمہارا پیسہ نہیں دیں گے۔ تو حق العباد تلف کرنے والے کے پیچھے نماز درست ہے جب کہ وہ معاف بھی نہ کرایا ہو؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

جو شخص دوسروں کا روپیہ مار لے اور استطاعت کے باوجود واپس نہ دے اور مطالبہ کرنے پر یہ کہدے کہ میرا روپیہ غیروں کے پاس مارا گیا اس لئے میں تمہارا روپیہ نہیں دیتا۔ وہ شخص بہت گنہگار ہے[2] اس کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے[3]۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۸/۷/۹۲ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۸/۷/۹۲ھ

---

[1] عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ والله انی لَاَسْتَغْفِرُاللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ فِی الْيَوْمِ اَكْثَرَ مِنْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً رواه البخاری (مشكوة ص ۲۰۳/باب الاستغفار والتوبة، مطبوعه ياسر نديم ديوبند)
ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رسول خدا ﷺ کا پاک ارشاد منقول ہے۔ قسم بخدا میں ایک دن میں ستر سے زائد مرتبہ اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کرتا ہوں۔

[2] عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ نَفْسُ الْمُؤمِنِ مُعَلَّقَةٌ بِدِيْنِهٖ حَتّٰى يَقْضِیَ عَنْهُ (مشكوٰة شريف ص ۲۵۲/باب الإفلاس والانظار، الفصل الثانی مطبوعه ياسر نديم ديوبند)

[3] لوقدموا فاسقا ياثمون بناءً على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم (حلبی كبير ص ۵۱۳، فصل فی الامامة، مطبوعه سهيل اكيڈمی لاهور، شامی ص ۵۶۰/ج ۱/ كراچی البدعة خمسة اقسام باب الامامة. شامی نعمانيه ص ۷۶۲. طحطاوی مع المراقی ص ۲۴۴/ فصل فی بيان من الاحق بالإمامة، مطبوعه مصری)

غلط مسئلہ بتانے والے کی امامت

سوال:۔ جو شخص اکثر مسئلہ غلط بتاتا ہو اور اپنے اندر عالم ہونے کا فخر رکھتا ہو تو اہلِ محلّہ کو اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اگر نماز صحیح پڑھادی تو نماز ادا ہو ہی جائے گی اگر غلط پڑھائی تو غلط ہوگی۔ اکثر مسئلہ غلط بتانے میں ہر نماز سے متعلق احتمال رہے گا۔ جب صحیح مسائل جاننے اور بتانے والا موجود ہو تو غلط مسئلہ بتانے والے کو امام نہ بنایا جائے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۹۲/۱۰/۹ھ

بغیر علم کے مسئلہ بتانے والے اور حدیث کی طرف منسوب کرنے والے کی امامت

سوال:۔ اگر کوئی شخص قرآن شریف پڑھ کے ایک مسجد کا امام بن گیا پھر وہ لوگوں کو مسئلہ بتانے کے وقت کہتا ہے کہ یہ مسئلہ حدیث کا قول ہے حتیٰ کہ ہر ایک مسئلہ میں کہتا ہے تو اگر حدیث کا قول نہ ہو تو اس امام کے متعلق کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

جو شخص خود واقف نہ ہو اس کے لئے مسئلہ بتانے کی اجازت نہیں اور جو شخص اپنی طرف سے بات بنا کر کہدے کہ حدیث شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح فرمایا ہے تو وہ جھوٹا

---

[۱] العالم اولیٰ بالتقدیم (حلبی کبیر ص ۵۱۳) فصل فی الامامة، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور، امامة الجاهل مکروهة کیف ما کان لعدم علمه باحکام الصلوٰة (طحطاوی علی المراقی ص ۲۴۵ / بیان الاحق بالامامة مطبوعه مصر)

اور کذّاب ہے حدیث شریف میں ہے۔ مَنْ كَذَبَ عَلَىَّ مُتَعَمِّداً فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ[1] رواه البخاری وعن سمرة بن جندب والمغيرة بن شعبة قالا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ حَدَّثَ عَنِّيْ بِحَدِيْثٍ يُرٰى اَنَّهُ كَذِب فَهُوَ اَحَدُ الْكَاذِبِيْنَ[2] رواه مسلم اھ مشکوٰة شریف ص ۳۲۔

ایسا شخص فاسق ہے اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے بشرطیکہ اس سے بہتر امامت کے لائق دوسرا آدمی موجود ہو[3]۔ لو قد موا فاسقاً يأثمون بناء علىٰ ان كراهية تقديمه كراهة تحريم لعدم اعتنائه بامور دينه وتساهله فى الاتيان بلوازمه فلا يبعد منه الاخلال ببعض شروط الصلوٰة وفعل ما ينافيها بل هو الغالب بالنظر الى فسقه اھ كبيرى ص[4] ۵۱۳۔

جھوٹ کہوں تو ابوجہل سے زیادہ برا میرا حشر کہنے والے کی امامت

سوال:۔ ایک صاحب جو فاضل عربی یعنی مولوی ہیں اور پیش امام بھی، نیز ایک دینی ادارہ میں تعلیم بھی دیتے ہیں۔ ایک دوسرے معلم کے بارے میں جو کافی دنوں سے امام شہر بھی تھے۔

---

[1] مشکوٰة شريف ص ۳۲/ كتاب العلم، الفصل الاول مطبوعه ياسر نديم ديوبند.
ترجمہ: جو شخص عمداً مجھ پر جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنائے۔

[2] مشکوٰة شريف ص ۳۲/ كتاب العلم، مطبوعه ياسر نديم ديوبند.
ترجمہ: جو شخص میری طرف سے حدیث بیان کرے جس کو وہ جھوٹ خیال کرتا ہے وہ جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے۔

[3] ويكره امامة عبد اعرابى وفاسق الىٰ قوله هذا اى ماذكر من كراهة امامة المذكورين ان وجد غيرهم اى من هو أحق بالامامة (الدر المختار مع الشامى زكريا ص۲۹۸–۳۰۱/ج۲/ مطلب البدعة خمسة اقسام. بحر كوئٹه ص۳۴۹/ج۱/باب الامامة. طحطاوى مع المراقى ص۲۴۶/ فصل فى بيان الاحق بالامامة، طبع مصر)

[4] كبيرى ص۵۱۳/فصل فى الامامة، مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور. طحطاوى مع المراقى ص۲۴۵/ فصل فى بيان الاحق بالامامة، طبع مصر. شامى زكريا ص ۲۹۹/ج۲/ باب الامامة، قبيل مطلب البدعة خمسة اقسام)

ان پر اغلام بازی اور مشت زنی کے واقعہ کا چرچا ہوا، اس سے پہلے بھی چند بار ہو چکا تھا جب معاملہ کی تحقیق وتفتیش کا موقع آیا تو مذکورہ فاضل عربی امام نے کہا کہ میں نے دیکھا نہیں البتہ جو باتیں میں نے سنی ہیں ان الفاظ کو دہراتے ہوئے واقعہ کی سچائی اور ثبوت میں ان الفاظ سے قسم کھائی کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اس میں جھوٹ کہوں تو ابوجہل سے زیادہ برا میرا حشر ہو، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ موصوف نے جو قسم کھائی ہے کچھ صاحبان کو شبہ ہے کہ ان کی امامت درست ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

کسی کو مجرم قرار دینے کے لئے اس کا اقرار ضروری ہے یا شرعی ثبوت (چشم دید گواہوں کا بیان) ضروری ہے جب تک ان میں سے کوئی بات نہ ہو اس کو مجرم قرار نہیں دیا جاسکتا۔[۱] پھر ایسی صورت میں یہ کہنا کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اس میں جھوٹ کہوں تو ابوجہل سے زیادہ برا میرا حشر ہو، نہایت خطرناک ہے[۲]، امام صاحب فاضل عربی موصوف یہ بھی کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا نہیں، محض سنی ہوئی بات پر بغیر خود دیکھے اور بغیر گواہی کے ایسی سخت بات کہنا اپنے ایمان کو تباہ کرنے کے ہم معنیٰ ہے۔ ان کو لازم ہے کہ فوراً اپنی اس غلطی پر نادم ہو کر سچے دل سے توبہ کریں اور جن کے سامنے ایسا کہا ان کے سامنے بھی اپنی توبہ کا اظہار کریں ورنہ امامت سے علیٰحدہ کئے جانے کے مستحق ہوں گے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۲۰/۴/۹۶ھ

---

[۱] واماالشرائط التی تخص بعض الشهادات دون البعض فانواع أیضاً منها الدعوی فی الشهادة القائمة علی حقوق العباد من المدعی بنفسه الی قوله ومنها العدو فی الشهادة بمایطلع علیه الرجال لقوله تعالیٰ فِاسْتَشْهِدُوا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ الخ (بدائع الصنائع ص۲۷۷/ج۶ کتاب الشهادة، فصل وأما الشرائط الخ، مطبوعه ایچ ایم سعید کراچی)

[۲] ومن رضی بکفر نفسه فقد کفر اتفاقاً (شرح فقه اکبر ص ۵۰ مطبوعه مجتبائی دهلی)

نامحرم عورتوں سے بدن دبوانے والے کی امامت

سوال :۔ زید ایک مسجد میں امام ہے اور قرآن مجید کا حافظ ہے اور پانی پتی لہجہ میں پڑھتا ہے مگر اس کی شادی نہ ہونے کی وجہ سے بعض بعض باتیں خلاف شرع معلوم ہوتی ہیں۔ جس کی وجہ سے بعض نے تو ان کے پیچھے نماز پڑھنی ہی چھوڑ دی ہے اور بعض بادل ناخواستہ پڑھتے ہیں اور خلاف شرع یہ باتیں ہیں۔

کہ ایک دفعہ حافظ صاحب نمونیہ میں مبتلا ہو گئے تو مرض میں غیر محرم مستورات سے بدن دبواتے رہے جو کہ حافظ کی دور کی رشتہ دار ہیں مثلاً ایک چچی ہے جس میں بہت دور کا واسطہ ہے اور اسی طرح سے ایک دور کے چچازاد بھائی کی عورت جس کو حافظ صاحب بھاوج کہہ کر پکارا کرتے ہیں اور ایک دو عورتیں ایسی اور بھی ہیں جن کے ساتھ دور کا رشتہ ہے جس کی وجہ سے لوگوں کو نفرت ہوگئی ہے۔

اور ایسے ہی ایک شکایت اور ہے کہ ایک دفعہ حافظ جی صاحب اسی مذکورہ بھاوج کے ساتھ بازار میں جاتے دیکھے گئے ہیں اور ایسے ہی ایک دفعہ اسی بھاوج کے ساتھ ہنسی اور دل لگی بھی کرتے دیکھا گیا ہے جس کے باعث لوگ بہت متنفر ہیں اور بعض نے ان کے پیچھے نماز بھی ترک کردی ہے۔ لہٰذا ارشاد فرماویں کہ آیا ایسے شخص کو امام بنانا جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

صرف اتنی باتوں سے بدگمان ہوکر ان کے پیچھے نماز چھوڑ دینا اور ان سے نفرت کرنا مناسب نہیں بہتر یہ ہے کہ نرمی اور مناسب طریقہ سے ان کو سمجھا دیا جائے[1] کہ آپ کی ان

[1] وینبغی ان یکون التعریف اولاً باللطف والرفق لیکون ابلغ فی الموعظة والنصیحة (فتاویٰ عالمگیری ص ۳۵۲/ ج۵/ الباب السابع عشر فی الغناء ...... والامر بالمعروف کتاب الکراهیة، طبع دار الکتاب دیوبند)

باتوں سے لوگوں کو بدگمانی اور نفرت پیدا ہوتی ہے۔ لہٰذا آپ احتیاط کریں۔ خصوصاً جب کہ آپ کی شادی بھی نہیں ہوئی تو اور زیادہ بدگمانی کا موقعہ ہے ویسے بھی شرعاً اجنبی عورت کے ساتھ یعنی نامحرم (جس سے پردہ فرض ہو) خلوت ممنوع ہے[1]۔ ذرا ذرا سی بات پر امام کو علیحدہ کرنا تو آسان ہوتا ہے لیکن صالح اور صحیح پڑھنے والے امام کا ملنا مشکل ہوتا ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲/۲/ ۵۸ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ،

صحیح: عبد اللطیف ۲۴ صفر ۵۸ھ

ناجائز رقم سے خریدے ہوئے پنکھے کی ہوا کھانے والے امام کی امامت

سوال:۔ زید مسجد کا امام ہے مگر زید کے حجرے میں جو بجلی کا پنکھا لگا ہے وہ چندہ سے لایا گیا ہے جس میں ایسے لوگوں کا پیسہ ہے جن کا شراب کا مکمل دھندہ ہے اور سنیما کا بھی پیسہ ہے اور زید ان سب باتوں کو خوب جانتا ہے لہٰذا جو امام ایسے روپئے سے لائے ہوئے پنکھے سے ہوا استعمال کرتا ہے تو کیا شریعت کے نزدیک ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھے تو نماز ہوگی یا نہیں؟

---

[1] عن عمر عن النبی صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم قال لایخلون رجل بامرأۃ الّا کان ثالثھما الشیطان (ترمذی ۲۲۱/ج ۱/ باب ماجاء فی کراھیۃ الدخول علی المغیبات، ابواب الرضاع، مکتبہ اشرفیہ دیوبند. مشکوٰۃ شریف ص ۲۶۹/ الفصل الثانی، باب النظر الی المخطوبۃ، کتاب النکاح، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند) **الخلوۃ بالاجنبیۃ حرام** (الدر المختار مع الشامی نعمانیہ ص ۲۳۵/ج ۵/ فصل فی النظر والمس، کتاب الحظر والاباحۃ. شامی کراچی ص ۳۶۸/ج ۶، بدائع الصنائع ص ۱۲۵/ج ۸/ کتاب الاستحسان، طبع کراچی ایچ ایم سعید)

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

امام کو ناجائز پیسوں سے پنکھا خریدنا درست نہیں تھا، اگر جائز و ناجائز دونوں قسم کا پیسہ پنکھے کی قیمت میں لگایا تو اس میں گنجائش ہے تاہم شراب کی قیمت اور سنیما کی آمدنی سے امام صاحب کو پیسہ لینا نہیں چاہئے اگر سنیما وشراب والوں کے پاس جائز پیسہ بھی ہوتو وہ پیسہ لینا درست ہے[1]، امامت ان امام صاحب کی درست ہے ایسے پنکھے کی حجرہ میں ہوا لگنے کی وجہ سے ان کی نماز اوران کے پیچھے مقتدیوں کی نماز فاسد نہیں ہوگی، اگر امام صاحب ناجائز پیسے سے خریدے ہوئے پنکھے کو وہاں سے ہٹا کر جائز پیسے سے خریدا ہوا پنکھا استعمال کریں تو معترض کا یہ اعتراض بالکل ختم ہوجائیگا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبدمحمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

جھوٹے، ناپاک، بھکاری اور بہرے کی امامت

سوال:۔امور ذیل دریافت وضاحت طلب ہیں۔

(۱) مسمّٰی حاجی محمد شفیع صاحب نقشبندی جامع مسجد کے پیش امام ہیں جن کے تعلق سے آپ کی رائے درکار رہے۔ جو بوقت امامت زبان سے صحیح طور پر الفاظ ادا کرنے کے بجائے عربی الفاظ کی ترتیب بدل دیتے ہیں۔

(۲) جھوٹ بولتے ہیں۔

(۳) طہارت صحیح طور پر ادانہیں کرتے۔

---

[1] اکل الربا وکاسب الحرام اهدی الیه اواضافه وغالب ماله حرام لایقبل ولایا کل مالم یخبره ان ذلک المال اصله حلال ورثه اواستقرضه وان کان غالب ماله حلالاً لابأس بقبول هدیته والاکل منها (عالمگیری ص ۳۴۳/ ج۵/ الباب الثانی عشر فی الهدایا والضیافات کتاب الکراهیة. بزازیه علی الهندیه ص ۳۶۰/ ج۶/ کتاب الکراهیة، الرابع فی الهدیة، مطبوعه کوئٹه)

(۴) بھیک مانگ کر پیٹ بھرتے ہیں حالانکہ مسجد جماعت سے پیش امام صاحب کوتنخواہ بھی ملتی ہے جن کے زیرِ پرورش کوئی نہیں ہے جومسجدِ ہٰذا میں رہتے ہیں۔

(۵) مسجد کے قرآن شریف کے حفاظت کی الماری میں اپنا بستر اوراستعمال شدہ کپڑے وغیرہ رکھتے ہیں اورکلام پاک کو باہر رکھ کر بے حرمتی کرتے ہیں۔

(۶) پیش امام صاحب کان سے بہرے ہیں۔

(۷) آنکھ کی بینائی بھی برابرنہیں ہے۔

(۸) پیش امام صاحب مسجد ہٰذا ہی کے اندر رہتے ہیں، خوردونوش کرتے ہیں، جہاں ہم مسلمان وضو کرتے ہیں پیش امام صاحب اس جگہ غسل وغیرہ کرتے ہیں اور جب ضرورت پڑتی ہے تو اپنے کپڑے وغیرہ وہیں دھوتے ہیں۔

(۹) اکثر نماز کے بعد ڈراؤنی آواز میں روتے ہیں۔

(۱۰) نماز میں عربی الفاظ کو جھٹکے دیکرادا کرتے ہیں۔

(۱۱) نماز کے وقت پیش امام صاحب سورہ میں اکثر غلطی کردیتے ہیں تو لقمہ دینے کے باوجود توجہ نہیں کرتے اس لئے کہ بہرے ہیں۔ اگرکوئی پیش امام صاحب سے دریافت کرے تو موصوف جہالت کے ساتھ پیش آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں تو پیش امام ہوں۔ جن کا اکثر یہ کہتے رہنا ہے کہ میں پیش امام ہوں اوراکثر یہ بھی ادا کرتے ہیں کہ میں اپنی نماز ادا کرتا ہوں۔ اگرکوئی میرے ساتھ نماز پڑھے تو ان کی مرضی۔ اس کے علاوہ بلا وجہ کسی مسلم پر جھوٹ کا الزام عائد کردیتے ہیں موصوف شرعی مسائل سے واقف نہیں اور نہ کوئی عربی ترجمہ سے واقف ہیں غرض کہ کوئی بات نہیں سنتے۔ لہٰذا عرض ہے کہ اگر مندرجہ بالا عنوان پیش امام کی عادت میں داخل ہیں تو برائے کرم فرمایا جائے کہ اس خصوص میں کیا فتواجات عائد ہوتے ہیں معلوم فرما کرمشکورفرمائیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

(۱) ترتیب کس طرح بدل دیتے ہیں کیا (رب کو) بر، اور (من) کو نم اور (ما) کو ام پڑھتے ہے یا کیا صورت ہے؟

(۲) صریح جھوٹ بولتے ہیں یا توریہ وتعریض سے کام لیتے ہیں۔ اول تو عین الکذب کو درمختار میں حرام لکھا ہے۔ توریہ وتعریض کی گنجائش بھی دی ہے[۱] پھر اتفاقاً گناہ کا سرزد ہوجانا جس پر ندامت وتوبہ بھی ہو اور بات ہے اور گناہ کا عادی ہونا جس پر عموماً ندامت بھی نہیں ہوتی ہے یہ اور بات ہے جو کہ پہلی بات سے بہت سخت ہے[۲]۔ (اللہ محفوظ رکھے)

(۳) وضوو غسل صحیح طور پر ادا نہیں کرتے، یا حقیقی نجاست کو صحیح طور پر دور نہیں کرتے، وضوو غسل صحیح طور پر ادا نہیں کرنیکا کیا مطلب ہے؟ آیا فرض ترک کرتے ہیں اس طرح کہ اعضاء خشک رہ جاتے ہیں یا نہیں تین دفعہ دھوکر پورے سنن ومستحبات کو ادا نہیں کرتے، اسی طرح نجاستِ حقیقی بدن یا کپڑے پر لگی رہ جاتی ہے یا تین تین دفعہ نہیں دھوتے؟ حکم سب کا یکساں نہیں اس لئے تفصیل کی ضرورت ہے۔

(۴) جتنی تنخواہ ملتی ہے کیا وہ سب ضروریات کے لئے کافی ہوتی ہے اور بلاضرورت محض لالچ کی وجہ سے بھیک مانگتے ہیں تو شرعاً وعرفاً بہت قبیح اور مذموم ہے، ہرگز ایسا نہیں کرنا

---

[۱] الکذب مباح لاحیاء حقه ودفع الظلم عن نفسه والمراد التعریض لان عین الکذب حرام (الدرالمختار مع الشامی نعمانیه ص ۲۷۴ ج۵ فصل فی البیع کتاب الحظر والاباحة. شامی کراچی ص۴۲۷/ج۶. مجمع الانهر ص ۲۲۱/ج۴/ فی المتفرقات، کتاب الکراهیة، طبع دارالفکر بیروت. احیاء علوم الدین ص ۱۱۹/ج۳/ بیان مارخص من الکذب الاٰفة الرابعة عشرة کتاب اٰفات اللسان، مطبعه عثمانیه مصر.

[۲] عن عبدالله من مسعود رضی اللّٰه تعالی عنه قال قال رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّاذَنْبَ لَهٗ رواه ابن ماجه والبیهقی فی شعب الإیمان. وفی شرح للسنة روی عنه موقوفاً اَلنَّدْمُ تَوْبَةٌ (مشکوة شریف ۲۰۶/ باب الاستغفار والتصدیق، کتاب الدعوات اصح المطابع دهلی)

چاہئے[۱]۔ کسی بے تکلف دوست سے کسی وقت یہ کہہ دینا کہ فلاں چیز کھلاؤ مثلاً چائے پلاؤ، بھیک میں داخل نہیں ہے کیونکہ بے تکلف دوستوں میں کھانے اور کھلانے کا سلسلہ چلتا ہی رہتا ہے، ایک دوسرے کو کھلاتے پلاتے رہتے ہیں[۲]۔

(۵) اگر ان کے پاس رہنے اور سامان رکھنے کے لئے موجود ہے تو پھر ان کو مسجد کی الماری کو جو کہ قرآن پاک رکھنے کے لئے ہے۔ اپنے کام میں نہیں لانا چاہیے۔ لیکن یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ قرآن شریف اگر بجائے الماری کے طاق میں رکھ دیا جائے تو اس میں بے حرمتی کیا کی۔

(٦) یہ بے اختیاری چیز ہے لیکن اگر کبھی ان کو غلطی ہو جائے تو بہرے پن کی وجہ سے لقمہ میں دشواری پیش آئیگی۔

(۷) یہ بھی معذوری ہے لیکن اگر اس کی وجہ سے طہارت میں کمی رہے ان کو پتہ ہی نہ چلے کہ کپڑے پر ناپاک چھینٹ پڑ گئی تو اشکال ہوگا[۳]۔

---

[۱] ولایحل ان یسأل شیئا من القوت من له قوت یومه بالفعل او بالقوة کالصحیح المکتسب (الدرالمختار مع الشامی کراچی ص ۳۵۴/ج۲/ مطلب فی الحوائج الاصلیة، باب المصرف کتاب الزکوة. البحر الرائق ص ۲۵۰/ج۲/ باب المصرف، ایچ ایم سعید کمپنی. فتاوی عالمگیری ص۱۸۸/ج ۱/ الباب السابع فی المصارف، کتاب الزکوة، مطبوعه کوئٹه)

[۲] قال معمر قلت لقتادة الاشرب من هذا الحب قال انت لی صدیق فما هذا الاستئذان وکان صلّی اللّٰه علیه وسلّم یدخل حائط ابی طلحة المسمّٰی بَیْرُحا ویشرب من ماء فیها طیب بغیر اذنه واذا جاز الشرب من ماء الصدیق بغیر اذنه جاز الاکل من ثماره وطعامه اذا علم ان نفس صاحبه تطیب به لتفاهته ویسیر مؤنته او لما بینهما من المودة (الجامع لاحکام القرآن ص ۲۹۳/ج٦/ الجزء الثانی عشر سورة النور آیت ٦۱، دار الفکر)

[۳] تکره امامة العبد والاعرابی والاعمیٰ لانه لایتوقی النجاسة ولایهتدی الی القبلة بنفسه ولایقدر علی استیعاب الوضوء غالباً (مجمع الانهر ص ۱٦۲-۱٦۳/ج ۱/ فصل کتاب الصلوة، طبع دارالفکر) ویکره امامة عبد واعرابی وفاسق واعمی ونحوه الاعشی نهر (الدر) قوله ونحوه الاعشی هو سیئی البصر لیلاً ونهاراً (قاموس وهذا ذکره فی النهر بحثاً اخذاً من تعلیل الاعمیٰ بانه لایتوقی النجاسة (شامی کراچی ص ۵٦۰/قبل مطلب البدعة خمسة اقسام باب الامامة، کتاب الصلوة. المحیط البرهانی ص۱۷۷/ج۲/ الفصل السادس، احکام الامامة، طبع المجلس العلمی ڈابهیل)

(۸) مسجد میں مستقلاً رہنا نہیں چاہئے، ان کے لئے کمرہ کا انتظام کردیا جائے وضو کی جگہ خارج مسجد ہو تو وہاں غسل کرنا کپڑے دھونا درست ہے۔

(۹) خدا کے ڈر سے رونا تو عیب نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے۔ بہت خوش قسمت ہے وہ شخص جس کو یہ دولت نصیب ہو، اور وہ مقتدی بھی خوش قسمت ہیں جن کو خوفِ خدا سے رونے والا امام مل جائے۔

(۱۰) عربی کے بعض حروف جھٹکے سے ادا ہوتے ہیں، اسی طرح وہ بھی ادا کرتے ہوں گے۔ اگر ملاقات ہو اور زبانی ادا کرکے آپ بتلاتے تو اچھی طرح پتہ چل جائے کہ یہ صورت ہے تب اس کا حکم معلوم ہوتا۔

(۱۱) وہ لقمہ دینے پر توجہ تو جب کریں جب وہ لقموں کو سنیں، بہرے پن کی وجہ سے نہ وہ لقمہ سنیں نہ وہ توجہ دیں جہالت سے پیش آنا جہالت ہے جب کہ ان کے ساتھ کوئی جہالت نہ کرے تو وہ کیوں جہالت کریں۔ اگر کسی مقتدی کو واقعۃً کوئی اشکال پیش آئے تو اس کو چاہئے کہ اپنے امام کا احترام ملحوظ رکھ کر ادب سے ان کی خدمت میں عرض کریں اور ان کو چاہئے کہ وہ نرمی اور شفقت سے اس کا جواب دیں، نہ مقتدی امام صاحب کے احترام کے خلاف کوئی بات کہے نہ امام صاحب کسی کو حقیر و ذلیل کریں۔ اسی میں خیر ہے۔ نماز وطہارت کے مسائل سے واقف ہونا تو بہت ضروری ہے ورنہ بسا اوقات نماز خراب ہو جائے گی اور پتہ بھی نہیں چلے گا، مقتدی کی نماز کا وبال بھی امام کے ذمہ رہے گا جو شخص نماز وطہارت کے مسائل سے واقف نہ ہو اس کو امام نہ بنایا جائے۔ جھوٹا الزام عائد کرنا کبیرہ گناہ ہے اس سے آدمی فاسق ہو جاتا ہے[۱]،

---

[۱] وهما حرامان (ای الغیبة والبهتان) نووی علی المسلم ۳۲۲ ج۲ (مطبوعه سعید دیوبند) باب تحریم الغیبة کتاب البر والصلة، وفاسق من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من یرتکب الکبائر الخ شامی زکریا ص ۲۹۸ ج ۲ باب الامامة قبیل مطلب البدعة خمسة اقسام. احیاء علوم الدین ص ۱۴۲ / ج۳/ الافة الخامسة عشرة، بیان ان الغیبة لاتقتصر علی اللسان مطبوعه مصر)

جو شخص صحیح پڑھتا ہوا گر عربی ترجمہ نہ جانتا ہو نماز اس کی بھی صحیح ہو جائیگی۔امام ہو یا مقتدی سب کا یہی حکم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند ۱۷/۹/۹۰ھ

تاڑی فروخت کرنے والے کی امامت

سوال:۔(۱) زید حافظ قاری ہیں، بیوی کا انتقال ہو گیا ہے،عقد ثانی نہیں کیا ہے، چال چلن مشکوک ہونے کی شہرت ہے داڑھی صرف دو انگل رکھتے ہیں،جس کی ہمیشہ تراش خراش کرتے رہتے ہیں، کھجور کا باغ ان کی ملکیت میں ہے،جس سے تاڑی نکالی جاتی ہے، تاڑی والوں کو یہ باغ فروخت کرتے رہتے ہیں، زید کا یہ فعل جائز ہے یا نہیں؟

(۲) بکر حافظ ہیں معمر ہیں شرعی داڑھی ہے،صوم وصلوٰۃ کے پابند ہیں،مسائل سے بخوبی واقف ہیں، بیوی بچے موجود ہیں، چال چلن مشکوک نہیں ہے،سوال یہ ہے کہ زید کی امامت اولیٰ ہے یا بکر کے پیچھے نماز پڑھنا افضل ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

ان دونوں صورتوں میں بکر امامت کے لئے مستحق واولیٰ ہے[۱]، ایک مشت تک پہنچنے سے پہلے داڑھی کٹانا درست نہیں ہے[۲]،تاڑی والوں کو کھجور فروخت کرنا مکروہ ہے[۳]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند ۵/۱/۸۷

۱؎ والأحق بالإمامة الأعلم بأحكام الصلاة فقط صحة وفساداً بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة إلى قوله ثم الأورع ثم الأسن الخ (الدرالمختار على الشامی کراچی ص۵۵۷/ ج ۱/ باب الامامة. النهر الفائق ص ۲۳۹/ج ۱/ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت. مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۲۴۲/ فصل فی بیان الأحق بالإمامة الخ مطبوعه مصر)

۲؎ يحرم على الرجال قطع لحيته الخ (الدار المختار على الشامی، ج ۹/ص ۵۸۴/ (بقیہ آئندہ پر)

مستوارت کو بے پردہ بیعت کرنے والے کی امامت

سوال:۔سائل کا بیان ہے کہ ایک عالم صاحب نے کسی پیر صاحب سے خلافت حاصل کر کے عورتوں کا حلقہ باندھ کر بیٹھا کر نصیحت کرتے ہیں اور بے پردگی سے مرید بھی کرتے ہیں، اور عورتیں ان کی قدم بوسی بھی کرتی ہیں، اس وجہ سے مسجد کے امام صاحب اور متولی اور اکثر اہل قریہ اس پر ناراض ہیں، یہ عالم صاحب امام و متولی کے بغیر اجازت کے کسی دن جمعہ کی نماز پڑھا دیں تو نماز ہوگی یا نہیں، کوئی غیر آدمی امام کے علاوہ نماز پڑھانے کا حکم کریں تو کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

نامحرم عورتوں کو بے پردہ سامنے بیٹھانا اور حلقہ بنا کر یا بغیر حلقہ ہی ان کو اس طرح مرید کرنا اور عورتوں کا ان کی قدم بوسی کرنا خلاف سنت اور شرعاً ممنوع ہے[۱]، اس کو بالکل بند کیا جائے، جب کسی مسجد میں امام مقرر ہیں وہ امامت کا اہل ہے تو کسی عالم صاحب کو بغیر امام کی اجازت کے خود آگے بڑھ کر جمعہ یا کوئی نماز پڑھانے کا حق نہیں، حدیث پاک میں اس سے منع فرمایا گیا ہے[۲]۔اور کسی آدمی کو حق نہیں کہ بلا اجازت امام کسی دوسرے شخص عالم یا غیر عالم کو امامت

(بقیہ صفحۂ گذشتہ) (مطبوعہ زکریا، کتاب الحظر والاباحة فصل فی البیع. عالمگیری ص ۳۵۸/ ج۵/ کتاب الکراهیة، الباب التاسع عشر فی الختان الخ، مطبوعه کوئٹه. فتح القدیر ص ۳۴۷/ ج ۲/ کتاب الصوم باب مایوجب القضاء والکفارة، مطبوعه دار الفکر بیروت)

۳؎ ما قامت المعیصة بعینه یکره بیعه تحریماً والافتنزیهاً. (درمختار علی الشامی، ج ۹/ ص ۵۶۱/ مطبوعه زکریا دیوبند، کتاب الحظر والاباحة، فصل فی البیع)

(صفحہ ہٰذا) ۱؎ الخلوة بالاجنبیة حرام (الدرالمختار علی رد المحتار کراچی، ج ۶/ ص ۳۶۸/ کتاب الحظر والاباحة، فصل فی النظر واللمس)

۲؎ عن ابی مسعود قال قال رسول الله ﷺ ولا یؤمن الرجل الرجل فی سلطانه ولا یقعد فی بیته علی تکرمته الا باذنه رواه مسلم، مشکوٰة شریف ج ۱/ ص ۱۰۰/ باب الامامة (مکتبه یاسر ندیم اینڈ کمپنی)

ترجمہ:۔حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت رسول مقبول ﷺ نے ارشاد فرمایا کوئی شخص کسی شخص کی امامت اس کی جائے اقتدار میں نہ کرے اور اس کے گھر میں اس کی مسند پر اس کی اجازت کے بغیر نہ بیٹھے۔

کیلئے کہے[۱]، مگر نماز اس صورت میں بھی ادا ہوجائے گی۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۸۹/۲/۱۳ھ

لڑکی کو نامحرم سے تعلیم دلانے والے کی امامت

سوال:۔ زید کی ایک سولہ سالہ لڑکی قمر النساء کو معین پرائیویٹ طور پر پڑھاتا تھا، معین روزانہ شام کو قمر النساء اور اس کے دو چھوٹے بھائی اور بہن کو پڑھانے آتا تھا، معین نے زید کی سخت نگرانی دیکھ کر زید سے کہا کہ آپ مجھ پر شبہ نہ کریں، میں تو آپ کی ہی لڑکی سے شادی کرونگا، مجھے روپیہ وغیرہ کا لالچ نہیں ہے، نوبت بایں جارسید معین نے ایک روز قمر النساء سے زنا کیا اور وہ حاملہ ہوگئی، دو ماہ بعد جب معلوم ہوگیا تو معین سے شادی کے لئے کہا گیا، معین نے جواب دیا چند روز بعد شادی کرلونگا، چند روز بعد معین نہیں آیا، اور اس نے دوسری جگہ مالدار گھرانے میں شادی کرلی، تین ماہ بعد قمر النساء کے والدین نے کافی روپیہ خرچ کرکے قمر النساء کا حمل گروادیا تاکہ وہ بدنام نہ ہو، اور اس کی شادی ہوسکے، زید ایک عالم شخص ہے اس کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں، نیز زید اور اس کی بیوی اور قمر النساء اور معین کے لئے شرعی سزا کیا ہے، اس کا تدارک کیسے ہوگا؟

---

[۱] واعلم ان صاحب البيت ومثله امام المسجد الراتب اولىٰ بالامامة من غيره مطلقاً (الدرالمختار على الشامى كراچى، ج ۱/ ص ۵۵۹/باب الامامة. البحر الرائق ص ۳۴۷/ ج ۱/ مطبوعه الماجديه كوئٹه. طحطاوى على المراقى ص ۲۴۲/ فصل فى بيان الأحق بالامامة، مطبوعه مصرى)

الجواب: حامداًومصلیاً!

شریعت نے پردہ لازم قرار دیا ہے[۱]، اس میں بہت سی حکمتیں ہیں، اور خراب ماحول سے بچنے کی سخت تاکید ہے[۲]، اس میں بہت سے مصالح ہیں اور اس میں بہت سے منافع ہیں، احکام شریعت پر عمل نہ کرنے میں عزت وآبرو کی بھی بربادی ہے، اور آخرت کی بھی تباہی ہے جو ناگوار صورت پیش آچکی ہے، وہ نہایت مذموم اور معصیت ہے، زید اس کی بیوی اس کا لڑکا استاذ سب ہی حسب حیثیت گناہگار ہیں، سب کو توبہ اور اپنی حرکت پر ندامت واستغفار لازم ہے، خدا کے سامنے روئیں اور پوری لجاجت کے ساتھ معافی مانگیں اور آئندہ کیلئے پختہ عہد کریں کہ ایسا کبھی نہیں کریں گے[۳]، لڑکی کی اس قسم کی تعلیم کو ختم کریں، کبھی کسی نامحرم پر اعتماد کرکے اس کو تنہائی اور تعلق کا موقع نہ دیں، شیطان کسی وقت بھی شرارت پر آمادہ کرسکتا ہے، اگر زید واقعی توبۂ نصوح کرے اور یہ اندازہ ہوجائے کہ آئندہ ایسی حرکت نہیں کریگا تو پھر زید کی امامت میں بھی مضائقہ نہیں[۴]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۸۶/۵/۱۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۶/۵/۱۹ھ

۱؎ وتمنع المرأة الشابة من كشف الوجه بين رجال لخوف الفتنة (درمختارمع الشامی کراچی، ص۴۰۶ ج۱ كتاب الصلوٰة، مطلب فى ستر العورة) يٰاَيُّهَاالنَّبِىُّ قُلْ لاَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلاَبِيْبِهِنَّ الاية الخامسة أَمَرَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ جَمِيْعَ النِّسَاءِ بِالسَّتْرِ (قرطبی ص۲۲۰ /ج۷/ سوره أحزاب آیت ۵۹، مطبوعه دارالفكر بيروت)

۲؎ وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلاَ تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ، (سورۂ انعام آیت ۶۸)
ترجمہ:۔ اور اگر تجھ کو شیطان بھلادے تو یاد آنے کے بعد پھر ایسے ظالم لوگوں کے پاس مت بیٹھ۔

۳؎ ولم يختلف اهل السنة وغيرهم فى وجوب التوبة علىٰ ارباب الكبائر الىٰ ماقال واتفقوا علىٰ ان التوبة من جميع المعاصى واجبة وانها واجبة علىٰ الفور الخ (روح المعانى ص۲۳۶ /ج۱۵/ تحت قوله تعالىٰ يٰاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحاً، سورۂ تحريم آيت ۸، دارالفكر بيروت)

۴؎ اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّاذَنْبَ لَهٗ (مشكوٰة شريف، ص۲۰۶ / آخر باب الاستغفار والتوبة) مطبوعه ياسر نديم ديوبند. ترجمہ:۔ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے کوئی گناہ نہ کیا ہو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل سوم : بدعتی کی امامت

بدعتی کی امامت

سوال:۔ اگرامام بدعتی ہوتو اس کے پیچھے نماز ہوجائیگی یانہیں کیوں کہ حدیث شریف میں آتا ہے۔ ابی اللہ ان یقبل عمل صاحب بدعة حتیٰ یدع بدعته (ابن ماجه) اسی طرح برے گمراہ فرقوں کے پیچھے نماز ہوتی ہے یانہیں؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

اگر بدعتی امام ایسی بدعت میں مبتلا ہے جس کی وجہ سے کفر عائد ہوجاتا ہے تو اس کی امامت جائزنہیں اس کے پیچھے نماز درست نہیں ہوتی۔ اگراس کی بدعت ایسی بدعت نہیں اور وہ نماز کے فرائض وواجبات کی رعایت کرتے ہوئے نماز پڑھائے تواس کے پیچھے نماز ہوجائے گی[۱] صلوا خلف کل بر وفاجر[۲] (ابوداؤد شریف) اورایسی حالت میں اس کی نماز قبول نہ

---

[۱] ویکره امامة عبد......ومبتدع لا یکفر بها وان کفربها فلا یصح الاقتداء به اصلاً (تنویر الابصار مع الشامی نعمانیه ص ۳۷۶/ ج ۱ / مطلب البدعة خمسة باب الامامة. شامی کراچی ص ۵۵۹/ ج ۱. حلبی کبیر ص ۵۱۳/ فصل فی الامامة، مطبوعه لاهور)

[۲] رواه البیهقی عن ابی هریرة مرفوعاً (سنن بیهقی ص ۱۹/ ج ۴/ باب الصلاة علی من قتل نفسه، کتاب الجنائز مطبوعه ادارۂ تالیفات اشرفیه ملتان) روی ابوداؤد بمعناه "الصلوٰة واجبة علیکم خلف کل مسلم براً کان اوفاجراً وان عمل الکبائر (ابوداؤد ص ۳۴۳/ ج ۱ / کتاب الجهاد باب فی الغزو مع ائمة الجور) مکتبۂ نوریه دیوبند.

ہونے کا مطلب یہ ہوگا کہ اللہ پاک اس سے راضی نہیں اور اس کو قرب خداوندی حاصل نہ ہوگا[۱]
لیکن ایسے شخص کا امام بنانا مکروہ تحریمی ہے کراهة تقديم الفاسق كراهة تحريم[۲] (غنية)
اس عبارت سے ہر فرقہ کی امامت کا حکم معلوم ہوگیا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم
حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

بدعتی کی امامت

سوال:۔ زید ایک عالم ہونے کی حیثیت رکھتا ہے مگر بدعتیوں کا ساتھ دیتا ہے انکی دعوتیں وغیرہ کھاتا ہے ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے۔ جو لاعلمی میں نمازیں پڑھی گئی ہیں وہ ہوئیں یا نہیں؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

کیا زید خود بھی بدعت کرتا ہے پھر وہ بدعت کیسی ہے اگر شرک کی حد تک پہونچتی ہے جیسے قبر کو سجدہ کرنا تو اس کے پیچھے نماز ناجائز ہے اگر معمولی بدعت ہے جو گناہ صغیرہ کے درجہ میں ہے تو نماز جائز ہے۔ اگر گناہ کبیرہ کے درجہ میں ہے تو اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے[۳] جب کہ اس سے بہتر امامت کے لائق دوسرا شخص موجود ہو۔ تاوقتیکہ بدعت کی تعیین نہ کی جائے کہ وہ کیا بدعت کرتا ہے۔ کوئی قطعی حکم نہیں کیا جا سکتا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم
حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم ۲۶/ج ۲/۵۶ ھ
الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبداللطیف ۲۸/ج ۲/۵۶ ھ

---

[۱] القبول قسمان. الثانی كون الشئ يترتب عليه من وقوعه عند الله جل ذكرهٗ موقع الرضا ويترتب عليه الثواب والدرجات (معارف السنن ص ۲۹/ج ۱/ باب ماجاء لا تقبل صلاة بغير طهور.
[۲] كراهة تقديمه كراهة تحريم (كبيرى غنيه المستملى ص ۵۱۳/ لاهور. شامی کراچی ص ۵۶۰/ج ۱/ قبيل مطلب البدعة خمسة اقسام باب الامامة)
[۳] ويكره امامة عبد وفاسق ومبتدع لا يكفر بها وان كفر بها فلا يصح الاقتداء به اصلاً (تنوير الابصار مع الشامی نعمانيه ص ۳۷۶/ج ۱/ مطلب البدعه خمسة باب الامامة (بقیہ آئندہ)

بدعتی کی امامت

سوال:۔ جو شخص علم غیب حضور ﷺ کو بتلاتا ہو اور عقیدہ رکھتا ہو تو اس کی اقتداء کرنی درست ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

جس شخص کا عقیدہ کفریہ ہو اس کا امام بنانا اور اس کی اقتداء کرنا ہرگز ہرگز جائز نہیں۔ اس کے پیچھے نماز درست نہیں۔ ویکرہ امامة عبد واعرابی وفاسق واعمیٰ الا ان یکون اعلم القوم ومبتدع لا یکفر بها وان کفربها فلا یصح الاقتداء به اصلاً اھ[۱] تنویر الابصار ص ۳۹۲/ ج ۱۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

نماز عید بدعتی کے پیچھے

سوال:۔ ایک امام نے کئی نکاح حمل والی عورتوں کے پڑھائے ہیں۔ سجدۂ تعظیمی جائز قرار دیتا ہے۔ بدعتیوں کا حامی ہے اور مفتی بھی ہے تو عیدگاہ میں اداء واجب (نماز عید) کے لئے جانا اور ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

اگر عید کی نماز کسی دوسری جگہ بھی ہوتی ہو اور وہاں کا امام متبع سنت ہو۔ تو صورت مسئولہ

(گذشتہ کا بقیہ) شامی کراچی ص ۵۵۹/ ج ۱. حلبی کبیری ص ۵۱۳/ مطبوعه لاهور. بحرالرائق ص ۳۴۹/ ج ۱/ باب الامامة، مطبوعه الماجدیه کوئٹه)

(صفحہ ہٰذا) [۱] الدر المختار مع رد المحتار نعمانیه ۳۷۶ ج ۱ مطلب البدعة خمسة اقسام باب الامامة. شامی کراچی ص ۵۵۹/ ج ۱. بحرالرائق ص ۳۴۹/ ج ۱/ باب الامامة، مطبوعه الماجدیه کوئٹه. تاتارخانیه ص ۶۰۳/ ج ۱/ الفصل السادس من هو أحق بالامامة، مطبوعه کراچی)

میں عیدگاہ نہ جائے بلکہ دوسری جگہ پڑھ لے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

مبتدع کی امامت

سوال:۔ ایک چھوٹی اسٹیٹ میں صرف ایک مسجد ہے جس میں نماز ہوتی ہے مسجد کی امامت شہر قاضی صاحب کے (جو شافعی مذہب کے ہونے کے علاوہ رسومات محرم الحرام کے حامی، عربی علوم میں بھی کماحقہ عبور نہیں)

نائب جو حنفی ہیں اور ملازم سرکار مغرب میں صرف آ کر نماز پڑھاتے ہیں اور گاہ بگاہ عشاء بھی اور نماز جمعہ ہمیشہ بقیہ اوقات میں جماعت نہ ہونے کے باعث مقتدیان نے دوسرے پیش امام کا تقرر کیا جو حالات حاضرہ کے مطابق خطبہ دیتے ہیں اور قرآن شریف تجوید کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ بخلاف سابق امام کے کہ اکثر مقامات پر کچھ غلطیاں بھی ہوجایا کرتی ہیں اب کثرت مقتدیان کی امام ثانی کے پیچھے نماز پڑھنے کی ہے چنانچہ ثانی امام کی اقتداء میں نماز ادا کرتے ہیں اگر سابق امام صاحب جن کو مقتدی اپنا امام مقرر کرنا نہیں چاہتے نماز جمعہ چند اشخاص کو لیکر جن کی تعداد غالباً چھ سات یا اور کچھ زائد ہو اول ادا کرلیں بنا بر شر و فساد کے (امام اول امام ثانی کی اقتداء کرتے چلے آرہے ہیں)

تو دوسری جماعت جمعہ کی جس میں ساٹھ ستر کے قریب اشخاص ہیں ادا کریں یا ظہر یا فرداً فرداً نماز ظہر پڑھیں۔

---

[۱] (المستفادمنه) يكره (اى اقتداء الامام الفاسق) فى الجمعة اذا تعددت اقامتها فى المصر لانه سبيل الى التحول (شامى كراچى بتصرف ص ۵۶۰/ج ۱/ قبيل مطلب البدعة خمسة باب الامامة. فتح القدير ص ۳۵۰/ج ۱/ باب الإمامة، مطبوعه دارالفكر بيروت. النهر الفائق ص ۲۴۲/ج ۱/ باب الامامة والحدث فى الصلاة، مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت. بحر الرائق ص ۳۴۹/ج ۱/ باب الامامة، مطبوعه الماجديه كوئٹه)

امام صاحب کے صاحبزادے کی شادی قادیانیوں میں ہوئی اوران کے ان سے تعلقات ہیں۔قاضی صاحب کسی نماز میں بھی نہیں آتے ہیں بجز عیدین کے۔

الجواب: حامداًومصلیاً!

سوال میں چندامورغورطلب ہیں :

اول: یہ کہ امام شافعی المذہب ہے اس کے متعلق فقہاءفرماتے ہیں کہ اگر امام شافعی المذہب کے متعلق معلوم ہو کہ وہ مقتدی کے مذہب کی رعایت کرتا ہے تب تواس کا اقتداءصحیح ہے اگر معلوم ہو کہ وہ رعایت نہیں کرتا تو اقتداءصحیح نہیں اگر رعایت وعدم رعایت کا کچھ علم نہ ہوتو اس کا اقتداءمکروہ ہے اگر بعد میں امام کے متعلق کسی ایسی چیز کا علم ہو کہ وہ مقتدی کے مذہب کے اعتبار سے مفسد صلوٰۃ ہے تو مقتدی کواعادہ نماز ضروری ہے۔**الحاصل انه ان علم الاحتياط منه في مذهبنا فلا كراهة في الاقتداء به وان علم عدمه فلا صحة وان لم يعلم شيئاً كره**[1] شامی ص۶۹۸۔

دوم: یہ کہ امام رسومات محرم کا حامی ہے پس اگر ایسی رسوم کرتا ہے جوشرک نہیں فقط گناہ ہیں تو وہ فاسق ہے فاسق کا اقتداءمکروہ تحریمی ہےاوراگرایسی رسوم کرتا ہے جوشرک تک پہونچ جاتی ہیں تواس کااقتداءکسی حال میں درست نہیں جب تک توبہ کرکےتجدیدایمان نہ کرے[2]۔

سوم: یہ کہ عربی علوم میں بھی اس کوکماحقہ عبور نہیں پس اگر روزمرہ کے مسائل ضروریہ سے واقف ہےتو عبور نہ ہونا مفسد صلوٰۃ نہیں اورمسائل ضروریہ فساد صلوٰۃ وصحت صلوٰۃ وغیرہ سے

---

[1] شامی نعمانیه ص۴۴۸ج۱ وشامی کراچی ص۷ج۲قبیل مطلب الاقتداء بالشافعی باب الوترو النوافل.

[2] ویکره امامة عبد اومبتدع ای صاحب بدعة لا یکفر بها وان کفر بها فلا یصح الاقتداء به اصلا (الدر المختار مع الشامی نعمانیه ملخصاً ص۳۷۶/ج۱/ مطلب البدعة خمسة اقسام باب الامامة. طحطاوی علی المراقی ص۲۴۵/ باب الامامة، مطبوعه مصری. الدرالمنتقی ص۱۶۳/ج۱/ فصل فی الجماعة، دارالکتب العلمیه بیروت) ماکان فی کونه کفراً اختلاف، فإن قاله یؤمر بالتوبة والرجوع عن ذلک بتجدید النکاح بینه وبین امرأته (عالمگیری ص۲۸۳/ج۲/ کتاب السیر، باب احکام المرتدین، قبیل الباب العاشر فی البغاة، مطبوعه کوئٹه)

بھی واقف نہیں تو اسکی امامت ناجائز ہے کیونکہ صحت وفساد صلوٰۃ کا اس کو علم ہی نہ ہوگا۔[۱]

چہارم: یہ کہ اکثر مقامات پر غلطیاں بھی ہو جایا کرتی ہیں پس اگر وہ غلطیاں مفسد صلوٰۃ ہیں تو نماز کا اعادہ ضروری ہے ورنہ نہیں۔

پنجم: یہ کہ مقتدی ان کو امام بنانا نہیں چاہتے اور بظاہر افعال مذکورہ کی وجہ سے امام بنانا نہیں چاہتے ہوں گے تو اس کو امامت کرنا مکروہ تحریمی ہے۔[۲]

ششم: یہ کہ اس کی قادیانیوں سے رشتہ داری وغیرہ کے تعلقات ہیں سو یہ بھی بہت مخدوش اور خطرناک حالت ہے اگر اس کے عقائد بھی قادیانیوں کے ہی ہیں تو وہ مرتد کے حکم میں ہے۔[۳]

ہفتم: یہ کہ وہ بجز عیدین کے کسی نماز میں نہیں آتا تو تارک جماعت ہے۔[۴]

---

۱ والأحق بالإمامة الأعلم بأحكام الصلاة فقط صحةً وفساداً بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة، قوله بأحكام الصلاة فقط. أى وإن كان غير متبحر فى بقية العلوم وهو اولیٰ من المتبحر (درمختار مع الشامى كراچى ص۵۵۷ / ج ۱ / باب الامامة. زيلعى ص۱۳۳ / ج ۱ / باب الامامة والحدث فى الصلاة، مطبوعه ملتان. النهر الفائق ص۲۴۰ / ج ۱ / باب الإمامة، مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت)

۲ وعن ابن عمرؓ قال قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم ثلثة لاتقبل منه صلوٰتهم من تقدم قوما وهم له كارهون ورجل الى الصلوة دباراً والدبار ان ياتيها بعد ان تفوته ورجل اعتبد محررة رواه ابوداؤد وابن ماجه (مكشوٰة شريف ص۱۰۰ / باب الامامة، الفصل الثانى، مطبوعه ياسر نديم ديوبند)

۳ أن كل ماثبت كونه من الدين بالضرورة الإيمان به واجب و إن الإنكار عنه كفر، وكذلك التأويل فى ضروريات الدين يرادف الانكار فالتأويل فيها كفر مثل الإنكار سواءً بسواء (مجموعه رسائل كشميرى ج۳. رساله اكفار الملحدين فى ضروريات الدين "كلمة عن كتاب اكفار الملحدين" وسبب تاليفهٔ (الف) مطبوعه المجلس العلمى كراچى)

۴ أن صلاة الجماعة واجبة على الراجح فى المذهب أوسنه مؤكدة فى حكم الواجب وصرحوا بفسق تاركها وتعزيره وأنه يأثم (شامى كراچى ص۵۵۴ / ج ۱ / باب صفة الصلاة. النهر الفائق ص۲۳۸ / باب الإمامة والحدث فى الصلاة، مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت. البحر الرائق ص۳۴۴ / ج ۱ / باب الإمامة، مطبوعه الماجديه كوئٹه)

غرض: امور مذکورہ کا تقاضا یہ ہے کہ اس کو ہرگز ہرگز امام نہ بنایا جاوے[۱] ثانی امام میں اگر منکرات یا دوسرے اس قسم کے منکرات جو امام کے خلاف ہوں موجود نہ ہوں تو ان کو مستقل امام بنالیا جاوے اور نماز جمعہ صورت مسئولہ میں مسجد کے علاوہ کسی دوسری جگہ آبادی میں یا آبادی کے بالکل متصل عیدگاہ وغیرہ میں پڑھ لی جائے[۲] اور اگر وہ جگہ اتنی چھوٹی ہے کہ جہاں جمعہ جائز نہیں تو پھر سب کو ظہر پڑھنی چاہئے[۳] اور جواز جمعہ کے متعلق وہاں کی آبادی اور بازار وغیرہ کی حالت لکھ کر دریافت کرلیا جاوے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ ۲۵/۱/۵۴ھ، صحیح: عبد اللطیف ۲۶ محرم الحرام ۵۴ھ

تیجہ چالیسواں کرانے والے کی امامت

سوال:۔ ایک امام تیجہ، دسواں، چالیسواں بھی حدیث سے ثابت فرماتے ہیں یہ کہاں تک درست ہے؟

الجواب: حامداًومصلیاً!

ان صاحب سے وہ حدیث مع پورے حوالہ کے لکھوایئے تب اس کے متعلق کچھ لکھا جائیگا۔ فقط واللہ اعلم حررہ العبد محمود غفرلہ

---

[۱] چونکہ یہ سب چیزیں شریعت میں ثابت نہ ہونے کی وجہ سے بدعت ہیں جنکا ترک کرنا لازم ہے اوران کے مرتکب کوامام تجویز کرنا مکروہ تحریمی ہے فقط۔

ویکرہ امامة عبد وفاسق ومبتدع الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار زکریا ص ۲۹۸/ج ۲/ باب الامامة قبیل مطلب البدعة خمسة اقسام)

[۲] وتؤدی الجمعة فی مصر فی مواضع (النهر الفائق ص ۳۵۴/ج ۱/ باب صلاة الجمعة، دار الکتب العلمیه بیروت. زیلعی ص ۲۱۸/ج ۱/ باب صلاة الجمعة، مطبوعه امدادیه ملتان)

[۳] ومن لم تجب علیهم الجمعة من اهل القریٰ والبوادی، لهم ان یصلوا الظهر بجماعة یوم الجمعة (عالمگیری ص ۱۴۵/ج ۱/ کتاب الصلوة، الباب السادس عشر فی صلوة الجمعة، مطبوعه دار الکتاب دیوبند. زیلعی ص ۲۱۷/ج ۱/ باب صلاة الجمعة، مطبوعه ملتان)

مزار کی مٹی کھانے والے اور اس پر سجدہ کرنے والے کی امامت

سوال:۔ جو شخص مزار کی مٹی کھاتا ہے اور مزار پر سجدہ کرتا ہے اگر وہ شخص مرغی یا خصّی یا مٹھائی خادم کو دے تو کیا وہ سب چیزیں حرام ہیں؟ اور ان کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداًومصلیاً!

اگر یہ چیزیں بزرگ کے نام پر چڑھاوے کی ہیں تو ان کا لینا حرام ہے[1]۔ ایسے شخص کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے[2]۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۸۹/۲/۲۲ھ

چڑھاوا اور دیگ چڑھانے والے کی امامت

سوال:۔ ہم لوگ جماعتِ دیوبندیہ کے ساتھ ہیں اور ہماری مسجد کے امام صاحب قبروں پر چڑھاوا چڑھاتے ہیں اور پیروں کے نام کی دیگیں بھی کرتے ہیں اور دیوبندی علماء کو بُرا بھلا کہتے ہیں کہ ان کے پاس کچھ نہیں ہے۔ میں نے سب پر ہاتھ پھیر رکھا ہے۔ وہ تبلیغ کو غلط بات کہتے ہیں، وہ سُنّت کو ایک ایک رکعت کر کے پڑھتے ہیں۔ کیا ہماری نماز ایسے امام کے پیچھے

---

[1] وما يوخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها الى ضرائح الاولياء الكرام تقربا اليهم فهو بالاجماع باطل وحرام (الدرالمختارمع الشامی کراچی ص ۴۳۹/ ج۲/قبيل باب الاعتكاف كتاب الصوم) طحطاوى على المراقى الفلاح ص ۵۷۱ باب ما يلزم الوفاء به، كتاب الصوم، مطبوعه مصر، البحر الرائق كوئٹه ص ۲۹۸ ج ۲ كتاب الصوم، فصل عقد لبيان ما يوجب العبد على نفسه.

[2] لو قدموا فاسقا ياثمون بناءً علىٰ ان كراهة تقديمه كراهة تحريم (حلبى ص ۵۱۳، فصل فى الامامة، مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور، شامى ص ۵۶۰/ ج ۱/ باب الامامة قبيل مطلب البدعة خمسة اقسام، مطبوعه كراچى، بحر ص ۳۴۸/ ج ۱/ باب الامامة. تاتار خانيه ص ۶۰۳/ ج ۱/ الفصل السادس من هو احق بالامامة، مطبوعه كراچى)

ہوجاتی ہے یا نہیں؟ ان کا رکھنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

قبروں پر چڑھاوا چڑھانا، پیروں کے نام کی دیگیں کرنا، علماءِ حق کو بُرا کہنا، سُنّتیں مستقل ترک کرنا، یہ ایسی خرابیاں ہیں کہ جب تک ان سے توبہ نہ کرے اس کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

میلاد اور دسویں میں شریک نہ ہونے والے کی امامت

سوال:۔ جو شخص صرف اس وجہ سے امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا کہ امام صاحب دسویں اور میلاد شریف میں شرکت نہیں کرتے۔ ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے؟ کیا ایسے امام کے پیچھے ہماری نماز ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

میلاد مروّجہ[2] دسویں[3] وغیرہ ثابت نہیں بدعت ہیں۔ ان چیزوں میں اگر امام شرکت نہ کرے تو امامت میں خلل نہیں آتا۔ جو شخص ان باتوں میں شریک نہ ہونے والے امام کے

---

[1] ان امامة الفاسق مکروهة تحریماً (طحطاوی علی المراقی ص ۲۴۴/الاحق بالامامة. حلبی کبیر ص ۵۱۳ فصل فی الامامة مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور، شامی کراچی ص ۵۶۰/ج ۱/ قبیل البدعة خمسة اقسام. شامی نعمانیه ص ۳۷۶/ج ۱)

[2] ومن جملة مااحدثوه من البدع ......مایفعلونه فی شهر ربیع الاول من المولد (المدخل لابن امیر الحاج ۲/۲ فصل فی المولد، مطبوعه مصری)

[3] فاما اصلاح اهل المیت طعاماً وجمع الناس علیه فلم ینقل فیه شئ وهو بدعة غیر مستحب (المدخل ص ۲۷۵/ج ۳/ طعام اهل البیت، مطبوعه مصری) شامی زکریا ص ۱۴۸ ج ۳ باب صلاة الجنازة، مطلب فی کراهة الضیافة من اهل المیت.

پیچھے نماز نہیں پڑھتا وہ غلطی پر ہے، تارکِ سُنّت ہے، جماعت کے ثواب سے محروم ہے، اس کو باز آنا چاہئے[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۲/۸۹ھ

بریلوی کی امامت

سوال:۔ ایک شخص بریلوی خیال کا ہے اس کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ عالم الغیب ہیں اور آپ مختار کل ہیں۔ نیز آپ ﷺ ہر جگہ حاضر وناظر ہیں اور یہ شخص ایک مسجد میں امامت بھی کرتا ہے آیا اس شخص کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداًومصلیاً!

یہ صفت اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہے حضور اکرم ﷺ کے لئے اس صفت کو ماننا بے دلیل ہے بلکہ خلاف نص ہے[۲] اس لئے ایسے شخص کو امام بنانا درست نہیں[۳]۔ تمام نمازیوں کو چاہئے کہ

---

[۱] ولو ام قوماً وهم له كارهون ان الكراهة لفساد فيه اولانهم احق بالامامة منه كره له ذلك تحريماً...... وان هو احق لا والكراهة عليهم (الدر المختار مع ردالمحتار ص ۳۷۶ ج ۱ . نعمانيه بحث البدعة خمسة اقسام. شامی کراچی ص ۵۵۹ /ج ۱ . مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۲۴۴ / فصل فی بيان من الأحق بالامامة، مطبوعه مصری. النهر الفائق ص ۲۴۲ /ج ۱ / باب الامامة، مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت)

[۲] وذكر الحنفية تصريحاً بالتكفير باعتقاد ان النبی عليه الصلوٰة والسلام يعلم الغيب لمعارضة قولهٖ تعالیٰ قل لا يعلم من فی السموات والارض الغيب الّا اللّٰه (شرح الفقه الاكبر مجتبائی ص ۱۸۵)

[۳] ويكره امامة عبد............ومبتدع ای صاحب بدعة وهی اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول لابمعاندة بل بنوع شبهة (الدرالمختار مع الشامی نعمانيه ص ۳۷۶ /ج ۱ / قبيل مطلب فی امامة الامر د باب الامامة. زيلعی ص ۱۳۴ /ج ۱ / باب الامامة والحدث فی الصلاة، مطبوعه امداديه ملتان. النهر الفائق ص ۲۴۲ /ج ۱ / باب الامامة، مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت)

ایسے شخص کو امامت سے ہٹا کر دوسرے صحیح العقیدہ مسائل طہارت ونماز سے واقف متبع سنت آدمی کو امام تجویز کریں ورنہ سب گنہگار رہوں گے۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

بریلوی کی امامت

سوال:۔ بریلوی عقیدہ رکھنے والے امام کے پیچھے نماز درست ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

بریلوی عقیدہ کیا ہے۔تحقیق کرکے بھیجئے تب غور کیا جائے گا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

دیوبندی کی بریلوی مسجد میں امامت

سوال:۔ میں دیوبندی عقائد کا حامل ہوکر بریلوی عقیدہ والوں کی مسجد میں نماز پڑھاتا ہوں۔ یہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

اگران کی خاطر غلط کام نہیں کرتے تو جائز ہے۔لیکن یہ یاد رہے کہ اپنے کو چھپانا خطرناک ہے۔ جب مقتدیوں کو معلوم ہوگا کہ یہ دیوبندی عقیدہ کا آدمی ہے جس کے پیچھے ہم نے نماز پڑھی تو پھر کیا حال ہوگا۔[1] فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۵/۱۰/۹۵ھ

---

[1] لاینبغی للمؤمن ان یذل نفسه الحدیث (ترمذی شریف ص ۵۰/ج۲/ابواب الفتن، مطبوعه رشیدیه دهلی)

رضا خانی کے پیچھے نماز

سوال:۔ ہندوستان میں جو فرقہ اپنے آپ کو اہل سنت والجماعت کہتا ہے اوراحمد رضا خاں بریلوی کو اپنا مقتدا مانتا ہے اس فرقہ سے متعلق یا اس فرقہ کا عقیدہ رکھنے والا شخص اگر کسی مسجد کا امام ہو تو اس کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

ہر بدعتی کا حال یکساں نہیں بعض بدعتی بہت غالی ہیں جو کفر وشرک میں مبتلا ہیں ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں[۱] لاعلمی کی وجہ سے اگر کسی کے پیچھے نماز پڑھ لی تو اس کا اعادہ لازم نہیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۱۱/۹۲ھ

ایضاً

سوال:۔فرقہ رضا خانی جنہوں نے طرح طرح کی بدعات دین میں ایجاد کیں اکابر علماء حق اوران کے متبعین کی تکفیر اور تفسیق کو اپنا شیوہ بنایا اور مسلمانوں میں افتراق اورانتشار ان کا خاص مقصد ہے ان کا عقیدہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ عالم الغیب ہیں اور ہر جگہ حاضر وناظر ہیں۔ بڑے پیر صاحبؒ کو عالم میں تصرف کرنے والا اور ہر ایک کی فریاد سننے والا اور مدد کرنے والا سمجھتے ہیں اسی لئے یا غوث المدد ان کا خاص نعرہ ہے اس فرقہ کے بانی نے رسولؐ کی

---

[۱] وتکره امامة العبد والفاسق والمبتدع ای صاحب هوی لا یکفر به صاحبه حتی اذا کفر انه لم تجز اصلا(مجمع الانهر ص ۱۶۳/ج ۱/ فصل فی الجماعة، مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت. شامی کراچی ۵۶۱/ج ۱/ باب الامامة، مطلب البدعة خمسة اقسام. البحرالرائق ص ۳۴۹/ج ۱/ باب الامامة، مطبوعه ماجدیه کوئٹه)

شہادت کا انکار کر کے قرآن کی نص صریح کا انکار کیا، حضرت صدیقہؓ عائشہ رضی اللہ عنہا کی شان اقدس میں روافض سے بڑھ کر گستاخی کا ارتکاب کیا۔

حضرت عبدالرحمٰن القاریؓ جو بالاتفاق صحابیٔ رسولؐ ہیں اس جماعت کے بانی نے ان کو کافر اور خوک سے بدتر قرار دیا ان حالات میں سوال یہ ہے کہ کیا رضا خانی اور اس کا بانی اسلام میں داخل ہے یا عقائد مذکورہ کی بناء پر اسلام سے خارج ہیں اور کیا ایسے لوگوں کے پیچھے اہل حق کو نماز پڑھنا درست ہے، رضا خانی یہ کہتے ہیں کہ علماء دیوبند اور ان کے متبعین مرتد ہیں ان کے پیچھے نماز جائز نہیں اور علماء دیوبند اور ان کے ماننے والوں کی نماز ہمارے پیچھے ہوجاتی ہے، اور فتاویٰ دارالعلوم دیوبند کا حوالہ دیتے ہیں ان کے اس قول کی حقیقت کیا ہے اور کیا واقعہ یہی ہے کہ رضا خانی جیسا کہتے ہیں۔ وضاحت اور تفصیل سے جواب تحریر فرما کر ممنون فرمائیں؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

امور مذکورۂ سوال بعض کفر ہیں، بعض شرک، بعض حرام اور سخت معصیت ہیں[1] ان کے تحقق وثبوت کے بعد امامت کا سوال ہی باقی نہیں رہتا۔ دارالعلوم کے جس فتویٰ کا حوالہ دیا جاتا ہے کیا ان امور کو لکھ کر استفتاء کیا گیا ہے۔ جب تک یہ ثابت نہ ہوجائے اس کو بطور سند پیش کرنا تلبیس ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۲۶/۱۱/۹۲ھ

بریلوی کی نماز دیوبندی کے پیچھے

سوال:۔ جب چاروں امام درست ہیں تو دیوبندی کے پیچھے بریلوی کی نماز کیوں نہیں ہوتی؟

[1] ملاحظہ ہو فتاویٰ محمودیہ رد بدعات کے بیان میں تحت عنوان علم غیب، حاضر وناظر، یاغوث المدد، عبدالرحمٰن قاری کا حال۔

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

یہ اختلاف ایسانہیں ہے جیسا شافعیہ حنفیہ کا اختلاف ہوتا ہے بلکہ بریلوی لوگ حضراتِ علماءِ دیوبند کو بلکہ اپنے سوا تمام مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں انہوں نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ جو ان کو کافر نہ سمجھے وہ خود کافر ہے[۱]۔ پھر وہ کسی کے پیچھے کیوں نماز پڑھیں گے اس وجہ سے وہ علماء حرمین کے پیچھے بھی نماز نہیں پڑھتے اگر کوئی شخص پڑھ لیتا ہے تو اس سے اس کی جماعت باز پرس اور مطالبہ کرتی ہے اس سال مولانا حبیب الرحمٰن کٹکی (بریلوی) نے مدینہ طیبہ میں اپنی جماعت الگ کی اور امام مسجد نبوی کو مسلمان نہیں قرار دیا جس کی وجہ سے ان کی گرفتاری عمل میں آئی اور ان کو بغیر حج کئے واپس ہندوستان بھیج دیا گیا۔ یہاں پہونچ کر انہوں نے بہت پوسٹر شائع کئے اور حکومت سعودیہ کے خلاف احتجاج کیا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] جو ان کے کافر اور مرتد ہونے میں شک رکھے یا کافر مرتد کہنے میں توقف کرے وہ بھی بحکم شریعت مطہرہ قطعاً یقیناً کافر ومرتد (تجانب اہل سنت ص ۸۶ بحوالہ الجنۃ لاہل السنۃ ص ۱۵۰ / تلک عشرۃ کاملہ کی فہرست)
سنی (یعنی رضاخانی) مسلمانوں کے سوا تمام مدعیان اسلام بحکم شریعت مطہرہ کفار ومرتدین لیام ہیں (مظاہر الحق ص ۲۵) بحوالہ الجنۃ لاہل السنۃ ص ۱۵۰ / مطبوعہ دہلی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فصل چهارم :

حقیر پیشہ اور متہم کی امامت

متہم کی امامت!

سوال:۔ (۱) ایک امام جب کہ پانچ وقت کی نماز پڑھاتا ہے دینی مدرسہ میں بچوں کو تعلیم دیتا ہے لوگوں کو اچھی باتیں بتاتا ہے اور بری باتوں سے منع کرتا ہے ایک دوسرے امام صاحب پر ایک نابالغ لڑکے کے ساتھ اغلام بازی کا الزام رکھتا ہے۔ امام مسجد خدا کی قسم کھاتا ہے کہ ہم نے کوئی بدفعلی نہیں کی تو اب لڑکے کی بات پر اعتبار کرنا چاہیئے جو کہتا ہے کہ ہم سے تین چار بار بدتمیزی کی یا امام کی قسم کا اعتبار کرنا چاہیئے اور امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

(۲) امام نے دوسرے امام کے اوپر اغلام بازی کا الزام لگایا ہے ان کے متعلق یہ معلوم کرنا ہے کہ یہ امام پنجوقتہ نماز اور جمعہ پڑھاتا ہے ان کا معاملہ یہ ہے کہ جب یہ باہر جاتے ہیں تو کسی وقت کی نماز نہیں پڑھتے، جب ملازمت پر رہتے ہیں تو پابندی سے نماز پڑھتے ہیں ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے، درست ہے یا نہیں؟ یہ اکثر جھوٹ بولا کرتے ہیں ان دونوں میں کون امام افضل ہیں کس کے پیچھے نماز بلا کراہت جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

امام صاحب کو محض اس نابالغ لڑکے کے بیان پر مجرم قرار دے کر شرعی سزا کا مستحق نہیں ٹھہرایا جائے گا[۱]۔ امام صاحب کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا[۲] بغیر ثبوت شرعی کے کسی کے متعلق الزام لگانا کبیرہ گناہ ہے[۳] امام صاحب کو بھی احتیاط سے رہنا چاہئے تاکہ بدگمانی کا موقع کسی کو نہ ملے[۴]۔

(۲) الزام لگانا فرض نماز ترک کرنا، جھوٹی قسمیں کھانا تینوں سخت قسم کے گناہ ہیں اگر واقعۃً ان میں یہ چیزیں موجود ہیں تو ان کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے[۵]۔ جب تک وہ ان سب چیزوں سے پختہ توبہ نہ کرلیں۔ ہرگز ان کو امام نہ بنایا جائے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۲۲/۴/۸۷ھ

جس پر زنا کی تہمت لگائی گئی ہو اس کی امامت

سوال:۔ زید حافظِ قرآن ہے اور محلّہ کی مسجد میں امام ہے وہ اس محلّہ کے ایک شخص کی لڑکی

---

۱ ومنها البلوغ فلاتقبل شهادة الصبى العاقل لأنه لايقدر على الأداء إلا بالتحفظ الخ (بدائع الصنائع ص ۴۰۱/ج۴/ كتاب الشهادة، شرائط اداء الشهادة، مطبوعه زكريا ديوبند)

۲ وفي الحديث : البينة على المدعي واليمين على من أنكر (مكشوٰة المصابيح ص ۳۲۶/ باب الأقضية والشهادات، الفصل الأول، مطبوعه ياسرنديم ديوبند)

۳ القذف ايضاً من الكبائر (ملخصاً طيبى ص ۱۸۸/ج ۱، كتاب الايمان باب الكبائر، ادارة القرآن كراچى. مرقاة ص ۱۰۵/ج ۱ مطبع اصح المطابع بمبئى، شامى كراچى ص ۴۳ ج ۴ باب حد القذف، فتح القدير ص ۳۱۶ ج ۵ باب حد القذف مطبوعه دار الفكر بيروت)

۴ رواه الخرائطى فى مكارم الاخلاق مرفوعاً بلفظ من اقام نفسه مقام التهم فلا يلومن من اساء الظن به، كشف الخفاء ص ۴۴ ج ۱ تحت حديث (اتقوا مواضع التهم) الرقم ۸۸، مطبوعه دار احياء التراث العربى بيروت.

۵ ويكره امامة عبد الى ما قال وفاسق ...... ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزانى وآكل الربا ونحو ذلک، شامى زكريا ص ۲۹۸ ج ۲ باب الامامة، قبيل مطلب البدعة خمسة اقسام، شامى كراچى ص ۵۶۰ ج ۱، امامة الفائق مكروهة تحريما، طحطاوى مع المراقى ص ۲۴۴ فصل فى بيان الاحق بالامامة، مطبوعه مصر.

کو پڑھاتے بھی تھے۔ لڑکی کی عمر ۱۱ر سال ہوگی۔ نابالغہ ہے۔ ایک دن ایسا ہوا کہ زیتون پڑھائی کے کمرہ سے روتی ہوئی نکلی اور اس کی اندام نہانی سے خون بہہ رہا تھا۔ گھر والے دوڑے ہوئے آئے اور امام صاحب سے دریافت کیا کہ کیا ہوا۔ انہوں نے کہا کہ مارنے کی چھڑی سے جو کہ بانس کی تھی کونچہ لگایا۔ غصہ میں وہ غلطی سے اندام نہانی میں لگ گئی اور خون نکلنے لگا۔ بہرحال بچی کو فوراً ہسپتال پہونچایا گیا، وہاں ایک ہندو ڈاکٹرنی اور ایک مسلمان ڈاکٹر علاج کی طرف متوجہ ہوئے۔ دونوں نے ان کے رشتہ داروں سے کہا کہ خاص جگہ پھٹ گئی ہے اس کو سی دیا گیا ہے اب کوئی خطرہ نہیں اور ڈاکٹر اور ڈاکٹرنی کا کہنا ہے کہ زنا سے ہی ایسا زخم ہو سکتا ہے۔ چھڑی کا یہ زخم نہیں ہے۔ لڑکی نے بھی ڈاکٹروں کے سامنے زنا کا اقرار کیا ہے۔ کہ امام صاحب نے مجھ سے زنا کیا ہے۔ اب اس بات پر محلّہ میں دو فریق ہوگئے ہیں۔ ایک فریق کا کہنا ہے کہ امام صاحب زنا میں مبتلا ہوئے ہیں۔ اس لئے ان کی امامت اب صحیح نہیں ہوگی۔ دوسرا فریق یہ کہتا ہے کہ شریعت کی رو سے عدم شہادت کی وجہ سے زنا ثابت نہیں ہوتا۔ اس لئے امامت کر سکتے ہیں۔ بلکہ امامت کر بھی رہے ہیں۔ اب معلوم یہ کرنا ہے کہ امام صاحب زنا کے مجرم ہوئے یا نہیں؟ اور اقتداء جائز ہے یا نہیں؟ جبکہ امام صاحب اس فعل کی نفی کرتے ہیں اور قسم کھانے کو تیار ہیں۔

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

صورتِ مذکورہ میں امام صاحب مذکور کو زانی قرار دینا اور ان پر زانی کے احکام جاری کرنا درست نہیں۔ جو ثبوت زنا کے لئے شرعاً ضروری ہے وہ موجود نہیں[1] لیکن بچی کو بانس کی چھڑی سے مارنے کا بھی حق نہیں۔ رد المحتار میں اس کی ممانعت موجود ہے[2]۔ امام صاحب کو اپنے

---

[1] ویثبت بشهادة اربعة رجال فی مجلس واحدٍ بلفظ الزنا ویثبت ایضاً باقراره اربعاً فی مجالسه الاربعة (الدر المختار ملخصاًمع الشامی ص۷/۹/ ج۴/ کتاب الحدود) مطلب الزنا شرعاً لایختص بمایوجب الحد الخ. (البحر الرائق ص۴ ج۵/اول کتاب الحدود، مطبوعه الماجدیه کوئٹه. عالمگیری ص۱۴۳/ ج۲/ الباب الثانی فی الزنا، مطبوعه کوئٹه) (بقیہ اگلے صفحہ پر)

اس جرم کا اقرار ہے کہ وہ مجرم اور گنہگار ہیں جو صورت پیش آئی ہے وہ ان سے بدگمانی کا سبب بن سکتی ہے۔ لڑکی اور اس کے گھر والے اور دوسرے لوگ ان سے ناراض ہوں تو ان کی ناراضی درست ہے اگر امام صاحب اپنے جرم سے توبہ کر کے اپنی اصلاح نہ کریں تو وہ امامت سے علیحدگی کے قابل ہیں[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۲۸/۷/۹۴ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲۸/۷/۹۴ھ

زانیہ کے شوہر کی امامت

سوال:۔ زید کی شادی ایک عورت سے ہوئی جس کے بطن سے ایک لڑکی تولد ہوئی لڑکی جب دوسال کی ہوئی تو عورت مذکور دیگر شخص سے ناجائز تعلقات پیدا کر کے اس کے ہمراہ چلی گئی زید کی عدم موجودگی میں زید اور اس کے اعزہ واقارب ایک برس تک تلاش کرنے میں نہایت پریشان رہے عدالتی کارروائی بھی چھ ماہ تک رہی لیکن ناکامیاب رہے بعد عرصہ ایک برس تقریباً اتفاقاً ایک جگہ سے ہمراہ زانی وہ پکڑی گئی جب کہ وہ حاملہ تھی بدکاری سے اس وقت قطعاً زید کے ساتھ رہنے کو پسند نہ کرتی تھی لیکن زبردستی زید نے پکڑ کر اس کے والدین کے سپرد کردی کچھ روز بعد اس کے بطن سے زنا کا لڑکا تولد ہوا اس کے تولد ہونے کی خبر اس کے والدین نے زید کو بھی دی اس وقت زید کی رضامندی بھی اس کو اپنے گھر میں آباد کرنے کی نہ تھی لیکن بعد از ایک برس اس کے والدین نے منت سماجت کی کہ ہماری عزت اسی میں ہے کہ

(گذشتہ کا بقیہ حاشیہ) [۲] لا یضرب بالعصا فی غیر الصلاۃ ایضاً (شامی کراچی ص ۳۵۲ ج ۱ اولُ کتاب الصلاۃ)

(صفحہ ہذا) [۳] ویکرہ إمامة عبد الی ماقال وفاسق، من الفسق .... ولعل المراد من یرتکب الکبائر کشارب الخمر، والزانی وآکل الرباء ونحو ذلک (شامی کراچی ص ۵۵۹ تا ۵۶۰/ج ۱/ باب الامامة) شامی زکریا ص ۲۹۸ ج ۲، طحطاوی مع المراقی ص ۲۴۴ فصل فی بیان الاحق بالامامة، مطبوعه مصر.

آپ ہماری لڑکی کو مع لڑکے مذکور کے گھر میں آباد کرلیں زید نے اس خیال سے کہ اس کے والدین نہایت دیندار اور مخلص ہیں اور لڑکی نے بقول اس کے والدین توبہ بھی کرلی ہے اس کو اپنے گھر آباد کرلیا ہمراہ لڑکا بھی آیا جس پر لوگوں کا خیال ہے بہت برا ہوا کیونکہ زید بذات خود بہت دیندار حافظ قرآن اور متقی ہے نیز امام مسجد اور پیری مریدی بھی کرتا ہے کیونکہ امام کا درجہ بہت بلند ہوتا ہے اب دریافت طلب یہ ہے کہ آیا جب زنا سے پیدا ہوا لڑکا بھی زید کے گھر میں ہے اور وہ عورت مذکور بھی اس صورت میں شریعت اسلامیہ کے نزدیک امامت کرانے میں کوئی قباحت تو نہیں اگر ہے تو شریعت اسلامیہ کا ایسے متقی امام کے لئے کیا حکم ہے اس معاملہ کی بنا پر انگشت نمائی بہت ہوتی ہے اس لئے فتویٰ کی ضرورت ہوئی تا کہ جواب ہو سکے۔

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

زید اپنی بیوی کی اس حرکت سے خوش نہیں بلکہ ناخوش ہے اور اب جبکہ زوجہ نے توبہ کرلی ہے تو پھر کیا اشکال ہے قرآن کریم اور حدیث شریف سے سچی توبہ کا مقبول ہونا ثابت ہے[1] اگر بالفرض زید کی زوجہ اب بھی حرام کاری میں مبتلا ہے اور زید اس حرام کاری سے ناخوش ہے اور زوجہ کو روکتا ہے مگر وہ باز نہیں آتی تو ایسی صورت میں بھی زید کے ذمہ واجب نہیں کہ اس زوجہ کو طلاق دے۔ لا یجب علی الزوج تطلیق الفاجرۃ[2] اھ در مختار ص۳۳/ ج۵/ زید کی امامت درست ہے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور یوپی

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور یوپی

صحیح: عبد اللطیف غفرلہ ۲۳/ ذی الحجہ ٦٢ھ

---

[1] قَالَ تَعَالیٰ وَهُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ (شوریٰ ۲۵) فی حدیث عائشة مرفوعاً اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا اعْتَرَفَ ثُمَّ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَیْهِ متفق علیه (مشکوٰۃ ۲۰۳/ باب الاستغفار والتوبة، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند)
ترجمہ:۔ بندہ اعتراف گناہ کے بعد جب توبہ کرلیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکی توبہ قبول کرلیتا ہے۔ (بقیہ آئندہ پر)

امام پر غلط الزام

سوال:۔ خلاصۂ سوال یہ ہے کہ ہماری مسجد کے امام صاحب ایک متقی عالم ہیں۔ ایک بدمعاش نے ان سے گھڑی چھین لی۔ جب معاملہ بڑھا تو یہ الزام لگایا کہ انہوں نے مجھ سے بدفعلی کی اس لئے میں نے گھڑی چھین لی ہے۔ مگر امام صاحب نے حلفیہ بیان دیا کہ یہ قطعاً جھوٹ ہے میں اس الزام میں بری ہوں اور لوگوں کا اندازہ ہوا کہ یہ شخص مختلف بہانے کر کے لوگوں کو لوٹتا رہتا ہے۔ پھر پنچایت ہوئی مگر پنچایت نے بھی مولوی صاحب کو بری رکھا۔ اس مردود نے کپڑے پر پانی ڈال لیا اور کہتا تھا کہ دیکھو بدفعلی کی نشانی ہے۔ لوگوں نے کپڑے پر ہاتھ نہیں لگایا صرف پانی معلوم ہوتا تھا، نہ کہ مادہ نسبی اس کے متعلق شرعی طور پر مولانا اس الزام سے بری ہیں یا نہیں؟

٢۔ عبدالغفار نامی ایک شخص نے حضرت مولانا کو بلا تحقیق فجر کی نماز میں مصلیٰ سے ہٹا دیا یہ فعل کیسا ہے؟ اور ان کا اذان دینا کیسا ہے؟

٣۔ مولانا سے بغیر معافی مانگے عبدالغفار حق اللہ اور حق العباد سے سبکدوش ہوگا یا نہیں؟

٤۔ عالم کی توہین کرنا شرعاً فسق ہے یا کفر؟ اور اس گناہ کی تلافی کے لئے توبہ ضروری ہے یا نہیں؟

٥۔ عالم کی موجودگی میں غیر عالم کو امام بنایا جا سکتا ہے یا نہیں؟

٦۔ اسی واقعہ پر عبدالغفار کے متعلق یہ فتویٰ آیا کہ ان کا اذان دینا مکروہ ہے اور ان پر توبہ واستغفار فرض ہے اور انہیں مولانا موصوف سے معافی مانگنا چاہئے اور اب پھر واقعۂ مذکورہ کو ایک ماہ بعد از سرِ نو ابھارنا قابلِ سماعت ہوگا یا نہیں؟

(گذشتہ کا بقیہ حاشیہ) ٢ الدر المختار مع الشامی نعمانیہ ص ٢٧٤/ج٥. شامی کراچی ص ٤٢٨/ج٦/ فصل فی البیع، کتاب الحظر والاباحة، قبیل کتاب احیاء الموات. عالمگیری کوئٹہ ص ٣٧٢/ج٥/ کتاب الکراهیة، الباب الثلاثون فی المتفرقات)

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

اتنا بڑا جرم ثابت کرنے کے لئے اس بے شرم نے یہ بیان دیا اوراس طرح ہرگز کافی نہیں۔ کپڑے کا بھیگا ہونا شرعی دلیل نہیں ہے۔ پھر جب اس حیاسوز بے دلیل دعویٰ کی تردید کے لئے حلفیہ بیان موجود ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ اس گندے الزام کو ان پر عائد کیا جائے[۱]۔

۲۔ مذکورہ بنیاد پر مصلیٰ سے ہٹانے کا ہرگز حق نہیں، ان کی اذان وامامت درست ہے ان کو جس نے ہٹایا ہے وہ مجرم ہے اس کو توبہ کرنا چاہئے۔ ورنہ اس کی اذان مکروہ ہوگی[۲]۔

۳۔ معافی مانگنا اوراپنی غلطی کا اقرار کرنا سب کے سامنے ضروری ہے ورنہ یہ بار گردن پر رہے گا۔

۴۔ عالم دین کی جوتوہین اس کے علمِ دین کی وجہ سے کی جائے تو وہ کفر تک پہونچا دیتی ہے[۳] یہاں اس کی وجہ علمِ دین نہیں بلکہ بلاثبوتِ شرعی ایک غلط فہمی کی وجہ سے کی گئی اوران کو شرعی مجرم سمجھتے ہوئے کی گئی ہے۔ اس لئے کفر نہیں کہا جائے گا لیکن بلاثبوتِ شرعی اتنے بڑے جُرم کا مجرم سمجھا ہے۔ یہ سخت غلطی ہے اوراس پر خارجی اقدام بھی کیا ہے؟ اس لئے یہ فسق ہے جس سے توبہ لازم ہے[۴]۔

---

[۱] واكثر العلماء علىٰ أن الظن القبيح بمن ظاهره الخير لايجوز الخ (احكام القرآن للقرطبى ص ۳۰۱/ ج۸/ تفسير حجرات ۱۲/ مطبوعه بيروت)

[۲] ويكره اذان الجنب واذان فاسق (مراقى مع الطحطاوى ص۱۶۰ باب الاذان، مطبوعه مصر، شامى كراچى ص۳۹۲/ ج۱/ باب الاذان. بحر ص۲۶۳/ ج۱/ باب الاذان، مطبوعه الماجديه كوئٹه)

[۳] من ابغض عالماً من غير سبب ظاهر خيف عليه الكفر (عالمگيرى ص ۲۷۰/ ج۲/ موجبات الكفر ما يتعلق بالعلم والعلماء)

[۴] التوبة من جميع المعاصى واجبة وانها واجبة على الفور لا يجوز تأخيرها سواء كانت المعصية صغيرة او كبيرة الخ، شرح للنووى على الصحيح المسلم، ص ۳۵۴ ج۲ كتاب التوبة، مطبوعه سعد بكڈپو ديوبند، تفسير روح المعانى ص ۲۳۶ ج۱۵، الجزء الثامن والعشرون، سورة التحريم الاية ۸ مطبوعه دار الفكر بيروت.

۵۔جب عالم متبعِ سُنَّت صحیح العقیدہ موجود ہوتو اسی کو امام تجویز کیا جائے[۱] غیر عالم کو امام نہ تجویز کیا جائے۔اگر چہ نماز اس کے پیچھے بھی ادا ہو جائے گی۔

۶۔فیصلہ کے بعد اپنی غلطی کا اعتراف کرنا اور پھر اس بات کو ازسرِ نو اُبھارنا ضد اور ہٹ دھرمی ہے۔ہرگز ایسا نہ کیا جائے اپنی غلطی کا اعتراف کرکے بات کو وہیں ختم کر دینا چاہئے۔قیامت کا بار سر پر رکھنا ناعاقبت اندیشی ہے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۸/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

غیر مختون کی امامت

سوال:۔بغیر ختنہ کے امام کے پیچھے نماز پڑھنا شرعاً کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

ختنہ سنت ہے جو شخص بلا عذر اس کو چھوڑ دے وہ تارک سنت ہے[۲]۔اگر باوجود قدرت ووسعت کے بدن کو غسل واستنجاء میں پاک نہیں رکھتا ہے تب اس کو امام ہرگز نہ بنایا جائے اگر پاک رکھتا ہے تو اس کی امامت درست ہے[۳] نماز اس کے پیچھے ہو جائے گی اگر چہ اس تارک

---

[۱] والاحق بالامامة الاعلم باحكام الصلاة (شامی كراچی ص۵۵۷/ ج ۱/ باب الامامة ۳۷۴/ ج ۱ . مراقی الفلاح علی الطحطاوی ص۲۴۳/ فصل فی بيان الأحق بالإمامة، مطبوعه مصری. فتح القدير ص۳۴۸/ ج ۱/ باب الامامة، مطبوعه دارالفكر بيروت)

[۲] الختان سنة وهو من شعائر الاسلام فلا يترك الالعذر (ملخصاً الدرالمختار علی الشامی كراچی ص۷۵۱/ ج۶/ مسائل شتی قبل كتاب الفرائض. شامی نعمانيه ص۴۷۸/ ج۵/ الفتاوی الهنديه ص۳۵۷/ ج۵/ كتاب الكراهية، الباب التاسع عشر فی الختان والخصاء الخ. الفتاوی الخانيه علی هامش الهنديه ص۴۰۹/ ج۳/ كتاب الحظر والاباحة، فصل فی الختان، طبع كوئٹه)

[۳] ملاحظہ ہو فتاویٰ دارالعلوم ص۱۹۶/ ج۳/ باب الامامۃ/ طبع زکریا دیوبند۔کفایت المفتی ص۴۴/ ج۳/ باب سوم فصل اول امامت، طبع کوہ نور پریس دہلی)

سنت کے مقابلہ میں عامل سنت کی امامت مقدم ہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

نکاح محرم سے پیدا شدہ لڑکے کی امامت

سوال: ایک شخص نے اپنی محرم عورت سے نکاح کیا اور اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا اگر وہ لڑکا بالغ اور عالم ہونے کے بعد امامت کرے تو اس کے پیچھے دوسروں کی نماز بلا کراہت جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اگر اس میں امامت کی اہلیت ہے تو اس کے پیچھے بلا کراہت نماز درست ہے[۲]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

امامت عنین

سوال:۔(۱) کسی وجہ سے کوئی شخص اگر نامرد ہو جائے تو اس کی اقتداء جائز ہے یا نہیں؟

(۲) شروع پیدائش ہی سے کوئی شخص اگر نامرد ہو تو اس کی اقتداء جائز ہے یا نہیں؟

---

[۱] ان سرّکم ان یقبل اللہ صلاتکم فلیومکم خیارکم (شامی کراچی ص ۵۶۲ ج ۱ قبیل مطلب فی امامة الامرد باب الامامة. طحطاوی مع المراقی ص ۲۴۴/ فصل فی بیان الاحق بالامامة، طبع مصر. بحر کوئٹہ ص ۳۴۹/ ج ۱/ باب الامامة)

[۲] فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۳۰/ ج ۳/ باب الامامة، مطبوعہ مکتبہ دار العلوم دیوبند، لو تحقق منہ عدم الجھل لا یکرہ تقدیمہ کالعبد والاعرابی کبیری ص ۵ ۳۶ لاھور، فصل فی بیان الذی یکرہ فعلہ فی الصلوٰۃ. طحطاوی مع المراقی ص ۲۴۵/ فصل فی بیان من الأحق بالإمامة، مطبوعہ مصری. بحر ص ۳۴۹/ ج ۱/ باب الإمامة، مطبوعہ الماجدیہ کوئٹہ)

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

(۱) اگر کوئی مانع نہ ہوتو جائز ہے[۱]۔

(۲) جائز ہے بشرطیکہ کہ خنثیٰ نہ ہواور خنثی کی امامت عورت کے لئے جائز ہے مرد کے لئے ناجائز ہے[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۵۵/۳/۱۶ھ

لاولد کی امامت

سوال:۔ ایک مولانا مدرسہ کے مدرس اعلیٰ ہیں مگر وہ لاولد ہیں ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

جس کو اولاد پیدا نہ ہوئی وہ شرعی مجرم اور گنہگار نہیں اس کی وجہ سے اس کی امامت میں نقصان نہیں۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ

میراثی کی امامت

سوال:۔ ہماری مسجد میں جوامام ہیں قوم کے میراثی ہیں، گانا، بجانا تو کچھ نہیں کرتے ان کے

---

[۱] فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ص ۲۲۲/ ج۳/ باب الامامة. کفایت المفتی ص ۶۰/ ج۳/ باب سوم، فصل اول امامت، طبع کوہِ نور پریس دھلی.

[۲] والخنثی البالغ تصح امامته للانثیٰ مطلقاً فقط لالرجل (شامی نعمانیه ص ۳۸۸/ ج ۱/ مطلب الواجب کفایة هل یسقط باب الامامة وشامی کراچی ص۵۷۷ ج ۱ . بحر کوئٹه ص ۳۵۹/ باب الامامة. تبیین الحقائق ص ۱۴۰/ ج ۱/ باب الامامة والحدث فی الصلوة، طبع مکتبۂ امدادیه، ملتان)

یہاں پردہ بھی ہوتا ہے مگر اس کے پاس چار بیگہ زمین خدمتی دی ہوئی ہے پہلے اس کے باپ کے پاس رہا کرتی تھی اس کا انتقال ہو گیا ہے اس کا حق اس کے پاس آ گیا وہ ہماری خدمت کرے تھا ویسے حافظ بھی ہے۔اس کو مسجد میں امام رکھنا چاہئے یا نہیں۔اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

جو شخص سب میں افضل ہو،علم،قرأت،تقویٰ،نسب وغیرہ کے اعتبار سے اس کو امام بنانا افضل ہے۔الاعلم احق بالامامة ثم الاقرء ثم الاورع ثم الاسن ثم الاحسن خلقا ثم الاحسن وجهاً ثم الاشرف نسباً[۱] مراقی الفلاح ص ۱۷۴۔

البتہ اگر کسی جگہ ان صفات کا آدمی نہ ہو تو ایسے حافظ کو امام بنانے میں بھی مضائقہ نہیں جیسا کہ سوال میں مذکور ہے بشرطیکہ کوئی اور شرعی قباحت موجود نہ ہو۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۵۲/۴/۱۹ھ

صحیح: بندہ عبدالرحمٰن غفرلہ

الجواب صحیح: عبداللطیف عفا اللہ عنہ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۵۲/۴/۱۹ھ

مسجد میں جھاڑو دینا یا حمام میں پانی بھرنا کیا امام کے ذمہ ضروری ہے

سوال:۔مقتدیوں کا امام سے اصرار کہ جھاڑو لگاؤ یا حمام میں پانی بھرو کیسا ہے؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

اگر امام مقرر کرتے وقت سب نے امام کے ذمہ جھاڑو دینا اور حمام میں پانی بھرنے کی

---

[۱] المسلمون علیٰ شروطهم إلّا شرطاً حرّم حلالاً أو أحل حراماً الحديث (كنز العمال ص۳۶۷/ ج۴. رقم الحديث ص۱۰۹۴۸/ مطبوعه بيروت) مگر امام سے ان چیزوں کی شرط کرنا عظمت امام سے ناواقفیت کی بناء پر ہے۔والامامة علی الحقيقة انما هی للّٰه تعالیٰ الحق جلّ جلاله واصحاب هذه الاحوال انما هی نوابه وخلفائه، اتحاف السادة ص۱۷۵ ج۳ كتاب اسرار الصلوة، مطبوعه دار الفكر بيروت.

شرط قرار دی ہے تو امامت کی طرح یہ بھی امام کے ذمہ ضروری ہوگا۔ اگر تقرر صرف امامت پر ہوا ہے تو یہ امام کے ذمہ ضروری نہیں[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۱/۱۱/۵۸ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ صحیح: عبد اللطیف ۲۱/ذی قعدہ ۵۸ھ

کیا چار قوموں کے علاوہ کے پیچھے نماز درست نہیں؟

سوال:۔ مولانا تھانویؒ نے جو کسی وقت میں فتویٰ دیا تھا کہ چار قوموں کے علاوہ کسی اور قوم کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ وہ فتویٰ ایک شخص کے پاس ہے۔ کیا واقعی نماز نہیں ہوتی۔ اگر نہیں ہوتی تو تفصیل سے بیان فرمائیں اور وہی شخص کہتا ہے کہ امامت کے بجائے بھنگی کا پیشہ کرے تو امامت سے اچھا ہے۔ کیا یہ فاسق ہے؟ تو کس درجہ کا ہوگا؟ تفصیل سے بیان کریں، نیز وہی شخص نماز ہوتے وقت آگے یا پیچھے نماز پڑھ کر چلا جاتا ہے۔ جماعت کا کوئی احترام نہیں کرتا۔ تو وہ کس درجہ کا فاسق ہوگا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

جس شخص میں امامت کی صفات موجود ہوں اس کی امامت درست ہے خواہ وہ کسی قوم سے ہو[2]۔ حضرت مولانا تھانویؒ کا کوئی فتویٰ ایسا نہیں ہے کہ چار قوموں کے علاوہ کسی اور قوم کے

---

[2] مـراقـی الفلاح مع الطحطاوی ص ۲۴۲ باب الامامة، فصل الاحق بالامامة، مطبوعه مصر، النهر الفائق ص ۲۳۹ ج ۱ باب الامامة، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

[1] وأما شروط الإمامة فقد عدها فی نور الایضاح علیٰ حدة فقال وشروط الإمامة للرجال الإصحاء ستة اشیاء الإسلام والبلوغ والعقل والذکورة والقراءة والسلامة من الاعذار الخ (شامی زکریا ص ۲۸۴/ج ۲/ باب الإمامة. مراقی الفلاح علی الطحطاوی ص ۲۳۳/ باب الإمامة، مطبوعه مصری)

پیچھے نماز درست نہیں ہے۔امامت کی صفات ہوتے ہوئے محض قومیت کی وجہ سے جماعت کو ترک کرنا بہت بڑی محرومی ہے۔ جوآدمی ہمیشہ ایسا کرتا ہواس کی شہادت قبول نہیں ہے[1] گنہگار ہے اس کوتوبہ لازم ہے[2] جماعت کوترک نہ کرے۔بعض احادیث میں ترکِ جماعت کونفاق کی علامت قرار دیا گیا ہے[3]۔ فقط اللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۲۵/۲/۹۱ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

ندّاف (دھنے) کی امامت

سوال:۔ زید نداف ذات سے تعلق رکھتا ہے البتہ اس میں امامت کی صلاحیت بہ نسبت وہاں کے اورلوگوں کے زیادہ ہے وہ بعض اوقات امامت بھی کرتا ہے لیکن لوگ اسے کم درجے کا مسلمان تصور کر کے اقتداء سے گریز کرتے ہیں تو کیا گریز کرنا درست ہے، کیا اسلام ذات پات کوکوئی حیثیت دیتا ہے۔ندافی یا اس قسم کا کوئی پیشہ اختیار کرنے سے مسلمان کی ذات میں اونچائی نیچائی ہوسکتی ہے؟

---

[1] ان تاركها بلا عذر يعزر وترد شهادته (شامی ص ۵۵۲ ج ۱ قبيل تكرار الجماعة فی المسجد باب الامامة. النهر الفائق ص ۲۳۸/ ج ۱/ باب الإمامة، مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت. البحر الرائق ص ۳۴۵/ ج ۱/ باب الإمامة، مطبوعه الماجديه كوئٹه)

[2] التوبة من جميع المعاصی واجبة الخ، شرح للنووی على الصحيح المسلم ص ۳۵۴ ج ۲ كتاب التوبة، مطبوعه سعد بکڈپو ديوبند، تفسير روح المعانی ص ۲۳۶ ج ۱۵ الجزء الثامن والعشرون، سورة التحريم تحت الاية ۸، مطبوعه دار الفكر بيروت.

[3] عن عبد الله بن مسعودؓ قال لقد رأيتنا وما يتخلف عن الصلوٰة الاّ منافق قد علم نفاقه اومريض الحديث رواه مسلم (مشكوٰة ص ۹۶/باب الجماعة مطبوعه ياسر نديم ديوبند)
ترجمہ:۔عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ ہم میں کوئی نماز (باجماعت) سے پیچھے نہیں رہتا تھا مگر منافق جس کا نفاق معلوم (ظاہر) ہو یا مریض۔

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

ندافی کا پیشہ دیانت داری کے ساتھ ہوتو ناجائز نہیں ہے اس کو حقیر وذلیل سمجھنا غلط اورخلاف شرع ہے[۱]، جس میں امامت کے اوصاف موجود ہوں اس کے پیشہ کی وجہ سے ہرگز درست نہیں کہ اس کی اقتداء سے گریز کریں[۲]۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

نائی کی امامت

سوال:۔ ایک لڑکا حجام کا ہے جو حافظ قرآن ہے جس کی عمر ۱۵/۱۶/سال کے قریب ہے کیا وہ تراویح میں قرآن پاک سنا سکتا ہے یا نہیں اور اس کے پیچھے نماز فرض پڑھی ہوئی جائز ہوسکتی ہے یا نہیں حال یہ ہے کہ اس کا والد حجامت بنانے پر مامور ہے؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

حجامت (سرمونڈنے کا پیشہ) ناجائز نہیں[۳] اسکی وجہ سے اسکی امامت میں خرابی نہیں آئیگی

۱؎ بہتر می نماید بعد ازاں دیگر حرفتہا وصنعتہا کہ تعلق ببقاء عالم دارند مثل معماری و پونبہ بیزی وتارریسی وجولاہ گری ودرزی گری، وآردسازی بہتر اند، تفسیر عزیزی فارسی، ص۵۷۷/ج ا/ تحت قولہ تعالیٰ یَا اَیُّھَا النَّاسُ کُلُوْا مِمَّا فِیْ الْاَرْضِ حَلَالاً طیباً الأیة (سورة بقره) تحت آیت ۱۶۸.

۲؎ وشروط الإمامة للرجال الإصحاء ستة اشياء الإسلام والبلوغ والعقل والذكورة والقراءة والسلامة من الاعذار كالرعاف الخ (لرد المحتار على الدرالمختار ص ۲۸۴/ج ۲/ باب الامامة، مطبوعه زكريا ديوبند. نورالايضاح ص ۹۲/امداديه ديوبند)

۳؎ بشرطیکہ ڈاڑھی نہ مونڈتا ہو! حرفتہا وصنعتہا کہ تعلق بہ بقائے عالم دارند۔ بہتر اند ازاں صنعتہا کہ محض برائے تکلف وتزین وتفاخر ورونق ودولت میباشد بموقع خود باشند نیز وجہی از کراہت ندارند بخلاف مکاسبے کہ درانہا آلوگی بہ نجاست یابدخواہی خلایق یا اعانت بر معصیت الٰہی یا دین فروشے یا بسیار گفتن دروغ وفریب ودغا لازم میباشد......... ہمہ اینہا مکروہ اند۔ تفسیر عزیزی ص۵۷۷۔ سورۃ البقرہ الایۃ ۱۷۲، طبع حیدری بمبئی۔

اگر وہ مسائل طہارت ونماز سے واقف اور امامت کا اہل ہے تو قرآن کریم اسکے پیچھے تراویح میں سننا بھی درست ہے[۱]۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند ۲۳/۹/۹۱ھ

---

[۱] والاحق بالامامة باحكام الصلاة صحة و فساداً بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة ثم الاحسن **تلاوة** تجويداً للقراء ةثم الاورع (الدر المختار مع الشامی زکریا ص ۲۹۴/ج ۲/ باب الامامة، مطلب تكرار الجماعة فی المسجد. طحطاوی مع المراقی ص ۲۴۲/ج / فصل فی بیان الاحق بالامامة، طبع مصر. بحر کوئٹہ ص ۳۴۷/ ج ۱/ باب الامامة، مطبوعه کوئٹہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فصل پنجم : معذور کی امامت

معذور کی تعریف اور اس کی امامت

سوال:۔(۱) اذا ام حافظ معذور (من به انفلات الريح او مثله) بقوم غير حافظين فى التراويح عند امام من الائمة هل تصح صلوٰتهم ؟ وقال بعض الناس تصح ان نوينا مسلک زفر ومالک هل هٰذا القول صحيح.

(۲) هل الفرق فى جواز امامة المعذور او فى عدمه بين الفرائض والنوافل؟

(۳) ماحد العذر فى الشريعة؟

الجواب: حامداًوّمصلياً!

من كان به عذر شرعى لا تبقى معه طهارته لا تجوز خلفه صلوٰة من ليس كذٰلک سواء كانت فرضا اوغيره[۱] والمعذور من مضى عليه وقت صلوٰة واحدة لا يقدر فيه على ان يصلى مع الطهارة هٰذا حد المعذور ثم لابد فى كل وقت صلوٰة تحقق العذر مرة اومرتين حتىٰ اذا خلا وقت صلوٰة واحدة من العذر لم يبق معذوراً قال فى شرح المنية ص۱۳۳ / هو من لا يمضى

---

[۱] فسد اقتداء طاهر بصاحب العذر المفوت للطهارة (بحر كوئٹه ص ۳۶۰/ج ۱/ باب الامامة. الدر مع الشامى ص۵۷۸/ج ۱/ باب الامامة، مطلب الواجب كفاية هل يسقط بفعل الصبى، طبع كراچى. حلبى كبير ص۵۱۶/باب الامامة، طبع لاهور)

علیہ وقت صلوۃ کامل الاوالحدث الذی ابتلی بہ یوجد منہ فیہ وھٰذاالذی ذکرہ تعریف صاحب العذر فی البقاء یعنی بعد تقرر کونہ صاحب عذر فما دام لا یمضی علیہ وقت صلوٰۃ الاوعذرہٗ یوجد فیہ فھو باق علیٰ کونہ صاحب عذر لکن تقررہ ابتداء انما یکون بما اذا مضیٰ علیہ وقت صلوۃ ولم یمکن ان یتوضأ ویصلی خالیاً من ذالک الحدث فیہ فیشترط فی الثبوت استیعاب الوقت بالحدث علیٰ ھٰذہٖ الصفۃ کما یشترط فی الزوال استیعاب الوقت بالطھارۃ منہ بان یمضی الوقت ولا یوجد ذٰلک الحدث فیہ وفیما بین ذالک یکفی بقاء وجود الحدث فی کل وقت مرۃ الخ[۱]. فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

امامتِ معذور

سوال:۔ معذور کی امامت کا کیا حکم ہے بہشتی گوہر میں تحریر ہے کہ ریح سلس البول وغیرہ

[۱] فصل فی نواقض الوضوء شرح منیہ ۱۳۵ حلبی کبیر طبع لاھور. بحر کوئٹہ ص۲۱۷/ج ۱/ باب الحیض. الدر مع الشامی کراچی ص۳۰۵/ج ۱/ باب الحیض، مطلب فی احکام المعذور.

ترجمہ سوال: سوال نمبر(۱) معذور حافظ صاحب (جن کو خروج الریح وغیرہ کا عذر ہو) ایسے لوگوں کو تراویح کی نماز پڑھائیں جو حافظ نہیں ہیں۔ تو کیا کسی امام کے نزدیک ان کی نماز درست ہو جائے گی۔ بعض لوگوں نے کہا اگر امام زفر یا امام مالک کے مسلک کی نیت کر لیں تو نماز صحیح ہو جائے گی کیا یہ بات درست ہے؟

(۲) فرائض ونوافل میں معذور کی امامت جواز وعدم جواز کے بارے میں کیا کوئی فرق ہے؟

(۳) شریعت میں عذر کی کیا حد ہے؟

ترجمہ جواب: جس شخص کو عذر شرعی ہو کہ اس کے ساتھ اس کی طہارت باقی نہ رہتی ہو تو ایسے شخص کے پیچھے ان لوگوں کی نماز جائز نہیں ہے جو ایسے (معذور) نہیں ہیں خواہ فرض ہو یا غیر فرض ہو اور معذور وہ شخص ہے جس پر ایک نماز کا ایسا وقت گذر جائے کہ جس میں طہارت کے ساتھ نماز پڑھنے پر قادر نہ ہو یہ معذور کی حد ہے پھر نماز کے پورے وقت میں ایک یا دو بار عذر کا پایا جانا ضروری ہے۔ یہاں تک کہ ایک نماز کا وقت عذر سے خالی ہو جائے تو وہ معذور باقی نہیں رہے گا۔

جس میں ہوں اس کی اقتداء جائز نہیں جب کہ مقتدیوں میں طاہر ہو اور اگر کوئی شخص طاہر نہ ہو تو اس کی اقتداء جائز ہے نیز جس شخص کو ایسا مرض ہے کہ جس وقت ان کو محسوس ہوتا ہے تو وہ اعلان کرتے ہیں اور نماز کا اعادہ ہو جاتا ہے اور اگر کسی وقت ان کو محسوس نہ ہو اور حدث ہو جاوے تو کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

معذور کی اقتداء طاہر کو کسی طرح جائز نہیں۔ ہاں طاہر کی اقتداء معذور کو جائز ہے[۱] اور ایک معذور کا اقتداء دوسرے معذور کو جائز ہے۔ بشرطیکہ دونوں ایک ہی عذر میں مبتلا ہوں۔ اگر دونوں کا علیحدہ علیحدہ ہے تو جائز نہیں[۲] بہشتی گوہر کی عبارت یہ ہے۔

”طاہر کی اقتداء معذور کے پیچھے مثل اس شخص کے جس کو سلسل بول وغیرہ کی شکایت ہو درست نہیں[۳] اھ“ جب کہ مقتدیوں میں طاہر ہو بہشتی گوہر میں نہیں۔

اگر امام شرعی طور پر معذور نہیں ہے بلکہ اتفاقیہ طور پر کبھی ہو جایا کرتا ہے ان کی امامت درست ہے اور جب اس کو وضو ٹوٹنے کا علم اور احساس نہیں ہوا۔ (حالانکہ وضو ٹوٹ گیا) تو نماز بھی نہیں ہوئی اگر کسی مقتدی کو اس کا علم ہو جائے تو اس کو چاہئے کہ اپنے امام کو اطلاع کر دے

---

[۱] وطاهر بمعذور ای وفسد اقتداء طاهر بصاحب العذر المفوت للطهارة لان الصحيح اقوى حالاً من المعذور بحر كوئٹه ص ۳۶۰/ ج ۱/ باب الامامة. شامی زكريا ص ۳۲۳/ ج ۲/ باب الامامة، مطلب الواجب كفاية. الفتاوى الهنديه ص ۸۴/ ج ۱/ الباب الخامس فی الامامة، الفصل الثالث من يصلح اماما لغيره، طبع كوئٹه)

[۲] ويجوز اقتداء المعذور بالمعذور ان اتحد عذرهما وان اختلف فلايجوز (فتاویٰ الهنديه ص ۸۴/ ج ۱/ الباب الخماس فی الامامة، الفصل الثالث من يصلح اماما لغيره، طبع كوئٹه. طحطاوی مع المراقی ص ۲۳۴/ باب الامامة، طبع مصر. شامی زكريا ص ۳۲۳/ ج ۱/ مطلب الواجب كفاية هل يسقط بفعل الصبی)

[۳] جماعت کے صحیح ہونے کی شرطیں (طبع مظفرنگر)، بہشتی زیور مکمل و مدلل ص ۵۲-۵۳/ حصہ گیارہواں، جماعت کے صحیح ہونے کی شرطیں، طبع مکتبۂ تھانوی دیوبند۔

اور نماز لوٹائے۔[۱]　　　　فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۶/۳/۵۵ھ

جواب صحیح ہے: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبداللطیف ۱۸/ربیع الاول ۵۵ھ

معذور کی امامت

سوال:۔ میں ایک مرض میں عرصۂ دراز سے مبتلا ہوں اور وہ ہے کثرتِ ریاح کا خروج، ہر ۲/۳/منٹ پر خروج ریاح ہوتا رہتا ہے۔ تو کیا میں فجر کے وضو سے نمازِ اشراق اور تلاوت قرآن پاک کرسکتا ہوں؟ یعنی ہوا کو روک کر رکھوں اور باوضو رہوں۔

ب: جس گاؤں میں رہتا ہوں اس میں معمولی پڑھے لکھے لوگ ہیں۔ اکثر قراءت نماز میں غلط پڑھتے ہیں، اعضاء وضو خشک رہ جاتے ہیں اور اس کی پرواہ نہیں کرتے۔ ایسے لوگوں کے پیچھے میری نماز درست ہوگی یا نہیں اگر نہیں تو پنجگانہ نماز کی امامت کرسکتا ہوں یا نہیں؟ یعنی جب تک امامت کروں ہوا کو زبردستی روکے رکھوں۔ اگر نہیں کرسکتا تو پھر میں نماز ادا کروں؟ نیز اس حالت میں نمازِ تراویح کی امامت صحیح ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

جو شخص شرعاً معذور ہے اس کو ہر وقت کی نماز کے لئے وضو ضروری ہے[۲] پھر وقت ختم

---

[۱] واذا ظهر حدث امامه وكذا كل مفسد فى رأى مقتد بطلت فيلزم اعادتها لتضمنها صلاة المؤتم صحةً وفساداً كما يلزم الامام اخبار القوم اذا أمهم وهو محدث أو جنب بالعذر الممكن بلسانه او بكتاب او رسول على الاصح (الدرالمختار مع الشامى زكريا ص ۳۴۰-۳۴۱/ج ۲/ باب الامامة، مطلب المواضع التى تفسد صلاة الامام. بحر كوئٹه ص ۳۶۲/ج ۱/ باب الامامة. زيلعى ص ۱۴۴/ج ۱/ باب الامامة والحدث فى الصلاة، طبع مكتبة امدايه ملتان)

[۲] وحكمه الوضوء لكل فرض اى لوقت كل **صلوة** تنوير (الدرمع الشامى نعمانيه ص ۲۰۳/ ج ۱/ مطلب فى احكام المعذور قبيل باب الانجاس، (بقیہ اگلے صفحہ پر)

ہونے سے اس کا وضوء باقی نہیں رہے گا۔[١] فجر کا وضوسورج نکلنے سے ختم ہو جائے گا۔اشراق کیلئے علیحدہ وضو کی ضرورت ہوگی۔ پھر اس وضو سے نوافل اور تلاوت کی اجازت ہوگی۔حتی کہ ظہر کیلئے بھی جدید وضو کی ضرورت نہیں ہوگی[٢]۔الا یہ کہ اس عذر کے علاوہ کوئی اور حدث پیش آجائے[٣]۔

ب: اگر امام کی طہارت کامل نہ ہو، اعضاءِ وضوخشک رہ جائیں، یا نماز میں قرأت کی غلطی سے فساد آجائے اور امام اصلاح نہ کرے تو ایسے امام کے پیچھے نماز درست نہیں[٤]۔ اورصاحبِ

(گذشتہ کا بقیہ) شامی کراچی ص ٣٠٥/ ج ١. مجمع الانهر ص ٨٤/ ج ١/ باب الحيض، فصل المستحاضة ومن به سلسل بول، طبع دارالكتب العلميه بيروت. بحر كوئٹه ص ٢١٥/ ج ١/ كتاب الطهارة، باب الحيض)

(صفحہ ہذا) [١] ان الوضوء انما يبطل بخروج الوقت (شامی ٢٠٣/ ج ١. نعمانيه سابقه بحث. شامی كراچی ص ٣٠٦/ ج ١. مجمع الانهر ص ٨٤/ ج ١/ باب الحيض، فصل المستحاضة ومن به سلسل بول. بحر كوئٹه ص ٢١٦/ ج ١/ كتاب الطهارة، باب الحيض)

[٢] لوتوضأ بعد الطلوع ولو لعيد اوضحى لم يبطل الا بخروج وقت الظهر (الدرمع الشامی ص ٢٠٣/ ج ١. نعمانيه سابقه بحث.شامی كراچی ص ٣٠٦/ ج ١. بحر كوئٹه ص ٢١٦/ ج ١/ كتاب الطهارة، باب الحيض. فتاوى الهنديه ص ٤١/ ج ١/ كتاب الطهارة، الباب السادس، الفصل الرابع فى احكام الحيض ومما يتصل بذلک احكام المعذور)

[٣] اما اذا طرأ عليه حدث آخر فلا تبقى طهارته (الدرمع الشامی ص ٢٠٤/ ج ١/ نعمانيه، مطلب فى احكام المعذور قبيل باب الانجاس. شامی كراچی ص ٣٠٧/ ج ١. فتاوى الهنديه ص ٤١/ ج ١/ كتاب الطهارة، الباب السادس، الفصل الرابع فى احكام الحيض ومما يتصل بذلک احكام المعذور. طحطاوى مع المراقى ص ١١٩/ باب الحيض والنفاس والاستحاضة، طبع مصر)

[٤] لا تصح امامته لطاهر (مراقى ٢٣٤/ لا يصح اقتداء القارى بامى. طحطاوى ٢٣٣/١، مطبوعه مصر، فصل فى بيان الاحق بالامامة. بحر كوئٹه ص ٣٦٠/ ج ١/ باب الامامة. حلبى كبير ص ٥١٦/ فصل فى الامامة، مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور)

عذر بھی امامت نہیں کرسکتا[۱] لہٰذا تنہا نماز پڑھنے میں وہ شرعاً معذور ہے۔ترکِ جماعت کی وعید میں وہ نہیں آئے گا۔اسی طرح نمازِ تراویح بھی درست نہیں ہوئی۔ایسی حالت میں تراویح بھی تنہا پڑھی جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفر لہ دارالعلوم دیو بند ۸۹/۱۱/۲۰ھ

معذور نابینا کی امامت

سوال:۔ زید جس کو خروج ریح کا مرض ہے جس کا وضوء نہیں ٹھہرتا۔ایک مسجد میں امامت کررہا ہے قرآن کا حافظ ہے البتہ آنکھوں سے نابینا ہے امامت کے علاوہ کوئی اور ذریعۂ معاش نہیں اس نے اس مرض کا علاج بھی کرایا مگر افاقہ نہیں ہوا اس کی امامت کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

اگر یہ شخص معذور ہے تو اس کی امامت ناجائز ہے اگر معذور نہیں تو امامت جائز ہے بشرطیکہ پاکی کا اہتمام کرتا ہو اور نجاست سے بچتا ہو اور اس سے بہتر امامت کے لائق کوئی آدمی موجود نہ ہو ورنہ اس کی امامت مکروہ ہے۔**وکرہ امامة العبد والاعرابی والفاسق والمبتدع والاعمیٰ لانه لا یتوقی النجاسة ولا یهتدی الی القبلة بنفسه ولا یقدر علی استیعاب الوضوء غالباً وفی البدائع اذا کان لایوازیه غیره فی الفضیلة فی مسجده فهو اولیٰ زیلعی**[۲] ج ۱/ص ۱۳۴۔

[۱] ان المعذور صلاته ضروریة فلا یصح اقتداء غیره به (مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۲۳۴/باب الامامة. البحر الرائق کوئٹه ص ۳۶۰/ج ۱/ باب الامامة. حلبی کبیر ص ۵۱۶/ فصل فی الامامة، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور)

[۲] زیلعی ص ۱۳۴/ج ۱/ باب الامامة، طبع ملتان. شامی زکریا ص ۲۵۸/ج ۲/ باب الامامة. طحطاوی مع المراقی مصری ص ۲۴۵/ فصل فی بیان الاحق بالامامة)

اگر وہ امامت کی صلاحیت نہیں رکھتا تو اسکی امداد دوسری طرح کی جائے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۷/۱۱/۵۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

نابینا امام کے کچھ اوصاف

سوال:۔ اس شخص کی امامت جائز ہے یا نہیں اول تو نابینا ہے دوسرے دڑے کے حرف بتلاتا ہے اب تو یہ دڑا شاہ آباد سے جاتا ہی رہا پہلے سٹا بتلاتا تھا۔ تیسرے مسجد کی جماعت کو چھوڑ کر حجرہ ہی میں نماز پڑھ لیتے ہیں چوتھے اکثر لوگوں نے دیکھا ہے کہ ایک غیر عورت غیر وقت یعنی رات کے گیارہ بجے تک آتی ہے اور گھنٹوں باتیں کرتے رہتے ہیں۔ یہ عورت چال چلن کی خراب ہے کچھ لوگ امام صاحب سے بدظن ہو گئے اور اپنی جماعت اسی مسجد میں علیحدہ پڑھتے ہیں اور جماعت ثانیہ کے لئے تکبیر جائز ہے یا نہیں اور امام صاحب بے وضو اذان کہہ دیتے ہیں حقہ کثرت سے پیتے ہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

سوال میں امام مذکور کے متعلق چند امور قابل اعتراض ذکر کئے گئے ہیں اول نابینا ہونا دوم دڑے کے حرف بتلانا، سوم جماعت کی پابندی نہ کرنا۔ چہارم غیر عورت سے باتیں کرنا، پنجم بلا وضو اذان کہنا۔ ششم حقہ پینا۔

امر اول: کے متعلق یہ ہے کہ اگر نابینا پاکی اور طہارت کا اچھی طرح خیال رکھتا ہو تو اسکی امامت بلا کراہت درست ہے اگر گلی کوچوں میں پھرتا ہو پاکی اور طہارت کا خیال نہ کرتا ہو تو اسکی امامت مکروہ ہے[۱]۔

---

[۱] یکرہ تقدیم الاعمی اذا کان غیرہ افضل منہ لانہ لایری النجاسة لیتحرز عنھا (بقیہ آئندہ پر)

امر دوم: کو خود ہی سوال میں لکھ دیا گیا ہے کہ یہ موجود نہیں۔

امر سوم: سے متعلق یہ ہے کہ اگر نابینا مسجد میں جماعت کے وقت بسہولت جا سکتا ہو تب تو اس کو جماعت کے ساتھ نماز پڑھنی چاہئے اور اگر اس کو دقت ہو مثلاً کوئی لیجانیوالا موجود نہ ہو اور وہ خود نہ آسکتا ہو تو اس سے جماعت ساقط ہے[۱] اور صورت مسئولہ میں جب کہ امام مسجد کے حجرہ میں موجود ہو تو اس کو بظاہر کوئی دقت نہیں اس لئے اس سے جماعت ساقط نہیں جماعت کی پابندی نہ کرنے سے ایسی حالت میں گنہگار ہوگا[۲]۔

امر چہارم: کے متعلق یہ ہے کہ نامحرم عورت کے ساتھ خلوت کرنا ناجائز ہے[۳] اس لئے امام کو اس سے توبہ کرنا ضروری اگر کوئی ضرورت درپیش ہو تو اس عورت سے بواسطہ یا کسی اور کی موجودگی میں گفتگو کی جائے اور اگر وہ واقعی بدچلن ہے تو اس سے نہایت اجتناب ضروری ہے کیونکہ موضع تہمت سے بچنا بھی واجب ہے[۴] اور پردہ نابینا سے بھی کرنا چاہئے[۵]۔

(گذشتہ کا بقیہ) وقد ینحرف عن القبلة وهو لا یشعر (شرح منیه ص ۵۱۴/ بتقدیم وتاخیر فصل الامامة، لاهور. بحر کوئٹه ص ۳۴۸/ ج ۱/ باب الامامة. شامی کراچی ص ۵۶۰/ ج ۱/ باب الامامة، مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد)

(صفحہ ہٰذا) ۱ فالاتفاق ای علی سقوطها اذا لم یجد قائداً (طحطاوی علی المراقی ص ۲۴۱/ فصل یسقط حضور الجماعة، طبع مصر. بحر کوئٹه ص ۳۴۶/ ج ۱/ باب الامامة. الدرالمختار مع الشامی کراچی ص ۵۵۵/ ج ۱/ باب الامامة، مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد)

۲ یاثم اذا اعتاد الترک (طحطاوی ص ۲۳۲/ باب الامامة، طبع مصر. شامی کراچی ص ۵۵۲/ ج ۱/ باب الامامة، مطلب شروط الامامة الکبری. بحر کوئٹه ص ۳۴۴-۳۴۵/ باب الامامة)

۳ الخلوة بالاجنبیة حرام (الدرالمختار مع الشامی نعمانیه ص ۲۳۵ ج ۵ فصل فی النظر کتاب الحظر والاباحة. بحر کوئٹه ص ۱۹۴/ ج ۸/ کتاب الکراهیة، فصل فی النظر واللمس)

۴ رواه الخرائطی فی مکارم الاخلاق مرفوعاً بلفظ من اقام نفسه مقام التهم فلا یلومن من اساء الظن به، تحت حدیث، اتقوا مواضع التهم (کشف الخفاء ص ۴۴/ ج ۱/ طبع، دار احیاء التراث العربی.

۵ ان ام سلمةؓ حدثته انها کانت عندرسول الله صلّی الله علیه وسلّم ومیمونة (بقیه آئنده پر)

امر پنجم: کے متعلق یہ ہے کہ اذان بلا وضو بھی صحیح ہو جاتی ہے گو وضو سے کہنا بہتر ہے[۱]۔

امر ششم: کے متعلق یہ ہے کہ بضرورت مرض حقہ پینا درست ہے اور تازہ کر کے پیا جاوے اور دوا کے طور پر ضرورت کے موافق پیا جاوے بلا ضرورت یا ضرورت سے زائد نہیں پینا چاہئے۔ نیز مسجد میں منہ مسواک وغیرہ سے صاف کر کے آنا چاہئے بلا منہ صاف کئے بد بودار منہ سے مسجد میں آنا جائز نہیں[۲]۔

محلّہ کی مسجد میں جماعت ثانیہ منع ہے[۳] اگر اس امام سے بہتر امامت کا اہل موجود ہو تو اس کو امام بنالیا جائے[۴] آپس میں تفریق کر کے دو جماعتیں نہیں کرنا چاہئے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۸/۶/۵۵ھ

(گذشتہ کا بقیہ) قالت فبينما نحن عنده اقبل ابن ام مكتومؓ فدخل عليه وذلك بعدماامرنا بالحجاب فقال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم احتجبا منه فقلت يا رسول اللّٰہ اليس هو اعمیٰ لايبصرنا ولايعرفنا فقال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم افعميا وان انتما الستما تبصر انه (ترمذی شريف ص ۱۰۲/ ج ۲/ ابواب الاداب، باب ماجاء فی احتجاب النساء من الرجال، طبع اشرفی بکڈپو دیوبند. مشكوة شريف ص ۲۶۹/ باب النظر إلى المخطوبة، طبع یاسرندیم دیوبند)

(صفحہ ہذا) [۱] ويستحب ان يكون المؤذن صالحاً....وان يكون على وضوءٍ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۱۵۸/باب الاذان، مطبوعه مصر. الدر مع الشامی کراچی ص ۳۹۲/ج ۱/ باب الاذان، مطلب فی المؤذن إذا كان غير محتسب فی اذانه. هنديه کوئٹه ص ۵۴/ج ۱/ الباب الثانی فی الأذان ، الفصل الاول)

[۲] يكره اكل نحو ثوم ويمنع منه (الدر)ويلحق بما نص عليه فی الحديث كل ماله رائحة كريهة مأكولاً اوغيره (شامی کراچی ص ۶۶۱/ج ۱/ مطلب فی الغرس فی المسجد. **عمدة** القاری ص ۱۴۷/ج ۳/ الجزء السادس، كتاب الاذان، باب ماجاء فی الثوم النيئ والبصل الخ، طبع دارالفكر بيروت)

[۳] ويكره تكرارا لجماعة فی مسجد محلة (شامی کراچی ۵۵۲ ج ۱ مطلب فی تكرار الجماعة فی المسجد باب الامامة. هنديه کوئٹه ص ۸۳/ج ۱/ الباب الخامس فی الامامة، الفصل الاول فی الجماعة. بحر کوئٹه ص ۳۴۶/ج ۱/ باب الامامة)

[۴] فالاعلم باحكام الصلوة الحافظ مابه سنة القراءة ويجتنب الفواحش الظاهرة (بقیہ آئندہ پر)

نابینا کی امامت

سوال:۔ ایک حافظ جو کہ قاری بھی ہیں۔ایک مسجد میں بحیثیت امام مسجد تقرر کیا گیا یہ صاحب مسائل نماز اور دیگر امور دینی سے واقف ہیں اور دوسرے لوگوں کو بھی دینی تعلیم دیتے ہیں حافظ موصوف نابینا شادی شدہ ہیں اور ان کے والد اور چھوٹے بھائی ان کو ہر وقت اپنے ساتھ رکھتے ہیں ان کو اپنی طہارت و پاکی کا بہت خیال ہے نیز خطبات جمعہ کافی تعداد میں ان کو یاد ہیں جس کی تصدیق امتحان لے کر دو مستند علماء نے کی ہے اس کے برعکس اور دو تین اصحاب مسجد کی امامت کے لئے کوشاں ہیں اور وہ مسائل نماز اور مسائل دین سے ناواقف ہیں اور زبان عربی سے تو بالکل بے بہرہ ہیں قرآن پاک بھی اچھا نہیں پڑھتے یہ ہر سہ اصحاب کہتے ہیں کہ ہر نابینا کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ادھر حافظ صاحب نابینا اپنی امامت کے جواز میں اس واقعہ سے استناد کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جناب عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو جو نابینا تھے امام مقرر فرمایا تھا اور یہ بھی کہتے ہیں کہ صاحبِ طہارت نابینا کے پیچھے نماز مکروہ نہیں ۔ براہ کرم قرآن وحدیث کی روشنی میں واضح فرمایا جائے کہ موجودہ صورت میں ان نابینا صاحب کی امامت درست ہے یا نہیں اور ان کو اپنے تمام اوصاوف کے لحاظ سے ان اشخاص پر فوقیت حاصل ہے یا نہیں۔

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

کرہ امامة العبد والاعرابی والمبتدع والاعمیٰ لانه لا یتوقی النجاسة ولا یهتدی الی القبلة بنفسه ولا یقدر علی استیعاب الوضوء غالباً وفی البدائع اذا کان لا یؤازیه

(گذشتہ کا بقیہ) احق بالامامة (مراقی مع الطحطاوی ص ۲۴۲ / فصل فی بیان الاحق بالامامة، طبع مصر. الدرمع الشامی کراچی ص۵۵۷ / ج ۱ / باب الامامة، مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد)

غیرہ فی الفضیلة فی مسجدہ فھو اولیٰ ومثلہ فی المحیط وقد استخلف النبی ﷺ ابن ام مکتومؓ وعتبان بن مالکؓ علی المدینة وکانا اعمیین اھ زیلعی[1] ص ۱۳۴۔

عبارتِ بالا سے معلوم ہوا کہ نابینا کی امامت اس وقت مکروہ ہے کہ وہ نجاست سے نہ بچ سکتا ہو استقبال قبلہ پر بنفسہ قادر نہ ہو وضوو غیرہ طہارت کے استیعاب سے قاصر ہو اور جب یہ امور اس میں نہ ہوں تو اس کی امامت مکروہ نہیں۔ نیز جب کہ دیگر نمازیان مسجد سے اپنے اوصاف معتبرہ میں افضل ہو تو اس کی امامت دوسروں سے اولیٰ و افضل ہوگی جیسا کہ حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اور عتبان بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خود نبی کریم ﷺ نے امامت کا حکم فرمایا حالانکہ یہ دونوں صحابی نابینا تھے کیوں کہ اس وقت اس جگہ ان سے افضل کوئی شخص موجود نہ تھا۔ **لانہ لم یبق من الرجال من ھو اصلح منھما اھ رد المحتار[2] ص ۵۸۵/ج ۱۔**

پس صورتِ مسئولہ میں حسب بیان سائل حافظ کی امامت افضل ہوگی ان دوتین آدمیوں کی امامت سے اگر کوئی شخص ان نابینا سے افضل ہو تو اس کی امامت افضل ہوگی۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم ۵۹/۵/۹ ھ

نابینا کی امامت

سوال:۔ نابینا اور کانا شخص جو اپنے بدن اور کپڑے کو محفوظ رکھتا ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے، حدیث و قرآن کا حوالہ دیکر تحریر کیجئے۔

---

[1] تبیین الحقائق للزیلعی ص ۱۳۴ ج ۱ باب الامامة مطبوعہ ملتان. بحر کوئٹہ ص ۳۴۸، ۳۴۹/ ج ۱/ باب الامامة. طحطاوی مع المراقی ص ۲۴۴/ فصل فی بیان الاحق بالامامة، طبع مصر.

[2] قبیل مطلب البدعة خمسة اقسام باب الامامة شامی کراچی ص ۵۶۰/ج ۱.

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

درست ہے بشرطیکہ عالم محتاط ہو اور کوئی بات اس میں منصب امامت کے خلاف نہ ہو[1]۔

فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبد اللطیف ۲۸/صفر ۵۸ھ

ایک چشم کی امامت

سوال:۔ اگر کانا آدمی نماز پڑھائے تو اس کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

درست ہے[2]۔ فقط

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند ۱۲/۲۱/۸۸ھ

جس کو ایک آنکھ سے نظر آتا ہو اس کی امامت

سوال:۔ ہماری بستی میں مسجد کے امام صاحب کی ایک آنکھ میں کسی وجہ سے نقص ہو گیا اس لئے اس کو آپریشن کی ضرورت ہوئی اور اسی حالت میں امام صاحب کی آنکھ بے کار ہو گئی،

---

[1] وکرہ امامة العبد والاعمیٰ لعدم اهتدائه إلى القبلة وصون ثيابه عن الدنس و إن لم يوجد افضل منه فلاكراهة (مراقی مع الطحطاوی ص ۲۴۴/فصل فی بيان الاحق بالامامة، طبع مصر . بحر کوئٹه ص۳۴۸/ج ۱/ باب الامامة. تبيين الحقائق ص ۱۳۴/ج ۱/ باب الامامة، طبع امداديه ملتان)

[2] جبکہ نابینا شخص کی امامت بشرطیکہ عالم محتاط ہو اور کوئی بات منصب امامت کے خلاف نہ ہو درست ہے تو اس شخص کی امامت جس کی ایک آنکھ خراب ہو شرائط مذکورہ کے ساتھ بدرجہ اولیٰ درست ہوگی۔ وکرہ امامة العبد والاعمى لعدم اهتدائه إلى القبلة وصون ثيابه عن الدنس (طحطاوی على المراقی ص ۲۴۴/ فصل فی بيان الاحق بالامامة، طبع مصر. بحر کوئٹه ص ۳۴۸/ج ۱/ باب الامامة. تبيين الحقائق ص ۱۳۴/ج ۱/ باب الامامة، طبع امداديه ملتان)

لیکن دوسری آنکھ بالکل صحیح سالم ہے کتاب وغیرہ اچھی طرح دیکھ سکتا ہے تو اس امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

محض اتنی سی بات کی وجہ سے اس کی امامت ناجائز نہیں کہی جائے گی کہ اس نے آنکھ میں آپریشن کرایا ہے اور ایک ہی آنکھ سے اس کو نظر آتا ہے اس کے پیچھے نماز درست ہے[۱]۔

فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

بینا اور نابینا میں امام کون ہو

سوال:۔(۱) زید نابینا غیر متقی عمر بینا متقی کی موجودگی میں نماز پڑھاتا ہے یہ صورت بہتر ہے یا نہیں؟

(۲) نابینا اور بینا دونوں ایک درجہ رکھتے ہیں نماز پڑھنا کس کے پیچھے افضل ہے؟

(۳) اقتداء مطلقاً نابینا اور بینا میں کیا فرق ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

(۱) نابینا اگر گلی کوچے میں پھرتا ہے اور ناپاکی سے احتیاط نہیں کرتا تو اس کی امامت مکروہ

---

[۱] نابینا شخص کی امامت کو فقہاء نے اس بناء پر مکروہ لکھا ہے کہ وہ دکھائی نہ دینے کی وجہ سے پاکی کا خیال نہیں رکھ پاتا اور قبلہ کی صحیح تعیین نہیں کرپاتا اگر پاکی وغیرہ کا خیال رکھے تو اسکی امامت بلا کراہت درست ہے لہٰذا جس شخص کو ایک آنکھ سے نظر آتا ہو اور اس میں امامت کے اوصاف موجود ہوں تو اسکی امامت بلاشبہ درست ہے۔ وکرہ امامة العبد والاعمیٰ لعدم اهتدائه إلى القبلة وصون ثيابه عن الدنس (مراقی مع الطحطاوی ص ۲۴۴ / فصل فی بیان الاحق بالامامة. بحر کوئٹہ ص ۳۴۸ / ج ۱ / باب الامامة. تبيين الحقائق ص ۱۳۴ / ج ۱ / باب الامامة، طبع امداديه ملتان)

ہے۔ بینا میں اگر وہ خرابی موجود نہیں جو نابینا میں ہے نہ اس کے مثل نہ اس سے بڑی کوئی خرابی موجود ہے تو ایسی حالت میں نابینا کو امام بنانا ممنوع ہے چاہئے کہ ایسی حالت میں بینا ہی کو امام بنایا جائے۔ البتہ اگر نابینا سب نمازیوں سے افضل ہو علم وعمل وتقویٰ کی حیثیت سے ناپاکی وغیرہ سے احتیاط کرتا ہو تو پھر ایسے نابینا کی امامت مکروہ نہیں بلکہ افضل ہے۔ **ویکرہ امامۃ عبد واعرابی وفاسق واعمیٰ الا ان یکون ای غیر الفاسق اعلم القوم فھو اولیٰ قید کراھۃ امامۃ الاعمیٰ فی المحیط وغیرہ بان لا یکون افضل القوم فان کان افضلھم فھو اولیٰ درمختار[1] وشامی ص ٥٨٢/ج ١۔**

اور بصورتِ کراہت اگر نابینا کی علیحدگی میں فتنہ ہو تو بجبوری تا انتظامِ ثانی نابینا ہی کو امام بنالیا جائے۔[2]

(٢) تمام اوصاف میں بالکل مساوی ہوں کسی قسم کا کوئی فرق کمی زیادتی کا ادنیٰ سا بھی نہ ہو (اگرچہ یہ دشوار ہے) تو بینا کی امامت افضل ہے۔[3]

(٣) اوپر کے دونوں جوابوں سے فرق واضح ہوگیا۔ مستقل فرق کی علیحدہ ضرورت نہیں رہی۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ١٣/٤/٥٨ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم ١٣/ربیع الثانی ٥٨ھ

---

[1] مطلب البدعة خمسة اقسام باب الامامة شامی کراچی ص ٥٦٠/ج ١. تبیین الحقائق ص ١٣٤/ج ١/ باب الامامة، طبع امدادیه ملتان. بدائع زکریا ص ٣٨٧/ج ١/ فصل فی بیان من یصلح للامامة علی التفصیل.

[2] مستفاد ویکره تقلید الفاسق ویعزل به إلا لفتنة (الدر مع الشامی کراچی ص ٥٤٩/ج ١/ باب الامامة، مطلب شروط الامامة الکبریٰ) قول الشارح الالفتنة أی إلا إذا خیف حصول فتنة من عزله بسبب فسقه فلایسعی فی عزله لان ضرر الفتنة فوق ضرر خلعه (تقریرات رافعی ص ٦٩/ج ١/ مطبوعه مع الشامی کراچی)

[3] البصیر اولی من الأعمی (بدائع زکریا ص ٣٨٨/ج ١/ فصل فی بیان من هو احق بالامامة. تاتارخانیه کراچی ص ٦٠٢/ج ١/ کتاب الصلوة، من هو احق بالامامة)

اندھے جھوٹے کی امامت!

سوال:۔کوئی شخص اندھا ہو اور امامت کرتا ہو، یا قرأت غلط پڑھتا ہو ہدایت کرنے پر عمل نہ کرتا ہو اور جھوٹ بولتا ہو ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔اگر بوجہ ثواب جماعت کی نماز پڑھے اور نماز اپنی دہرالے تو کوئی گناہ تو نہیں؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

جب تک کوئی ایسی چیز معلوم نہ ہو جس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے تو نماز ادا ہو جائیگی[1] ہاں اگر کوئی چیز ایسی معلوم ہو مثلاً قرأۃ میں ایسی غلطی کی جس سے معنیٰ بگڑ گئے یا اس کے جسم یا کپڑے پر نجاست مانعہ موجود تھی تو نماز نہیں ہوئی دوبارہ پڑھنا ضروری ہے[2]، جب کہ دوسرا شخص صحیح پڑھنے والا طہارت ونماز کے مسائل سے واقف متبع سنت امامت کے لئے موجود ہو تو جھوٹ بولنے والے غلط قرأۃ کرنے والے نابینا کو امام بنانا مکروہ ہے۔[3] جب تک بہتر امام کا

---

[1] من شروط صحة الاقتداء أن لايعلم المقتدى من حال امامه مفسداً (مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص۲۳۸/ باب الامامة، طبع مصر. شامی زکریا ص ۳۴۰/ ج۲/ مطلب المواضع التی تفسد صلاة الامام دون المؤتم. مجمع الانهر ص ۱۰۷/ ج ۱/ فصل فی الجماعة، طبع دار الفکر بیروت)

[2] واذا ظهر حدث امامه وكذا كل مفسد فی رأی مقتد بطلت فیلزم اعادتها (الدرالمختار مع الشامی زکریا ص ۳۴۰/ ج۲/ باب الامامة، مطلب قبیل مطلب المواد التی تفسد صلاة الامام. مجمع الانهر ص ۱۰۷/ ج ۱/ فصل فی الجماعة، طبع دار الفکر بیروت)

[3] قید کراهة امامة الاعمیٰ فی المحیط وغیره بان لا یکون افضل القوم (شامی کراچی ص ۵۶۰ ج ۱ قبیل مطلب البدعة خمسة اقسام باب الامامة شامی نعمانیه ص ۳۷۶/ ج ۱/ ولا یجوز امامة الالثغ الذی لا یقدر علی التکلم ببعض الحروف الیٰ ماقال ومن یقف فی غیره مواضعه ولا یقف فی مواضعه لا ینبغی له ان یؤم الخ عالمگیری ص ۸۶ ج ۱ (مطبوعه کوئٹه) باب الامامة فی الفصل الثالث، تاتارخانیه کراچی ص ۴۷۷ ج ۱ الفصل الاول من قرأة الألثغ، کتاب الصلاة، الفرائض، یکره امامة عبد واعرابی وفاسق (بقیہ اگلے صفحہ پر)

انتظام نہ ہوتو ایسی موجودہ صورت میں امام مذکور کے پیچھے نماز ادا کر لی جائے تو نماز لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے[۱]۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

ایک آنکھ اور ایک ہاتھ والے کی امامت!

سوال:۔ جوایک ہاتھ اور ایک آنکھ سے معذور ہے معلوم نہیں کہ استنجاء ٹھیک سے کرتا ہے یا نہیں وضو کا معلوم ہے کہ ایک فریضہ ترک ہوجاتا ہے یعنی چوتھائی سر کا مسح اور ہاتھ کہنیوں تک ہاتھ نہیں دھلتے ، بعض مرتبہ ٹخنوں تک پیر بھی نہیں دھلتے ، ایسی حالت میں ان کے پیچھے نماز پڑھنا کہ ان سے بہتر نماز پڑھانیوالا کوئی نہ ہوتو جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

جب وہ مسح نہ کرنے کی وجہ سے وضو کامل نہیں کرسکتے تو ان کو امام بنانا جائز نہیں[۲] خواہ دوسرا آدمی ان سے بہتر امامت کے لائق موجود ہو یا نہ ہو، اگر دوسرا آدمی موجود نہیں تو اس کا انتظام

(گذشتہ کا بقیہ) واعمیٰ الی قوله هذا (ای حکم الکراهة) ان وجد غیرهم ای من هو أحق بالامامة. شامی زکریا ص ۳۰۱/ ج۲/ باب الامامة قبیل مطلب فی امامة الامرد. بحر کوئٹه ص ۳۴۹/ ج ۱/ باب الامامة. طحطاوی مع المراقی ص ۲۴۶/ فصل الاحق بالامامة، طبع مصر. تاتارخانیه ص۴۷۷/ ج ۱/ الفصل الاول من قرأة الخ)

(صفحہ ہٰذا) [۱] لو صلّٰی خلف فاسق او مبتدع نال فضل الجماعة لکن لا ینال کما ینال خلف تقی ورع، شامی زکریا ص ۳۰۱ ج۲ باب الامامة، مطلب فی الامرد، طحطاوی مع المراقی ص ۲۴۶ فصل فی بیان الاحق بالامامة طبع مصر، فان امکن الصلوة خلف غیرهم فهو افضل وإلّا فالاقتداء من الانفراد اولٰی، البحر الرائق کوئٹه ص ۳۴۹ ج ۱ باب الامامة.

[۲] فسد اقتداء رجل بامرأة او صبی وطاهر بمعذور (تبیین الحقائق ص ۱۴۰/ ج ۱/ باب الامامة، طبع امدادیه ملتان. شامی کراچی ص۵۷۸/ ج ۱/ مطلب الواجب کفایة هل یسقط. مراقی مع الطحطاوی ص ۲۳۴/باب الامامة، طبع مصر)

کیا جائے انتظام نہ کرنے کی وجہ سے سب ہی محلّہ کے لوگ قصوروار ہیں، معذور شرعی کی امامت کا ناجائز ہونا کتب فقہ شامی وغیرہ میں موجود ہے۔[1]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ٩/٣/٩٢ھ

بہرہ کی امامت

سوال:۔ ایک عالم بالکل بہرہ ہے وہ امامت کرتا ہے تکبیر ہوتے وقت نیت باندھ لیتا ہے بعض اوقات تکبیر ختم ہوگئی اور وہ کھڑا ہے، جب لوگ اشارہ کرتے ہیں تو نیت باندھ لیتا ہے تو کیا اس کے پیچھے نماز ہوجائے گی اور اسے امام رکھنا مناسب ہوگا جبکہ شہر میں اور بھی عالم ہیں؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

بہرہ آدمی نماز پڑھادے تب بھی درست ہے لیکن ہوسکتا ہے کہ کبھی اس کو لقمہ دینے کی ضرورت پیش آئے اور وہ نہ سنے اس لئے افضل یہ ہے کہ جو شخص بہرہ نہ ہو اور امام کی صفات اس میں موجود ہوں اس کو امام بنایا جائے۔[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ٢٣/٢/٩٤ھ

امامتِ مرتعش

سوال:۔ اگر کسی کے ہاتھ میں رعشہ ہو یا پاؤں کے اکثر حصہ میں تو امامت کیسی ہے؟

[1] والسلامة من فقد شرط **كطهارة** لاتصح امامته لطاهرٍ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ٢٣٤/ باب الامامة، طبع مصر. شامی زکریا ص ٣٢٣/ج٢/ مطلب الواجب كفاية هل يسقط الخ. تبيين الحقائق ص ١٤٠/ج١/ باب الامامة، طبع امدايه ملتان)

[2] الباب الخامس فی الامامة فصل ثالث فتاویٰ دارالعلوم ص ١٨٢/ج٣/ مطبوعه زكريا ديوبند.

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

اگر معمولی ہلتا ہو کہ ارکانِ نماز میں دشواری نہ ہوتی ہوتو امامت منع نہیں [١]۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

ابرص اور جذامی کے پیچھے نماز

سوال:۔ مبروص اور جذامی کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے یعنی (مبروص اور جذامی) کو امام بنانا کیسا ہے؟ جواب کتاب کے حوالہ سے ہو۔ فقط

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

جس کو برص ہو اور برص بھی معمولی نہ ہو بلکہ بدن میں شائع ہو اور لوگ اس سے نفرت کرتے ہوں تو اس کو امام بنانا مکروہ ہے۔ کذا فی رد المحتار [٢] ج ١ / ص ٣٧٨۔

جذامی کا درجہ تو اس معاملہ میں ابرص سے بڑھا ہوا ہے کہ جذام اگر شائع ہو اور ہر وقت ٹپکتا ہو تو ایسے شخص کو مسجد میں آنا منع ہے اس سے جماعت بھی ساقط ہے وہ امام بھی نہیں بنایا جاسکتا [٣]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

---

[١] فتاوی دار العلوم ص ١٠٤ / ج ٣ / باب الامامة، طبع زکریا دیوبند.

[٢] وكذا تكره خلف امرد وسفيه ومفلوج وابرص شاع برصه (الدر) والظاهر ان العلة النفرة ولذا قيد الابرص بالشيوع ليكون ظاهراً (شامی نعمانيه ص ٣٧٨ / ج ١ / مطلب فی امامة الامرد باب الامامة. طحطاوی مع المراقی ص ٢٤٦ / فصل فی بيان الاحق بالامامة، طبع مصر)

[٣] وكذلك القصاب والسماك والمجذوم والابرص اولىٰ بالالحاق (شامی نعمانيه ص ٤٤٤ / ج ١ / ای الالحاق بالنهی عن قربان المسجد شامی کراچی ص ٦٦١ / ج ١).
وتكره **الصلاة** خلف امرد وسفيه ومفلوج وابرص شاع برصه ومراء ومتصنع ومجذوم (طحطاوی مع المراقی ص ٢٤٦ / فصل فی بيان الاحق بالامامة، طبع مصر. شامی کراچی ص ٥٦٢ / ج ١ / مطلب فی امامة الامرد)

مقطوع الید کی امامت

سوال:۔(۱) مقطوع الید کی امامت کا کیا حکم ہے؟

(۲) اگر عرصۂ دراز تک اس کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں بعد میں کچھ خودغرض کسی وجہ سے مقطوع الید ہونے کا الزام دے کر خود بھی اس کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع کرتے ہیں دوسروں کو بھی روکتے ہیں یہ کہاں تک درست ہے اکثر سربرآوردہ علماء کے دستخط ثبت ہوں۔
۲۰/ج۲/۱۳۵۵ھ

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

اگر وہ شخص طہارت اور پاکی ٹھیک طور پر کرلیتا ہے اور اس کا اہتمام رکھتا ہے تو اس کی امامت شرعاً درست ہے ورنہ مکروہ ہے صحیح اور سالم کی امامت بہرحال اولیٰ ہے۔ وکذا تکرہ خلف امرد وسفیہ ومفلوج وابرص فالاقتداء بغیرہ اولیٰ تاترخانیہ وکذا اجذم ومجبوب وحاقن ومن لہ ید واحدۃ فتاویٰ الصوفیۃ عن التحفۃ والظاہر ان العلۃ النفرۃ ولذا قید االابرص بالشیوع لیکون ظاہرا ولعدم امکان کمال الطہارۃ ایضاً فی المفلوج والاقطع اھ رد المحتار[۱] ج ا/ ص ۵۸۷۔

(۲) اختلاف سے بچنا چاہئے اگر اس کے پیچھے نماز پڑھنے سے کوئی شرعی عذر مانع ہو تو اتفاق کے ساتھ کسی دوسرے شخص کو امام مقرر کرلیا جائے[۲] محض خودغرضی کی بناء پر اختلاف پیدا

---

[۱] شامی کراچی ص ۵۶۲/ج ۱/مطلب فی امامۃ الامرد باب الامامۃ. طحطاوی مع المراقی ص ۲۴۶/ فصل فی بیان الاحق بالامامۃ، طبع مصر.

[۲] تکرہ خلف امرد وسفیہ ومفلوج وکذلک اعرج یقوم ببعض قدمہ فالاقتداء بغیرہ اولیٰ (شامی کراچی ص ۵۶۲/ج ا/ باب الامامۃ، مطلب فی امامۃ الامرد). فان أمکن الصلوۃ خلف غیرھم فھو افضل والا فالاقتداء اولی من الانفراد. بحر کوئٹہ ص ۳۴۹/ باب الامامۃ)

کرنا گناہ ہے۔[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۱/۶/۵۵ھ

امام صاحب ایک ہاتھ سے معذور ہے!

سوال:۔ ایک شخص صالح پابند شرع ہے۔ حافظ قرآن ہے، مجبوری یہ ہے کہ داہنے ہاتھ سے معذور ہے صرف بائیں ہاتھ سے سب کام کرتا ہے کم گو اور صفائی پسند ہے تو ایسے حافظ کی امامت درست ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

جو امام داہنے ہاتھ سے معذور ہو، اور طہارت وصفائی پوری طرح کر لیتا ہو اور امامت کی صلاحیت ہو اس کی امامت شرعاً درست ہے اگر چہ ایسے شخص کی امامت اولیٰ ہے جو معذور نہ ہو،[۲] حق تعالیٰ آپ کے امام صاحب کو صحت وتندرستی دے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند

اعرج وابرص کی امامت

سوال:۔ وہ فہرست جن کو امامت کرنا مکروہ ہے، اس میں اعرج ابرص داخل ہیں کہ نہیں؟ اگر داخل ہیں تو کیا تفصیل ہے؟ نیز یہ کراہت اس کے مقابل میں اگر کوئی اعلم بالسُنّۃ موجود ہو تب ہے یا علی الاطلاق؟

---

۱ ویجوز ان یکون معناه ولاتفرقوا متابعین للهوی والاغراض المختلفة وکونوا فی دین الله اخوانا (تفسیر الجامع لاحکام القرآن القرطبی ص ۱۵۱/ج۲، تفسیر الایة ص ۱۰۳/الجزء الرابع، سوره آل عمران، طبع دارالفکر بیروت)

۲ (قوله ومفلوج)فالاقتداء بغیره اولیٰ (شامی کراچی ص ۵۶۲/ج۱/ مطلب فی امامة الامرد باب الامامة. طحطاوی مع المراقی ص ۲۴۶/ فصل فی بیان الاحق بالامامة)

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

درمختار میں ابرص بھی مذکور ہے[1] شامی میں ہے قیــد البــرص بــالشیــوع لیــکــون ظاھراًو کذلک اعرج یقوم ببعض قدمه فالاقتداء بغیره اولیٰ تاترخانیه[2]۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے اعرج کی امامت خلافِ اولیٰ ہے۔ اعمیٰ واعرج عامل بالسُّنّہ ہوں تو ان کی امامت عالم بالسُّنّہ غیر عامل بالسُّنۃ کے مقابلہ میں راجح ہے۔ابن ام مکتوم اورعتبان بن مالک کی امامت دلیل ترجیح ہے[3]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۹۲/۶/۱۸ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۹۲/۶/۱۸ھ

لنگڑے کی امامت

سوال:۔ زید امام مسجد کے پاؤں میں کچھ کجی واقع ہے جس کی وجہ سے تو چلنے میں سالم پاؤں زمین پر نہیں رکھ سکتا مگر نماز پڑھاتے وقت سالم پاؤں زمین پر رکھتا ہے آیا ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو کراہت کے ساتھ یا بلا کراہت؟

۱؎ تکره خلف امرد وابرص شا ع برصهٗ (الدرالمختار مع الشامی کراچی ص۵۶۲/ج۱/ مطلب فی امامة الامرد باب الامامة. طحطاوی علی المراقی ص۲۴۶/ فصل فی بیان من هو احق بالامامة، طبع مصر)

۲؎ شامی کراچی ص۵۶۲/ج۱/ باب الامامة، مطلب فی امامة الامرد. تاتارخانیه کراچی ص۶۰۲/ج۱/ کتاب الصلاة بیان من هو احق بالامامة)

۳؎ ورد فی الاعمیٰ نص خاص هو استخلافه ﷺ لابن ام مکتوم وعتبان علی المدینة وکانا اعمیین لانه لم یبق من الرجال من هو اصلح منهما (شامی کراچی ۵۶۰/ج۱/ قبیل البدعة خمسة اقسام باب الامامة. تبیین الحقائق ص۱۳۴/ج۱/ باب الامامة، طبع امدادیه ملتان. طحطاوی مع المراقی مصری ص۲۴۴/ فصل فی بیان من هواحق بالامامة)

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے لیکن اگر سالم پاؤں زمین پر دقّت سے رکھا جاتا ہے تو اس کے علاوہ دوسرے شخص کو امام بنانا اولیٰ ہے۔ ولو کان بقدم الامام عوج فقام علیٰ بعضها یجوز وغیرہ اولیٰ اھ زیلعی[١] ج ١/ص ١٤٣۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ٧/٦/٥٧ ١٣ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم ٥/ج ٢/٥٧ ١٣ھ

لنگڑے کی امامت

سوال: ایک شخص لنگڑا ہے اور وہ باوجود لنگڑا ہونے کے حافظ وقاری بھی ہے بہت اچھا قرآن پڑھتا ہے تو جب وہ نماز پڑھاتا ہے تو عوام الناس اس پر اعتراض کرتے ہیں کہ لنگڑے کے پیچھے نماز نہیں ہوتی لہٰذا ہم اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھیں گے۔ تو معلوم یہ کرنا ہے کہ کیا لنگڑے کے پیچھے نماز نہیں ہوتی اور اگر کراہت ہے تو تحریمی ہے یا تنزیہی اور عوام الناس کا یہ اعتراض کرنا بجا ہے یا نہیں اور جو لوگ اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے تو یہ لوگ اس معاملہ میں کیسے ہیں؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

لنگڑے کو امام بنانا مکروہ تنزیہی ہے تحریمی نہیں اس کے پیچھے نماز ادا ہوجائے جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی وہ ناواقف ہیں۔ کذا تکرہ خلف مفلوج وابرص شاع برصه وکذا اعرج یقوم ببعض قدمه فالاقتداء بغیرہ اولیٰ تاترخانیه وکذا اجذم

[١] زیلعی ص ١٤٣/ج ١/ باب الامامة والحدث فی الصلاة، طبع امدادیه ملتان. تاتارخانیه ص ٦٠٣/ج ١/ الفصل السادس امالكلام فی بیان من هو احق بالامامة، طبع ادارة القرآن، کراچی. شامی زکریا ص ٣٠٢/ج ٢/ باب الامامة، مطلب فی امامة الامرد)

برجندی (شامی[1] ص ۳۷۸ ج ۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۱۳/۱۱/۱۴۰۰ھ

مفلوج کی امامت

سوال:۔ مذکورین میں کس کی امامت درست ہے اور کس کی نہیں جواب سے مطلع فرمائیں تو نوازش ہوگی۔

(۱) جس کے کسی ہاتھ پیر پر فالج ہو۔

(۲) یا قدرتی طور پر ہاتھ خشک ہوگیا ہو۔

(۳) جس کے پیر پر فالج ہو۔

الجواب: حامداًوّ مصلیاً!

اگر وہ ہاتھ کام نہ دیتا ہو تو اس شخص کی امامت مکروہ ہے[2]۔

(۲) اس کی امامت مکروہ ہے[3]۔

(۳) اگر پیر کارآمد نہیں یعنی بدن کا وزن برداشت نہیں کرتا تو اس شخص کی امامت مکروہ ہے[4]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۹/۹۱ھ

---

[1] شامی کراچی ص ۵۶۲ ج ۱ مطلب فی امامة الامرد، ونعمانیه ص ۳۷۸/ج ۱/ باب الامامة. تاتارخانیه ص ۶۰۳/ج ۱/ الفصل السادس امالکلام فی بیان من هو احق بالامامة.، طبع ادارة القران کراچی. زیلعی ص ۱۴۳/ج ۱/ باب الامامة والحدث فی الصلاة، طبع امدادیه ملتان)

[2] وکذا تکره خلف امرد وسفیه ومفلوج وکذلک اعرج یقوم ببعض قدمه فالاقتداء بغیره اولیٰ تاتارخانیه (شامی کراچی ص ۵۶۲/ج ۱/ مطلب فی امامة الامرد باب الامامة. شامی نعمانیه ص ۳۷۸/ج ۱)

[3] ......ایضاً

[4] ......ایضاً

مصنوعی دانت والے کی امامت

سوال:۔ اگر امام چوکڑہ لگانے والا ہو اور مقتدی دانت رکھنے والے ہوں تو کیا ایسی صورت میں امام معذور کی تعریف میں داخل ہوگا؟ ایسے شخص کی امامت جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

ایسا امام معذور نہیں اس کی امامت درست ہے[۱]۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۱۸/۱۰/۹۲ھ

مصنوعی دانت والے امام کے پیچھے نماز!

سوال:۔ زید ایک مسجد کا امام ہے اس کے دانتوں میں درد شدید رہتا ہے ڈاکٹر کے مشورہ سے تمام دانت نکلوا کر مصنوعی دانت پتھر کے لگا لئے، دانت لگانے کی وجہ سے حروف صحیح نہیں نکلتے ہیں، آگاہ فرمایا جائے کہ مصنوعی دانت لگانے سے امام کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں جب کہ یہ امام ۳۲/۳۴/سال سے امامت کر رہا ہے کیا مصنوعی دانت لگانے کی وجہ سے اس امام کا عزل جائز ہے۔

---

[۱] فقہاء نے دانت لگوانے کو درست لکھا ہے بلکہ چاندی وسونے کے دانت لگوانے کی بھی اجازت دی ہے اسلئے امامت میں کوئی خرابی نہیں آئے گی۔ اذا جدع أنفه أو اذنه أو سقط سنه فاراد أن يتخذ سنا آخر فعند الامام يتخذ ذلک من الفضة فقط وعند محمد من الذهب ايضاً (شامی زکریا ۵۲۱/ج ۹/ کتاب الحظر والاباحة فصل فی اللبس. مجمع الانهر ص ۱۹۶/ج ۴/ کتاب الكراهية، فصل فی اللبس، طبع دارالفکر بیروت. فتاوی الهندیه کوئٹه ص ۳۳۶/ج ۱/ کتاب الكراهية، الباب العاشر فی استعمال الذهب والفضة، نیز ملاحظہ ہو فتاوی دارالعلوم ص ۲۰۶/ج ۳/ الباب الخامس فی الامامة، فصل ثالث، طبع زکریا دیوبند)

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

پتھر کے مصنوعی دانت لگوانے کی وجہ سے امامت میں خرابی نہیں ہوتی[۱] اس بناپر اس کا عزل صحیح نہیں ہے۔ واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۹۲/۱/۲۹ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ ۹۲/۲/۱ھ

جریان والے کی امامت

سوال:۔ایک شخص جس کو جریان کا عارضہ ہو پیشاب کے بعد مسلسل قطرات آتے رہتے ہوں بغیر پیشاب کئے بھی قطرات پائجامے میں نکل جاتے ہیں تو کیا وہ جماعت کراسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

اگر وہ شرعی معذور ہے تو اس کی امامت درست نہیں[۲] ورنہ درست ہے بشرطیکہ کپڑے بھی پاک ہوں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۳ر رجب ۶۸ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ ۱۴ر رجب ۶۸ھ

صاحبِ جریان کی نماز وامامت

سوال:۔ احقر مدّت سے مرضِ جریان میں مبتلا ہے۔ اکثر اوقات بدون دفق وشہوت

---

[۱] ملاحظہ ہو حاشیہ تحت عنوان ”مصنوعی دانت والے کی امامت“۔

[۲] ان المعذور صلاته ضرورية فلا يصح اقتداء غيره به (مراقی مع الطحطاوی ص ۲۳۴/ باب الامامة مصری. شامی ص ۳۸۹/ج ۱ نعمانيه باب الامامة مطلب الواجب كفاية هل يسقط بفعل الصبی. بحر كوئٹه ص ۳۶۰/ج ۱/ باب الامامة)

کے مذی کی قسم کی کوئی چیز نکل کر کبھی مخرج کے منہ پر رہتی ہے اور کبھی مخرج سے تعدّی کر کے کچھ پھیل جاتی ہے مگر چمڑے سے الگ ہو کر ساقط نہیں ہوتی، کبھی کپڑے پر بھی لگ جاتی ہے اور اکثر اوقات نماز میں بھی مذکورہ حالت ہو جاتی ہے۔ بعض وقت دو تین دفعہ نماز دہرانے تک یہی حالت رہتی ہے اور بعض وقت نہیں رہتی۔ اب سوال یہ ہے کہ نماز دہراؤں یا نہیں؟ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ کبھی مجبوراً امام بننا پڑتا ہے کہ جماعت میں عوام ہوتے ہیں جن کی قرأت صحیح نہیں ہے اور بعض کی قرأت صحیح ہے مگر مسائل سے اچھی طرح واقف نہیں اور بعض کے طہارت وغیرہ کے مسائل پر عمل نہیں ہے چال چلن لباس وغیرہ شریعت کے موافق نہیں ہے اور اگر کبھی جاننے والا آدمی موجود بھی ہے تو وہ امام نہیں ہوتا۔ تو حالتِ مذکورہ میں احقر کو امام بننا درست ہوگا یا نہیں؟ بر تقدیرِ ثانی کیا کروں؟ فقط

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اس چیز کے ناقض وضو ہونے میں شک نہیں[1]، لیکن اس کی نوبت یہاں تک پہونچ گئی ہے کہ شرعاً آپ کو معذور کہا جا سکے تو اس وقت آپ کے لئے یہ حکم ہوگا کہ ہر نماز کے لئے تازہ وضو کرنا آپ کو ضروری ہوگا اور اس وضو سے فرض نفل سب پڑھ سکتے ہیں۔ پھر جب نماز کا وقت خارج ہوگا تو یہ خروجِ وقت آپ کے حق میں ناقضِ وضو ہوگا عذر ناقض نہ ہوگا۔[2] شرعاً

---

[1] نواقض الوضوء منها مایخرج من السبیلین من البول والغائط والریح الخارجة من الدبر والودی والمذی والمنی والدودة والحصاة (هندیه کوئٹه ص۹/ج۱/ کتاب الطهارة، الباب الاول فی الوضوء، الفصل الخامس فی نواقض الوضوء. مجمع الانهر ص۳۱/ج۱/ کتاب الطهارة، طبع دارالکتب العلمیه بیروت. طحطاوی مع المراقی ص۶۸/فصل ینقض الوضوء اثنا عشر شیئاً، طبع مصر)

[2] وحکمه الوضوء لکل فرض الامام للوقت کما فی لدلوک الشمس ثم یصلی به فرضاً ونفلاً فاذا خرج الوقت بطل ای ظهر حدثه السابق (شامی کراچی ص۳۰۵، ۳۰۶/ مطلب فی احکام المعذور. مجمع الانهر ص۸۴/ج۱/ فصل فی المستحاضة ومن به سلسل بول، طبع دارالکتب العلمیه بیروت. هندیه کوئٹه ص۴۱/الباب السادس، الفصل الرابع ومما یتصل بذلک احکام المعذور)

معذور وہ شخص ہے کہ جس پر نماز کا ایک مکمل وقت اسی حالت میں گذر جائے کہ اس میں وہ عذر برابر ملحق رہے اور اتنی دیر کے لئے بھی بند نہ ہو کہ جس میں وہ وضو کر کے اس وقت کی فرض نماز ادا کر سکے۔ جب ایک نماز کا مکمل وقت اسی حالت میں گذر گیا تو یہ شخص شرعاً معذور ہوگا۔ اس کے بعد ہر نماز کے مکمل وقت میں اس عذر کا متحقق ہونا ضروری نہیں۔ بلکہ مکمل وقت میں کم از کم ایک مرتبہ اس عذر کا پایا جانا کافی ہے پھر اگر کسی نماز کا مکمل وقت ایسی حالت میں گذر گیا کہ ایک مرتبہ بھی عذر نہ پایا گیا تو یہ شخص شرعاً معذور نہیں رہے گا۔[۱] اب آپ اپنی حالت کو خود ملاحظہ کر لیں آپ شرعاً معذور ہیں یا نہیں؟ اگر ہیں تو یہ خروجِ مذی آپ کے حق میں ناقض نہیں، لہٰذا اس کی وجہ سے نماز کا اعادہ بھی درست نہیں۔ اگر آپ معذور نہیں تو یہ خروجِ مذی ناقضِ وضو ہے[۲]۔

اگر نماز میں خروج ہو جائے تو وضو اور نماز ہر دو کا اعادہ لازم ہے۔ معذور کی امامت درست نہیں[۳] جب آپ معذور ہوں تو آپ ہرگز امام نہ بنیں۔ جو امام احسن حالاً ہو اس کا اقتداء

---

[۱] وصاحب عذر ان استوعب عذره تمام وقت صلاة مفروضة ولو حكماً وهٰذاشرط العذر فى حق الابتداء وفى حق البقاء كفى وجودهٗ فى جزء من الوقت ولومرة......وحكمه الوضوء لكل فرض ثم يصلى فيه فرضا ونفلاً فاذا خرج الوقت بطل (ملخصاً الدرالمختار مع الشامى نعمانيه ص۲۰۳/ج۱/ فى احكام المعذور قبيل باب الانجاس. شامى كراچى ۳۰۵/ج۱. مجمع الانهر ص۸۵/ج۱/ كتاب الطهارة فصل المستحاضة ومن به سلسل بول، طبع دارالكتب العلميه بيروت. هنديه كوئٹه ص۱۴/ج۱/ الباب السادس،الفصل الرابع ومما يتصل بذلك احكام المعذور)

[۱] نواقض الوضوء منها مايخرج من السبيلين من البول والغائط والريح الخارجة من الدبر والودى والمذى والمنى والدودة والحصاة (هنديه كوئٹه ص۹/ج۱/ كتاب الطهارة، الباب الاول فى الوضوء، الفصل الخامس فى نواقض الوضوء. مجمع الانهر ص۳۱/ج۱/ كتاب الطهارة، طبع دارالكتب العلميه بيروت. طحطاوى مع المراقى ص۶۸/ فصل ينقض الوضوء اثنا عشر شيئاً، طبع مصر)

[۲] ان المعذور صلاته ضرورية فلايصح اقتداء غيره به(مراقى مع الطحطاوى ص۲۳۴/باب الامامة، طبع مصر. شامى نعمانيه ص۳۸۹/ج۱/ باب الامامة، مطلب الواجب كفاية هل يسقط بفعل الصبى. بحر كوئٹه ص۳۶۰/ج۱/ باب الامامة)

کرلیں اور جب معذور نہ ہوں تو پھر امام بننے میں کچھ مضائقہ نہیں، لیکن اگر ایسی حالت میں خروجِ مذی ہوگیا تو نماز کا اعادہ لازم ہوگا[۱]۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۶۲/۹/۱۶ھ

صحیح: عبد اللطیف، الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ ۱۷/رمضان ۶۲ھ

جریان کے مریض کی امامت!

سوال:۔ جس آدمی کو جریان کا مرض ہو یعنی منی کے خارج ہونے کے بعد کچھ دیر تک مذی نکلتی رہتی ہے تو اس کی امامت کیسی ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اگر اس کو اتنا وقت مل جائے کہ وضو کر کے نماز پڑھ لے اور وضو برقرار رہے تو اس کی امامت درست ہے۔ ورنہ درست نہیں[۲]۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند

امامت کے وقت اپنی عاجزی کا اعتراف

سوال:۔ جب کبھی اتفاق سے امامت کا موقع ملتا ہے تو میں مصلیٰ پر کھڑے ہو کر نیت

---

[۱] واذا ظهر حدث امامه وكذا كل مفسد فى رائ مقتد بطلت فيلزم اعادتها، الدر المختار مع الشامى زكريا ص ۳۴۰ ج ۲ باب الامامة، قبيل مطلب المواد التى تفسد صلوة الامام، مجمع الانهر ص ۱۷۰ ج ۱ فصل فى الجماعة، طبع دار الفكر بيروت.

[۲] لا يجوز اقتداء العاقل بالمعتوه......والطاهر بصاحب العذر (شرح منيه ص ۵۱۶/ فصل فى الامامة، طبع لاهور. هنديه كوئٹه الباب الخامس فى الامامة، الفصل الثالث فى بيان من يصلح امام لغيره. ص ۸۴/ج ۱. شامى كراچى ص ۵۷۸/ج ۱/ مطلب الواجب كفاية هل يسقط بفعل الصبى)

باندھنے سے پہلے اپنے دل میں خیال کرلیتا ہوں کہ یا اللہ میں اپنی ناقص توحید وایمان اورطہارت کے ساتھ تیرے ان بندوں کے بیچ میں واسطہ بن کر کھڑا ہوتا ہوں اسے معاف فرما اورمیری نماز میں خشوع اورخضوع عطا فرما۔اس کے بعد نیت باندھتا ہوں۔اس کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداًومصلیاً!

نماز شروع کرنے سے پہلے اس طرح اپنی عاجزی اورکمزوری کے اعتراف کا اظہار مناسب ہے[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۲/۱۲/۸۱ھ

---

[۱] ان یتذلل ویخشع بقلبه فانهما من أفعال القلب وتعقبه فی الإمداد بما فی التجنیس من أنه یستحب له ذلک لان مبنی الصلوة علی الخشوع الخ (شامی زکریا ص۴۰۷/ ج۲/ باب مایفسد الصلوة ومایکره فیها مطلب فی الخشوع)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل ششم : نابالغ کی امامت

نابالغ کی امامت

سوال:۔ ایک محلّہ میں قدیم زمانہ سے محلّہ کے باہر ایک مسجد بنی ہوئی ہے مگر مسجد میں پنجگانہ نماز پابندی سے نہیں پڑھی جاتی بلکہ صرف جمعہ کے روز کچھ مخلوق خدا جمع ہوجاتی ہے اور نماز جمعہ ادا کرلیتی ہے مگر ہمیشہ جھگڑا برپا ہوتا رہتا تھا چونکہ امام صاحب کے بلوغ میں شبہ تھا اور قرأت صحیح نہیں پڑھ سکتے تھے اور مسائل صلوٰۃ سے بھی ناواقف تھے۔ بناءً علیہ ایک روز نمازیوں نے متولی سے شکایت کی کہ اس امام موصوف بصفات کذائیہ کے پیچھے نماز جائز نہیں ہوگی لہٰذا ہمارے لئے کوئی دوسرا امام تجویز فرمایئے تو ان کے جواب میں متولی کی طرف سے ایک معتمد علیہ شخص بول اٹھے تھے کہ مسجد تمہارے لئے نہیں بنائی گئی۔ اگر مرضی ہو تو اس امام کے پیچھے نماز پڑھ لیا کرو ورنہ تمہاری مرضی کے مطابق دوسرا امام ہرگز نہیں دیا جائیگا ان کی اس ترش روئی پر متولی بھی خاموش رہ گئے تھے اس اثناء میں اکثر لوگ مسجد مذکور سے انحراف کر گئے تھے اور دوسری مساجد میں نماز جمعہ پڑھنے لگے تھے مگر اپنے مشاغلِ ذاتیہ و دیگر اغراض کی وجہ سے اتنے فاصلہ میں جا کر نماز پڑھنے سے از حد تکلیف ہوتی تھی اور ادھر متولی صاحب بھی برے الفاظ سے یاد فرمایا کرتے تھے اور پھر حضور مسجد مذکور پر عار دلایا کرتے تھے الغرض مختلف تکالیف جھیلنے کے بعد علماء کرام کے مشورہ پر محض لوجہ اللہ ایک مسجد تعمیر کرائی گئی چنانچہ بانیان

مسجد جدید محض لوجہ اللہ تعمیر کرنے پر اور بغض وعداوت نہ ہونے پر قسمیں کھاتے ہیں اور حلف اٹھاتے ہیں اور امام ومؤذن بھی بدستور متعین ہیں اور پنجگانہ نماز باجماعت پابندی سے ہوتی ہے نیز مدرسہ اسلامیہ سے ملی ہوئی ہے۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ ان دونوں مساجد کا شرعاً کیا فیصلہ ہے ہر ایک کا حکم الگ الگ مفصلاً مع حوالہ کتب وتعیین صفحات بیان فرمایا جائے۔ بینوا وتوجروا

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

مسجد میں صرف نماز جمعہ پڑھنا اور پنجگانہ نماز اس میں نہ پڑھنا درحقیقت ہفتہ بھر میں ایک روز بلکہ ایک وقت آباد رکھنا اور باقی ایام واوقات میں اس کو ویران وغیر آباد رکھنا ہے جو کہ سخت مذموم وممنوع ہے[1]۔

اس لئے مسلمانوں پر لازم ہے کہ پنجگانہ نماز بھی اس میں پڑھ کر آباد رکھیں اور نابالغ امام کے پیچھے نماز ناجائز ہے[2] اگر درحقیقت وہ امام نابالغ ہے تو اس کو تبدیل کرنا اور دوسرا بالغ وصالح امام مقرر کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح پر جو شخص قرأت صحیح نہیں کرتا اس کو بھی امام نہیں بنانا چاہئے کیوں کہ بسا اوقات قرأت میں غلطی سے نماز فاسد ہوجاتی ہے اور غلط پڑھنا گناہ ہر حال میں ہے نیز امام کا مسائل نماز سے بھی بقدر ضرورت واقف ہونا لازم ہے اگر فی الواقع

---

[1] وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ أنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعىٰ فِيْ خَرَابِهَا (سورۂ بقرہ آیت ۱۱۴. أى هدمها وتعطيلها وقال الواحدى انه عطف تفسير لان عمارتها بالعبادة فيها (روح المعانى ص۳۷۵/ج ۱/ مطبوعه دارالفكر بيروت. تفسير بيضاوى ص۳۸۶/ج ۱/ طبع دارالفكر بيروت)

[2] ولا يصح اقتداء البالغ بغير البالغ فى الفرض وغيره وهو الصحيح (حلبى كبير ص۵۱۶/ طبع لاهور، فصل فى الامامة) من لا يصح الاقتداء به (طحطاوى على المراقى ص۲۳۳/ اول باب الامامة، مصرى. الدرمع الرد كراچى ص۵۷۷/ج ۱/ باب الامامة، مطلب الواجب كفاية هل يسقط بفعل الصبى وحدهٗ)

امام مذکور ایسا ہی ہے تو اس کو بدل کر دوسرا امام بنانا اور اس کا مطالبہ کرنا بالکل صحیح اور حق ہے اس پر ترش رو ہونا اور ایسا سخت جواب دینا شریعت اور انسانیت کے خلاف ہے[۱]۔ جب دوسری مسجد باقاعدہ مسجد بن گئی اور وقف ہوگئی تو وہاں کے مسلمانوں کے ذمہ دونوں کو آباد رکھنا لازم ہے اور جہاں تک ہوسکے سب کو اتحاد و اتفاق سے رہنا اور متحد طریقہ سے احکام خداوندی پر عمل کرنا ضروری ہے[۲]۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۱/۱۲/۸۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم ۲۱/ذی الحجہ ۵۷ھ

امامت صبی

سوال:۔ رمضان شریف میں نابالغ بچوں کے پیچھے بعض لوگ قرآن پاک سننے کے لئے نفل کی نیت کر لیتے ہیں۔ کیا ان لوگوں کی نمازیں ہوجاتی ہیں جب کہ بچہ امامت کا اہل نہیں اگر نہیں ہوتی ہے تو کیا پھر اعادہ کرنا ہوگا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

صحیح قول یہ ہے کہ نابالغ کے پیچھے بالغ کو نفل میں بھی اقتداء کرنا صحیح نہیں[۳]۔ اگر ایسا کرلیا

---

[۱] فالاعلم باحكام الصلاة احق بالامامة ثم الاقرأ ثم الاورع ثم الاسن ثم الاحسن خلقا ثم الاحسن وجها الخ (مراقی مع الطحطاوی مصری ص ۲۴۲ / فصل فی بیان الاحق بالامامة. الدر مع الدر مع الشامی کراچی ص۵۵۷/ج ۱/ باب الامامة، مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد. بحر کوئٹہ ص۳۴۷/ج ۱/ باب الامامة)

[۲] عن معاذ بن جبل رضی اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم إن الشیطان ذئب الانسان كذئب الغنم یأخذ الشاذة والقاصیة والنامیة وایاكم والشعاب وعلیكم بالجماعة والعامة (مشكوة شریف ص ۱۰۰/ج ۱/ باب الاعتصام، الفصل الثالث مطبوعه یاسر ندیم دیوبند، مسند احمد ص۲۳۳ ج۵ حدیث معاذ بن جبل مطبوعه دار الفكر بیروت) (بقیہ حاشیہ آئندہ پر)

گیا تو نفل کا اعادہ احتیاطاً کرلیا جائے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

بالغ کا اقتداء نابالغ کے پیچھے

سوال: نابالغ کی اپنی فرض نماز فرض قرار دی جائے گی یا نفل وسُنّت؟ اگر نفل وسنت ہے تو نابالغ کا امام بننا اور بالغ کا اس کا اقتداء جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

نابالغ پر نماز فرض نہیں لہٰذا بالغ کو نابالغ کا اقتداء کرنا درست نہیں۔ **فلا یصح اقتداء بالغ بصبی مطلقاً سواء کان فی فرض لانَّ صلوٰۃ الصبی ولو نوی الفرض نفل او فی نفل لان نفله لا یلزمه** طحطاوی[1] ص١٥٧۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

امامت امرد

سوال:۔لڑکا اگرچہ بالغ ہوگیا مگر امرد ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

(گذشتہ کا بقیہ حاشیہ) [3] ولا یصح اقتداء البالغ بغیر البالغ فی الفرض وغیرہ وھو الصحیح (حلبی کبیری ص ٥١٦/ طبع لاھور من لا یصح الاقتداء به (طحطاوی علی المراقی ص ٢٣٣/اول باب الامامة، مصری. الدر مع الشامی کراچی ص ٥٧٧، ٥٧٨/ باب الامامة، مطلب الواجب کفایة ھل یسقط بفعل الصبی وحدہٗ)

(صفحہ ہٰذا) [1] طحطاوی علی المراقی ص ٢٣٣/اول باب الامامة، مصر. حلبی کبیر ص ٥١٦/ فصل فی الامامة، طبع لاھور. الدرمع الرد کراچی ص ٥٧٧/ ج ١/ باب الامامة، مطلب الواجب کفایة ھل یسقط بفعل الصبی وحدہٗ)

الجواب: حامداً ومصلیاً!

جائز ہے مگر غیر امرد اس سے مقدم ہے خاص کر جب کہ وہ امرد صبیح وملیح ہو[۱]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲/۹/۶۴ھ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

---

[۱] تکرہ خلف امرد الظاهر انها تنزيهية ايضاً والظاهر ايضاً كما قال الرحمتى ان المراد به الصبيح الوجه لانه محل الفتنة (شامى ص ۵٦٢/ج ۱/ مطلب فى امامة الامرد، باب الامامة. شامى نعمانيه ص ۳۷۸/ج ۱. طحطاوى على المراقى ص ۲۴٦/ فصل فى بيان من هو احق بالامامة، طبع مصر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل ہفتم :
امام کو برطرف کرنا اور حقیر سمجھنا

امام باصلاحیت ہوتو اسے امامت سے ہٹانا!

سوال:۔ مسجد کے امام صاحب باصلاحیت دیوبندی عقائد کے ہیں چند آدمی ان سے ناراض ہیں، اکثر آدمی امام صاحب سے خوش ہیں ان کی تنخواہ بھی روک لی ہے کہتے ہیں کہ امام نے نماز فی سبیل اللہ پڑھائی ہے۔ امام کئی ماہ صبر وتحمل سے گذار چکا ہے کیا ان کی تنخواہ بلا عذر روکی جاسکتی ہے۔ اوران کو منصب امامت سے ہٹایا جاسکتا ہے؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

جب امام میں کوئی شرعی نقص نہیں اوراس سے اصلاح بھی ہورہی ہے، نیز اکثر مقتدی خوش ہیں تو امام کو ہرگز الگ نہ کیا جائے[۱]، اس کی ضروریات پوری ہونے کے لئے تنخواہ بھی دی

[۱] وإن كان هو أحق بها منهم ولافساد فيه ومع هذا يكرهونه لايكره له التقدم لان الجاهل والفاسق يكره العالم والصالح الخ (مراقی الفلاح علی الطحطاوی ص ۲۴۴/فصل فی بیان من هو الأحق بالامامة، مطبوعه مصری. درمختار مع الشامی کراچی ص ۵۵۹/ج ۱/ باب الإمامة. النهرالفائق ص ۲۴۲/ج ۱/ دارالکتب العلمیه بیروت)

جائے ایک آدمی کو یہ حق نہیں کہ امام کو الگ کردے بلکہ بلاقصور کسی کو بھی حق نہیں[1]، امام میں کوئی قصور اور کمی ہو تو اس کو لکھ کر دریافت کرلیا جائے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

بلا وجہ امام کی مخالفت

سوال:۔ ایک شخص کسی موضع میں بہت مدت سے عید کی نماز پڑھاتا ہوا آرہا ہے اب امسال بروز عید نماز کے عین وقت پر ایک شخص باہر سے آکر مخالفت ظاہر کرکے یا امام صاحب کو حقیر سمجھ کر چند اشخاص قلیل الافراد کو ساتھ لے کر دوسری جگہ میں جو کہ منجانب مالک وقف معروف بالوقف نہیں بلکہ وقف ہی نہیں نماز پڑھاتا ہے آیا مطابق مذہب امام ابوحنیفہؒ ان لوگوں کی نماز صحیح ہوجائے گی۔ یانہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

جواز جمعہ کے لئے مسجد یا وقف معروف بالوقف شرط نہیں جس بستی میں جمعہ جائز ہے وہاں بغیر مسجد کے بھی جائز ہوگا پس اگر وہ بستی بڑی ہے جس کو مصر یا قصبہ کہا جاسکتا ہے کہ اس کی آبادی تین چار ہزار ہے اور اس میں بازار بھی ہے اور دیگر ضروریات فصل خصومات وغیرہ کا بھی بندوبست ہے تو وہاں مسجد کے علاوہ بھی کسی دوسری جگہ مالک کی اجازت سے جمعہ درست ہے۔ **وفی الفتاویٰ الغیاثیة لو صلی الجمعة فی قریة بغیر مسجد جامع والقریة کبیرة لها قری وفیها وال وحاکم جازت الجمعة بنوا المسجد اولم یبنوا وهو قول ابی قاسم الصفار وهٰذا اقرب الاقاویل الیٰ الصواب انتهیٰ وهو لیس ببعید مما قبله والمسجد الجامع لیس بشرط ولهٰذا اجمعوا علیٰ جوازها بالمصلیٰ فی فناء المصر وهو ماتصل**

---

[1] واستفید من عدم صحة عزل الناظر بلاجنحةٍ عدمها لصاحب وظیفة فی وقف بغیر جنحة وعدم اهلیه (شامی کراچی ص ۳۸۲/ ج ۴/ کتاب الوقف، مطلب لایصح عزل صاحب الخ)

بالمصر معداً لمصالحه من ركض الخيل وجمع العساكر والمناضلة ودفن الموتىٰ وصلوٰة الجنازة ونحو ذٰلک لان له حكم المصر باعتبار حاجة اهله اليه وقدره محمدؒ بالغلوة اھ[1] کبیری ص ۵۰۰۔اور جس بستی میں ایک جگہ جائز ہے وہاں ایک جگہ سے زیادہ بھی جائز ہے۔وتؤدى اى الجمعة فى مصر واحد بمواضع كثيرة مطلقاً علىٰ المذهب وعليه الفتوىٰ[2] اھ درالمختار۔

اور عیدین کے لئے وہی شرائط ہیں جو جمعہ کے لئے ہیں پس اگر کسی بستی میں جمعہ جائز ہے تو عیدین بھی جائز ہے اور عیدین کے لئے وقف معروف بالوقف شرط نہیں کسی اور جگہ بھی مالک کی اجازت سے درست ہے اور ایک بستی میں دو جگہ بھی درست ہے۔فتجب صلوتها (اى العيدين) فى الاصح على من تجب عليه الجمعة بشرائطها المتقدمه سوى الخطبة فانها سنة بعدها وفى القنية صلوٰة العيد فى القرىٰ تكره تحريماً اى لانه اشتغال بما لا يصح لان المصر شرط الصحة اھ[3] در مختار ص ۸۲۵۔السنة ان يخرج الامام الىٰ الجُبَّانة ويستخلف غيره ليصلى فى المصر بالضعفاء بناء علىٰ ان صلوٰة العيدين فى موضعين جائزة بالاتفاق[4] اھ شامی ص ۸۲۷۔لیکن بلاوجہ شرعی کسی کو حقیر سمجھنا بڑا گناہ ہے[5] اور بلاضرورت

---

[1] کبیری شرح منیه ص ۵۵۱/ فصل فی صلاة الجمعة طبع لاهور.

[2] الدر المختار على الشامى ص ۵۴۱/ ج ۱/ نعمانيه. شامى كراچى ص ۱۴۴/ ج ۲/ قبيل مطلب فى نية اخر ظهر باب الجمعة.

[3] الدرالمختار على الشامى نعمانيه ص ۵۵۵/ ج ۱/ باب العيد ين. شامى كراچى ص ۱۶۷/ ج ۲/ مطلب فى الفال والطيرة.

[4] شامى ص ۵۵۷/ ج ۱/ نعمانيه بعد مطلب يطلق المستحب على السنة. شامى كراچى ۱۶۹/ ج ۲.

[5] وعن ابى اهريرة قال قال رسول الله ﷺ اَلْمُسْلِمُ اَخُوْ الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ وَلَا يَحْقِرُهُ (مشكوٰة شريف ص ۴۲۲/ ج ۲/ باب الشفقة والرحمة، كتاب الآداب)

ترجمہ:۔ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اس پر نہ ظلم کرتا ہے نہ رسوا کرتا ہے اور نہ اس کو حقیر سمجھتا ہے۔

جماعۃ میں تفریق ڈال کر دو جگہ عید کی نماز پڑھنا بھی برا ہے اس سے احتراز لازم ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۴/۱/۵۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبداللطیف ۱۱/صفر ۵۶ھ

ایک شخص کے ناخوش ہونے کی وجہ سے امام کی علیحدگی

سوال:۔ کسی مسجد کے امام صاحب کو بلا کسی ظاہری سبب کے ایک آدھ آدمی کے نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے امام کو امامت سے علیٰحدہ کیا جاسکتا ہے جبکہ وہ شخص وجہِ خلاف ہی نہ بتلاتا ہو، اور امام عالم بھی ہوگا، گاہ بگاہ مسائلِ ضروری و وعظ ونصائح سے قوم کو آگاہ کرتا ہو، باطن کا حال اللہ کو معلوم ہے۔ امام صاحب شکل وصورت اور لباس وغیرہ میں پابندِ شرع بھی ہیں۔

الجواب: حامداًوّمصلیاً

بلا وجہ شرعی کسی متبع سنت، صحیح العقیدہ صحیح پڑھنے والے امام کے پیچھے اگر کوئی شخص طبعی کراہت وناگواری کی وجہ سے نماز نہیں پڑھتا تو اس کی وجہ سے ایسے امام کو علیٰحدہ نہیں کیا جاسکتا، بلکہ مقتدی کو تفہیم کی جائیگی وہ نہ مانے تو اس سے لڑنے کی ضرورت نہیں[1]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

---

[1] وإن كـان هو أحق بها منهم ولا فساد فيه و مع هذا يكرهونه لايكره له التقدم لان الجاهل والـفـاسـق يكره العالم والصالح الخ (مراقى الفلاح على الطحطاوى ص ۲۴۴/ فصل فـى بيـان مـن هـو الأحـق بـالإمـامة، مـطبـوعـه مـصرى. درمختـار مع الشـامى كراچى ص ۵۵۹/ج ۱/ بـاب الإمـامة، قبيل مطلب البدعة خمسة اقسام. النهر الفائق ص ۲۴۲/ج ۱/ دارالكتب العلميه بيروت)

ضد کی وجہ سے امام کو تبدیل کرنا

سوال:۔ کیا سابق امام اور سابق امام کے والد جس کو عرصہ ۶۵ سال اور امام سابق کے پسر جس کو عرصہ ۲۲/سال سے زائد امامت کراتے ہوئے گذرا ہوا وران کا کوئی حق امامت اس مسجد میں نہیں رہا کیوں کہ اس وقت مسجد کے تعمیر کنندہ کا خیال ہے کہ میں نے مسجد کی تعمیر صرف اس خیال پر کی ہے کہ ان میں سے کوئی شخص امامت نہ کرائے آیا ایسی مسجد جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

بلا وجہ شرعی امام سابق کو علیٰحدہ نہیں کرنا چاہئے[1] اور نیت مذکورہ سے مسجد بنانا ثواب کا کام نہیں بلکہ ضد ہے جو کہ گناہ ہے تاہم اگر وہ باقاعدہ وقف اور مسجد ہے تو اس میں نماز درست ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

امام کو ملازم کہنا

سوال:۔ پیش امام کو ملازم کہنا جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

اگر ملازم کہہ کر اس کی تحقیر وتوہین مقصود ہے تو یہ ناجائز ہے۔ امام کا احترام لازم ہے[2]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۹۰/۱۰/۲۰ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۹۰/۱۰/۲۱ھ

---

[1] قال في البحر واستفيد من عدم صحة عزل الناظر بلاجنحة عدمها لصاحب وظيفة في وقف بغير جنحة وعدم أهلية (شامي دار الفكر ص ۳۸۲/ ج ۴/ كتاب الوقف، مطلب لايصح عزل صاحب وظيفة بلاجنحة أو عدم أهلية) (بقیہ اگلے صفحہ پر)

امام کو برا کہہ کر نکال دینا

سوال:۔ یہاں پر ایک چھوٹی سی بستی کُل ۲۴ر گھر ہیں جس میں سے سات گھر بہت خلاف ہیں یہاں پر ایک چھوٹی بستی کے حساب سے ایک پرانے وقتوں کی مسجد ہے جس کے پندرہ گھر تو خوب دل وجان سے اس کی حفاظت کرتے ہیں اور جو بھی پیش امام لا کر رکھتے ہیں دوسرے لوگ اس کو برا بھلا کہہ کر نکال دیتے ہیں۔ یہ سات گھر نہ تو امام رہنے دیتے ہیں نہ اس کی تنخواہ دیتے ہیں۔ اب اس وقت امام کی تنخواہ تین ماہ کی چڑھ رہی ہے اور مُلاّ ان سے کہتا ہے کہ جمعہ کی نماز کم از کم پڑھ لیا کرو، تو کہتے ہیں کہ کوئی پابندی ہم پر نہیں ایسا لکھا کہیں کہ نماز پڑھو، ہماری مرضی ہے پڑھیں یا نہ پڑھیں۔ اور شرک وکفر تو ان کے لئے بہت اچھا لگتا ہے۔ بھجن گانا، دیوی ماتا کو پوجنا، ہولی پر ڈھب بجانا، میلہ میں جانا، ایسی باتوں کو ملا روکتا ہے۔ تو ملا کی تنخواہ میں رکاوٹ کر کے۔ آپس میں پھوٹ ڈال کر، آدمیوں کو بہکا کر ملا کو پیسے نہیں ملیں گے تو بھاگ جائے گا اس طرح سے یہاں سے چار پانچ ملا چلے گئے۔ ہم پندرہ گھر ہی ان کو پیسے دے کر رکھا کرتے ہیں تا کہ رمضان شریف میں تراویح اور عید کی نماز ہو جائے ہم نے دو چار لوگوں سے ان کے بارے میں بات چیت کی، ایسے لوگوں کا حکم کیا ہے۔ انہوں نے ہم سے کہا کہ ان لوگوں کا حوالہ اور نام لکھوا کر دیوبند بھیجو، ان کے نام فتویٰ بھیج دیں گے شریعت کے مطابق ہم ان کو سنا دیں گے تو شاید ان لوگوں کی آنکھیں کھل جائیں اور خدا کو پہچانیں اور ایمان لے آویں تو اچھا ہے ورنہ ان لوگوں کا حقہ پانی بند کر دیں گے، نہ ان کے یہاں درود فاتحہ ہوتی ہے سب کام ہندوؤں کے کرتے ہیں۔ دو آدمی سب سے زیادہ خراب ہیں ایک فہد، ایک سفیرا۔ یہ دو

---

[۲] والامامة على الحقيقة انما هى لِلّٰه الحق جل جلاله واصحاب هذه الاحوال انما هى نوابه وخلفائه ولهذا وصفهم بصفاتهم قال صلى اللّٰه عليه وسلم شفائكم أو قال وفدكم إلى اللّٰه تعالىٰ فان اردتم أن تزكو صلاتكم فقدموا خياركم (اتحاف السادة المتقين ص ۱۷۵ / ج ۳ / كتاب اسرار الصلاة، مطبوعه دارالفكر بيروت)

آدمی ایسے ہیں کہ انہوں نے ۹ / ملا بھگا دیئے یہ دو آدمی پانچ گھر تیلی کے ہیں۔ ان کو بہکا کر اپنی طرف مائل کر کے ملا کی تنخواہ رکوا کر پھوٹ کرتے ہیں مسجد کو ویران کر دیتے ہیں۔ ہم ۱۰ / آدمیوں کے بس کی بات تو ہے نہیں جو ملا کو رکھ سکیں۔ چھوٹی سی بستی ہے۔ ہمارے لئے ایسے آدمیوں کے موافقِ شرع فتوٰی دیدیں آپ کی بڑی مہربانی ہوگی ہماری مسجد میں چراغ بتی وعید وتراویح رمضان ہو جاوے گی۔ یہ اسلام کی بات ہے۔ آپ کی تعریف سن کر آپ کا سہارا لیا ہے۔ ہم جاہلوں کو راستہ بتانا آپ کا کام عمل کرنا ہمارا کام ہے۔ یہ سات گھر کے آدمی ہیں فہد، سفیراء، جھوٹیا، مداری، سبحان، بنور پیا، کڑوے آدمی ہیں ۵ / گھر تیلیوں کے ہیں ایک لوہار کا ایک شیخ کا ہم ان پانچوں آدمیوں کے لئے آپ سے فتویٰ چاہتے ہیں ان کی آنکھیں کھولدیں، آپ کے لئے ہم اللہ سے دعاء مانگتے رہیں گے ہماری مسجد آباد رہے گی تو خدا ہم کو بھی آباد رکھے گا۔ یہاں پر عید کی نماز ہو جاوے گی۔ یہ سات گھر بہت جاہل ہیں ایک کتاب دیدیں تو مہربانی ہوگی۔ فقط

الجواب: حامداً ومصلیاً!

جو لوگ امام کو برا کہتے ہیں تا کہ وہ تنگ آ کر چلا جائے اور مسجد ویران ہو جائے وہ بڑے ظالم گنہگار ہیں[1] ان کو توبہ کرنا امام سے معافی مانگنا ضروری ہے اور دیوی ماتا کے پوجنے سے تو ایمان ہی جاتا رہتا ہے ان کو کلمہ پڑھ کر نئے سرے سے مسلمان کیا جائے اور ان کا نکاح بھی دوبارہ پڑھائے جائیں۔ ورنہ یہاں بھی وبال ہے اور ان کے لئے آخرت میں بھی جہنم ہے[2] بہتر یہ ہے کہ کسی عالمِ دین کے ذریعہ سے ان کو سمجھایا جائے۔ اگر نہ مانیں اور اپنی ضد پر قائم رہیں تو ان سے

---

[1] وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا اُولٰٓئِكَ مَاكَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَا اِلَّا خَآئِفِيْنَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ (البقرة ۱۱۴)

[2] وما يكون كفراً اتفاقاً يبطل العمل والنكاح وفى الشامى ذكر فى نور العين ويجدد بينهما النكاح الخ (در مختار مع الشامى زكريا ص ۳۹۰ ج ۶ باب المرتد مطلب جملة من لا يقتل اذا ارتدت. عالمگيرى ص ۲۸۳ / ج ۱ / الباب التاسع فى احكام المرتدين قبيل الباب العاشر، مطبوعه كوئٹه) (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ترکِ تعلق کر دیا جائے بول چال بند کر دی جائے تا کہ وہ اپنی اصلاح کر لیں[1]۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیو بند ۹۰/۹/۱۷ ھ

مقتدی کا امام پر حکم کرنا

سوال:۔ امام پر مقتدی کو حکم کرنا اور ذلیل سمجھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

امام پر حکومت کرنا اور ان کو ذلیل سمجھنا ناجائز ہے[2]۔ اگر امام میں کوئی بات خلاف شرع ہو تو اس کو تنہائی میں نرمی سے سمجھا دیا جائے۔ تا کہ امام اپنی اصلاح کر لے اور امام کے ذمہ بھی ضروری ہے کہ حد شرع میں رہتے ہوئے مقتدیوں کی رعایت کرے اور جو بات اس میں خلاف شرع ہو اس سے تائب ہو جائے اور اپنی بات پر بلا وجہ ضد اور اصرار نہ کرے اور کسی کو وہ خود بھی ذلیل نہ سمجھے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

امام کو حقارت کی نظر سے دیکھنا

سوال:۔ مقتدی پیش امام کو ہر وقت حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور تھوڑی سی بات پر

---

[1] نهى رسول الله صلّى الله عليه وسلّم عن كلامنا ايها الثلاثة هو دليل على وجوب هجر ان من ظهرت معصيته فلايسلم عليه الا ان يقلع وتظهر توبته الخ (المفهم شرح المسلم ص۹۸/ ج۷/ باب يهجر من ظهره معصيته، مطبوعه دار ابن كثير بيروت)

[2] فى حديث ابن مسعود مرفوعاً الكبر بطر الحق وغمط الناس الحديث مسلم ص۶۵/ ج ۱/ باب تحريم الكبر، مطبوعه بلال ديوبند (مشكوة ص ۴۳۳/ باب الغضب والكبر) وعن ابى هريرةؓ قال قال رسول اللّٰه صلّى الله عليه وسلم المسلم اخو المسلم لايظلمه ولايخذله ولايحقره (مشكوٰة شريف ص ۴۲۲/ ج ۲/ كتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة، مطبوعه ياسر نديم ديوبند)

تکرار کرنے بیٹھتے ہیں باوجودیکہ کچھ مسئلہ سے بھی واقف نہوں اور اپنی طرف سے فتویٰ نکالتے ہیں اور مسجد میں آکر سوائے شروفساد کے کچھ مطلب نہیں تو ایسے مقتدی کا کیا حکم ہے اس کی نماز ہوتی ہے یا نہیں۔ اگر ہوتی ہے تو کس درجہ کی؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

ان سب باتوں سے نماز فاسد نہیں ہوتی لیکن امام کو حقارت کی نظر سے دیکھنا[۱] اور بغیر واقفیت کے اپنی طرف سے فتویٰ دینا[۲] اور مسجد میں آکر شروفساد کرنا[۳] کبیرہ گناہ ہے ایسے شخص کو توبہ لازم ہے۔[۴] فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرستہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۳/۳/۵۸ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ، صحیح: عبد اللطیف ۲۴/ربیع الاول ۵۸ھ

امام کو حقیر وذلیل سمجھنا

سوال:۔ امام کو ذلیل نظر سے دیکھنے اور ذلیل سمجھنے اور اس کی کمائی کو حرام قرار دینے والے لوگوں کی نماز عند اللہ مقبول ہوگی یا نہیں؟

---

[۱] الکبر معصیة وکبیرة (ملخصاً المفهم ص ۲۸۸/ج ۱/ کتاب الایمان، باب لایدخل الجنة من فی قلبه کبر مطبوعه دارابن کثیر بیروت)

[۲] الفتوی بغیر علم حرام(اعلام الموقعین ص ۴۵/ج ۱/ کلام الائمة فی ادوات الفتیا دار الجیل بیروت)

[۳] الرفع المتفاحش مکروه مطلقاً (اعلاء السنن ص ۱۳۱/ج۵/ کتاب الصلاة مطبوعه ادارة القرآن کراچی)

[۴] ولم یختلف اهل السنة وغیرهم فی وجوب التوبة علیٰ أرباب الکبائر الیٰ قوله واتفقوا علیٰ أن التوبة من جمیع المعاصی واجبة وانها واجبة علی الفور الخ (روح المعانی ص ۲۳۶/ج ۱۵/ تحت قوله تعالیٰ یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا تُوْبُوْا اِلَی اللّٰهِ تَوْبَةً نُّصُوْحاً الآیة. سورۂ تحریم آیت ۸، مطبوعه دارالفکر، بیروت)

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

کسی چھوٹے سے چھوٹے مسلمان کو بھی حقارت کی نظر سے دیکھنا شرعاً درست نہیں[1]۔ یہ تکبر ہے جو کہ حرام ہے حدیث پاک میں ہے کہ دوزخ میں جب تک جلا کر تکبر کو نہ نکال دیا جائے گا متکبر آدمی جنت میں داخل نہیں ہوسکے گا[2] اور پھر امام کو حقیر سمجھنا اور ذلت کی نظر سے دیکھنا کیسے جائز ہوگا جب کہ وہ واجب الاحترام ہے[3]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۸۹/۲/۱ھ

ذاتی عداوت کی وجہ سے امام کو گالیاں دینا

سوال:۔کسی امام کے اتفاقی مکروہ الفاظ سے اہلِ جماعت ناراض ہوگئے اپنی غلطی کا اقرار اور توبہ الی اللہ کرتے ہوئے خواستگارِ معافی ہونے سے جماعت کی ناراضگی جاتی رہی، مگر ان میں سے ۳/۱ لوگوں نے امام صاحب کو معزول کردیا، تو باقی ۳/۲ لوگ اور خود امام صاحب اس عزل پر معترض نہ ہوئے تا کہ نامناسب فساد نہ اٹھے مگر ادائیگی تنخواہ کی غرض سے ایک ماہ سات دن رکنا اور رکھنا طے پایا مدتِ متعینہ کے لئے دو شخصوں نے جن کی عادت شرکت جماعت الخمس کی پہلے سے نہ تھی امام مذکور کی اقتداء کو مکروہ سمجھ کر نمازِ جمعہ چھوڑ دی۔ مہلتِ مذکور جب ختم

---

[1] عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم المسلم اخو المسلم لایظلمہ ولایخذلہ ولایحقرہ (مشکوٰۃ شریف ص ۴۲۲/ ج ۲/ کتاب الآداب، باب الشفقۃ والرحمۃ، مطبوعہ یاسرندیم دیوبند)

[2] فی حدیث ابن مسعود مرفوعاً لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مَنْ کَانَ فِیْ قَلْبِہٖ مِثْقَالُ ذَرَّۃٍ مِنْ کِبْرٍ (الحدیث راوہ مسلم مشکوٰۃ ص ۴۳۳/ باب الغضب والکبر مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند)
جس کے دل میں ذرہ برابر بھی کبر ہوگا جنت میں داخل نہیں ہوگا (جبتک سزا نہ بھگت لے)

[3] والامامۃ علی الحقیقۃ انما ھی لِلّٰہ الحق جل جلالہ واصحاب ھذہ الاحوال انما ھی نوابہ وخلفائہ (اتحاف السادۃ المتقین ص ۱۷۵/ ج ۳/ کتاب اسرار الصلاۃ، الباب الرابع فی الامامۃ والقدوۃ مطبوعہ دارالفکر بیروت)

ہو رہی تھی تو آخری جمعہ کے روز قبل الجمعہ امام مذکور نے اہلِ جماعت سے کہا کہ میرے اور آپ لوگوں کے مابین طے شدہ ایام میں سے صرف تین دن باقی رہ گئے ہیں۔ لہٰذا میں آپ صاحبان کو خبر دار کرتا ہوں کہ آخری دن تک میری تنخواہ ادا ہو جائے اور میں یہاں سے چلا جاؤں اس خبرداری پر کسی نے کچھ نہ کہا بلکہ خاموشی کے ساتھ سب نے اپنا اپنا راستہ لیا دوسرے دن بعد نماز مغرب یہاں ناشتہ خوری میں مشغول تھے کہ عابد نامی ایک شخص ایس، اے، ایس، آئی، کو چند پولیس اور چند نوجوانوں کے ساتھ حاضر ہوا اور شارع عام پر کھڑے ہو کر شور مچایا کہ ہمارا امام کہاں ہے کسی عورت کے پیٹی کوٹ کے نیچے چھپ گیا ہوگا نکل آ وَ کتا کہیں کا۔ پولیس کا فیصلہ بعد میں ہوگا۔ پہلے ہم نمٹ لیں گے امام نہ آسکے مذکورہ بالا عابد علی کے اسلام اور نکاح کی نسبت شریعت کیا حکم دیتی ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً

جب امام صاحب نے اپنی غلطی کا اقرار کر کے معافی مانگ لی تو پھر ان سے ناراض رہنا بے محل ہے اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا ترک کر دینا غلط ہے[1] اور جس نے امام صاحب کو گالیاں دے کر شارع عام پر شور مچایا اور سخت الفاظ کہے وہ سخت گنہگار ہوا معمولی مسلم کو بھی گالی دینا فسق[2] ہے چہ جائے کہ امام کو اس پر توبہ کرنا اور امام صاحب سے معافی مانگنا واجب ہے یہ گالیاں دینا ذاتی عداوت کی وجہ سے ہے۔ اسلام یا منصب امامت کو ذلیل کرنے کے لئے نہیں اس لئے اس کو ارتداد اور فسخ نکاح کا حکم نہیں دیا جائے گا۔ البتہ فسق اور گناہ کبیرہ کہا جائے گا۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیو بند ۱۰/۱/۹۲ھ

---

[1] قال رسول اللّٰه صلّی علیه وسلّم اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَاذَنْبَ لَهٗ (مکشوة شریف ص ۲۰۳/ کتاب الدعوات، باب الاستغفارو التوبة، مطبوعه یاسرندیم دیوبند)

[2] عن عبداللّٰه ابن مسعودؓ قال قال رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُهٗ کُفْرٌ متفق علیه (مشکوة شریف ص ۴۱۱/ باب حفظ اللسان والغیبة والشتم، مطبوعه یاسرندیم دیوبند)

امام سے مسائل میں بحث!

سوال:۔مقتدی کا یہ کہنا ہے کہ امام اسی طرح نماز پڑھائے جس طرح ہم کہتے ہیں تو کیا امام کے لئے ضروری ہے کہ مقتدی کے قول پر عمل کرے اور اگر امام نے مقتدی کے قول پر عمل کرلیا اور اسی طرح نماز پڑھائی تو کیا ایسا کرنا درست ہے یا نہیں؟

۲۔اگر کوئی شخص امام کو ذلیل کرنے کے لئے سب کے سامنے اعتراضات کرے اور عقلی دلائل پیش کرے تو ایسا کرنا کیسا ہے اور امام اس کے اعتراضات کا جواب دے یا نہ دے؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

۱۔۲۔ایسی باتیں امام کے وقار اور منصب امامت کے منافی ہیں اس سے سب کو پرہیز کرنا چاہئے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

امام کو سود کھلانا!

سوال:۔زید کی مسجد میں ایک امام صاحب ہیں جو بہت متقی و پرہیزگار ہیں اور محلّہ میں سود دینے والوں کے یہاں کھانا کھاتے ہیں تو انکا یہ کھانا کھانا جائز ہوگا یا نہیں اور انکے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

محلّہ والوں کی ذمہ داری ہے کہ امام صاحب کو حلال کمائی سے کھانا کھلائیں یا حلال کمائی سے اتنی تنخواہ دیں کہ وہ اپنے کھانے کا خود انتظام کرلیں، سود لینا حرام اور سود سے بچنا فرض

---

[1] قال القرطبی تحت قولہ تعالیٰ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ الاٰیۃ ویترتب علیھا عدم الاِحتقار لمسلم (احکام القرآن للقرطبی ص ۲۹۵ / ج ۸ / مکتبہ دارالفکر)

ہے[۱]، خود بھی وہ توبہ کریں، اور امام صاحب کو بھی سود نہ کھلائیں، اگر امام صاحب کو معلوم ہو کہ یہ سودی مال سے نہیں کھلاتے بلکہ حلال کمائی سے کھلاتے ہیں۔ مثلاً سود کے علاوہ بھی کوئی ذریعۂ آمدنی ہے یا قرض لے کر کھلاتے ہیں تو وہ مال حرام نہیں اس کا کھانا درست ہے[۲] حرام کھانے والے کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے[۳]۔ اس کے پیچھے نماز مکروہ ہوگی جو سود دیتا ہے وہ گنہگار ہے مگر اس کا مال حرام نہیں۔　فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند

امام کی غیبت وغیرہ

سوال:۔ کیا کسی امام کا دوسروں کو سخت سست کہنا مقتدیوں میں نشانہ بناتے ہوئے عزت ریزی کے الفاظ استعمال کرنا اور احاطۂ مسجد میں چند لوگوں کے ہمراہ پیٹھ پیچھے برائیاں کرنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

بلا وجہ کسی کو سخت سست کہنے کا حق نہیں کسی بھی مسلمان کی عزت ریزی نہ کی جائے[۴]۔ کسی

---

[۱] قال اللّٰه تعالیٰ یَآاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَاتَاکُلُوْا الرِّبٰوا اَضْعَافاً مُّضَاعَفَةً (سورة آل عمران ۱۳۰)

[۲] آکل الربا و کاسب الحرام أهدى اليه او أضافه وغالب ماله حرام لايقبل ولايأكل مالم يخبره أن ذالک المال اصله حال ورثه واستقرضه و إن كان غالب ماله حلالاً لابأس بقبول هديته والأكل منها الخ (عالمگیری ص ۳۴۳/ ج۵/ کتاب الكراهية، الباب الثانی عشر الخ مطبوعه كوئٹه. بزازيه على الهندية كوئٹه ص ۳۶۰/ ج۶/ كتاب الحظر والاباحة، الرابع فی الهدية)

[۳] وكذا تكره خلف امرد...... وشارب الخمر وآكل الربوا (الدر المختار مع الشامی کراچی ص ۵۶۲/ ج۱/ مطلب في امامة الامرد باب الامامة وشامی نعمانيه ص ۳۷۸/ ج۱)

[۴] عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تعالیٰ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا یَظْلِمُهٗ وَلَا یَخْذُلُهٗ وَلَا یَحْقِرُهٗ التَّقْوٰی هٰهُنَا ویُشِیْرُ اِلٰی صَدْرِهٖ ثَلٰثَ مِرَارٍ بِحَسْبِ اَمْرٍ مِنَ الشَّرِ اَنْ یَحْقِرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمِ کُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهٗ وَمَالُهٗ وَعِرْضُهٗ رواه مسلم (مشكوة شريف ص ۴۲۲/ کتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة على الخلق، مطبوعه ياسر نديم ديوبند)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرتا ہے نہ اس کو ذلیل کرتا ہے، نہ اس کی تحقیر کرتا ہے، تقویٰ یہاں ہے اور اپنے سینۂ مبارک کی طرف (بقیہ آئندہ)

خاص آدمی کی طرف اشارہ نہ کیا جائے مقتدیوں کی نرمی اور حکمت کے ساتھ اصلاح کی جائے۔

فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

امام کو ذلیل سمجھنا

سوال:۔امام مسجد فصلانہ پر نماز پڑھاتے ہیں، مگر بعض لوگ امام کو ذلیل غلام سمجھتے ہیں اور فقیر کہتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

امام کی تنخواہ یا فصلانہ دینے کی وجہ سے یہ سمجھنا کہ وہ ہمارا غلام ہو گیا ہے ہم نے اس کو خرید لیا ہے غلط ہے یہ خیال تکبر سے پیدا ہوتا ہے حدیث پاک میں آیا ہے کہ جس کے دل میں ذرہ برابر تکبر ہوگا، جب تک اس کو دوزخ میں جلا کر نکال نہیں دیا جائے گا وہ جنت میں نہیں جا سکتا۔[۱] امام صاحب کا احترام واکرام لازم ہے۔[۲]

فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

(گذشتہ کا بقیہ) تین مرتبہ اشارہ فرمایا آدمی کے شر کے لئے اتنا کافی ہے کہ اپنے بھائی مسلمان کو حقیر سمجھے ہر مسلمان مسلمان پر حرام ہے اسکا خون اور اس کا مال اور اس کی عزت۔

[۱] فی حدیث ابن مسعود مرفوعاً لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبَرٍ (مسلم ص ۶۵ / ج ۱ / باب تحریم الکبر کتاب الایمان، مکتبہ بلال دیوبند، مشکوۃ شریف ص ۴۳۳/ باب الغضب والکبر یاسر ندیم دیوبند)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جس کے دل میں ذرہ کے برابر بھی کبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

[۲] والامامة علی الحقیقة انما هی لِلّٰه الحق جل جلاله واصحاب هذه الاحوال انما هی نوابه وخلفائه (اتحاف السادة المتقین ص ۱۷۵/ ج ۳/ کتاب اسرار الصلاة، الباب الرابع فی الامامة والقدة، مطبوعه دارالفکر بیروت)

امامت پر لعنت بھیجنے والے کی امامت!

سوال:۔ ہماری مسجد میں ایک امام ہیں اوران کی عادت یہ ہے کہ وہ پانچ منٹ دیر سے آتے ہیں نماز پڑھانے، لہٰذا ابھی چند دن ہوئے ہیں کہ ظہر کی نماز میں امام آئے نہیں تو امام کے چھوٹے بھائی نے نماز پڑھائی لیکن بعد میں امام صاحب بھی تشریف لے آئے تو وہ مؤذن پر بہت ناراض ہوئے اور یوں کہا کہ تمہاری آنکھیں نہیں تھیں دیکھنے کے لئے جو تم نے مجھے دیکھا نہیں میں حوض پر وضو کر رہا تھا بہر حال میں نے مؤذن کی حمایت کی اور کہا کہ جب آپ نہیں تھے تو آپ کے بھائی نے نماز پڑھادی آپ مؤذن پر بے کار گرم ہو رہے ہیں، لہٰذا انہوں نے نماز پڑھانی چھوڑ دی اس کے بعد نمازیوں نے ان سے کہا کہ آپ نماز کیوں نہیں پڑھاتے تو انہوں نے کہا لعنت ہے ایسی امامت پر اور کئی مرتبہ کہا تو آپ بتائیں کہ کیا ایسے امام کے پیچھے نماز ہوسکتی ہے جب کہ وہ تین سال سے امامت کر رہے ہیں اور کئی دفعہ ایسا ہی ہو چکا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

جن امام صاحب کے متعلق آپ کو تشویش ہے اوران کی خرابی لکھ کر فتویٰ دریافت کیا ہے، پھر آپ کو موقع مل گیا ہے کہ ان امام صاحب نے خود ہی نماز پڑھانا چھوڑ دیا ہے، غنیمت جانئے ان سے امامت کے لئے دوبارہ عرض کر دیا گیا انہوں نے قبول نہیں کیا بلکہ ایسی امامت پر لعنت کی اب بہتر ہے کہ کوئی دوسرا امام جو عقائد کے اعتبار سے صحیح ہو اور مسائل طہارت وصلوٰۃ سے واقف ہو قرآن پاک صحیح پڑھتا ہو متبع سنت ہو تجویز کر لیا جائے[1]۔ موجودہ امام صاحب کو لعنت سے بچایا جائے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند

[1] ویجب أن یکون امام القوم فی الصلاۃ افضلھم فی العلم والورع والتقویٰ والقراءۃ والحسب والنسب والجمال علیٰ ھٰذا اجماع الامۃ (تاتارخانیہ ص ٦٠٠/ج ١/ کراچی باب فی بیان من ھو احق بالامامۃ. شامی کراچی ص ٥٥٧/ج ١/ (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

جو شخص امام کی بات نہ مانے اس کی نماز کا حکم

سوال:۔ امام صاحب تبلیغی جماعت کے اجتماع میں لوگوں کو ٹھہرنے کے لئے کہتے ہیں بعض آدمی نہیں ٹھہرتے چلے جاتے ہیں۔ امام صاحب کا کہنا ہے کہ جو امام کا کہنا نہیں مانتا اس کی نماز اس امام کے پیچھے نہیں ہوتی، صحیح کیا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اگر کوئی شخص اپنی ضرورت کی بناء پر چلا جاوے وہاں نہ ٹھہرے تو وہاں کے فوائد کو نہیں حاصل کر سکے گا بس اس سے زیادہ نہیں اس امام کے پیچھے نماز ہو جائے گی۔ وہاں نہ ٹھہرنے سے اس کی نماز میں خلل نہیں آئے گا امام صاحب کو ایسا نہیں کہنا چاہئے ان کا کہنا غلط ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

جس کے دل میں امام سے نفرت ہو اس کی نماز!

سوال:۔ اگر امام کی کسی مقتدی کو نفرت ہو تو اس کی نماز ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

نماز اس مقتدی کی بھی ہو جائے گی۔[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

(گذشتہ کا بقیہ) باب الامامة. النهر الفائق ص ۲۳۹/ج ۱/ باب الامامة، دارالکتب العلمیه بیروت. مجمع الانهر ص ۱۶۱/ج ۱/ فصل فی الجماعة، دارالکتب العلمیه بیروت)

(صفحہ ہذا) [1] گو بلا وجہ شرعی امام سے نفرت نہیں کرنی چاہئے۔

جو شخص اپنی امامت پر مصر ہو اور مقتدی نہ چاہتے ہوں اس کی امامت!

سوال:۔ بہت سے مسلمان ایک شخص کے پیچھے نماز نہیں پڑھنا چاہتے لیکن وہ شخص نماز پڑھانے پر مصر ہے خون خرابہ کی نوبت ہوجاتی ہے یہاں تک کہ حکومت کو دفعہ ١٤٤ر نافذ کر کے عیدگاہ میں نماز ادا کرنے سے روکنا پڑتا ہے اور اس شخص کی ضد پر قوم دو ٹکڑوں میں بٹ جاتی ہے عید کی نماز دو جگہ ادا کی جاتی ہے شریعت کی رو سے امام کا یہ عمل کیسا ہے؟ شرعی نقطہ سے ایسے مواقع پر امام کا کیا فرض ہونا چاہئے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

جس شخص میں شرعی خرابی ہو جس کی وجہ سے نماز اس کے پیچھے ادا نہ ہوتی ہو اس کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے[1] اس بناء پر اس کے پیچھے مسلمان نماز نہ پڑھنا چاہتے ہوں پھر بھی وہ نماز پڑھانے کے لئے ضد کرے تو شرعاً اس کی اجازت نہیں حدیث پاک میں سخت وعید آئی ہے اور اس کی وجہ سے جو تفرقہ پیدا ہو اس کی ذمہ داری اس شخص پر ہے اس کو لازم ہے کہ فوراً امامت کو ترک کردے اور اپنی اصلاح کی طرف توجہ کرے، اگر اس کے اندر شرعی خرابی نہیں لیکن غلط اغراض کی وجہ سے لوگ اس کو امامت سے علیحدہ کرنا اور کسی غلط آدمی کو امام بنانا چاہتے ہوں تو وہ لوگ گنہگار اور سخت مجرم ہیں[2] ان کو توبہ واستغفار لازم ہے وہ اپنی حرکتوں سے باز

---

[1] أن امامة الفاسق مكروهة تحريما (طحطاوی عل المراقی ص ٢٤٤/ باب الامامة، مطبوعه مصر. شامی کراچی ص ٥٥٦/باب الامامة. تاتارخانیه ص ٦٠٣/ج ١/ الفصل السادس، مطبوعه کراچی)

[2] ولو ام قوما وهم له كارهون ان الكراهة لفساد فيه او لانهم احق بالامامة منه كره له ذلك تحريماً لحديث ابی داؤد لا يقبل الله صلاة من تقدم قوماً وهم له كارهون وان هو احق لاوالكراهة عليهم (الدر مع الشامی کراچی ص ٥٥٩/ج ١/ باب الامامة قبيل مطلب البدعة خمسة اقسام. شامی نعمانیه ص ٣٧٦/ج ١ . تاتارخانیه ص ٦٠٣/ج ١/ الفصل السادس من هو أحق بالامامة، مطبوعه کراچی. النهر الفائق ص ٢٤٢/ج ١/ باب الامامة، مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت. البحر الرائق ص ٣٤٨/ج ١/ باب الامامة، طبعه ماجديه کوئٹه)

آ جائیں اور امام سے معافی مانگیں فتنہ وتفرقہ برپا نہ کریں۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۱۵/۱/۹۱ھ

متولی کا امام کے علاوہ جمعہ کے لئے کسی اور کو آگے بڑھانا

سوال: ۔ بموجودگی مستقل امام صاحب جن میں تمام خوبیاں موجود ہیں حافظ قاری عالم حاجی وغیرہ، ایک خوش الحان آٹھ پاروں کا طالب علم سولہ سالہ متولی مسجد کی رائے سے امام صاحب کو رسمی اطلاع دی گئی کہ آج فرزند متولی صاحب یعنی خوش الحان آٹھ پاروں کا حافظ نماز پڑھائے گا نماز پڑھائی گئی۔ امام صاحب نے اجازت نہیں دی اور ان کا یہی کہنا ہے کہ کیا نماز جمعہ ادا ہوگئی کہ نہیں اور اقتدا درست ہوئی یا نہیں؟

الجواب: حامداًومصلیاً!

ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا۔ امام صاحب خود پیش کش کرتے تو دوسری بات تھی۔ امامت اس حالت میں مستقل امام مذکور ہی کی مقدم تھی[۱] تاہم اقتداء صحیح ہوکر صورت مسئولہ میں نماز درست ہوگئی اب اس قضیے کو ختم کیا جائے آئندہ احتیاط کی جائے بات کو زیادہ نہ بڑھایا جائے ورنہ اس سے خلفشار پیدا ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۱۷/۹/۸۷ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

محرم میں چندہ نہ دینے کی وجہ سے امام صاحب کی مخالفت

سوال: ۔ زید جو حافظِ قرآن ہے، محرم کی رسم تعزیہ داری کے سلسلہ میں گاؤں والوں نے

---

[۱] واعلم أن صاحب البیت ومثله إمام المسجد الراتب اولیٰ بالإمامة مطلقاً الخ. شامی کراچی ص۵۵۹/ج ۱/ باب الإمامة. عالمگیری ص۸۳/ج ۱/ الفصل الثانی فی بیان من هو احق بالإمامة، مطبوعه کوئٹه. البحر الرائق ص۳۴۷/ج ۱/ باب الإمامة، مطبوعه ماجدیه کوئٹه)

چندہ مانگا تو زید نے یہ کہہ کر دینے سے انکار کردیا کہ اس میں بہت سی ناجائز باتیں مثلاً باجہ وغیرہ ہوتے ہیں اس لئے میں شرکت نہ کروں گا۔ تو ان لوگوں نے کہا ہم نیاز فاتحہ دلائیں گے آپ چندہ دیجئے۔ حافظ جی نے کہا کھیل کود تعزیہ بند کردیجئے میں شریک ہوجاؤں گا مگر ان لوگوں نے کہا کہ ہم رسموں کو بند نہ کریں گے۔ آپ کو خواہ مخواہ چندہ دینا پڑیگا۔ مگر حافظ صاحب انکار کرتے رہے۔ چنانچہ گاؤں والوں نے متفق ہوکر حافظ مذکور کے بارے میں بائیکاٹ کا فیصلہ کرکے گاؤں بھر میں منادی کراکے حافظ صاحب کی سخت بے آبروئی کی اور بائیکاٹ کردیا، تو آیا بائیکاٹ بذریعہ منادی اور حافظ صاحب کی بے آبروئی صحیح ہے؟ اور ایسے لوگوں کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

گاؤں والوں نے یہ سب کچھ خلافِ شرع اور گناہ کا کام کیا ہے[1] اُن کو توبہ لازم ہے[2]۔ اگر اپنی عاقبت درست کرنا چاہتے ہیں تو اپنی غلطی کا اقرار کرکے امام صاحب سے معافی مانگیں[3]

---

[1] عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَة رَضِیَ اللّٰهُ تعالیٰ عَنْهُ قَالَ قَالَ رسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا یَظْلِمُهٗ وَلَا یَخْذُلُهٗ وَلَا یَحْقِرُهٗ بِحَسْبِ امْرِءٍ مِنَ الشَّرِ اَنْ یَحْقِرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمِ کُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهٗ وَمَالُهٗ وَعِرْضُهٗ رواه مسلم (مشکوٰۃ شریف ص۴۲۲/ کتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة علی الخلق، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند)

[2] ولم یختلف اهل السنة وغیرهم فی وجوب التوبة علیٰ أرباب الکبائر الیٰ قوله وعبارة المازری واتفقوا علیٰ أن التوبة من جمیع المعاصی واجبة وانها واجبة علی الفور ولایجوز تاخیرها سواء کانت المعصیة صغیرة أو کبیرة الخ (روح المعانی ص۲۳۶/ج۱۵/ الجزء الثامن والعشرون. سورۂ تحریم آیت ۸، مطبوعه دارالفکر، بیروت)

[3] وفی شرح المقاصد قالوا إن کانت المعصیة فی خالص حق اللّٰه تعالیٰ فقد یکفی الندم الی قوله وإن تعلقت بحقوق العباد لزم مع الندم، والعزم إیصال حق العبد او بدله إلیه إن کان الذنب ظلماً والإعتذار الیه إن کان إیذاءً الخ (روح المعانی ص۲۳۵/ج۱۵/ الجزء الثامن والعشرون. سورة تحریم، تحت آیت۸، مطبوعه دارالفکر بیروت. شرح نووی علی مسلم ص۳۴۶/ج۲/ کتاب الذکر والدعاء الخ باب التوبة، مطبوعه رشیدیه دهلی)

اور غلط رسموں کو بالکل بند کر کے حضور اکرم ﷺ کی سنت پر پابندی سے عمل کیا کریں[1]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند ۹۴/۱/۱۶ھ

[1] التوبة ما استجمعت ثلاثة أمور : أن يقلع عن المعصية وأن يندم على فعلها وأن يعزم عزماً جازماً على أن لايعود إلى مثلها ابدا الخ (روح المعانى ص ۲۳۵/ج۱۵/ الجزء الثامن والعشرون. سروۂ تحریم، تحت آیت ۸. شرح نووی على المسلم ص ۳۴٦/ ج ۲/ كتاب الذكر والدعاء باب التوبة، مطبوعه رشيديه دهلى. قال فى المفهم (اى التوبة) فى اللغة الرجوع .. وفى الشرع الرجوع عما هو مذموم فى الشرع الى ماهو محمود فيه. المفهم ص۲۷/ج۷/ باب تجديد الإستغفار والتوبة الخ، مطبوعه دارابن كثير دمشق، بيروت)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل هشتم : نیابتِ امام

امام بنانے کا حق کس کو ہے

سوال:۔ ہمارے گاؤں میں ملاں نامی ایک آدمی ہے جس کا کام ذبح، کفن ودفن کا ہے اور وہ کبھی ہر روز کی نماز اور عیدین کی نماز اور خطبہ نہیں پڑھی اور نہ پڑھائی ایسا رہنے پر بھی وہ کہتا ہے کہ عیدین کی نماز پڑھانے کا حق میرا ہی ہے اور اس میں جماعت کا کوئی حق نہیں میرا ہی واٹ ہے کر کے کلکٹر کی طرف سے فریب دیکر اپنا ہی واٹ لیکر آیا ہے اس لئے ہم جماعت والے کورٹ میں کام چلانے والے ہیں کہ پیش امام جماعت کی طرف سے مقرر کیا جاتا ہے یا کہ ملاں کی طرف سے اس بات میں حدیث اور دلیلوں سے خلاصہ ثابت کر کے ان کتابوں کے نام اور صفحہ درج کر کے آپ کے دستخط مع مہر کے ذیل میں تحریر کر کے بذریعہ ڈاک ارسال فرمادیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً!

جو ہر روز کی نماز پابندی سے نہ پڑھتا ہو وہ فاسق ہے۔ اسکو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔

وكره امامة الفاسق العالم لعدم اهتمامه بالدين فتجب اهانته شرعاً فلا يعظم بتقديمه للامامة اھ (مراقی الفلاح) **الكراهة فی الفاسق تحريمية** اھ (طحطاوی[1] ص ١٦٥)

---

[1] مراقی مع الطحطاوی ص ٢٤٥/ فصل فی بیان الاحق بالامامة (مصری). شامی زکریا ص ٢٩٩/ ج ٢/ باب الامامة، قبیل مطلب البدعة خمسة اقسام. حلبی کبیر ص ٥١٣/ فصل فی الامامة، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور)

امام مقرر کرنے کا حق بانیٔ مسجد کو ہے۔ پھر اس کے خاندان والوں اولاد وغیرہ پھر اہل محلّہ کو لیکن امام میں اہلیت ہونا شرط ہے۔ البانی اولیٰ بنصب الامام والمؤذن وولد البانی وعشیرتہٗ اولیٰ من غیرھم بنی مسجداً فی محلة ونصب الامام والمؤذن فنازعه بعض اهل المحلة فی العمارة فالبانی اولیٰ مطلقاً وان تنازعوا فی نصب الامام والمؤذن مع اهل المحلة ان کان مااختارهٗ اهل المحلة اولیٰ من الذی اختاره البانی فما اختاره اهل المحلة اولیٰ وان کانا سواء فمنصوب البانی اولیٰ اھ (الاشباہ[1] ص ۱۴۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ صحیح: عبد اللطیف معین مفتی مظاہر علوم سہارنپور ۱۸/۱۰/۶۲ھ

نائب امام کی موجودگی میں کسی اور کی امامت

سوال:۔ محلّہ کے امام صاحب موجود نہیں لیکن وہ اپنا نائب کسی مقتدی کو بنا گئے اس نائب کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے کو امامت کرانی کیسی ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

نائب امام کے ہوتے ہوئے دوسرے شخص کو خود امامت کے لئے آگے نہیں بڑھنا چاہئے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

---

[1] اشباہ ص۱۰۴/ الفن الثانی، کتاب الوقف، طبع اشاعة الاسلام دهلی. المحیط البرهانی ص۱۳۹/ج۹ کتاب الوقف، نوع آخر منه فی المسائل اللتی تعود الی قیم المسجد الخ، مطبوعه المجلس العلمی ڈابھیل. البحر الرائق کوئٹه ص۲۳۲/ج۵/ کتاب الوقف، فصل فی احکام المسجد.

[2] وأعلم أن صاحب البیت ومثله إمام المسجد الراتب أولی بالإمامة من غیره مطلقاً الخ (شامی مع الدر المختار ص۲۹۷/ج۲/ باب الإمامة، قبیل مطلب البدعة خمسة أقسام، مطبوعه زکریا دیوبند. البحر الرائق کوئٹه ص۳۴۷/ج۱/ باب الإمامة)

امام کے علاوہ دوسرے شخص کو نماز پڑھانے کا حق

سوال:۔امام جو مسجد میں مقرر ہوتے ہیں کیا ان کو شرعاً پورا حق ہوتا ہے کہ وہ کسی کو بھی مصلیٰ پر کھڑے ہونے کی اجازت دیں یا نہ دیں؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

جو امام مقرر ہو اس کی موجودگی میں کسی دوسرے شخص کو مصلیٰ پر پہنچ کر نماز پڑھانے کی اجازت نہیں پس اگر کوئی آدمی کسی ایسی مسجد میں جا پہنچے جہاں روزانہ کا امام ہو اس کو چاہئے کہ روزانہ کے امام کے پیچھے ہی نماز پڑھے ہاں اگر خود ہی اس سے امامت کی درخواست کرے تو پڑھادے۔ولا یومّنّ الرجل الرجل فی سلطانہ ولا یقعد فی بیتہٖ علیٰ تکرمتہٖ الا باذنہٖ رواہ مسلم اھ (مشکوٰۃ شریف[۱] ص ۱۰۰) واعلم ان صاحب البیت ومثلہٗ امام المسجد الراتب اولیٰ بالامامۃ من غیرہ مطلقاً ای وان کان غیرہٗ من الحاضرین من ھو اعلم واقرأ منہ اھ[۲] کذا فی الدر المختار ورد المحتار ص ۳۷۵/ج ۱۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیو بند ۱۳/۷/۹۳ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیو بند ۱۳/۷/۹۳ھ

وقت ضرورت بلا اجازت کسی کو امام بنانا

سوال:۔صبح یا عصر کی نماز کا وقت قریب الختم ہے اور پیش امام موجود نہیں مکان میں آواز

---

[۱] فی حدیث ابی مسعود باب الامامۃ مشکوٰۃ ص ۱۰۰. کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، الفصل الأول، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند.

[۲] الدر المختار مع رد المحتار ص ۵۵۹/ج ۱/ باب الامامۃ، شامی طبع بیروت وکراچی مطبوعہ زکریا ص ۲۹۷/ج ۲.

دینے پر بھی نہیں آئے (نہ معلوم ضرورت کی بناء پر یا سستی کیوجہ سے) تو کسی پڑھے لکھے کو مقتدیوں کے آگے کرنے پر بلااجازت امامت کرنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

درست ہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

امام کی امامت استاد کی موجودگی میں!

سوال:۔ایک شخص امام حافظ قاری مشروع وضع قطع میں نہایت نیک صالح استاذ ووالد وجملہ نمازی بہت خوش، ایک دن باصرار امام صاحب نے اپنے استاذ بزرگ بعمر ۷۰/سال سے نماز مغرب پڑھوادی دوتین مقتدیوں نے ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھی (بسبب باطنی) کہیں اور جاکر مغرب کی نماز ادا کی بعد میں امام صاحب سے کہا کہ اپنے استاذ سے نماز نہ پڑھوایا کریں۔اس کے بعد امام صاحب نے استعفاء دے دیا اور کہا میری غیرت تقاضہ نہیں کرتی کہ استاذ محترم شہر کی کسی بھی مسجد میں ہوتے ہیں ہر شخص کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ نماز یہی پڑھائیں تمام شہر عزت کرتا ہے اور میں ان سے نماز کے لئے نہ کہوں، میں برابر کہوں گا اگر یہ شرط منظور ہو تو نماز پڑھاؤں گا ورنہ نہیں، امام صاحب نہیں چاہتے تھے کہ بغیر میری شرط منظور کئے نماز پڑھاؤں، برادری کے لوگوں نے امام کے والد پر دباؤ ڈالا اور والد نے اپنی برادری کی

---

[۱] ان الامام اذا تاخر عن الصلاة تقدم غيره اذالم يخف فتنة وانكاراًمن الامام الخ. اوجز المسالک ص ٢٠٦ / ج٣/ باب الا لتفات والتصفيق عندالحاجة تحت حديث امامة ابی بکر رضی اللّٰه عنه عندذهابه صلی اللّٰه عيه وسلّم الی بنی عمرو الخ المكتبة الامداديه، مكه مكرمه. عمدة القاری ص ٢١١ / ج٣/الجزء الخامس، باب من دخل ليؤم الناس فجاء الامام الاول، ذكرما يستفاد منه من الأحكام، مطبوعه دارالفكر بيروت)

لاج رکھتے ہوئے نہ بیٹے کی شرط کی پرواہ کی نہ استاذ کی بے عزتی کی اور بیٹے کو مسجد میں لے جا کر خود مصلے پر کھڑا کر کے نماز پڑھوادی اور بعد میں والد نے نمازیوں سے معافی مانگی کہ بھائیو امام صاحب سے جو کچھ غلطی ہوئی ہے اس کی میں آپ سے معافی مانگتا ہوں، امام صاحب والد کے آگے کچھ نہ کہہ سکے ایسی حالت میں جب کہ استاد کی بے عزتی کی گئی اور والد نے بھی برداشت کر لی تو ایسی حالت میں امام کو والد کی اطاعت واجب ہے یا استاذ کی بے عزتی گوارہ کرے اور استاذ کا ادب واحترام ختم کر دے؟

الجواب: حامداًوّ مصلیاً!

یہ تصور ہی غلط ہے کہ استاذ کی موجودگی میں شاگرد نماز پڑھادے تو استاد کی بے عزتی ہوگئی، خاص کر جب کہ شاگرد کی درخواست پر بھی استاذ امام ہونا پسند نہ کرے۔ البتہ بلا وجہ شرعی دل میں رنجش رکھنا بہت برا ہے امام صاحب اگر فتنہ کو ختم کرنے کے لئے والد کا کہنا مانیں اور نماز پڑھادیا کریں تو اس میں نہ استاد کی بے عزتی ہے اور نہ اور کوئی گناہ ہے جو لوگ استاد سے رنجش رکھتے ہیں ان کو دل صاف کرنا ضروری ہے[1]۔

فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ

---

[1] عن سعید بن المسیبؓ قال انس بن مالک قال لی رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم یَابُنَیَّ اِنْ قَدَرْتَ اِنْ تُصْبِحَ اَوْتُمْسِیْ وَلَیْسَ فِیْ قَلْبِکَ غَشٌّ لِاَحَدٍ فَافْعَلْ ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا بُنَیَّ وَذَالِکَ مِنْ سُنَّتِیْ الحدیث (کتاب العلم باب الاخذ بالسنة واجتناب البدعة ترمذی شریف ص ٩٦ / ج ٢ / مطبوعہ بلال دیوبند)

ترجمہ:۔ حضرت انسؓ سے منقول ہے کہ حضرت رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا اے پیارے بیٹے اگر تو قدرت رکھتا ہے کہ صبح اور شام اس حال میں کرے کہ تیرے دل میں کسی کی طرف سے میل کچیل نہ ہو تو ایسا کر لیا کر اور یہ میری سنت ہے۔ الخ

امام کا بضرورت کسی کو اپنا قائم مقام بنا دینا!

سوال:۔ کوئی شخص کسی مسجد میں امامت کرتا ہو اور ایک ماہ کے لئے کسی وجہ سے گھر جاتا ہو اور اپنی جگہ ایک شخص کو عارضی طور پر رکھ دیا اور باہم یہ معاہدہ ہوا تھا کہ تم جب تک گھر سے نہیں آؤ گے میں تمہاری جگہ پر کام کروں گا اس شخص کو اپنی جگہ پر رکھ کر چلا گیا اور کسی اہم معاملہ کے پیش نظر گھر سے تین چار روز کے بعد آئے اور گھر سے سابق امام نے عارضی امام کو اطلاع کر دیا کہ میں سخت پریشان ہوں انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد آ رہا ہوں جواب میں عارضی امام لکھے کہ کوئی بات نہیں تم اپنی پریشانی کو دیکھتے ہوئے جلد آنے کی کوشش مت کرو میں آپ کی جگہ پر کام کر رہا ہوں تین چار روز کی تاخیر کر کے سابق امام آ جائے۔ اس کے بعد وہ عارضی امام اپنے قول سے پھر جائے اور ہٹ دھرمی پر اتر جائے کہ میں آپ کی مسجد اس حالت میں چھوڑ سکتا ہوں جب کہ ہمارے لئے کہیں مسجد کا انتظام کر و اس کے قول کے مطابق مسجد کا انتظام بھی کر دے اس کے باوجود بھی سابق امام کی جگہ کو جبری طور پر قبضہ کر لے اور ایک دو شخص کسی وجہ سے عارضی امام کی حمایت کرے اور قبضہ جمائے رکھے اور تین چار شخصوں میں ایک دوسرے کا کافی ہمدرد غمگسار ہو اور عارضی امام ان لوگوں میں دشمنی وانتشار پیدا کر دے حتی کہ اتنا تفرقہ ڈال دے کہ ایک دوسرے کی برائی کرنے پر اتر آئیں اور جو وعدہ کر کے وعدہ خلافی کرے اور طرح طرح کی برائیاں کر کے اتنا انتشار پیدا کر دے کہ فتنہ کا اندیشہ ہو تو یہ کس کی علامت ہے اور ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

اور ایسے امام کا مسجد میں رکھنا کیسا ہے اور جو عارضی امام کی حمایت کرے ان کے لئے کیا حکم ہے۔

اگر کوئی شخص انگریزی بال رکھتا ہو وہ شخص وقت ضرورت نماز پڑھائے تو اسکے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

ہم لوگ مجبوراً اسکے پیچھے نماز پڑھیں اور امام وقت پر نہ آتا ہو جب اس شخص سے وقت پر آنے کیلئے کہا جائے تو مندرجہ بالا اشخاص اسکی حمایت میں کہتے ہیں کہ کسی وقت بھی وقت پر نہ آئے تو ان کو کوئی نکال نہیں سکتا اور یہ لوگوں پر زور ڈالتا ہو، حتی کہ سینما بین کے پیچھے نماز پڑھنے کیلئے امام خود مجبور کرتا ہے۔

الجواب: حامداً و مصلیاً!

جب قدیم امام آ گیا تو عارضی امام کو مسجد چھوڑنا یعنی امامت سے علیٰحدہ ہونا لازم ہے[1]، زبردستی قبضہ جمانا چھوڑنے کے لئے کوئی بھی شرط لگانا جائز نہیں اس کی حمایت کرنا بھی جائز نہیں۔ غلط حمایت کر کے تفرقہ ڈالنا تو بہت بڑا جرم ہے[2] کسی کی بدگوئی بھی گناہ ہے[3] امام صاحب کو لازم ہے کہ وقت کی پابندی کرے اگر اتفاقیہ طور پر دیر ہو جائے تو مقتدی لوگ کسی متبع سنت کو امام بنا کر اس کے پیچھے نماز ادا کرلیں[4] یا امام صاحب بھی کسی اہل شخص کو اپنا نائب تجویز

---

[1] عَلامة الـمُنـافقِ ثَلاثٌ اذا حدَّثَ كَـذِبَ واذا وَعَدَاَخْلَفَ واذا اُؤتـمِنَ خَانَ (مشكوٰة شريف ص۱۷/ باب الكبائر وعلامات النفاق، قبيل الفصل الثانى، مطبوعه ياسر نديم ديوبند)

[2] عـن اوس بـن شـرحبيـل انـه سمع رسول الله صلّى الله عليه وسلّم يقول من مشى مع ظالم ليـقـوّيه وهو يعلم انه ظالم فقد خرج من الإسـلام (مشكوة شريف ص۴۳۶/ ۲/ قبيل باب الأمر بـالمعروف، الفصل الثالث من باب الظلم) وعن حبير بن مطعم قال قال رسول الله صلّى الله عـليـه وسلّم لايدخل الجنة قاطع متفق عليه (مشكوة شريف ص۴۱۲/ ج۲/ كتاب البر والصلة، قبيل الفصل الثانى، مطبوعه ياسر نديم ديوبند)

[3] عـن ابـن مسـعـود رضـى الـلّـه عـنـه قال قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم ليس المؤمن بـالطَّعَانِ ولااللبذى راه الترمذى والبيهقى فى شعب الإيمان وفى اخرى له والاالفاحش البذى (مشكوة شريف ص۴۱۳/ ج۲/ باب حفظ اللسان والغيبة الخ، الفصل الثانى، مطبوعه ياسر نديم)

[4] السـابـع عشـر فيه تقديم غيرا لإمـام إذا تـاخـر ولـم يـخف فتنة ولاانكار من الإمام (عمدة الـقـارى) ص ۲۱۱/ ج۳/ الـجزء الخامس، باب من دخل ليؤم الناس فجاء الإمام الأول الخ ذكرمايستفاد منه من الأحكام، مطبوعه دارالفكر بيروت. أوجز المسالک ص۲۰۶/ ج۳/ باب الإلتفات والتصفيق عن الحاجة، مطبوعه امداديه مكه مكرمه)

کردیں نا اہل کو امام بنانا درست نہیں[1]۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۲۶/۳/۹۱ھ

رمضان میں وتر کی امامت کون کرائے؟

سوال:۔ ہماری مسجد میں مقیم امام فاضلِ دارالعلوم دیوبند ہیں فرض نماز عشاء پڑھانیکے بعد تراویح حافظ صاحب جن کو رمضان شریف میں تراویح پڑھانے کے لئے رکھا گیا ہے پڑھاتے ہیں۔ وتر جماعت کے لئے امامت کا مستحق امام مقیم ہے یا حافظ صاحب؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

جس امام نے عشاء کی فرض نماز پڑھائی، وتر بھی وہی پڑھائے[2] لیکن اگر تراویح پڑھانیوالا وتر پڑھائے گا تب بھی درست ہے[3] کوئی کراہت نہیں اس میں تنازع نہ کرے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۱۰/۹/۹۲ھ

---

[1] مشی فی شرح المنية على ان كراهة تقديمه (أي الفاسق) كراهة تحريم (شامی زكريا ص ۲۹۹/ج ۲/ باب الإمامة، قبيل مطلب البدعة خمسة اقسام. حلبی كبيری ص ۵۱۳/ باب الإمامة، الرابع فی الأولى بالإمامة، طبع لاهور)

[2] وقدكان عمر رضي الله تعالىٰ عنه يؤمهم في الفريضه والوتر وكان أبي يومهم في التراويح كذا في السراج الوهاج (عالمگيری ص ۱۱۶/ ج ۱/ الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، مطبوعه ماجديه كوئٹه)

[3] وتر کی جماعت کا امام جماعت فرض کے امام کا غیر ہوسکتا ہے (فتاوی دارالعلوم دیوبند ص ۱۵۸/ ج ۴/ الباب الثامن فی الوتر والنوافل، فصل اول، مسائل وتر، مطبوعہ زکریا دیوبند۔ إمداد الاحكام ص ۲۱۸/ ج ۲/ فصل في الوتر ودعاء القنوت، مطبوعه زكريا ديوبند)

امام صاحب نہ آئیں تو کیا نماز الگ الگ پڑھیں

سوال:۔ وقتی نماز کیلئے ہم تقریباً پچاس مسلمان مسجد شریف میں ہوتے ہیں۔ اگر بدقسمتی سے امام صاحب حاضر نہیں ہوتے تو ہم سب علیٰحدہ علیٰحدہ نماز پڑھتے ہیں حالانکہ اس جماعت میں پڑھے لکھے بھی ہوتے ہیں۔ مگر یہاں کے مسلمان ایک دوسرے پر الزامات سچ کا جھوٹ لگاتے ہیں اور ان پڑھے لکھے مسلمانوں کو قابلِ امامت نہیں سمجھتے کیا یہ مسلمان کا طریقہ جائز ہے اور ہم ان کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

جب امام صاحب کو کوئی ضرورت پیش آجائے جس کی وجہ سے وہ جماعت کے وقت مسجد تشریف نہ لاسکیں تو ان کو چاہئے کہ کسی مناسب آدمی کو ہدایت کردیں کہ وہ نماز پڑھادے سب کا بلا جماعت نماز پڑھنا بڑی کوتاہی ہے[١] اگر امام صاحب کسی کو تجویز نہ کریں تو نمازی خود ہی اپنے میں سے جو زیادہ اہل ہو اس کو امام بنا کر جماعت سے پڑھا کریں[٢]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ٩/١/٩٥ھ

بلا وجہ شرعی دوسرا امام بنانا

سوال:۔ سابقہ امام مسجد کے بجائے متولی اپنے برادر کو امام مسجد بنانا چاہتا ہے۔ حالانکہ

---

[١] صلوة الجماعة تفضل صلوة الفذِّ بسبع و عشرين درجة، متفق عليه (مشكوة شريف ص ٩٥/ج ١/ كتاب الصلوة، باب الجماعة وفضلها، الفصل الأول، مطبوعه ياسر نديم ديوبند)

[٢] واذا تعذر حضور الإمام فعلى المسلمين إقامة رجل منهم يقوم به الخ (عمدة القارى ص ٢٣٢/ج ٣/ الجزء الخامس، باب إمامة المفتون والمبتدع، ذكر مايستفاد منه، مطبوعه دارالفكر بيروت)

سابق امام سے کم علم رکھتا ہے۔ آیا جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب: حامداًوّمصلیا!

جب زیادہ علم والا امامت کا اہل موجود ہوتو اس کو امام بنانا افضل اور اولیٰ ہے بہ نسبت کم علم والے کے گو نماز دونوں کے پیچھے درست ہے بشرطیکہ کوئی اور مانع شرعی موجود نہ ہو[1]۔

فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

کیا حق امامت اور نکاح خوانی وراثت میں منتقل ہوتا ہے

سوال:۔ ہمارے یہاں ایک شخص ہے جو کہ صوم وصلوٰۃ کا پابند نہیں اس شخص کے دادا مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے اور گورنمنٹ سے منظور شدہ قاضی تھے اپنے یہاں وہی عیدین کی نماز اور نکاح خوانی کے فرائض انجام دیتے تھے۔ ان کے اندران کاموں کو انجام دینے کی لیاقت تھی۔ اب قاضی صاحب تو مرحوم ہو چکے بہت مدّت ہوئی بلکہ ان کے لڑکے کا بھی انتقال ہو چکا ہے۔ اب ان مرحوم کے پوتے دعویٰ کرتے ہیں کہ عیدین وغیرہ کی نماز پڑھانا یہ ہمارا خاندانی کام ہے۔ لہٰذا کسی کو اس کا حق نہیں کہ وہ عیدین کی نماز عیدگاہ میں اور نکاح میری موجودگی میں پڑھائے یہ دعویٰ انہوں نے کورٹ کے اندر کیا ہے۔ چونکہ ہمارے یہاں کوئی اس قابل نہیں کہ یہ سب کام انجام دے۔ اسلئے گاؤں کے لوگوں نے ملکر ایک حافظ عالم کو بلا لیا۔ لہٰذا لوگوں نے انہیں سے یہ کام بھی لینا چاہا تو اس پر قاضی صاحب کے پوتے نے دعویٰ کر

---

[1] والاحق بالامامة الاعلم باحکام الصلاة (شامی کراچی ص۵۵۷/ج۱/ باب الامامة. شامی نعمانیه ص۳۷۴/ج۱. النهر الفائق ص۲۳۹/ج۱/ باب۱ لإمامة والحدث فی الصلاة، مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت. مجمع الانهر ص۱۶۱/ج۱/ فصل فی الجماعة، مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت)

دیا حالانکہ وہ صوم وصلوٰۃ کا پابند بھی نہیں۔ تو کیا امامت اوراس جیسی چیزوں میں بھی وراثت چلتی ہے؟

الجواب: حامداًومصلیاً!

امامت کا مستحق وہ ہے جو طہارت اور نماز کے مسائل سے واقف ہو، صحیح العقیدہ ہو، قرآن کریم صحیح پڑھتا ہو، متبعِ سُنّت، پابندِ شریعت ہو اگر مرحوم امام صاحب کے پوتے میں یہ چیزیں موجود ہیں تو بہتر ہے ان کو ہی امام رکھا جائے۔ ایسے شخص کے پیچھے عالم حافظ سب کی نماز درست ہو جاتی ہے کوئی نزاع نہ کیا جائے۔ اگر یہ صفات موجود نہ ہو تو محض سابق امام کے پوتے ہونے کی وجہ سے اپنا حق قائم نہ کیا جائے۔ کیوں کہ امامت وراثت میں نہیں ملا کرتی بلکہ اہلیت سے ملتی ہے[۱]۔ ایسی حالت میں ان کے لئے زیبا ہے کہ وہ مصلّٰی چھوڑ کر دوسرے ''اہل'' شخص کی امامت کے لئے تجویز پیش کریں۔ نزاع اور مقدمہ بازی قبیح چیز ہے۔ آپس میں اتحاد واتفاق سے رہنا چاہئے۔ نکاح مرد عورت خود بھی کر سکتے ہیں کسی اور سے بھی پڑھوا سکتے ہیں۔ کسی متعین قاضی کا ہونا ضروری نہیں[۲]۔ لیکن جو شخص گورنمنٹ کی طرف سے منظور شدہ قاضی ہو، اس کے پاس رجسٹر ہو جس میں وہ اندراج کرتا ہو اور وقتِ ضرورت عدالت میں جا کر گواہی دیتا ہو اس کو بلا وجہ معزول نہ کیا جائے۔ مفاہمت کی صورت یہ ہو سکتی ہے۔ کہ نکاح تو جس سے دل چاہے پڑھوا لیا جائے اور قاضی صاحب رجسٹر میں درج کرنے کی فیس مقرر

---

[۱] والا حق بالامامة الاعلم باحكام الصلاة ثم الاحسن تلاوة وتجويد اللقراء ة ثم الاورع (شامی کراچی ص۵۵۷/ج ۱/ باب الامامة. مراقی الفلاح علی الطحطاوی ص۲۴۳/ فصل في بيان الأحق بالامامة، مطبوعه مصر. فتح القدير ص۳۴۸/ج ۱/ باب الامامة، مطبوعه دارالفكر بيروت)

[۲] وينعقد بايجاب من الزوج او من الزوجة وقبول من الآخر الخ (سكب الانهر ص۴۶۷/ج ۱/ اول كتاب النكاح، مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت. مجمع الانهر ص۴۶۸/ج ۱/ اول كتاب النكاح. شامی کراچی ص۹/ج۳/ كتاب النكاح)

کرلیں کہ جوشخص قانونی تحفظ وپیش بندی کے لئے درج کرانا چاہے وہ اتنی فیس قاضی صاحب کودے دے۔اس سے ان کا حق بھی قائم رہے گا اور سب کو سہولت بھی ہوگی۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

امام اپنی عدم موجودگی میں متولی کو امامت سپرد کر گیا

سوال:۔امام مسجد کے متولی صاحب کو فرائض امامت سپرد کر گیا متولی صاحب حافظ نہیں ہیں مگر ایک بزرگ شخصیت ہیں صوم وصلوٰۃ کے بہت پابند ہیں نیز نماز اور امامت کے مسائل ضروریہ سے بخوبی واقف ہیں۔ایک دینی ادارہ کو بھی اپنی کوشش سے چلارہے ہیں۔یتامیٰ اور غرباء کی بھی ہر قسم کی امداد کرتے رہتے ہیں۔مقتدیوں میں ایک صاحب ہیں جو صرف حافظ قرآن ہیں متولی صاحب ازراہ کسر نفسی امام کی عدم موجودگی میں ان کو آگے بڑھانا چاہتے ہیں لیکن کبھی تو وہ کسل اور سستی کی وجہ سے اس درجہ تاخیر کردیتے ہیں کہ دیگر مقتدیوں پر پریشانی ہوتی ہے اور کبھی صاف انکار بھی کردیتے ہیں ایک شخص محلّہ میں ہے جو ہمیشہ کہتا رہتا ہے کہ امامت کے زیادہ مستحق متولی صاحب نہیں بلکہ وہ حافظ صاحب ہیں جس کی وجہ سے مسجد میں خلفشار رہتا ہے کئی مرتبہ اس نے بے ہودہ پوسٹر بھی شائع کردیئے اب یہ معلوم کرنا ہے کہ جب کہ امام اپنی عدم موجودگی میں متولی صاحب کو منصب امامت سپرد کر گیا اور حافظ صاحب کا حال یہ ہے تو اس صورت میں امامت کا مستحق کون ہے؟ نیز اس شخص کے بارے میں کیا رائے ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

جبکہ متولی میں امامت کی اہلیت پوری موجود ہے اور امام نے امامت متولی کے سپرد کی ہے

تو متولی صاحب امامت کے حقدار ہیں بلا وجہ ان کو بدنام اور ذلیل کرنا سخت مذموم اور قابل نفرت ہے[۱] جو لوگ ان کو ذلیل کرتے ہیں ان کو توبہ کرنا اور معافی مانگنا ضروری ہے[۲]۔ متولی صاحب اگر کسی شخص کو کسی وقت امامت کے لئے آگے بڑھا دیں تو اس میں بھی مضائقہ نہیں۔

فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۱۰/ ۸۸ھ

امام کے قریب اہل علم وفہم کو کھڑا ہونا چاہئے

سوال:۔ امام کے پیچھے علم دار بینا کھڑا ہونا چاہئے یا نابینا جاہل؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

سب مقتدی امام کے پیچھے ہی کھڑے ہوتے ہیں البتہ امام کے قریب تو ایسے لوگ کھڑے ہوں جو علم رکھتے ہوں تا کہ اگر لقمہ دینے یا کسی اور اصلاح نماز کی ضرورت پیش آئے تو سہولت رہے[۳]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[۱] رجل ام قوما وهم له كارهون ان كانت الكراهة لفساد فيه او لانهم احق بالامامة يكره له ذلك وان كان هو احق بالامامة لايكره (عالمگیری ص۸۷/ج ۱/ الفصل الثالث فی بیان من یصلح اماماً لغیره مطبوعه کوئٹه. مراقی الفلاح مع الطحطاوی مصری ص۲۴۴/ فصل فی بیان الاحق بالامامة. الدرالمختار علی الشامی زکریا ص۲۹۷/ ج۲/ باب الامامة، مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد)

[۲] واتفقوا على ان التوبة من جميع المعاصي واجبة وانها واجبة على الفور سواء كانت المعصية صغيرة او كبيرة (روح المعانی ص۲۳۶/ج۱۵/ الجزء الثامن والعشرين. سورۂ لقمان تحت آیت۸، مطبوعه دارالفكر بيروت. نووی مع مسلم شريف ص۳۵۴/ج۲/ اول كتاب التوبة، مطبوعه رشيديه دهلی) **(بقیه آئنده پر)**

امامت میں کسی کو اپنا نائب بنا کر رخصت پر جانا

سوال:۔ امام صاحب بعض مرتبہ ملازمت کی مجبوری کی وجہ سے باہر چلے جاتے ہیں اورامامت کے لئے دوسرا آدمی مقرر کرجاتے ہیں تنخواہ رخصت لینا پسند نہیں کرتے کیاامام صاحب اس طرح بغیراجازت کے جاسکتے ہیں اور کیاان کے پیچھے نماز درست ہوگی، کیا یہ فریب تو نہیں؟

الجواب: حامداًومصلیاً!

اگروہ اپنا نائب ایسے شخص کو بنادیتے ہیں جوامامت کےاوصاف رکھتا ہوتوامام صاحب کو پوری تنخواہ لینادرست ہے یہ فریب نہیں، کذا فی البحر الرائق[١]۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبدمحمودغفرلہٗ

(گذشتہ کابقیہ) [٣] وینبغی ان یکون بحذاء الامام من ھو افضل الخ (البحرالرائق کوئٹہ ص ٣٥٢/ج ١/ باب الامامة) ویصف الرجال ثم الصبیان ثم النساء لقوله علیه الصلاة والسلام لیلینی منکم اولوالاحلام والنهیٰ الخ (زیلعی ص ١٣٦/ج ١/ باب الامامة، مطبوعه امدادیه ملتان. النهرالفائق ص ٢٤٦/ج ١/ باب الامامة، مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت)

(صفحہ ہٰذا) [١] استخلف الإمام خلیفة فی المسجد لیؤم فیه زمان غیبته لا یستحق الخلیفة من اوقاف الامامة شیئاً إن کان الإمام أم أکثر السنة اه وحاصله أن النائب لا یستحق من الوقف شیئاً لأن الاستحقاق بالتقریر ولم یوجد ویستحق الأصیل الکل (بحر کوئٹه ص ٢٣١ ج٥ کتاب الوقف)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فصل نہم : غلط خواں کی امامت

غلط خواں کی امامت

سوال:۔ اگر کوئی پیش امام قرآن شریف غلط پڑھے تو اس کے پیچھے انجان لوگوں کی نماز ہوجاتی ہے یا نہیں اگر کوئی عالم کہے۔ یہ شخص قرآن شریف صحیح نہیں پڑھتا اب وہ لوگ کہتے ہیں کہ ہماری نماز تو ہوجاتی ہے تو ان لوگوں کو پتہ لگ گیا اب ان لوگوں کی نماز ہوجاتی ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اگر قرآن شریف ایسا غلط پڑھتا ہے کہ جس سے معنیٰ بگڑ جاتے ہیں تو اس کے پیچھے بالکل اَن پڑھ لوگوں کو جن کو تین آیتیں بھی صحیح یاد نہیں نماز درست ہے[۱] اور جس کو تین آیتیں صحیح یاد ہیں اس کی نماز درست نہیں[۲] کسی صحیح پڑھنے والے کو امام بنانا چاہئے کہ جس سے سب کی نماز درست ہوجائے۔ فقط واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین المفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۶/۱۹/ ۵۶ھ

۱؎ واما اقتداء امی بامیٍ ......فصحیح (طحطاوی علی المراقی ص ۲۳۳/باب الامامة، طبع مصر. المحیط البرهانی ص ۱۸۲/ج ۲/ باب الامامة، فصل فی نوادر الصلوة. عالمگیری کوئٹه ص ۸۵/ج ۱/ الفصل الثالث فی بیان من یصلح امام لغیره)

۲؎ لا یصح اقتداء القاری بامیٍ (طحطاوی ص ۲۳۳/ مصری. المحیط البرهانی ص ۱۸۲/ج ۲/ فصل فی نوادرالصلاة علی هٰذا الاصل، مطبوعه المجلس العلمی ڈابھیل. عالمگیری کوئٹه ۸۶/ج ۱/ الفصل الثالث فی بیان من یصلح امام لغیره)

غلط خواں کی امامت

سوال:۔ایک امام ہے وہ کبھی تو حروف کو صحیح ادا کرتا ہے اور کبھی غلطی کرتا ہے۔تو جہری نماز میں تو پتہ لگ جاتا ہے لہٰذا غلطی کے موقعہ پر مقتدی اعادہ کر لیتا ہے مگر سرّی نماز میں پتہ نہیں لگتا تو اس کی اقتداء کرے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اگر اس کو اس طرح غلط پڑھنے کی عادت ہے تو اس کے علاوہ دوسرے کو امام بنایا جائے جو بالیقین صحیح پڑھنے کا عادی ہو[1] اور اس کے پیچھے جو نماز سرّی یا جہری پڑھی ہو تو جب تک اس میں ایسی غلطی کا علم نہ ہو جس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے تو اس کی نماز کو صحیح کہا جائے گا۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ ۲/۹/۶۴ھ

غلط خواں کی امامت

سوال:۔ ہمارے یہاں ایک لڑکا پندرہ سال کا حافظ ہو گیا ہے لیکن دینیات ومسائل سے بالکل واقفیت نہیں، نہ تو قرآن صحیح پڑھنے کی کسی مولوی حافظ قاری نے اس کی تصدیق کی ہے۔ ایسے لڑکے کے پیچھے تراویح پڑھنا کیسا ہے؟

---

[1] والاحق بالامامة الاعلم باحکام الصلوٰۃ ثم الاحسن تلاوۃ و تجویداً للقراءۃ ثم الاورع (تنویر الابصار مع الشامی نعمانیه ص ۳۷۴/ج ۱. شامی کراچی ص۵۵۷/ج ۱/ قبل مطلب البدعة خمسة، باب الامامة. المحیط البرهانی ص۱۷۷/ج۲/ الفصل السادس فی بیان من احق بالامامة، مطبوعه المجلس العلمی ڈابھیل. تاتارخانیه کراچی ص ۶۰۰/ج ۱/ اما الکلام فی بیان من هو احق بالامامة)

الجواب: حامداًومصلیاً!

ابھی وقت کافی ہے۔ طہارت ونماز کے ضروری مسائل تعلیم الاسلام وغیرہ معتبر کتابوں کے ذریعہ اس کو پڑھادیئے جائیں اور کسی حافظ صاحب سے دریافت کرلیں کہ وہ صحیح پڑھتا ہے۔ یا پھراس کے پیچھے تراویح میں قرآن کریم سن لیا جائے، صحیح نہ پڑھتا ہوتو اس کو امام نہ بنایا جائے اور ایسے شخص کے پیچھے تراویح پڑھیں جو صحیح پڑھتا ہو۔

''قال الامام اذا کان امامهٔ لحّاناً لا بأس بان یترک مسجدهٔ ویطوف'' لا ینبغی للقوم ان یقدموا فی التراویح الخوشخوان ولکن یقدموا الدرست خوان''۔(فتاوی عالمگیری[۱] ص ۱۱۶/ج ۱)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۲/۵/۲۰ھ

غلط خواں کی امامت

سوال:۔ نماز کے اندر امام سے اگر قراءت کی اس قسم کی غلطیاں واقع ہوں کہ بجائے زیر کے زبر پڑھ جائے، یا جہاں الف ہے الف کو نہ پڑھے یا بیچ میں لفظ کے سانس توڑ دے کہ لفظ کٹ جائے جیسے میت کی یاء کے زیر کو زبر پڑھے یا فی دین اللہ میں الف نہ پڑھے۔ ابـائنا میں الف نہ پڑھے بلکہ ابـائن پڑھے۔اس قسم کی غلطیاں ہونے سے نماز صحیح ہوجائیگی یا نہیں؟ اگر صحیح ہوگی تو بلا کراہت یا با کراہت، اس شخص کو امام کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداًومصلیاً!

ان مواقع میں یہ غلطیاں کرنے سے نماز فاسد نہیں ہوئی البتہ کراہت آ گئی لیکن ہر جگہ کی

---

[۱] فتاویٰ عالمگیری ص ۱۱۶/ ج ۱/ فصل فی التراویح، طبع کوئٹہ. تاتارخانیه کراچی ص۶۶۰/ج ۱/ نوع آخر بیان **القراءة** فی التراویح. قاضیخان علی الهندیة ص۲۳۸، ۲۳۹/ ج ۱/ فصل فی مقدار القراءة فی التراویح. حلبی کبیر ص۴۰۷، ۴۰۸/ بحث التراویح، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور.

غلطی کا یہ حکم نہیں ۔ بلکہ بعض جگہ ایسی غلطی سے نماز فاسد ہو جائیگی کیونکہ فسادِ نماز کا مدار معنیٰ کی خرابی پر ہے[1]۔ اگر صحیح طور پر قراءت کرنے والا امام متبع شریعت اور مسائل سے واقف میسر آجائے تو اس کو امام بنالیا جائے[2] یا کم از کم اتنی مدت کے لئے دوسرا امام رکھ لیا جائے کہ موجودہ امام قراءت کی مشق کر کے صحیح پڑھنے لگے اور قواعد قراءت سے واقفیت حاصل کرلے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ معین مفتی مظاہر علوم سہارنپور،

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبداللطیف ناظم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۶۴/۲/۲۴ھ

غلط خواں کی امامت

سوال:۔ ایک مسجد میں ایسا امام ہے جو قرآن کو صحیح نہیں پڑھ سکتا ہے حتی کہ تلفظ میں غلطی کرتا ہے، تجوید تو درکنار ہے، ایسے امام کے پیچھے ایک تجوید جاننے والے اور صحیح تلفظ ادا کرنے والے کی نماز جائز ہوگی؟

باسمہ سبحانہٗ وتعالیٰ

الجواب: حامداً ومصلیاً!

جو شخص مایجوز بہ الصلوٰۃ قراءۃ پر قادر نہ ہو اس کے پیچھے اس کی نماز درست نہیں، جو مایجوز بہ الصلوٰۃ پر قادر ہو[3] اس امام کو چاہئے کہ سورۂ الحمد اور کم از کم ایک سورہ کو اتنا صحیح

---

[1] ماغیر المعنی تغییراً یکون اعتقادہٗ کفراً یفسد فی جمیع ذٰلک (شامی نعمانیہ ص ۴۲۴/ج ۱. شامی کراچی ص ۶۳۱/ج ۱/ مسائل زلۃ القاری. المحیط البرھانی ص ۷۲/ج ۲/ الفصل الخامس فی حذف حرف من الکلمۃ، مطبوعہ المجلس العلمی ڈابھیل. عالمگیری کوئٹہ ص ۸۱/ج ۱/ الفصل الخامس فی زلۃ القاری)

[2] الاحق بالامامۃ الاعلم باحکام الصلوۃ ثم الاحسن تلاوۃً وتجویدا للقراءۃ الخ، (شامی کراچی ص۵۵۷ ج ۱ باب الامامۃ، قبیل مطل البدعۃ خمسۃ اقسام).

[3] لا یصح اقتداء القاری بامی (طحطاوی علی المراقی ص ۲۳۳/باب الامامۃ، (بقیہ آئندہ پر)

طور پر مشق کرلے کہ تلفظ صحیح ہو جائے اور نماز درست ہو سکے جب تک ایسی مشق نہ کرے امامت نہ کرے[١]۔ فقط واللہ تعالیٰ سبحانہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ

غلط خواں امام کے پیچھے نماز

سوال: ۔آج کل مساجد کے پیش امام حضرات قرآن شریف نماز کی حالت میں غلط پڑھتے ہیں مثلاً کہیں الف زیادہ کردیتے ہیں یا کہیں سے حذف کردیتے ہیں اور بھی دوسرے حروف کسی دوسرے حرف کی جگہ پڑھ دیتے ہیں قریب المخرج ہونے کی وجہ سے حتیٰ کہ سورۂ فاتحہ میں غیر المغضوب علیهم و لا الضالین کے (ض) کو ادا کرنے میں ایسا تکلف برتتے ہیں کہ وہ (د) کی آواز معلوم ہوتی ہے جو نہ دال ہی میں شمار ہوسکتا ہے نہ ضاد میں ان تمام صورتوں میں نماز کا کیا حکم ہے صحیح ہوتی ہے یا نہیں؟ ایسی غلطی کرنے والے امام کے پیچھے نماز پڑھنا بہتر ہے یا تنہا نماز جو بھی صورت اختیار کی جائے مع دلائل از قرآن وسنت کی جائے یا کتاب وسنت سے مستنبط اصول کی روشنی میں جواب دیا جائے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً!

علم کی کمی اور غلبۂ جہل کی وجہ سے فقہاء نے بہت سے مسائل میں تسہیل فرمائی ہے ان

(گذشتہ کا بقیہ) مطبوعہ مصر. المحیط البرهانی ص ١٨٢/ ج٢/ فصل فی نوادر الصلاة علی هٰذا الاصل، مطبوعہ المجلس العلمی ڈابھیل. تاتارخانیه ص ٦٠٦/ ج١/ واما بیان من یصلح امام لغیره. مجمع الانهر ص١٦٨/ ج١/ فصل فی الجماعة، مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت)

(صفحہ ہٰذا) [١] وحفظ فاتحة الکتاب و سورة واجب علی کل مسلم ویکره نقص شئی من الواجب الخ (الدرالمختار علی الشامی زکریا ص ٢٥٨/ ج٢/ باب صفة الصلاة، مطلب فی الفرق بین فرض العین الخ. سکب الانهر علی مجمع الانهر ص١٥٨/ ج١/ فصل فی الجماعة، مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت. حلبی کبیر ص ٤٩٥/ امالقراءة خارج الصلاة، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور)

میں زلۃ القاری بھی ہے اعراب وحروف کی ادائیگی میں تغیر ہونے کی وجہ سے معنیٰ کو درست کرنے کی بہت کوشش کی اور دور دور کی تاویل کر کے نماز کو فساد سے بچایا ہے[1] پس اگر کسی غلطی کی وجہ سے معنیٰ بگڑ جائیں اور درست نہ ہوسکیں تو فساد نماز کا حکم ہوگا اگر صحیح پڑھنے والا موجود ہوتو ایسی صورت میں غلط پڑھنے والے کو امام ہرگز نہ بنایا جائے ورنہ معنیٰ بگڑ کر نماز فاسد ہوجائے گی صحیح پڑھنے والے لائق امامت کو امام بنایا جائے اورسب نمازی مل کر اس کی فکر کریں۔ بہت بڑی محرومی اور بدقسمتی ہے کہ نماز جیسی عبادت کے واسطے بھی غلط پڑھنے والا امام ہو جو صحیح ترجمانی بھی نہ کرسکے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۹۲/۱۱/۱۹ھ

قواعد تجوید کی رعایت نہ کرنے والے کی امامت

سوال:۔اگر کسی کی ادائیگی مع جمع صفات کے نہیں ہوتی حالانکہ وہ حتی الامکان کوشش کے ساتھ ادا کرنا چاہتا ہے اوریقین بھی ہے کہ باقواعد تجوید ادا کررہے ہیں مگر مقتدیوں کو ٹھیک سمجھ میں نہیں آتی ہے اس صورت میں نماز ہوجائے گی یانہیں؟

الجواب: حامداًومصلیاً!

اگراس سے بہتر امامت کے لائق قواعد تجوید کی رعایت کرنے والا دوسرا شخص موجود ہوتو

---

[1] والقاعدة عند المتقد مين ان ماغير المعنى تغييراً يكون اعتقاده كفراً يفسد فى جميع ذٰلك سواء كان فى القران اولا......واما المتاخرون فاتفقوا علىٰ ان الخطاء فى الاعراب لا يفسد مطلقاً ولواعتقادهٗ كفراً وان كان الخطأ بابدال حرف بحرف فان امكن الفصل بينهما بلا كلفة فاتفقوا على انه مُفسِدٌ وان لم يكن الابمشقة فاكثرهم على عدم الفساد لعموم البلوىٰ (ملخصاً شامى كراچى ص ۶۳۱/ج ۱، مسائل زلة القارى، هندية ص ۷۹/ج ۱/ الفصل الخامس فى زلة القارى. خانيه ص ۱۳۹/ج ۱/ فصل فى قراءة القرآن خطأ الخ)

اس کی امامت اولیٰ ہے[۱] اور نماز شخص مذکور کے پیچھے بھی درست ہے جب تک نماز میں کوئی مفسد صلوٰۃ غلطی نہ کرے۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم
حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ
صحیح: عبداللطیف ۲۹/ربیع الاول ۵۶ھ
الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۹/۳/۵۶ھ

جو شخص ''ق'' اور ''ک'' کو صحیح ادا نہ کرے اس کی امامت

سوال:۔ اگر ایک شخص حافظ ہے مگر وہ مخارج اچھی طرح ادا نہیں کرسکتا مثلاً 'ق' کی جگہ 'ک اور 'ک' کی جگہ 'ق' پڑھ جاتا ہے اور بعض جگہ 'ق' کی جگہ 'قی' بھی پڑھ دیتا ہے اور وہ اپنے مخارج درست کرنے کی کوشش نہیں کرتا کیا اس کے پیچھے نماز ہو جائیگی جب کہ وہ مقابر کی جگہ مکابر اوریقدر اللیل کی جگہ یکدر اللیل پڑھ جاتا ہے، مستقیم کی جگہ مستکیم، علیٰ ھذا القیاس جن سے معنیٰ بدلنے کا خوف ہوتا ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اگر اس سے بہتر شخص امامت کے لائق قرآن کریم کو صحیح پڑھنے والا موجود ہو تو اس غلط پڑھنے والے کو امام بنانا درست نہیں اس کو علیٰحدہ کر کے دوسرے کو امام بنایا جائے کہ مخارج صحیح

---

[۱] والاحق بالامامة الاعلم باحکام الصلوٰة ثم الاحسن تلاوة وتجویداً للقراءة (تنویر الابصار مع الشامی نعمانیه ص ۳۷۴/ج ۱ . شامی کراچی ص۵۵۷/ج ۱/ قبل مطلب البدعة خمسة اقسام، باب الامامة. مجمع الانهر ص ۱۶۱، ۱۶۲/ج ۱/ فصل فی الجماعة، مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت. البحرالرائق کوئٹه ص۳۴۷/ج ۱/ باب الامامة. مراقی الفلاح مع الطحطاوی مصری ۲۴۲، ۲۴۳/ فصل فی بیان الاحق بالامامة)

نہ ہونے کی بناء پر معنیٰ بگڑ کر نماز فاسد ہونے کا قوی اندیشہ ہے[۱] اور اس کے ذمہ واجب ہے کہ مخارج کی تصحیح میں کوشش کرے[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

لحن خفی کرنے والے کی امامت

سوال:۔ زید جامع مسجد شریف میں امام اور خطیب ہے نیز طرہ باز ہے۔ صافہ کے بالائی طرہ کو نکال کر رکھتا ہے۔ قرأت میں بعض آیات کو غیر معمولی طور پر بہت طول دے کر پڑھتا ہے اور اس کو وہ اپنی خوش الحانی پر محمول کرتا ہے جیسا کہ سورۂ فاتحہ میں اِیَّـــاکَ نَـعْبُـدُ وَاِیَّـــاکَ نَسْتَـعِیْـنُ کے الف کو بہت لمبا کرتا ہے راگ کی صورت میں لے جاتا ہے۔ اور اَنْـعَـمْـتَ عَـلَیْهِمْ کے عـلیـه کو بہت لمبا کرتا ہے اور ولا الـضـالیـن اٰمین کو مختصر کر دیتا ہے غرض قرأت میں اکثر حروف کو بلا ضرورت طول دے کر دیگر راگ کی صورت میں کرتا ہے ایسی صورت میں امام کی اقتداء میں نماز جائز ہے؟ اگر علماء کرام اس کی کراہت کا فتویٰ صادر فرمائیں تو کراہت کی تشریح ضرور فرمائی جائے۔ جواب سے جلد سرفراز فرمایا جائے۔

---

[۱] مـاغیر المعنیٰ تغییراً یکون اعتقادہٗ کفراً یفسد فی جمیع ذلک (شامی نعمانیه ص ۴۲۴/ ج ۱/ مسـائـل زلة الـقـاری. شامی کراچی ص ۶۳۱/ ج ۱. عالمگیری کوئٹه ص ۸۱/ ج ۱/ الـفصل الخامس فی زلة القاری. المحیط البرهانی ص ۷۲/ ج ۲/ الفصل الخامس فی حذف حرف من الکلمة، مطبوعه المجلس العلمی ڈابهیل.

[۲] تصحیح الحروف امر لازم لابدمنه ولاتصیر قراء ة الابعد تصحیح الحروف. تاتارخانیه کراچی ص ۴۴۳/ ج ۱/ فـصل فی الـقـراءة. الـمـحـیـط الـبـرهـانـی ص ۳۸/ ج ۲/ فصل فی القراءة، مـطـبـوعـه المجلس العلمی ڈابهیل. الدرالمختار مع الشامی زکریا ص ۳۲۸/ ج ۲/ باب الامامة، مطلب فی الالثغ)

الجواب: حامداً ومصلیاً!

امام تمام نمازیوں میں ایسا ہونا چاہئے کہ جو سب سے زیادہ مسائل نماز سے واقف۔ قرآن کریم صحیح پڑھنے والا ہو۔ متبع سنت ہو[۱]۔

اگر مسائل نماز سے واقف نہ ہو قرآن کریم غلط پڑھتا ہو، پابند سنت وشریعت نہ ہو تو ایسے شخص کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے[۲]۔

صورت مسئولہ میں امام کی جو غلطی تحریر کی ہیں وہ لحن خفی کے درجہ میں ہیں جن سے نماز فاسد نہیں ہوتی خفیف کراہت پیدا ہوتی ہے۔ بہتر یہ ہے کہ امام صاحب کسی صحیح پڑھنے والے قاری صاحب سے کچھ مشق کرلیں۔ قرآن کریم کو گا کر راگ کیساتھ گانے کے قواعد کے موافق پڑھنا جائز نہیں۔ خوش الحانی کے ساتھ تمام حروف کو مخارج سے ادا کرنا اور اخفاء، اظہار، ادغام، مد وغیرہ کی رعایت کرتے ہوئے قواعد تجوید کے موافق پڑھنا مطلوب وثواب ہے[۳]۔

---

[۱] والاحق بالامامة الاعلم باحكام الصلوٰة ثم الاحسن تلاوة للقراء ة ثم الاورع الخ ثم الاسن الخ (تنوير الابصار شامی جلد ۱/ص ۳۷۴/ نعمانيه، باب الامامة قبيل مطلب البدعة خمسة اقسام. النهر الفائق ص ۲۳۹/ ج ۱/ باب الامامة، مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت. بدائع الصنائع زكريا ص ۳۸۸/ ج ۱/ فصل فی بيان من هو احق بالامامة الخ)

[۲] ويكره امامة عبد واعرابی وفاسق ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزانی وآكل الرّبوا الخ (شامی ص ۳۷۶/ ج ۱/ نعمانيه، باب الامامة. البحر الرائق كوئٹه ص ۳۴۸/ ج ۱/ باب الامامة. مجمع الانهر ص ۱۶۳/ ج ۱/ فصل فی الجماعة، مطبوعه دار الكتب العميه بيروت)

[۳] ان القراء ة بالالحان اذا لم تغير الكلمة من وضعها ولم يحصل بها تطويل الحروف حتیٰ لا يصير الحرف حرفين بل مجرد تحسين الصوت وتزئين القرأة لا يضر بل يستحب عندنا فی الصلاة وخارجها كذا فی التتارخانيه شامی ص ۴۲۴/ ج ۱/ نعمانيه ديوبند، قبيل مسائل زلة القاری، باب مايفسد الصلاة. تاتارخانيه كراچی ص ۵۰۰/ ج ۱/ الفصل السادس عشر فی التغنی بالقرآن والالحان. المحيط البرهانی ص ۸۱/ ج ۲/ الفصل السادس عشر فی التغنی بالقرآن والالحان، مطبوعه المجلس العلمی ڈابهيل)

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفی اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

اگر معمولی اشباع ہوتا ہے تو فاسد نہیں ہوگی۔ جیسا کہ مفتی صاحب نے تحریر فرمایا ہے اور اگر 'الف' یا 'واؤ' میں ایاک کے علاوہ بھی اشباع کرتے ہیں جیسے نعبد، الحمد، وغیرہ میں تو اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے[1]۔

سعید احمد غفرلہ ۱۹/۲/۶۶ھ

بے علم غلط پڑھنے والے کی امامت

سوال:۔ ہمارے گاؤں کے امام صاحب عید الفطر کی نماز پڑھا کر بخوشی اپنے گھر چلے گئے ان کے جانے کے بعد امام کی ضرورت ہوئی گاؤں میں ایک شخص کے یہاں ایک ملا عرصہ تین ماہ سے مقیم تھا جو درزی کا پیشہ کرتا ہے۔ نام کا ملا ہے قرآن شریف وعربی غلط پڑھتا ہے یعنی کم علم ہے اس شخص کے اور قریبی رشتہ دار ہیں جنہوں نے آپس میں اتفاق کر کے بغیر گاؤں والوں کے مشورہ کے اس ملا کو کہا کہ تم مسجد میں بیٹھ جاؤ اور وہیں کپڑے سیا کرو۔ لوگوں نے اعتراض کیا کہ ہم ایسے ناعلم آدمی کو نہیں رکھتے کسی عالم کو رکھنا چاہئے تا کہ دین کی تلقین کرے ایسے آدمی کو نہیں رکھنا چاہئے کہ جو خود بھی واقفیت نہ رکھتا ہو۔ دوسرے جمعہ کی نماز ان کے پیچھے پڑھی گئی جو قرآن شریف پڑھے ہوئے ان کے پیچھے نماز پڑھتے تھے انہوں نے کہا کہ ایسے آدمی کو نہیں رکھتے کہ جو خود غلط پڑھتا ہے ایسے آدمی کے پیچھے نماز نہیں ہوتی دوسرے آدمی کا

---

[1] منها القراء ة بالحان ان غير المعنى والا لا وفى الشاميه الا فى حرف مد و لين ان فحش فانه يفسد الخ (الدر المختار مع الشامي زكريا ص ۳۹۲، ۳۹۳/ ج ۲/ باب مايفسد الصلاة الخ قبيل مطلب مسائل زلة القاري. تاتارخانيه كراچى ص ۵۰۰/ ج ۱/ الفصل السادس عشر فى التغنى بالقرآن)

انتظام رکھنا چاہئے۔ مگر جن لوگوں نے ان کو رکھا تھا اس بات کو برا سمجھا اور اس ضد پر کھڑے ہو گئے ہیں کہ ہم اسی آدمی کو امام رکھیں گے چاہے تم ان کے پیچھے نماز پڑھو یا نہ پڑھو۔ اس بات سے گاؤں میں بہت زیادہ مخالفت ہوگئی ہے مگر ملا نے آج تک کسی سے نہیں کہا کہ تم سلوک کر کے رکھتے ہو تو رکھو ورنہ میں نہیں رہتا متواتر رہ رہا ہے گاؤں میں آدھے سے زیادہ آدمی مخالف ہیں مگر یہ لوگ کمزور ہیں غریب ہیں اور جن آدمیوں نے رکھ رکھا ہے اچھی حالت میں ہیں اور پوری ضد پر تلے ہوئے ہیں۔ دوسرے یہ آدمی ایک ذات کے ہیں اس واسطے انہیں زعم ہے۔ مخالفوں نے کہا اگر ہم ملا کے ساتھ ضد کرتے ہیں تو تم کسی عالم کو بلا کر امتحان کرلو اگر وہ یہ کہے کہ یہ صحیح پڑھتا ہے تو رکھنا ورنہ نکال دینا، صحیح پڑھنے والے کے پیچھے ہم بخوشی نماز پڑھیں گے مگر وہ کہتے ہیں کہ ہم کسی کو نہیں بلاتے اور تمہارے لئے غلط پڑھتا ہوگا ہمارے واسطے تو یہی قاری ہے کیونکہ وہ سب آدمی جاہل، علم دین سے بالکل ناواقف ہیں کوئی بچہ آج تک بھی واقف نہیں ہے۔ دوسرے فریق میں چند آدمی دین کی باتوں سے واقف ہیں اور نمازی بھی زیادہ ہیں دوسرے فریق کے مقابلہ میں شریعت ایسے امام کو مسجد میں رہنے کی اجازت دیتی ہے یا نہیں۔ اگر امام صاحب الگ ہو جائیں تو گاؤں کی مخالفت کا خاتمہ ہو جاتا ہے صرف انہیں کا یہ مبارک اثر ہو رہا ہے۔

الجواب: حامداً ومصلياً!

جو شخص قرآن غلط پڑھتا ہے جس سے کہ معنیٰ خراب ہو جاتے ہیں اور صحیح نہیں پڑھ سکتا اس کی امامت ناجائز ہے[1]۔ اگر یہ واقعہ صحیح ہے تو مُلّا مذکور کو امامت سے علیحدہ کر کے دوسرے صحیح پڑھنے والے امامت کے اہل کو امام مقرر کرنا ضروری ہے[2] جو لوگ غلط پڑھنے والے کی امامت

---

[1] انه بعد بذل جهده دائماً حتماً كالامى فلا يوم الامثله ولا تصح صلاته اذا امكنه الاقتداء بمن يحسنهٔ اوترک جهده الخ (شامی کراچی ص ۵۸۲/ج ۱/ مطلب فی الالثغ، باب الامامة.

[2] تقدم تخريجه.

پر باوجود مسئلہ معلوم ہونے کے اصرار کرتے ہیں اور صحیح پڑھنے والے امامت کے اہل کے موجود ہوتے ہوئے اس کو امام نہیں بناتے وہ گنہگار ہیں[1] ان کو اپنے اصرار سے رکنا اور توبہ کرنا ضروری ہے اگر ملا مذکور کو علیحدہ کرنا دشوار ہو اور اس میں فتنہ اور تفرقہ ہوتا ہو تو ان لوگوں کو چاہئے کہ اس ملا کو چند صورتیں صحیح یاد کرادیں اور ضروری روزمرہ کے پیش آنے والے نماز کی صحت وفساد کے مسائل بھی سکھادیں اور آپس میں جھگڑا اور تفرقہ نہ ڈالیں کہ یہ بہت خرابی کی چیز ہے[2] اگر ملا بھی اس بات کو سمجھتا ہے کہ میں واقعی قرآن شریف غلط پڑھتا ہوں جس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے تو اس کو امامت کرنا سخت گناہ ہے تمام نمازیوں کی نماز کا بار اس کے ذمہ رہے گا اسلئے خود چاہئے کہ امام نہ بنے[3] اگر دوسرے لوگ جبراً قہراً امام بنائیں اور اسے انکار ممکن نہو تو اسے چاہئے کہ سب مقتدیوں سے کہدے کہ میں قرآن شریف غلط پڑھتا ہوں جس سے سب کی نماز فاسد ہوجاتی ہے تم سب بھی گنہگار ہوتے ہو اور میں بھی گنہگار ہوتا ہوں یا تو مجھے بالکل امام مت بناؤ یا میں پہلے چند سورتیں صحیح کرلوں تاکہ نماز صحیح ہوسکے اس کے بعد امام بنانا۔

مسجد میں بیٹھ کر اجرت پر سینا بھی ناجائز ہے مسجد کے علاوہ کسی دوسری جگہ بیٹھ کر سینا چاہئے۔[4] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

---

[1] لوقدموا فاسقاً (قلت وكذا من لا تصح امامته) ياثمون بناء على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم لعدم اعتنائه بامور دينه وتساهله في الاتيان بلوازمه فلايبعد منه الاخلال ببعض شروط الصلاة وفعل ماينافيها (شرح منيه المصلى ص ٥١٣/ فصل الامامة الاولى بالامامة، طبع لاهور. شامى كراچى ص ٥٥٩/ج ١/ باب الامامة)

[2] ولاتنازعوا فتفشلوا وتذهب ريحكم سورۂ انفال آيت ٤٦.

[3] وكذا يخلعه نفسه لعجزه عن القيام بمصالح المسلمين وان لم يكن ظاهراً بل استشعره من نفسه (شامى كراچى ص ٢٦٤/ج٤/ مطلب فيما يستحق به الخليفة العزل، باب البغاة، كتاب الجهاد)

[4] الخياط إذا كان يخيط في المسجد يكره (عالمگيرى كوئٹه ص ١١٠/ج ١/ كتاب الصلوة، قبيل الباب الثامن)

اگر اس سے غلط پڑھنے کی چند مثالیں بیان کردی جائیں تو اچھی طرح انداز ہو جائے کہ ایسی غلطی سے نماز صحیح ہوتی ہے یا فاسد۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ذی الحجہ ۵۶ھ

غیر پابند شرع غلط خواں سزا یافتہ کی امامت

سوال:۔ ہماری مسجد کے امام صاحب قرآن شریف صحیح نہیں پڑھتے ہیں جبکہ قاریٔ قرآن کے لئے قواعدِ تجوید سے واقفیت ضروری ہے وہ بالکل خلافِ تجوید پڑھتے ہیں۔ اکثر مجہول پڑھتے ہیں اور تلفّظ بھی صحیح نہیں ہے۔ حروف بدل دیتے ہیں جیسے ''عین الیقین ''کی جگہ این الیقین '' کیا ایسے حرف کے بدلنے سے نماز ہوجاتی ہے۔ چند حضرات ان کے پیچھے اس وجہ سے نماز نہیں پڑھتے ہیں جو کہ فتنہ بازی و پارٹی قائم ہونے کا سبب ہے۔ امام صاحب میں پابندیٔ شرع نہیں ہے۔ وہ جب امامت سے الگ ہوتے ہیں تو پابندیٔ جماعت تو بڑی چیز ہے پابندیٔ نماز بھی نہیں کرتے۔ گھر میں پردہ نہیں ہے، بیوی رفعِ حاجت کے لئے جنگل جاتی ہے، امام صاحب ناظرہ خواں ہیں، مسائل نماز سے اچھی طرح واقف نہیں ہیں۔ جو شخص قانون کی خلاف ورزی کر کے ایک مدت جیل میں رہا ہو، اس کی امامت کا شرعاً کیا حکم ہے؟ اگر اس شخص کے مقابلہ میں کوئی فن تجوید سے واقف ہو، دارالعلوم دیوبند مظاہر علوم سہارنپور سے سند یافتہ ہو اور حافظ بھی ہو تو پھر کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

امام ایسے شخص کو مقرر کرنا چاہئے جو صحیح العقیدہ ہو، قرآن کریم صحیح پڑھتا ہو، مسائلِ طہارت ونماز سے واقف ہو، پابند شریعت ومتبعِ سنت ہو، اخلاقِ فاضلہ سے متصف ہو[۱]، موجودہ

امام کی جو غلطیاں سوال میں لکھی ہیں ان میں سے بعض ایسی بھی ہیں جن سے نماز فاسد ہوجاتی ہے[۲]۔ جیسے سورۂ القارعہ میں ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُهٗ پر فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ کا مرتب کرنا فن تجوید اور قواعد عربیہ سے متعلق جو غلطیاں لکھی ہیں عموماً فقہاء ان کی وجہ سے نماز فاسد قرار نہیں دیتے۔[۳] لیکن جب دوسرا آدمی اوصافِ امامت سے متصف موجود ہو تو اس کو ہی امامت کے لئے کیوں نہ تجویز کرلیا جائے مگر اس کا خیال رہے کہ جو کچھ کیا جائے للّٰہیت سے کیا جائے، کسی دوسرے جذبہ سے نہ ہو اور باہمی مشورہ سے کیا جائے[۴] تاکہ فتنہ برپا نہ ہو۔ قلوب کا حال اللہ پاک کو خوب معلوم ہے مجرم اگر سزا پاکر اپنی اصلاح کرلے تو اس کو ہمیشہ کے لئے مجرم قرار دینا اور اس کے

---

[۱] والاحق بالامامة تقديماً بل نصباً الاعلم باحكام الصلوٰة ثم الاحسن تلاوةً و تجويداً للقراء ة ثم الاورع اى الاكثر اتقاءً للشبهات (شامى كراچى ۵۵۷/ ج ۱/ مطلب البدعة خمسة اقسام، باب الامامة)

[۲] ولو لم يقف ووصل قال عامة المشائخ تفسد صلاته لانه اخبر بخلاف ما اخبر اللّٰه تعالىٰ به (كبيرى ص ۴۸۷/ زلة القارى، طبع كراچى. فتاوىٰ عالمگيرى ص ۸۰/ج ۱/ الفصل الخامس فى مسائل زلة القارى ومنها ذكر اٰية مكان اٰية، طبع دارالكتاب ديوبند)

[۳] وامّا الخطأ فى الاعراب اذا لم يغير المعنى لاتفسد الصلاة عندالكل .... وان غيرالمعنىٰ تغيراً فاحشاً .... ممالو تعمد به يكفر اذا قرأ خطأ فسدت صلاته فى قول المتقدمين ...... قال محمد بن مقاتل وابو نصر محمد بن سلام .... لاتفسد صلاته و ماقاله المتاخرون اوسع لان الناس لايميزون بين اعراب واعراب فلاتفسد الصلاة (فتاوىٰ قاضيخاں فصل فى قراء ة القرآن خطأ ص ۱۳۹/ج ۱/ طبع دارالكتاب ديوبند. فتاوى عالمگيرى ص ۸۱/ج ۱/ منها اللحن فى الاعراب، الفصل الخامس فى زلة القارى. شامى كراچى ص ۶۳۱/ج ۱/ مطلب مسائل زلة القارى، باب الامامة)

[۴] اخرج عبد بن حميد والبخارى فى الادب وابن المنذر عن الحسن قال ماتشاور قوم قط الاهدوا وارشد امرهم (روح المعانى ص ۱۷/ج ۱۴/ شورى ۳۸/ داراالفكر بيروت. الجامع لاحكام القران ص ۳۵/ج ۸/ دارالفكر بيروت. تفسير ابن كثير ص ۱۷۸/ج ۴/ مكتبه تجاريه مكة المكرمه)

ساتھ مجرم جیسا معاملہ کرنا اوراس کو عار دلا نا درست نہیں، اس پر حدیث شریف میں سخت وعید آئی ہے۔ وہ یہ کہ جوشخص ایسے آدمی کو عار دلائے گا مرنے سے پہلے خود اس کو بھی اس جرم میں مبتلا ہونا پڑیگا۔[1] نستغفر اللّٰہ۔

بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ امام صاحب سے درخواست کی جائے کہ آپ کا یہ منصب (امامت) جلیل القدر منصب ہے۔ آپ قرآن کریم کو صحیح کرلیں تاکہ دوسروں کی نماز خراب نہ ہو۔ سارے مقتدیوں کا بوجھ امام کے سر ہوتا ہے اور جو بھی باتیں قابلِ اصلاح ہوں ان کی ابھی اصلاح کریں۔ اس مقصد کے لئے آپ چھٹی لے لیں۔ پھر بعد اصلاح اپنی جگہ واپس آجائیں۔ اگر امام صاحب تسلیم کرلیں تو بہتر ہے ورنہ ادب واحترام کے ساتھ ان کو سبکدوش کرکے دوسرے آدمی کو جس میں اوصافِ امامت موجود ہوں امام تجویز کرلیا جائے۔[2]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۹۵/۹/۱۸ھ

صحت کے ساتھ نہ پڑھنے والے کی امامت

سوال:۔ جوشخص قرأت صاف صحت کے ساتھ نہ پڑھا سکے یعنی ا اور ع ت اور ط ث اور س ح اور ہ اور ض، ذ، ز، ظ میں فرق نہ کرے تو ایسے امام کی اقتداء کرنی درست ہے یا

---

[1] فی حدیث معاذ مرفوعاً من عَيَّرَ اَخَاهُ بِذَنْبٍ لَمْ يَمُتْ حَتّٰى يَعْمَلَهُ يَعْنِي مِنْ ذَنْبٍ قَدْ تَابَ مِنْهُ رواہ الترمذی (مشکوٰۃ ص ۴۱۴/ باب حفظ اللسان، طبع یاسر ندیم دیوبند)

[2] وتفسخ الاجارة بالاعذار عندنا .... وهو عجز العاقد عن المضی فی موجبه الّا بتحمل ضررٍ زائدٍ لم یستحق به وهذا هو معنی العذر عندنا (هدایه ص ۳۱۵/ ج۳/ باب فسخ الاجارة، کتاب الاجارات، مکتبه تهانوی دیوبند. فتاوی عالمگیری ص ۴۵۸/ ج۴/ الباب التاسع عشر فی فسخ الاجارة بالعذر، طبع دارالکتاب دیوبند. شامی کراچی ص ۷۶/ ج۶/ باب فسخ الاجارة، کتاب الاجارة)

نہیں اور اگر بعض لوگ بستی والے ایسے امام کو رکھیں تو ان کا گناہ امام پر یا بستی والوں پر ہوگا۔

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اگر اس سے بہتر مسائل سے واقف قرآن صحیح پڑھنے والا متبع سنت ہے تو اس کو امام بنانا چاہئے اور امام مذکور کو امامت سے علیحدہ کر دیا جائے۔ بشرطیکہ اس میں فتنہ نہ ہو[۱]۔ اگر اس سے بہتر امامت کے لائق دوسرا شخص موجود نہ ہو بلکہ سب اسی طرح پڑھنے والے ہیں تو پھر اس کی امامت میں بھی مضائقہ نہیں[۲]۔ لیکن تصحیح حروف کی کوشش بہر حال لازم ہے جس کا تارک گنہگار ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیو بند

سورۂ فاتحہ میں سات جگہ سکتہ کرنے والے کی امامت

سوال:۔ ایک شخص صفِ اولیٰ میں بیٹھنے کے باوجود تکبیر اولیٰ کی پرواہ نہیں کرتا، تسبیحات میں لگا رہتا ہے اور سورۂ فاتحہ میں سات جگہ سکتہ کرتا ہے۔ نیز امام قاعدۂ اخیرہ کتنا ہی طویل کرے امام کے بائیں جانب سلام پھیرنے کے بعد دائیں جانب سلام پھیرتا ہے۔ ایسے شخص کو امامت کے لئے متعین کرنا جائز ہے یا نہیں، با کراہت جائز ہے یا بلا کراہت؟

---

[۱] وفی المواقف وشرحه ان للامة خلع الامام وعزله بسبب يوجبه مثل ان يوجد منه مايوجب اختلال احوال المسلمين و انتكاس امور الدين كماكان لهم نصبه واقامته لانتظامها واعلائها وان ادى خلعه الى فتنة احتمل ادنى المضرتين (شامی کراچی ص ۲۶۴/ ج ۴/ مطلب فيمايستحق به الخليفة العزل، باب البغاة، كتاب الجهاد)

[۲] هٰذا ان وجد غيرهم والا فلا كراهة (در مختار مع الشامی نعمانیه ص۳۷۷/ ج ۱/ مطلب البدعة خمسة اقسام، باب الامامة. شامی کراچی ص ۵۶۲/ ج ۱. البحر الرائق ص ۳۴۹/ ج ۱/ باب الامامة، طبع ایچ ایم سعید)

الجواب: حامداً ومصلیاً!

جب وہ امام بنے گا تو کیا پھر بھی تکبیر اولیٰ کی پرواہ نہیں کریگا۔ اوراس کی صورت کیا ہوگی۔ سورۂ فاتحہ میں سکتہ ثابت نہیں ہاں سات جگہ آیت ہے[۱]، سلام میں بھی امام کا اتباع کیا جائے[۲] تاہم یہ امور ایسے نہیں کہ ان کی وجہ سے امامت مکروہ ہواور جب امام بنے گا تو کیا پھر بھی سلام میں اتنی تاخیر کریگااوراس کی صورت کیا ہوگی یعنی پہلا اور تیسرا حال اس کا خودبخود ختم ہوجائیگا۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۹/۴/۲۴ھ

سری قراءت میں تیز اور جہری میں ٹھہر کر پڑھنے والے کی امامت

سوال:۔ جو امام جماعت کی نماز سکون کے ساتھ پڑھتا ہو اور تنہا بہت جلد جلد پڑھتا ہو اس کی امامت پر کیا حکم ہے کیوں کہ بظاہر اس کا ظاہر و باطن ایک نہیں ایسے ہی اکثر امام قراءت والی دو رکعتوں میں تو قرآن شریف ترتیل کے ساتھ پڑھنے کی وجہ سے دیر تک پڑھتے ہیں اور باقی ایک یا دو رکعت بہت جلد پڑھتے ہیں بعض بعض تو اتنی جلدی پڑھتے ہیں کہ آدھی الحمد بھی کوئی مشکل سے پڑھ سکے کیا ایسے کی امامت بلا کراہت جائز ہے کیوں کہ وہ عوام کی نماز

---

[۱] ولقد اٰتیناک سبعا سبع اٰیات وھی الفاتحة (بیضاوی) قیل ھذا اصح الاقوال وھو المصرح بـه فی صحیح البخاری نقلاً عن النبی صلّی اللّٰہ علیه وسلّم فی قولهٖ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ھی السبع المثانی (حاشیه الشھاب علی تفسیر البیضاوی ص۵۳۸/ج۵/ طبع بیروت. حاشیه القونوی ص۱۹۴/ج۱۱/ سورۂ حجر مکتبه عباس احمد باز)

[۲] ولو سلم قبل ان یاتی المقتدی بالصلوٰة والدعوات فانه یتابعه لانها سنة (شرح منیة المصلی ص۵۲۷/ فصل فی الامامة، طبع لاھور. فتاوی عالمگیری ص۹۰/ج۱/ الفصل السادس فیمایتابع الامام. شامی کراچی ص۴۹۶/ج۱/ مطلب فی اطالة الرکوع، فصل فی بیان تالیف الصلاة الی انتھائھا)

خدا کے ہاں پیش کرنے کا وکیل ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً!

آہستہ پڑھتے وقت جلد پڑھنا اور زور سے پڑھتے وقت ٹھہر کر پڑھنا ایسا فعل نہیں جس کی وجہ سے امامت ناجائز ہو اگر چہ امام کو چاہئے دونوں طرح پڑھتے وقت قواعد وآداب قرآن شریف کی رعایت رکھے[1]۔ بحالت امامت سکون کے ساتھ پڑھنے اور بحالت انفراد جلد پڑھنے سے بھی امامت میں خرابی نہیں آتی اور اس وجہ سے اس کی نیت پر حملہ کرنا کہ اس کا ظاہر و باطن یکساں نہیں یہ بھی ناجائز ہے[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۵۸/۵/۱۴ ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ،

الجواب صحیح: عبد اللطیف ۵۸/۵/۱۴ ھ

امام کی قراءت اگر سمجھ میں نہ آئے!

سوال:۔ جس شخص کا قرآن پاک مقتدیوں کی سمجھ میں نہ آتا ہو کہ امام صاحب کیا پڑھ رہے ہیں نیز آیا صحیح پڑھ رہے ہیں یا غلط تو کیا ایسا شخص بھی اس بار عظیم کے اٹھانے کا مستحق سمجھا جائیگا یا نہیں؟

---

[1] ثم الأحسن تلاوة وتجويداً الخ قال الشامي ومعنى الحسن فى التلاوة أن يكون عالماً بكيفية الحروف والوقف ومايتعلق به الخ (درمختار مع الشامى كراچى ص٥٥٧/ ج ١/ باب الامامة. عناية مع فتح القدير ص٣٤٦/ ج ١/ باب الامامة، دارالفكر. حلبى كبير ص٥١٢/ فصل فى الامامة، مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور)

[2] واكثر العلماء على ان الظن القبيح بمن ظاهره الخير لا يجوز (قرطبى ٣٠١/ ج٨/ تفسير حجرات ١٢، طبع بيروت)

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

مقتدی کم فہم ہیں، یا امام نااہل ہے، پہلی صورت میں نماز ٹھیک ادا ہو جائے گی دوسری صورت میں کراہت کے ساتھ ہوگی بشرطیکہ کوئی مفسد صلوٰۃ پیش نہ آئے[1]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

اگر امام صاحب کی آواز آخری صف تک نہ پہنچے

سوال: ۔وہ امام جس کی آواز آخری صف تک نہ پہنچے اوراس کے علاوہ بھی امامت کے قابل حضرات موجود ہیں لیکن پرہیزگاری میں امام سابق زیادہ ہے، ایسے امام کی امامت جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً:

جائز ہے[2]، اگراس کی آواز آخری صف تک نہیں پہنچتی تو مکبر کا انتظام کرلیا جائے، کوئی صاحب تکبیر کہدیا کریں۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۱/۱/۹۶ھ

---

[1] الراجح المفتی بہ عدم صحۃ امامۃ الالثغ لغیرہ ممن لیس بہ لثغۃ (شامی کراچی ص ۵۸۲/ج ۱/ مطلب فی الالثغ، باب الامامۃ. شامی زکریا ص ۳۲۸/ج ۲. تاتارخانیہ ص ۲۰۹/ج ۱/ کتاب الصلاۃ، من یصلح امام لغیرہ ومن لا یصلح، مطبوعہ إدارۃ القرآن کراچی)

[2] فان تساووا فأورعھم (ھدایہ، ج ۱/ص ۱۲۲/ باب الامامۃ، طبع یاسر ندیم دیوبند. طحطاوی مع المراقی ص ۲۴۲/ فصل فی بیان الاحق بالامامۃ، طبع مصر. الدر مع الشامی زکریا ص ۲۹۴/۲/ باب الامامۃ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فصل دھم : غیر حنفی کی اقتداء

حنفی کے پیچھے شافعی کی نماز

سوال:۔ یہاں پر مساجد میں مصلیانِ شوافع امام حنفی کے پیچھے اکثر جگہ نماز پڑھتے ہیں۔تو جب فجر کی نماز مصلیانِ شوافع امام حنفی کے پیچھے پڑھتے ہیں تو جن کی پوری نماز امام کے ساتھ مل جاتی ہے تو جب امام حنفی دائیں طرف پہلا سلام پھیرتا ہے تو مصلیانِ شوافع جن کو پوری نماز ملی ہے وہ بھی امام کے ساتھ دائیں طرف سلام پھیرتے ہیں اور جب امام بائیں طرف سلام پھیرتا ہے تو مصلیانِ شوافع بجائے بائیں طرف سلام پھیرنے کے امام کے سلام کے ساتھ دو سجدے کرتے ہیں اور دو سجدے کر کے فوراً بیٹھتے ہی پھر دونوں طرف سلام پھیر دیتے ہیں اور یہ اس لئے کرتے ہیں کہ ان کی قنوتِ نازلہ چھوٹ جاتی ہے بظاہر امام کی مخالفت لازم آتی ہے۔آیا اس صورت میں حضراتِ شوافع مصلیان کی نماز پوری ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

حضرات شوافع اپنے امام شافعیؒ کے متبع ہیں۔ان پر اعتراض کی ضرورت نہیں ان کو جو کچھ تحقیق کرنا ہو وہ شافعی مفتی سے تحقیق کریں گے۔احناف کے نزدیک نماز فجر میں قنوتِ نازلہ واجب نہیں کہ اس کے ترک سے سجدۂ سہو واجب ہو۔ نیز عمداً ترکِ واجب سے حنفیہ کے نزدیک سجدۂ سہو لازم

نہیں آتا[1] کمافی کتب الفقه من الدر المختار والبحر الرائق وفتح القدیر[2] وغیرها۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمد غفرلہ دارالعلوم دیوبند ٣/٧/٩٢ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ٣/٧/٩٢ھ

احناف کی نمازِ عیدین شوافع کے پیچھے

سوال:۔ درنمازِ عیدین اگر امام شافعی المذہب باشد مقتدیانِ احناف کہ نزدِ ایشاں نمازِ عیدین واجب است ونزدِ شافعی سنت است نمازِ عیدین احناف درست وروا باشد یا نہ؟ اگر اقتدائے احناف بہ شافعی درست وروانباشد پس برائے درست ورواشدن چہ صورت دارد[3]؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اگر امام مذہب احناف را رعایت می دارد یعنی فرائض وواجبات را ادامی نماید فرونمی گذارد۔

---

[1] یجب سجدتان بترک واجب سهواً فلا سجود فی العمد(الدر المختار ملخصاً مع الشامی نعمانیه ص ٤٩٥/ج ١/ باب سجود السهو. البحر الرائق ص ٩١/ج ٢/ باب سجود السهو کوئٹه. مراقی علی الطحطاوی ص ٣٧٦/ باب سجود السهو، مطبوعه مصری)

[2] ویأتی الامام بقنوت الوتر لاالفجر لأنه منسوخ الخ (درمختار علی الشامی کراچی ص٨/ج ٢/ باب الوتر والنوافل. البحر الرائق کوئٹه ص ٤٤/ج ٢. فتح القدیر ص ٤٣٤/ج ١/ باب صلاة الوتر، مطبوعه دار الفکر بیروت)

[3] **ترجمہ سوال:**۔نمازعیدین میں اگر امام شافعی المذہب ہو اور مقتدی حنفی ہوں ان کے نزدیک نماز عیدین واجب ہے اور امام شافعی کے نزدیک سنت ہے احناف کی نماز عید جائز ودرست ہوگی یا نہیں؟ اگر شافعی امام کے پیچھے احناف کی اقتداء درست نہ ہو تو پھر درست ہونے کی کیا صورت ہے؟

ترجمہ جواب:۔ اگر امام احناف کے مذہب کی رعایت رکھتا ہے یعنی فرائض وواجبات کو صحیح ادا کرتا ہے کوئی کمی نہیں چھوڑتا تو احناف کی نماز ایسے امام کی اقتداء میں بلاتردد ادا ہوجائے گی۔

پس نمازِ احناف در اقتداء چنیں امام بلا تردد ادا شود[1]۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیو بند

حنفی کے لئے شیعہ مرزائی کی امامت

سوال:۔ ایک گاؤں میں تین مذاہب کے لوگ آباد ہیں۔شیعہ ،مرزائی، اہل سنت والجماعت ،مگر امام حنفی عقیدہ رکھتا ہے یعنی اہل سنت والجماعت ہے کیا وہ امام ہر سہ مذہب کے لوگوں کی امامت کر سکتا ہے اوران کی شادی،غمی ودیگر مواقع پر شریک ہوسکتا ہے یا نہیں۔ جواب بسند ہو،مرزائی وشیعہ کا ذبح کیا ہوا جانور کھانے میں استعمال کرنا امام کے لئے جائز ہے یانہیں؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

شیعہ اور مرزائی اپنے مذہب والوں سے خود دریافت کریں گے کہ حنفی امام کے پیچھے ان کی نماز درست ہے یانہیں۔آپ کوان کی کیا فکر پڑی اور وہ آپ کے مذہبی مسائل کو تسلیم ہی کب کریں گے۔علماء اہل سنت والجماعت کے فتویٰ کے مطابق مرزائی عقیدہ والے کافر ہیں ان کی شادی غمی میں شرکت ان کی میت پر نماز جنازہ ان کے امام کا اقتداء کرنا وغیرہ جملہ امور ناجائز وممنوع ہیں ان کا ذبیحہ بھی ناجائز ہے[2]۔شیعہ کا جو فرقہ نصوص قطعیہ کا منکر ہے اس کا بھی یہی حکم

---

[1] ان علم الاحتیاط منه فی مذهبنا فلا کراهة فی الاقتداء به (شامی نعمانیه ص۴۴۸/ج۱/ الاقتداء بالشافعی، باب الوتر والنوافل. النهرالفائق ص۲۹۴/ج۱/ باب الوتر النوافل، مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت. زیلعی ص۱۷۱/ج۱/ با ب الوتر النوافل، مطبوعه امدادیه ملتان)

[2] ملاحظہ ہو،محاضرہ ردقادیانیت جز۵/ص۲۵/عنوان قادیانی ذبیحہ حرام ہے۔

ہے اور جوفرقہ نصوص قطعیہ کا منکر نہیں وہ کافر نہیں اس کا ذبیحہ درست ہے لیکن حتی الوسع اختلاط اس سے بھی نہیں چاہئے کہ فساد عقائد کا قوی اندیشہ ہے۔

نعم لا شک فی تکفیر من قذف السیدة عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنها او انکر صحبة الصدیق رضی اللہ عنہ او اعتقد الالوهیة فی علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ او ان جبرئیل علیہ السلام غلط فی الوحی او نحو ذٰلک من الکفر الصریح المخالف للقرآن اھ شامی[1] ج٣/ ص٤٥٣. ومنها ای من شرائط الزکوٰة ان یکون مسلماً او کتابیاً فلا تؤکل ذبیحة اهل الشرک والمرتد[2] اھ ھندیة ج٥/ص٢٨٥۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ٢٢/٦/٥٩ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ مفتی مدرسہ مظاہر علوم ٢٤/ج ٢/٥٩ھ

صحیح عبداللطیف ٢٤/ج ٢/٥٩ھ

شافعی امام کا اتباع مسائل اختلافیہ میں

سوال:۔(١) امام شافعی المذہب کے پیچھے حنفی مقتدی کو سورۂ حج کے سجدۂ ثانیہ کے وقت سجدۂ تلاوت کرنا چاہئے یا نہیں نیز سورۂ ص میں شافعی امام تو سجدہ نہ کرے گا مقتدی اس وقت کرے یا بعد میں یا ساقط ہوگیا؟

---

[1] شامی نعمانیہ ص ٢٩٤/ج٣/ قبیل مطلب فی حال الشیخ الاکبر، باب المرتد. عالمگیری ص ٢٦٤/ج٢/ کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین منها مایتعلق بالأنبیاء علیهم الصلاة والسلام، مطبوعه کوئٹه)

[2] هندیه ص ٢٨٥/ج٥/ کتاب الذبائح، الباب الاول فی رکنه وشرائطه. تنویر الابصار مع الدرالمختار ص ٢٩٦/ج٦/ کتاب الذبائح، مطبوعه دارالفکر بیروت. البحرالرائق ص ١٦٨/ج٨/ کتاب الذبائح، مطبوعه ایچ ایم سعید کراچی)

(٢) نیز حنفی امام کے ساتھ فجر میں قنوت پڑھے یا نہیں اگر پڑھ لیا تو نماز فاسد تو نہ ہوگی؟

(٣) نیز عید میں تکبیرات زائدہ شافعیؒ کے نزدیک چھ کہیں یا بوجہ متابعت نو اگر نو پڑھی تو نماز ہوئی یا نہیں؟

(٤) اگر عصر کا وقت عند الحنفیہ نہ ہوا ہو اور شافعی ابتداء وقت میں عصر پڑھے تو حنفی اقتداء کر سکتا ہے اگر کر لی تو اعادہ واجب ہوگا یا نہیں؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

امام کی متابعت میں سورۂ حج کا سجدۂ ثانیہ مقتدی کو کر لینا چاہیے۔ **وظاهره انه (ای المؤتم) يتبعه (ای الامام) فيها (ای فی ثانيةالحج) لو كان فی الصلوٰة لكونه تابعاً تحقيقاً افاده** ط الشامی[١] ج ١/ص ٨٠١۔

اور سورۂ صٓ کا سجدہ اگر امام نہ کرے تو مقتدی کو بھی نہیں کرنا چاہئے[٢] کیونکہ سجدۂ ص مختلف فیہ ہے[٣] اور وجوب اتباع امام متفق علیہ کذا فی الشامی[٤] ج ١ص ٤٩٠ اور جب نماز میں سجدہ

---

[١] شامی نعمانیه ص ٥١٤/ج ١. شامی کراچی ص ١٠٥/ج ٢/ باب سجود التلاوة.

[٢] تجب متابعته للامام فی الواجبات فعلا وكذاتركا ان لزم من فعله مخالفة الامام فی الفعل كتركه القنوت او سجود السهو او التلاوة فيتركه المؤتم ايضاً.شامی نعمانیه ص٣١٦/ج ١. شامی کراچی ص ٤٧٠/ج ١/ مطلب مهم فی تحقيق متابعة الإمام، باب صفة الصلاة)

[٣] يجب بسبب تلاوة آية من أربع عشرة آية منها أولیٰ الحج، وص خلافا للشافعی وأحمد الخ (شامی نعمانیه ص٥١٣/ج ١/ باب سجود التلاوة. بدائع زکریا ص ٤٥٢/ج ١/ بيان مواضع السجود، كتاب الصلاة. البحرالرائق ص ١١٩/ج٢/ باب سجود التلاوة، مطبوعه کراچی)

[٤] لا خلاف فی لزوم المتابعة فی الاركان الفعلية اذ هی موضوع الاقتداء (شامی نعمانیه ص ٣١٦/ج ١. شامی کراچی ص ٤٧٠/ج ١/ مطلب مهم فی تحقيق متابعة الامام، باب صفة الصلاة)

نہیں کیا تو بعد میں بھی نہ کرے گا۔[۱]

(۲) مقتدی کو ایسی حالت میں خاموش کھڑا رہنا چاہئے۔

ویاتی المأموم بقنوت الوتر ولو بشافعی ویقنت بعد الرکوع لانہ مجتہد فیہ لاالفجر لانہ منسوخ بل یقف ساکتاً علیٰ الاظہر مرسلاً یدیہ[۲] در مختار ص ۷۰۰/ ج ۱،

اگر قنوت پڑھے گا تو مکروہ کا مرتکب ہوگا۔

(۳) نو تکبیریں امام کی متابعت میں کہنے سے نماز میں کوئی خرابی نہ آئے گی۔

قال الشیخ ابن عابدین تحت قول الحصکفی (متابعة الامام فی المجتهد فیه لا فی المقطوع بنسخهٖ او بعدم سنیته کقنوت فجر) ومثال ما تجب فیه المتابعة مما یسوغ فیه الاجتهادما ذکره القهستانی فی شرح الکیدانیة عن الجلابی بقوله کتکبیرات العید وسجدتی السهو قبل السلام والقنوت بعد الرکوع فی الوتراھ والمراد بتکبیرات العید مازاد علی الثلاث فی کل رکعة ممالم یخرج عن اقوال الصحابة کما لو اقتدیٰ بمن یراها خمساً مثلاً کشافعی ومثل لما لا یسوغ الاجتهاد فیه فی شرح الکیدانیه عن الجلابی ایضاً بقوله کالقنوت فی الفجر الخ[۳] شامی ص ۴۹۲۔

(۴) بہتر اور احوط یہ ہے کہ عصر کی نماز مثلین سے قبل نہ پڑھی جائے تاہم اگر کسی نے

---

[۱] کل سجدة وجبت فی الصلاة ولم تؤد فیها سقطت (شامی نعمانیه ص۷۱۵/ج۱. شامی کراچی ص۱۱۰/ج۲/ باب سجود التلاوة. فتح القدیر ص۱۸/ج۲/ باب سجود التلاوة، دارالفکر بیروت. البحرالرائق ص۱۸۲/ج۲/ باب سجود التلاوة، مطبوعه ایچ ایم سعید کراچی)

[۲] الدرالمختار مع الشامی نعمانیه ص ۴۴۹ ج ۱ مطلب الاقتداء بالشافعی، باب الوتر والنوافل. البحرالرائق ص۴۴/ج۲/ کوئٹه. فتح القدیر ص۴۳۴/ج۱/ باب صلاة الوتر، مطبوعه دارالفکر بیروت)

[۳] شامی نعمانیه ۳۱۷/ج۱/ مطلب المراد بالمجتهد فیه، باب صفة الصلاة.

پڑھی تو صحیح ہو جائے گی۔

قال المشائخ ینبغی ان لا یصلی العصرحتی یبلغ المثلین ولا یؤخر الظھر الیٰ ان یبلغ المثل لیخرج من الخلاف فیھماکبیری[۱] **ص ۲۲۶۔**

امام شافعی المذہب کے متعلق اگر وثوق ہے کہ وہ حنفیہ کے مذہب کی رعایت کرتا ہے تو حنفی کو اس کا اقتداء جائز ہے اگر وثوق سے معلوم ہے کہ وہ حنفیہ کے مذہب کی رعایت نہیں کرتا تو اس کا اقتداء درست نہیں اور اگر رعایت وعدم رعایت کچھ معلوم نہیں تو اقتداء مکروہ ہے[۲] اور ہر حال میں اگر معلوم ہو جائے کہ مقتدی کے مذہب کے موافق امام کی نماز درست نہیں ہوئی مقتدی کو اپنی نماز کا اعادہ ضروری ہے[۳]۔

فقط واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم

حررہ العبد محمود گنگوہی ۵۳/۱۲/۳ھ

اہل حدیث کے پیچھے نماز

سوال:۔ اہل حدیث کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں اور وہ اہل سنت والجماعت میں شامل ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

اہل حدیث اگر مجتہدین پر سب وشتم نہ کریں اور فرائض وواجبات میں حنفی مسلک کی

۱؎ کبیری ص ۲۲۶/ طبع رحیمیه و کبیری لاهور ص ۲۲۷/ الشرط الخامس هو الوقت.

۲؎ ان علم الاحتیاط منه فی مذهبنا فلا کراهة فی الاقتداء به و ان علم عدمه فلا صحة و ان لم یعلم شیئاً کره (شامی نعمانیه ص ۴۴۸/ ج ۱. شامی کراچی ص ۷/ ج ۲/ الاقتداء بالشافعی، باب الوتر والنوافل.

۳؎ وکذا (لا تصح صلاة المقتدی ویلزم اعادتها) لو کانت صحیحة فی زعم الامام فاسدة فی زعم المقتدی (شامی ص ۳۷۰/ ج ۱/ نعمانیه. شامی کراچی ص ۵۵۱/ ج ۱/ قبل مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، باب الامامة.

رعایت کر کے نماز پڑھائیں تو ان کے پیچھے نماز درست ہو جائے گی[۱] ایسے اہل حدیث بھی اہل سنت والجماعت سے الگ نہیں جو کہ دیانت داری سے حدیث پر عمل کرتے ہیں اور فقہاء سے بغض نہیں رکھتے۔[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ

حنفی کی نماز غیر مقلد کے پیچھے!

سوال:۔ غیر مقلدین اہل حدیث کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں، اگر درست نہیں تو کس اصول کی بنا پر؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

جو شخص تقلید ائمہ مجتہدین کو شرک نہیں کہتا اور ان ائمہ کرام (حضرت امام ابوحنیفہ حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی، حضرت امام احمد (رحمہم اللہ) کو برا نہیں کہتا، مسائل طہارت وصلوٰۃ میں حنفی مذہب کی رعایت کر کے نماز پڑھتا ہے، وہ اگر چہ کسی متعین امام کی تقلید نہیں کرتا اور حدیث شریف میں جو کچھ ثابت ہے دیانت داری سے اس پر عمل کرتا ہے۔ ایسے شخص کے پیچھے حنفی کی نماز درست ہے۔ **ان علم انه راعی فی الفروض والواجبات والسنن فلا کراھة وان علم ترکھا فی الثلاثة لم یصح وان لم یدر شیئاً کرہ لان بعض مایجب ترکه عندنا یسن فعله عندہ فالظاھر انه یفعله وان علم ترکھا فی الاخیرین فقط ینبغی ان یکرہ**

---

[۱] ان کان عادته مراعاة مواضع الخلاف جاز والا فلا (شامی نعمانیه ص۳۷۸/ج۱. شامی کراچی ص۵۶۳/ج۱/ قبیل مطلب فی الاقتداء بشافعی ونحوہ)

[۲] وبالجملة الأن مصداق الحدیث اتباع المذاھب الاربعة والظاھری (العرف الشذی ص۹۲/ج۲/ ابواب الایمان، باب افتراق ھٰذہ الامة. وراجع امداد الفتاویٰ ص۳۸۵/ج۱/ وکفایت المفتی ص۳۲۴/ج۱، ص۳۲۵/ج۱/کتاب العقائد.

لانہ اذا کرہ عند احتمال ترک الواجب فعند تحققہ بالاولیٰ وان علم ترکھا فی الثالث فقط، ینبغی ان یقتدی بہ لان الجماعۃ واجبۃ فتقدم علی ترک کراھۃ التنزیہ الخ[1]

شامی ص ۲۷۸/ ج۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند

غیر مقلد کی امامت

سوال:۔ زید حافظ قرآن ہے غیر مقلد ہے۔ علماء بزرگان دین وغیرہ کو بھی نہیں مانتا۔ اس کو امام بنانا کیسا ہے؟ اس نے ایک خواب دیکھا ہے وہ یہ ہے:

(خواب) زید کہتا ہے کہ عرصہ ہوا میں نے ایک خواب دیکھا تھا کہ ایک بڑے میدان میں جانب پورب غیر مسلم، جانب مغرب عام مسلمان اور جانب اتر کچھ لوگ عمامہ وغیرہ باندھے ہوئے موٹی موٹی کتابیں ہاتھ میں تھیں کھڑے ہیں اور باقی مجمع بیٹھا ہے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کیسا مجمع ہے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری آنیوالی ہے، میں جانب پورب اتر کر کونے میں کھڑا ہو گیا۔ دیر کے بعد معلوم ہوا کہ آپ کی سواری آگئی میں جانب مغرب آکر کھڑا ہو گیا اور عام مسلمان ملنے لگے اور وہ کتابیں والے آدمی یعنی علماء ویسے ہی کھڑے رہے ان کی طرف اشارہ کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کو بھگاؤ یہ مجھے بدنام کرنے والے ہیں۔ آج مزید زید نے بتایا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ چاک کے بٹن کھلے تھے اور ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کان میں آکر کچھ کہا اور عالموں کی طرف اشارہ کیا کہ ان کو بھگاؤ کہ جب مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم مل گئے تو مجھے کسی امام وغیرہ کی ضرورت نہیں۔ زید برابر گلا کھلا رکھتا ہے جمعہ کے دن بٹن وغیرہ لگائے بغیر نماز جمعہ پڑھاتا ہے۔ زید کا کچھ طریقہ اہل سنت کا بھی ہے، رفع یدین

[1] مطلب فی الاقتداء بشافعی ونحوہ باب الامامۃ وشامی کراچی ص ۵۶۳/ ج ۱.
شامی نعمانیہ ص ۳۷۸/ ج ۱/ باب الامامۃ، مطلب فی الاقتداء بشافعی ونحوہ.

نہیں کرتا، زید نے بوجہ بارش کم ہونیکے نمازِ فجر میں قنوتِ نازلہ پڑھنا شروع کیا ہے۔ یہاں پر ہم لوگ سب مقلد ہیں، یہ غیر مقلد اپنی تبلیغ کر کے سب کو غیر مقلد بنانے کی فکر میں ہے۔ اس کو امام بنانا کیسا ہے؟ لوگ کہتے ہیں کہ حافظ قرآن کی موجودگی میں کوئی دوسرا نماز نہیں پڑھا سکتا تو کیا کیا جائے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً!

جملہ سوالات اور خواب زید دیکھنے کے بعد یہ معلوم ہوتا ہے کہ زید مبتدع بدعتی ہے اور امامت مبتدع مکروہ تحریمی ہے۔ زید کا خواب میں دیکھنا کہ رسول اللہ ﷺ علماء کو بھگا رہے ہیں اس سے مراد علماء سوء ہیں اس لئے کہ جو علماء اہل حق ہیں ان کے تو فضائل بحالت بیداری بیان فرماتے ہیں ان کو کیسے بھگا سکتے ہیں۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَةً (الحدیث)[1] رواه البخاری، مشکوٰۃ شریف کتاب العلم ص ٣٢۔

وَعَنْ اَبِی اُمَامَةَ الْبَاهِلِیِّ ؓ قَالَ ذُکِرَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَجُلَانِ اَحَدُهُمَا عَابِدٌ وَّالْاٰخَرُ عَالِمٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَی الْعَابِدِ کَفَضْلِی عَلٰی اَدْنَاکُمْ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰئِکَتَهٗ وَاَهْلَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ حَتَّی النَّمْلَةَ فِی جُحْرِهَا وَحَتَّی الْحُوْتِ لَیُصَلُّوْنَ عَلٰی مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَیْرَ[2] رواه الترمذی مشکوٰۃ شریف کتاب العلم ص ٣٤۔

---

[1] مشکوۃ ص ٣٢، کتاب العلم، الفصل الاول، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند. ترجمہ:۔حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے رسول پاک ﷺ کا ارشاد پاک منقول ہے میری طرف سے پہونچادو اگرچہ ایک آیت ہی ہو۔

[2] مشکوۃ ص ٣٤، کتاب العلم، الفصل الثانی، طبع یاسر ندیم دیوبند. حضرت ابوامامہ الباہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے سامنے دو شخصوں کا ذکر کیا گیا ایک ان میں سے عالم ہے اور ایک عابد۔ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا عالم کی عابد پر ایسی فضیلت ہے جیسی میری فضیلت تم میں سے ادنیٰ پر اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ اور تمام آسمان اور تمام زمین والے یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنے سوراخوں میں اور حتی کہ مچھلیاں لوگوں کو خیر کی تعلیم دینے والے پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ رحمت نازل فرماتے ہیں باقی مخلوق رحمت کی دعا کرتی ہے۔

زید کی بدعت پر کھلی ہوئی دلیل یہ ہے کہ بارش کے نہ ہونے کی وجہ سے استسقاء پڑھی جاتی ہے۔جیسا کہ حدیث شریف میں موجود ہے[۱]۔وہ قنوت نازلہ پڑھتا ہے۔زید کے نزدیک دین وہ ہے جس کو اس کا نفس چاہے یہ اہل ہوٰی کا طریقہ ہے۔

ویکرہ امامة عبدٍ وفاسقٍ الی قوله ومبتدعٍ الخ[۲] (رد المحتار باب الامامة ص۵۲۳ ج۱)

حافظِ قرآن کریم کی موجودگی میں کوئی دوسرا امامت نہیں کرسکتا یہ لغو ہے۔البتہ اگر حافظِ قرآن کریم قرآن کریم صحیح پڑھتا ہے اور نماز کے مسائل سے بھی واقف ہے کہ کس فعل سے نماز فاسد ہوتی ہے اور کیا کرنے سے سجدۂ سہولازم ہوتا ہے تو بہ نسبت دوسرے لوگوں کے جو غیر حافظ اور غیر عالم ہیں،حافظ کا امام بنانا افضل ہے لیکن عالم متبع شریعت ہر صورت میں حافظ سے افضل ہے۔پھر یہ کہ فلاں کی امامت افضل ہے فلاں سے،یہ امام مقرر کرتے وقت دیکھا جاتا ہے لیکن اگر کوئی شخص شرعاً امامت کا اہل تھا اس کو امام مقرر کردیا گیا پھر وقتی طور پر کوئی بڑا عالم آگیا اس مسجد میں جہاں امام مقرر ہوگیا ہے تو اس وقت امامت اس امام کی افضل ہے جو مقرر ہو چکا ہے۔مگر یہ سعادت کی بات ہے کہ اصل امام بڑے عالم سے یہ عرض کرے کہ آپ پڑھادیں[۳] ائمہ اربعہ میں سے کسی کی تقلید کے بغیر اس دور میں چارۂ کار نہیں اس سب سے

---

[۱] عن عبدالله بن زيد قال خرج رسول الله صلّى الله عليه وسلّم بالناس إلى المصلى يستسقى فصلى بهم ركعتين الحديث (مشكوة شريف ص ۱۳۱ / الفصل الاول، باب الاستسقاء، مطبوعه ياسر نديم ديوبند)

[۲] الدرالمختار مع الشامى نعمانيه ص ۳۷۶/ج ۱. مطبوعه كراچى ص ۵۶۰/ج ۱/ قبيل مطلب البدعة خمسة اقسام، باب الامامة. البحر الرائق ص ۳۴۸/ج ۱/ باب الامامة، مطبوعه ماجديه كوئٹه. حلبى كبير ص ۵۱۴/ فصل فى الامامة، مطبوعه لاهور.

[۳] امام المسجد الراتب اولىٰ بالامامة من غيره و(الدر) فان قدم واحدامنهم لعلمه وكبره فهو افضل (شامى كراچى ص ۵۵۹/ج ۱/ باب الامامة، قبيل مطلب البدعة خمسة اقسام)

اپنے کو بے نیاز سمجھ کر تقلید سے آزاد ہونا گمراہی کا دروازہ کھولنا ہے۔[۱]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۸۸/۸/۵ھ

غیر مقلد کی اقتداء

سوال:۔ غیر مقلد کے پیچھے نماز فرض ہوگی یا نہیں۔ نیز غیر مقلد کا عقیدہ کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

بعض غیر مقلد منصف مزاج ہوتے ہیں جن میں تشدد وتعصب نہیں ہوتا اگر وہ امامت کے اہل ہوں اور حنفی مذہب کی رعایت کرکے نماز پڑھاتے ہوں تو ان کے پیچھے حنفی کی نماز درست ہے اگر وہ حنفی مذہب کی رعایت نہ کریں تو درست نہیں اگر ان کے متعلق رعایت وعدم رعایت کا حال کچھ معلوم نہ ہو تو مکروہ ہے۔ الحاصل انه ان علم الاحتیاط منه فی مذهبنا فلا کراهة فی الاقتداء به وان علم عدمه فلا صحة وان لم یعلم شیئا کره[۲] ردمحتار ص ۶۹۸ اور بعض غیر مقلد متعصب ومتشدد ہوتے ہیں۔ جو امام اعظم ودیگر ائمہ ومقلدین اکابر اہل اللہ کو لعن وطعن سب وشتم کرتے ہیں تقلید کو شرک کہتے ہیں۔ ان کو امام بنانا حرام ہے[۳]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم

حررہ العبد محمود گنگوہی معین المفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۵۴/۱۲/۱۴ھ

صحیح: عبداللطیف عفا اللہ عنہ مدرسہ مظاہر علوم ۱۵/ ذی الحجہ ۵۴ھ،

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ

---

[۱] ان هٰذه المذاهب الاربعة المدونة المحررة قد اجتمعت الامة او من یعتد به منها علی جواز تقلیدها الی یومنا هٰذا وفی ذٰلک من المصالح مالا یخفی لا سیماً فی هٰذه الایام التی قصرت فیها الهمم جداً (حجة الله البالغة ص ۱۵۳ ج ۱ المبحث السابع، (بقیہ آئندہ پر)

غیر مقلد کی اقتداء

سوال:۔اہل حدیث کے پیچھے حنفیہ مسلک کی تقلید کرنے والے حضرات کی نماز جائز ہے یانہیں۔اگر جواب نفی میں ہے تو ثابت کرنے والوں کا کیا جواب ہے؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

جو اہل حدیث تقلید کو شرک نہیں کہتا اور ائمہ مجتہدین وسلف صالحینؒ کو سب وشتم نہیں کرتا اور حنفیہ کے مذہب کی رعایت کر کے نماز پڑھاتا ہے اس کے پیچھے حنفیہ کی نماز درست ہے جو حنفیہ کے مذہب کی رعایت نہیں کرتا اس کے پیچھے درست نہیں۔جس کے متعلق رعایت وعدمِ رعایت کا علم نہیں اس کے پیچھے مکروہ ہے مگر نماز درست ہو جائے گی جب تک امام کے متعلق کسی وصف مفسد صلوٰۃ کا علم نہ ہوا گر علم ہو جائے مثلاً امام کے بدن سے خون نکلا جو اس کے مذہب کے موافق ناقضِ وضو نہیں اور حنفی مذہب کے موافق ناقض وضو ہے تو نماز نہیں ہوئی حنفی کو اپنی نماز کا اعادہ لازم ہے اور جو اہل حدیث تقلید کو شرک کہتا ہے اور ائمہ مجتہدین وسلف صالحین پر سب وشتم کرتا ہے اس کے پیچھے نماز درست نہیں اس کو امام بنانا ہی جائز نہیں۔اس میں نفی واثبات دونوں پہلو ہیں۔

والرابع عشر من شروط صحة الاقتداء ان لا يعلم المقتدی من حال امامه

(گذشتہ کا بقیہ حاشیہ) باب حکایة حال الناس قبل المائة الرابعة الخ، مطبوعه مصر).

۲ شامی نعمانیه ص۴۴۸/ج۱ . شامی کراچی ص۷/ج۲/قبیل مطلب الاقتداء بالشافعي، باب الوتر والنوافل...... آج کل غیر مقلد عموماً متعصب اور متشدّد ہی ہیں۔

۳ ومنهم من يختلف معهم فی الاجماعیات وتجويز سب السلف وامثال ذٰلک وحكمهم كاهل البدعة حيث يكره الاقتداء بهم تحريماً (ملخصاً) امداد الفتاویٰ ص۳۸۶/ج۱/ باب الامامة، غیر مقلد کے پیچھے نماز کا حکم، مطبوعہ زکریا دیوبند۔

المخالف لمذهبه مفسداً فی زعم الماموم یعنی فی مذهب الماموم کخروج دم سائل او قیئ یملاء الفم وتیقن انه لم یعد بعده وضوءه حتیٰ لو غاب بعد ماشاهد منه ذلک بقدر ما یعید الوضوء ولم یعلم حاله فالصحیح جواز الاقتداء مع الکراهة کما لو جهل حاله بالمرة و اما اذا علم منه انه لا یحتاط فی مواضع الخلاف فلا یصح الاقتداء به وان علم انه یحتاط فی مواضع الخلاف یصح الاقتداء به علی الاصح ویکره کما فی المجتبیٰ وقال الدیری فی شرحه لا یکره اذا علم منه الاحتیاط فی مذهب الحنفی[1]، اھ مراقی الفلاح ۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ١٥/محرم الحرام ٦٨ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ١٧/محرم ٦٨ھ

---

[1] مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ٢٣٨/باب الامامة، مطبوعه مصر، وراجع امدادا لفتاوی ص ٣٨٦/ج ١/ باب الامامة، مطبوعه زکریا دیوبند، شامی کراچی ص٧/ج٢/ قبیل مطلب الاقتداء بالشافعی، باب الوتر والنوافل. زیلعی ص ١٧١/ج ١/ باب الوتر والنوافل، مطبوعه امدادیه ملتان.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فصل یازدهم : متفرقات امامت

نماز میں امام کو حدث لاحق ہونا

سوال:۔ اگر امام کا حالت رکوع میں وضوٹوٹ جائے تو کیا کرے اوراسی طرح سجدہ اورقعدۂ اخیرہ میں ٹوٹ جائے تو کیا کرے؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

امام کو چاہئے کہ اپنے قریب سے کسی مقتدی کو جوکہ نماز پوری کراسکے اپنی جگہ آگے بڑھا دے وہ بحیثیت خلیفہ اس رکوع یا سجدہ یا قعدہ کوادا کرے اور بقیہ نماز کوختم تک پہونچادے امام وضوکرے اورآکر اتنی دیر میں جتنی نماز خلیفہ نے پڑھ لی ہو پہلے اس کو پڑھے اوراس میں قرأت نہ کرے پھر خلیفہ کی نماز میں شریک ہوجائے۔[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۲/۹/۸۹ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین دارالعلوم دیوبند

---

[1] وإن كـان الـمـحدث إماماً جرّ آخر ممن يصلح للإمامة فإذا توضأ عاد واتم فى مكانه حتما إن كـان إمامه أى الذى استخلفه فإنه امام له وللقوم لم يفرغ عن الصلاة وفى شرح الطحاوى يشتـغل أولا بقضاء ما سبقه الإمام بغير قراء ة لأنه لا حق ثم يقضى آخر صلاته (مجمع الأنهر ص ۱۷۲ بـاب الحدث فى الصلاة، دار الكتب العلمية بيروت، تاتارخانيه كراچى ص ۲۹۶ كتاب الصلاة، الفصل السادس عشر فى الاستخلاف.

برہمن سے خریدے ہوئے بیل کی واپسی اور اسکی امامت

سوال:۔ کسی شخص قصاب نے کسی بامن کا بیل منڈی میں بکتا ہوا مول لے لیا۔ اب وہ کھانے کے واسطے ذبح کرنا چاہتا ہے اور بامن وقصاب مسلمان ایک ہی گاؤں کے ہیں۔ اب بامن واپس مڑوانا چاہتا ہے وہ نہیں موڑتا مگر کسی دیگر شخص نے بیل قصاب مذکور سے واپس کردیا ہے۔ اب وہ بامن اس کی پوجا پاٹ بھی کرتے ہیں کیوں کہ ذبح ہونے سے بچ گیا۔ آیا اس کا موڑنا کیسا تھا اور مڑانے والا مسلمان ہوا۔ اس نے اچھا کام کیا یا شرع شریف کے اندر حرج ہے اور اس کا امام بنانا کیسا ہے۔ بینوا توجروا

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

ہندو سے بیل وغیرہ کی خرید وفروخت جائز ہے۔[1] جب ناپسند ہو یا کسی مصلحت کے خلاف ہو تو واپس کرنا بھی درست ہے[2]۔ مگر خیال مذکور سے واپس کرنا برا ہے تاہم اس کی امامت میں اس کی وجہ سے خرابی نہیں آتی۔ پوجا پاٹ کرنا ہندوانہ فعل ہے یہ اس کا ذمہ دار نہیں جس نے واپس کرایا اس نے بھی برا کیا مگر اس سے اسلام سے خارج نہیں ہوا۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبد اللطیف ۸؍رجب ۵۶ھ

---

[1] لابأس بان يكون بين المسلم والذمى معاملة اذا كان ممالابد منه كذا فى السراجية (عالمگیری ص ۳۴۸؍ ج۵؍ كتاب الكراهية الباب الرابع عشر فى اهل الذمة والاحكام الخ مطبوعه کوئٹہ)

[2] حكم البيع نوعان نوع يرتفع بالفسخ وهو الذى يقوم برفعه احد العاقدين ونوع لا يرتفع الا بالاقالة وهو حكم كل بيع لازم (بدائع ص ۵۹۲؍ ج۴؍ فصل بيان مايرفع حكم البيع، كتاب البيوع مطبوعه زكريا)

امام کی خدمات

سوال:۔(۱) ایک شخص پیش امام مسجد ہے اور وہی روٹیاں بھی محلّہ میں سے لاتا ہے مسجد کا پانی بھی گرم کرتا ہے اور کوئی مرجائے تو تجہیز وتکفین غسل وغیرہ کرتا ہے کیا ایسے شخص کو امام بنانا اور نماز پڑھنا اس کے پیچھے درست ہے؟

(۲) اگر شخص مذکور کی جگہ کوئی دیگر شخص جبراً نماز پڑھانے لگ جائے اور قدیمی پیش امام کو روک دیا جائے آدھا محلّہ اِدھر آدھا محلّہ اُدھر اور پہلا پیش امام بھی ناراض ہے کہ مجھ کو کس واسطے ہٹادیا گیا ہے دونوں میں سے کس کے پیچھے نماز افضل ہے؟ فقط

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

اگر امامت اور پانی گرم کرنے پر وہ ملازم ہے اور اس کی اجرت میں محلّہ سے روٹیاں لاتا بھی ہے تو اس سے اس کی امامت میں نقصان لازم نہیں آتا اگر محلّہ سے روٹیاں لانا اجرت میں نہیں بلکہ ویسے ہی ازخود مانگ کر لاتا ہے اور باوجود کسی مشروع طریق پر کمانے کی قدرت کے اس مانگنے کو پیشہ بنا رکھا ہے تو یہ پیشہ ناجائز ہے[۱]۔ ایسے شخص کو پیش امام بنانا مکروہ تحریمی ہے جب کہ کوئی دوسرا آدمی امام کا اہل موجود ہو۔

مردہ کو غسل دینے اور تجہیز وتکفین کرنے سے امامت میں خرابی نہیں آتی لیکن اہل محلّہ کیلئے نہایت بری اور شرم کی بات ہے کہ وہ اپنے امام سے ایسے کام لیتے ہیں جن کو خود کرنا پسند نہیں کرتے بلکہ ذلت کا کام سمجھتے ہیں ان کو چاہئے کہ امام کو روٹیاں خود لاکر دیا کریں اسی طرح غسل میت وغیرہ میں خود بھی حصہ لیں اگر نہ جانتے ہوں تو امام سے سیکھ لیں اور اس کو ذلت کا

---

[۱] ولا یحل ان یسأل شیئاً من القوت من له قوت یومه بالفعل او بالقوة کالصحیح المکتسب (الدر المختار مع الشامی ص ۳۵۴/ ج ۲/ باب المصرف کتاب الزکوٰة، مطبوعه کراچی. طحطاوی علی المراقی ص ۵۹۴/ کتاب الزکوة، باب المصرف، مطبوعه مصر)

کام نہ سمجھیں۔ کیوں کہ میت کو غسل دینا فرض کفایہ ہے[۱] اور ثواب کا کام ہے پہلے امام کو کیوں علیحدہ کیا گیا اگر اس کا کچھ قصور ہے تو اس کو ظاہر کیا جاوے اور امور مذکورہ کی بناء پر اگر علیحدہ کیا گیا ہے اس کا حکم اوپر بیان ہو چکا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۷/۷/۵۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۸/رجب ۵۶ھ

تنخواہ دار امام کی امامت

سوال:۔ کسی مسجد کے پیش امام صاحب ایک دینی مدرسہ میں مدرس بھی ہیں اکثر اوقات پابندئ وقت سے مسجد میں تشریف نہیں لاتے۔ مزدور پیشہ لوگ پریشان ہوتے ہیں ایک روز بوقت عصر نمازیوں نے ان کو ٹوکا تو انہوں نے برجستہ انگلیوں کی طرف روپیہ کا اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ مدرسہ میں ۱۰۰/ملتا ہے اور یہاں مسجد میں کیا حالانکہ ۲۵/روپیہ ملتا ہے دو سال سے وہ خدمت کرر ہے ہیں۔ کیا اس قسم کا جواب ان کی شان کے لائق ہے اسی وجہ سے ان کے پیچھے نماز ادا کرنے سے نمازیوں کو کراہت ہوتی ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً!

ایسا جواب امام صاحب کی شان کے لائق نہیں مقتدیوں کو بھی امام صاحب کے تاخیر سے آنے پر اس طرح نہیں ٹوکنا چاہئے جو ان کی شان کے خلاف ہو ان کو اپنا تنخواہ دار ملازم نہ سمجھیں، نماز پڑھانے کا معاوضہ اس دنیا میں کوئی نہیں دے سکتا ۲۵/روپیہ ماہوار جو دیا جاتا

---

[۱] وغسله فرض كفاية بالاجماع (طحطاوى على المراقى ص۳۶۷/ مطبوعه مصر. عالمگیری کوئٹه ص۱۵۸/ ج۱/ الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل الثانى فى الغسل. النهر الفائق ص۳۸۲/ ج۱/ باب صلاة الجنائز، مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت)

ہے وہ ہرگز معاوضۂ امامت نہیں بلکہ بہت معمولی خدمت ہے اتنی سی بات سے غصہ ہو کر امام صاحب کے پیچھے نماز پڑھنا نہ چھوڑیں۔ امام صاحب کو مقتدیوں کی رعایت رکھنا چاہئے[1]

فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

امام اور قاضی کی تنخواہ کا معیار!

سوال:۔ (۱) میں اپنے یہاں کی مسجد میں امام ہوں اور قاضی بھی دین کا کام فی سبیل اللہ عرصہ سے کرتا آرہا ہوں نیز گاؤں میں ایک عالی شان مسجد اور کنواں بھی تعمیر کروا دیا ہے۔ مگر اب میں مجبور اور ضعیف ہو گیا ہوں، گاؤں کے لوگ میری مجبوری کو دیکھتے ہوئے تنخواہ دینے کو تیار ہیں تو کیا چندہ کی رقم سے گھر کے اخراجات کے لئے تنخواہ لینا درست ہے۔

(۲) سفیر امام عالم کو اندازاً کتنا روپیہ لینا چاہئے ضرور تحریر فرمائیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

آپ نے اتنی مدت تک خدمت کی ہے حق تعالیٰ اجر عظیم سے نوازے اور آپ کی تنگ دستی دور کرے۔ جو چندہ مسجد وغیرہ کے لئے کرتے ہیں اس میں سے آپ اپنے خرچ کے لئے نہ لیں[2]، ہاں آپ کو یہ حق ہے کہ اہل مسجد سے کہہ دیں کہ پہلے مجھے ضرورت نہیں تھی تنخواہ کی اب

---

[1] لحدیث معاذ بن جبلؓ اَفَتَّانٌ اَنْتَ یَامُعَاذُ اَفَتَّانٌ اَنْتَ یَامُعَاذُ اَفَتَّانٌ اَنْتَ یَامُعَاذُ الخ (بخاری شریف ص۹۸/ج۱. رقم الحدیث ص۶۹۵ مطبوعہ اشرفی دیوبند، باب تخفیف الامام فی القیام الخ جامع الاصول ص۳۸/ج۶ دار احیاء التراث)

ترجمہ:۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے طویل نماز پڑھنے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا اور مذکورہ بالا جملے ارشاد فرمائے۔ اے معاذ کیا تم (لوگوں کو) فتنہ میں ڈالنے والے ہو تین مرتبہ یہی جملہ ارشاد فرمایا۔

[2] هكذا يستفاد وعلى هذا لايملك القاضي التصرف في الوقف مع وجود ناظر ولو من قبله الخ (شامی زکریا ص۵۷۰/ج۶/ کتاب الوقف، مطلب لايملك القاضي التصرف في الوقف الخ)

مجھے ضرورت ہے اس لئے تنخواہ دی جائے اہل مسجد کو بھی چاہئے وہ مناسب تنخواہ مقرر کردیں۔ قاضی کا کام جن لوگوں کے لئے کرتے ہیں ان سے بھی مناسب تنخواہ لے سکتے ہیں اوران لوگوں کو بھی چاہئے کہ دیدیا کریں۔ اگر یہ صورت نہ ہوسکے تو جولوگ چندہ دیتے ہیں ان کو اطلاع کردیں کہ اس میں سے میں اتنا روپیہ اپنے گھر کے لئے رکھوں گا اوروہ اس پر رضا مند ہوں تو اجازت کے مطابق لینا درست ہے[۱]۔

(۲) سفیر امام معلم اپنی حیثیت ضرورت اورکام کے مناسب جو تنخواہ مقرر کرے اورذمہ دار حضرات اس کو منظور کرلیں اس کا لینا درست ہے[۲]۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

تدریس وامامت کی قلیل تنخواہ میں اضافہ پر طنز آمیز مطالبہ

سوال:۔ زید ایک مسجد کا امام ہے اور بچوں کو تعلیم بھی دیتا ہے ۱۷۵ر روپئے ماہوار تنخواہ ملتی ہے چند ماہ بعد زید نے تمام نمازیوں کو یہ حکم دیا کہ باری باری ہرفرد مجھے کھانا بھیج دیا کرے ورنہ وہ سچا مومن نہیں ہوسکتا، مزید اس نے بچوں کا داخلہ بند کردیا جس کی وجہ سے بچوں کی تعلیم پر اثر پڑ رہا ہے تو کیا زید اوراس کے حامیوں کی اطاعت از روئے شرع واجب ہے یا نہیں؟

---

[۱] يستحق القاضي الأجر على كتب الوثائق والمحاضر والسجلات قدر مايجوز لغيره كالمفتي فانه يستحق أجر المثل على كتابة الفتوى (الدرالمختار على الشامي ص ۹۲/ج۶/ كتاب **الإجارة**، مسائل شتّى، مطلب في أجرة صك القاضي والمفتي، مطبوعه دارالفكر بيروت. مطبوعه زكريا ص ۱۲۷/ج۹)

[۲] لاتصح **الإجارة** ...... لأجل الطاعات مثل الأذان والحج والإمامة الى قوله ويفتي اليوم بصحتها لتعليم القرآن والفقه والإمامة و الأذان الخ (الدرالمختار مع الشامي ص ۵۵/ج۶/ كتاب الإجارة، مطلب في الإستئجار على الطاعات، مطبوعه دارالفكر بيروت. البحرالرائق ص ۲۰/ج۸/ كتاب **الإجارة**، مطبوعه كوئٹه. مجمع الانهر ص ۵۳۳/ج۳/ باب الإجارة الفاسدة، مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت)

(۲) جولوگ امام صاحب کی اس بات پر حامی نہیں ان کو سوقیانہ الفاظ سے یاد کرتے ہیں، کیا یہی اسلامی شعار ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

امام موصوف کو ایسا اعلان نہیں کرنا چاہئے اس قسم کی وعید سنانے کا حق نہیں۔ جب معاملہ ۱۷۵/روپیہ ماہانہ پر ہوا ہے کھانا شرط نہیں تھا تو اب ایسا طریقہ اختیار کرنا غلط ہے[1]۔ غلط بات کو تسلیم نہ کرنے سے ایمان میں فرق نہیں آئے گا بچوں کی تعلیم کا انتظام ضروری ہے۔

(۲) بلا وجہ شرعی کسی کے لئے سوقیانہ الفاظ اختیار کرنا درست نہیں[2]۔ یہ ہرگز اسلامی شعار نہیں۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

تنخواہ دار امام کے پیچھے نماز!

سوال:۔ زید قوم کا ایک فرد ہے وہ اس لائق ہے کہ امامت کر سکے مگر وہ مجبوراً صدقات واجبہ کی رقم لے کر کھاتا ہے ایسی حالت میں اس کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اگر یہ چیزیں امامت کے عوض نہیں لیتا تو اس کی امامت درست ہے، امامت یا کسی

---

[1] وَالْمُسْلِمُوْنَ عَلیٰ شُرُوْطِهِمْ الخ (ترمذی شریف ص ۲۵۱/ج ۱/ باب ماذکر عن النبی ﷺ فی الصلح بین الناس طبع مکتبہ بلال دیوبند)

ترجمہ:۔ اور مسلمان اپنی شرطوں پر قائم رہتے ہیں۔

[2] یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسیٰ اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْراً مِّنْهُمْ وَلَا تَلْمِزُوْا اَنْفُسَكُمْ سورۃ حجرات پارہ ۲۶ آیت ۱۱۔

ترجمہ:۔ اے ایمان والو نہ تو مردوں کو مردوں پر ہنسنا چاہئے کیا عجیب ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ ایک دوسرے کو طعنہ دو۔ (از بیان القرآن)

دوسرے کام کے عوض میں فطرہ و چرم قربانی کی قیمت لینا اور دینا درست نہیں۔ اگر زبان سے معاوضہ کا تذکرہ نہ کیا جائے لیکن حال یہ ہو کہ اگر اس کو یہ چیزیں نہ دیں تو وہ ناراض ہو اور اپنا حق سمجھ کر مطالبہ کرتا ہو نہ دینے کی صورت میں امامت ترک کرنے پر آمادہ ہو تو یہ بھی معاوضہ کی صورت ہے[1]۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ

امام کی تنخواہ وقف زمین کی آمدنی سے!

سوال:۔ ایک امام صاحب کی تنخواہ کم ہے متولی اوقاف میں خیانت کرر ہے ہیں، ایک شخص نے کچھ زمین مسجد کے لئے وقف کر رکھی ہے خود کاشت کاری کرتے ہیں اور آمدنی مسجد میں دیتے ہیں اگر یہ شخص کچھ غلہ اپنی زمین سے امام صاحب کو بغیر متولی کی اطلاع کے دے دیں تو دے سکتے ہیں۔ اور امام اس کو لے سکتے ہیں؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

اگر امام کی تنخواہ متولی نہیں دیتا تو بقدر تنخواہ مسجد کی زمین کی پیداوار سے وصول کرنے کا حق ہے[2]۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ

---

[1] هكذا يستفاد من ولا يعطى اجرة الجزار منها شيئاً لأنه يأخذه بمقالبة عمله فصار معاوضةً كالبيع (البحر الرائق ص ١٧٨/ ج٨/ كتاب الأضحية، مطبوعه كوئٹه)

[2] ويدخل فى وقف المصالح قيّمٌ إمَامٌ خَطِيبٌ وَالْمُؤَذِّنُ يَعْبُرُ قال الشامى تحته : قوله فى وقف المصالح اى فيمالو وقف على مصالح المسجد قوله يعبر من العبور بمعنىٰ الدخول الخ (شامى زكريا ص ٥٢٦/ ج٦/ كتاب الوقف، قبيل مطلب فيمن لم يدرس الخ)

امام کے لئے مشاہرہ لینا!

سوال:۔ ہمارے محلّہ کی مسجد میں عرصۂ دراز سے کوئی باضابطہ امام مقرر نہیں ہے جب کہ وقتی طور پر مناسب آدمی کی امامت میں فرض نمازیں ادا کی جاتی رہی ہیں اب مصلیان مسجد کے دو گروہ ہو گئے ہیں ایک گروہ کا کہنا ہے باضابطہ امام صاحب کا تقرر کیا جائے ان کو کچھ ماہانہ مشاہرہ دینا چاہئے دوسرے گروہ کا کہنا ہے کہ تنخواہ پانے والے امام کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے اور چونکہ باپ دادا کے زمانے سے کوئی امام مقرر نہیں کیا گیا ہے اس میں کوئی شرعی مصلحت ہوگی، ایک گروہ کی جانب سے جس امام کی نشاندہی کی جارہی ہے ان کا ماضی نہایت قابل اعتراض ہے وہ اپنے زمانہ کا مشہور شرابی، جواری چور ہے اس محلّہ میں کچھ دن ان کے پیچھے نمازیں بھی ادا کی گئیں ان حافظ صاحب کے مشاہرہ کے لئے کہا۔ ایک گروہ تیار نہیں ہوا۔ حافظ صاحب نے کہا اگر مشاہرہ مقرر نہیں کیا گیا تو سب ڈاڑھی منڈوادوں گا شراب پینا شروع کردوں گا چنانچہ انہوں نے ڈاڑھی منڈوادی۔ شراب بھی پی، بعد میں لوگوں کے سمجھانے پر وہ درست ہو گئے پھر ایک گروہ ان کو امام مقرر کرنا چاہتا ہے اور ایک مخالف ہے۔ شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

اگر بغیر تنخواہ دار امام مقرر کئے ہوئے پنجگانہ نماز باجماعت مسجد میں ہوتی ہے اور بلا تنخواہ ایسا آدمی نماز پڑھاتا ہے جو کہ امامت کے قابل ہو اگرچہ وہ ایک شخص نہ ہو بلکہ متعدد آدمی ہوں کہ کبھی کسی نے نماز پڑھادی اور کبھی کسی نے اور اس میں کوئی دشواری نہ ہوتی ہو تو پھر تنخواہ دار امام مقرر کرنے کی ضرورت نہیں البتہ تعلیم وتدریس کے لئے مدرس مقرر کیا جائے تاکہ دینی تعلیم دے سکے اگر نماز پنجگانہ باجماعت نہیں ہوتی اور وقت پر ایسا آدمی میسر نہیں آتا جو

جماعت کرا سکے یا اس کے پیچھے نماز پڑھنے میں خلفشار رہوتا ہے اور سب لوگ اس پر متفق نہیں اور کسی اور آدمی پر متفق ہو سکتے ہیں جو کہ امامت کا اہل ہے اور بلا تنخواہ نہیں ملتا تو اب تنخواہ دار امام مقرر کر دیا جائے[1] جس شخص نے اس ضد میں ڈاڑھی منڈا دی اور شراب پی لی اس کا مشاہرہ مقرر نہیں کیا گیا تو وہ اس لائق نہیں کہ اس کو امام بنایا جائے جب تک کہ اس کی سچی توبہ پر اطمینان نہ ہو جائے[2] فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیو بند ۸۴/۲/۲ھ

امام کا دیر سے آنا اور تنخواہ لینا

سوال:۔ زید ایک ادارہ میں ملازم ہے اور ایک مسجد میں امامت کرتا ہے امام صاحب کہتے ہیں کہ میں اوقات کی پابندی کی تنخواہ لیتا ہوں نماز پڑھانے کی نہیں لیتا ہوں، اکثر اوقات نماز میں دیر سے آتے ہیں، کیا امام صاحب کا اس طرح تنخواہ لینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اہل مسجد کی طرف سے اگر امام صاحب کو اس کی گنجائش دی گئی ہے اور اس تاخیر سے

---

[1] ویفتی الیوم بالجواز علی الإمامة وتعلیم القرآن والفقه الخ (مجمع الانهر ص۵۳۳/ ج۳/ باب الإجارة الفاسدة، مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت. الدر المختار علی الشامی زکریا ص۷۶/ ج۹/ باب الإجارة الفاسدة، مطلب فی الإستجار علی الطاعات)

[2] ویکره إمامة عبد واعرابی وفاسق من الفسق .... ولعل المراد من یرتکب الکبائر کشارب الخمر الخ الیٰ ان قال .... بل مشی فی شرح المنیة علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم الخ (شامی زکریا ص۲۹۸، ۲۹۹/ ج۲/ باب الإمامة، قبیل مطلب البدعة خمسة اقسام. منحة الخالق علی البحر الرائق کوئٹه ص ۳۴۹/ باب الإمامة. حلبی کبیری ص۵۱۳/ باب الإمامة، الرابع فی الأولی بالإمامة، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور)

ناخوش نہیں ہیں تو امام صاحب کے لئے یہ تنخواہ درست ہے[1]۔ ورنہ اس کا یہ طریقہ غلط ہے اس کی اصلاح کی ضرورت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

امام کی تنخواہ اور کھانا حرام آمدنی سے!

سوال:۔ بکر ایک مسجد میں امامت کرتا ہے اور اس کی تنخواہ مقرر ہے جو تنخواہ مسجد کے متولی بکر کو دیتے ہیں وہ چندہ وغیرہ کر کے دی جاتی ہے اور اس چندہ میں سود خور سے رشوت خور سے بھی چندہ لیا جاتا ہے۔ کیا ایسے لوگوں سے چندہ لے کر پھر امام کو تنخواہ دینا کیسا ہے جب امامت کرنے میں تقویٰ کا زیادہ خیال رکھنا ضروری ہے پھر امام کو بھی تنخواہ لینا جائز ہے یا نہیں؟ اور اس زمانے میں اکثر وبیشتر ایسا ہی ہوتا ہے اور اسی طرح مدرسہ کے مدرس کا بھی مسئلہ ہے وہ بھی تحریر فرمائیں بعض جگہ اماموں کا مستقل کھانے کا نظم ہوتا ہے اور جن گھروں سے کھانا آتا ہے ان میں سے بعض گھر والے سود لیتے ہیں اور بعض ملازمین رشوت لیتے ہیں، تو کیا امام کو ایسا کھانا کھانا جائز ہے امام اور مدرس محنت سے کام کرتے ہیں اور اگر کھانا بند کر کے تنخواہ بڑھانے کی بات کرتے ہیں تو تنخواہ بہت ہی کم بڑھائی جاتی ہے جو کھانے کی بہ نسبت بہت ہی کم ہوتی ہے اور تنخواہ بڑھائی جاتی ہے تو وہ بھی اسی آمدنی سے، ایسی صورت میں امام ومدرس کیا کرے، ان دونوں صورتوں میں بہتر صورت کون سی ہے آیا صرف پوری تنخواہ ہی لی جائے یا کھانے کو بھی جاری رکھا جائے؟ جو صورت بہتر ہو تحریر فرمائیں۔

[1] رجل استأجر أجيراً يوما ليعمل له كذا قالوا ان كان العرف بينهم انهم يعملون من طلوع الشمس الى العصر فهو على ذلك وان كان العرف انهم يعملون من طلوع الشمس الى غروب الشمس فهو على ذلك وان كان العرف مشتركا فهو على طلوع الشمس الى غروبها اعتبارا لذكر اليوم (عالمگیری ص ۴۱۶ ج ۴، كتاب الإجارة الباب الثالث فى الاوقات التى يقع عليها عقد الاجارة)

الجواب: حامداً ومصلیاً!

متعین طور پر جو شخص رشوت یا سود کی آمدنی امام یا مدرس کو دے خواہ روپیہ کی صورت میں ہو یا کھانے کی صورت میں ہو اس کا لینا حرام ہے اگر کسی کی آمدنی حلال وحرام دونوں قسم کی ہو مگر حلال آمدنی زیادہ ہو حرام کم ہو ایسی مخلوط آمدنی سے امام یا مدرس کو کھانا یا نقد دے تو ایسا لینا درست ہے اگر حرام زیادہ ہو حلال کم ہو تو لینا درست نہیں، ایسا آدمی اگر حلال سے دے مثلاً قرض لے کر یا اس کو وراثت میں حلال چیز ملی ہو اس میں سے دے تو لینا درست ہے[۱]۔ فقط

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

اُجرت پر نمازِ عید کی امامت

سوال:۔ بعض علاقہ میں دستور ہے کہ عید کے روز خصوصیت سے عید ہی کی نماز پڑھانے کے لئے ایک امام مقرر کیا جاتا ہے۔، بلکہ بعض ائمہ اپنی اُجرت متعین کر لیتے ہیں کہ مثلاً بیس روپئے دو گے تو عید کی نماز پڑھاؤں گا اور بعض ائمہ اپنی اجرت تو مقرر نہیں کرتے مگر بعض مقتدی حسبِ وسعت امام کی خدمت میں کچھ نذرانہ پیش کرتے ہیں۔ اگر مقتدی روپیہ نہیں دیتے ہیں تو امام ناراض ہو جاتے ہیں اور یہ بھی دستور ہے کہ عید کے روز ہر شخص اپنے احباب وعزیزوں وبزرگوں کے ساتھ معانقہ ومصافحہ کرتے ہیں، عید کے روز مصافحہ کرنا شرعاً کیسا ہے؟

---

[۱] اکل الربوا و کاسب الحرام اهدیٰ الیه او اضافه وغالب ماله حرام لا یقبل ولا یاکل مالم یخبره ان ذٰلک المال اصله حلال ورثه او استقرضه وان کان غالب ماله حلالاً لابأس بقبول هدیته والاکل منها (عالمگیری ص ۳۴۳/ ج۵/ الباب الثانی عشر فی الهدایا والضیافات . کتاب الکراهیة. بزازیه ص ۳۶۰/ ج۶/ الرابع فی الهدیة، کتاب الکراهیة، مطبوعه کوئٹه. مجمع الانهر ص ۱۸۶/ ج۴/ کتاب الکراهیة، فصل فی الکسب، دارالکتب العلمیه بیروت)

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

اس طرح امامت پر اجرت لینا ناجائز ہے۔عید کا مصافحہ اور معانقہ جیسا کہ بعض جگہ رائج ہے، بدعت اور ممنوع ہے۔

یکرہ ان استاجروا رجلاً یؤمھم ا ہ ماثبت بالسنۃ ص ۹۴ ونقل فی تبین المحارم عن الملتقط انہٗ تکرہ المصافحۃ بعد اداء الصلوٰۃ لکل حال لان الصحابۃؓ ما صافحوا بعد اداء الصلوٰۃ ولانھا من سنن الروافض اھ[۱] ردالمحتار ص ۳۳۶/ ج۵۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

مدرّس اورامام کی تنخواہ کی حیثیت

سوال:۔ائمۂ مساجد اور مدرسین کی تنخواہیں چونکہ مقرر ہوتی ہیں اور قلیل بھی ہوتی۔لوگوں کا خیال یہ ہے کہ یہ حق الخدمت ہے۔

لیکن زید ایک عالمِ دین ہے، اس کا خیال ہے کہ یہ نفقہ ہے حق الخدمت نہیں ہے اور تعیین دفعِ نزاع کے لئے ہوتی ہے۔کیا ان کا یہ کہنا درست ہے؟ اور اس تنخواہ کا لینا معاوضۂ دین ہونے کی وجہ سے حرام ہے؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

اعلیٰ مقام تو یہ ہے کہ مدرسین اور ائمۂ مساجد ان خدمات کو بلا معاوضہ ادا کریں اور نیت

---

[۱] شامی نعمانیہ ص ۳۴۴/ج۵/ باب الاستبراء کتاب الحظر والاباحۃ شامی کراچی ص ۳۸۱/ج۶.
مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح ص ۵۷۴/ ج۴/ کتاب الآداب، باب المصافحۃ والمعانقۃ، مطبوعہ اصح المطابع، بمبئی.

محض اللہ پاک کو راضی کرنا ہو مگر چونکہ ضروریاتِ نفقۂ واجبہ ان کے ذمہ بھی ہے اور ہر شخص کے پاس آمدنی کے ذرائع موجود نہیں۔ اگر یہ حضرات امامت وتدریس کی پابندی کرتے ہیں تو نفقاتِ واجبہ کے ادا ہونے کی کوئی صورت نہیں۔ اگر نفقاتِ واجبہ کی تحصیل میں مصروف ہوتے ہیں تو یہ خدمات معطل رہتی ہیں۔ جس سے دین ضائع ہوتا ہے۔ اس مجبوری کی بناء پر فقہاء کرام نے اجازت دی ہے تاکہ نفقاتِ واجبہ بھی ادا ہوتے رہیں اور یہ حضرات بے فکر ہو کر اپنی دینی خدمات میں مشغول رہیں۔ تنخواہ اور تعطیل وغیرہ کے معاملہ کو صاف کرلیا جائے۔ کوئی بات گول مول نہ رہے جس سے نزاع پیدا ہو۔ چنانچہ بڑے مدارس میں اس کے متعلق بات صاف رہتی ہے، اور دستور میں چھپی رہتی ہے چھوٹے مدارس ان کے تابع ہوتے ہیں۔ اس طرح نزاع نہیں ہوتا بعض مساجد میں بھی یہ طریقہ ہے اور بعض میں عُرف کے ماتحت عمل ہوتا ہے۔ البحر الرائق میں کتاب الوقف میں اس پر بحث موجود ہے[1] معاہدہ اور معاملہ کرنے والے کے متعلق ایسے سخت الفاظ استعمال کرنا کہ وہ حرام لیتے ہیں، حرام کھاتے ہیں یہ جہالت اور حدودِ شرعیہ سے تجاوز ہے ہرگز جائز نہیں۔ پھر جس کو اپنے دین کا رہبر تجویز کیا اور سب سے بڑی عبادت اس کی اقتداء میں ادا کرتے ہیں اس کے متعلق ایسا کہنا انتہائی بے غیرتی بھی ہے تاہم نماز اس کی بھی ہوجاتی ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

بیوی یا بیٹی کی تنخواہ سے انتفاع

سوال:۔ اگر کسی مرد کی بیوی یا بیٹی سرکاری ملازم ہے اور وہ مرد اس کی تنخواہ سے انتفاع

---

[1] واستفید من قوله لا يستحق غلتها بتمامها انه يستحق بقدر عمله وهى كثيرة الوقوع فى اصحاب الوظائف فى زماننا وحاصله انه ينظر الى ماشرطه الواقف له وعليه من العمل (البحر الرائق ۲۱۴/ج۵/ طبع كوئٹه، كتاب الوقف)

کرتا ہے، تو ایسے مرد کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اس بیٹی یا بیوی کی اجازت سے اس رقم سے نفع اٹھانا درست ہے[۱] ایسے شخص کے پیچھے نماز بھی درست ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

امام سے معاہدہ غیر حاضری کی تنخواہ وضع نہ کی جائے درست ہے

سوال:۔ امام صاحب کو ان کی امامت کا معاوضہ مسجد کے فنڈ سے ادا کیا جاتا ہے، لیکن امام ہر ماہ تقریباً ایک چوتھائی اوقات میں تشریف نہیں لاتے، مقتدیوں کے اعتراض پر مہتمم نے مقتدیوں کو کچھ سمجھا بجھا کر طے کرلیا ہے کہ اگر ایک ماہ میں ۲۰/ وقت یا اس سے کم نہ آویں، تو ان کی پوری تنخواہ میں سے جو مسجد فنڈ سے ادا کی جاتی ہے کچھ وضع نہ کیا جائے، اگر ۲۰/ وقت سے زائد غیر حاضری ہو تو وضع کیا جائے، کیا یہ معاہدہ جائز ہے؟ اکثر مقتدی اس طریقہ کو صحیح نہیں کہتے کیونکہ اول تو یہ معاملہ مسجد فنڈ کا ہے، دوسرے یہ کہ یہ نہ معلوم ہوسکا کہ مقتدیوں کی کتنی مقدار اس معاہدہ سے راضی ہے، قلیل یا کثیر پھر یہ کہ جب اہتمام ان کے بدستور مختلف طریقوں سے رکھنے پر مفید معلوم ہوتا ہے، تو ۲۰/ وقت کی غیر حاضری کون شمار کرے گا؟

---

[۱] لا یجوز التصرف فی مال غیرہ بلا اذنه ولا ولایته الخ الدر المختار علی الشامی زکریا، ص ۲۹۱ ج ۹ کتاب الغصب، مطلب فیما یجوز من التصرف بمال الغیر الخ، الاشباہ والنظائر ص ۱۵۷، الفن الثانی، کتاب الغصب، مطبوعه اشاعة الاسلام دھلی، قواعد الفقه ص ۱۱۰، القواعد الفقهية، قعدہ : ۲۷۰، مطبوعه دار الکتاب دیوبند.

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اس طرح معاملہ بھی درست ہے، مقتدی غنیمت سمجھ کر اس پر رضامند ہو جائیں، مہتمم صاحب سے درخواست کریں کہ وہ ان کی غیر حاضری کا صحیح اندازہ کرنے کا انتظام کردیں، مدرسہ کے ملازمین کے لئے حاضری کا رجسٹر ہوتا ہے، جس سے صحیح علم ہو جاتا ہے[۱]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۸/۸/۱۳۹۵ھ

عوض دے کر چلّہ میں جانے والے امام کی تنخواہ

سوال:۔ زید تنخواہ مقررہ پر نماز پڑھاتا ہے اور وہ چالیس دن کے لئے تبلیغی جماعت میں چلا جاتا ہے اور کسی مقتدی سے کہہ جاتا ہے کہ تم میرے جانے کے بعد جماعت کی دیکھ بھال کرنا اور نماز جماعت پڑھادیا کرنا۔ جواباً مقتدی کہتا ہے کہ اگر وقت پر آگیا تو نماز پڑھادونگا ورنہ نہیں۔ چالیس دن بعد امام صاحب واپس آتے ہیں اور تنخواہ طلب کرتے ہیں مقتدی کہتے ہیں تو جواباً کہتے ہیں کہ میں اپنے عوض امام مقرر کرگیا تھا۔ عوض والے امام سے پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے فی سبیل اللہ نماز پڑھائی ہے، مجھ سے کوئی مطلب نہیں۔ تو ایسی صورت میں امام تنخواہ کا مستحق کون ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

امام نے جب اپنا عوض دے دیا خواہ اس سے روپے کا معاملہ کیا ہو یا نہ کیا ہو تو امام تنخواہ کا

---

[۱] وفی القنیة باب الإمامة امام یترک الامامة لزیارة اقربائه فی الرساتیق اسبوعاً او نحوه او لمصیبة او لاستراحة لا بأس به ومثله عفو فی العادة والشرع اهـ هذا مبنی علی القول بأن خروجه اقل من خمسة عشر یوماً بلا عذر شرعی، لایسقط معلومه الخ (شامی کراچی، ص ۴۱۹/۴ کتاب الوقف مطلب فیما اذا قبض المعلوم وغاب قبل تمام السنة، اشباه ص ۴۸، الفن الاول، القاعدة السادسة، العادة محکمة، مطبوعه دار الاشاعة دهلی)

حقدار ہے اس کی تنخواہ دی جائے کذیٰ فی البحر الرائق[1] اس کے پیچھے نماز بھی درست ہے۔

فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ٧/١٠/٩٥ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

امام کی تنخواہ وقت پر نہ ملے تو

سوال:۔ امام صاحب جن کو ختم ماہ پر ایک دو روز بعد نمازی تنخواہ دیدیتے ہیں مگر پھر بھی امام صاحب کہتے ہیں کہ تم نے نماز ادھار پڑھی ہے ماہ ختم ہوتے ہی تنخواہ ملنی چاہئے۔ کیا امام صاحب کا یہ قول درست ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

نماز یا امامت کوئی دوکانداری اور تجارتی پیشہ یا کمائی کا پیشہ نہیں ہے۔ ضرورتِ شرعیہ کی بناء پر تنخواہ کو مجبوراً جائز قرار دیا گیا ہے[2]۔ امام کو ایسا نہیں کہنا چاہئے۔ مقتدیوں کو بھی خیال رکھنا چاہئے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

---

[1] وان اطلق كان له ان يستاجر غيرهٔ لان المستحق عمل فی ذمته ويمكن استيفاء هٔ بنفسه وبالاستعانة بغيره (البحر الرائق ص ٣٠٣/ج٧/كتاب الاجارة) استخلف الامام خليفة فی المسجد ليؤم فيه زمان غيبة لا يستحق الخليفة من اوقاف الامامة شيئاً (إلى قوله) ويستحق الاصيل الكل (بحر كوئٹه ص ٢٣٠ ج٥ كتاب الوقف)

[2] المفتى به مذهب المتاخرين من جواز الاستئجار على تعليم القرآن والامامة والاذان للضرورة (شامی كراچی ٥٦٢/ج ١/ امامة الامرد، باب الامامة وكتاب الاجارة ٥٦/ج٦/ وشامی نعمانيه ص ٣٧٨/ج ١، ص ٣٥/ج٥)

مسجد کا روپیہ اپنی تنخواہ میں وصول کرنے والے کی امامت!

سوال:۔ امام صاحب کی تنخواہ بتائی گئی کہ جو مسجد کی دکانوں کا کرایہ ہے وہ اپنی تنخواہ میں لے لیا کرو، جو روپئے شادی میں لوگ دے گئے کیا اس امانت کو بغیر محلّہ والوں کے یا بغیر ان لوگوں کے اٹھا سکتا ہے۔ اگر اٹھائے تو کیا امانت میں خیانت کرنے سے اس امام کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

جو روپیہ مسجد کے لئے دیا گیا ہو امام کو اس کے رکھنے کا حق نہیں[1]، وہ اپنی تنخواہ وصول کر سکتا ہے[2]۔ اس کے علاوہ مسجد کی امانت میں خیانت کرے گا تو اس کی امامت مکروہ ہوگی[3]۔

فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند ۹۶/۵/۱۰ھ

امام استعفیٰ دینے کے بعد جب تک دوبارہ ملازمت کا معاملہ طے نہ ہو تنخواہ کا مستحق نہیں!

سوال:۔ ایک امام صاحب محرم کی ۶/ یا ۷ تاریخ کو جمعہ سے کچھ دیر پہلے یہ عہد نامہ لکھ کر

---

[1] وبعث شمعا فی شهر رمضان إلی مسجد فاحترق وبقی منه ثلثة أو دونه لیس للإمام ولا للمؤذن أن یأخذه بغیر اذن الدافع الخ (البحر الرائق ص ۲۵۰/ ج۵/ کتاب الوقف، فصل فی أحکام المساجد، مطبوعه کوئٹه)

[2] المتولی إذا أمر المؤذن أن یخدم المسجد وسمی له أجراً معلوماً لکل سنة الی قوله فإذا نقد الأجر من مال المسجد حل للمؤذن أخذه الخ (البحر الرائق ص ۲۴۲/ ج۵/ کتاب الوقف، قبیل قوله وینزع او خائناالخ، مطبوعه المکتبة الماجدیه کوئٹه)

[3] ویکره امامة عبد واعرابی وفاسق الخ (در مختار علی الشامی زکریا ص۲۹۸/ج۲/ باب الامامة)

اور مسجد میں رکھ کر اپنے گاؤں چلے گئے کہ میں اس بستی میں نہیں رہنا چاہتا جہاں بت پرستی ہوتی ہو لہٰذا میری تنخواہ کے چار سو روپے سے کچھ زیادہ ہوتے ہیں۔ وہ ادا کر دینا یہ روپیہ اس لئے چڑھ گئے کہ بہت سے لوگ ان سے ناراض تھے، قریب پانچ مہینے تک ان کے روپئے ادا نہیں ہوئے اور یہ اس بستی پر اپنی روزی سمجھتے ہوئے اپنے گھر بیٹھے رہے اور کہیں پیش امامت اختیار نہیں کی لہٰذا اپنے ساتھیوں سے ضرور ملتے رہے اور تقاضا بھی جاری رکھا غرض جوں توں کر کے سب پیسہ ادا کر دیا پس پیسہ ادا ہوتے ہی پھر یہ اپنی امامت پر قائم ہوئے اور کسی ایک سے بھی یہ عہد نہیں لیا، بستی بت پرستی چھوڑتی ہے تو میں رہتا ہوں ورنہ نہیں، نہ کسی گاؤں والے نے یہ کہا کہ ہم آپ کو ضرور رکھیں گے، چاہے ہمیں تعزیہ چھوڑنے پڑ جائیں اس عہد شکنی کو کرتے ہوئے ان کا یہاں پر نماز پڑھانا درست ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اگر وہ اپنی ملازمت ختم کر کے چلے گئے تھے تو جب تک دوبارہ ملازمت کا معاملہ طے نہ ہو جائے وہ تنخواہ کے مستحق نہیں ہوں[١] گے جو نمازیں ان کے پیچھے پڑھی گئیں ہیں وہ ادا ہو گئیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند ٩٢/٢/٣ھ

الجواب صحیح: العبد نظام الدین عفی عنہ ٩٢/٢/٤ھ

امام کے پابندی نہ کرنے کی وجہ سے مقتدیوں کا دوسری مسجد میں جانا

سوال:۔ مسئلہ ہے کہ محلّہ کے قریب کی مسجد میں نماز پڑھنا افضل ہے اگر امام وقت کا تعین

---

[١] وشرطها كون الأجرة والمنفعة معلومتين لأن جهالتهما تفضي إلى المنازعة (الدر المختار على الشامي، مطبوعه زكريا ص٧/٩/ كتاب الإجارة. البحر الرائق ص ٢/٨/ كتاب الإجارة، مطبوعه ماجديه كوئٹه. مجمع الانهر ص ٥١١/ج٣/ كتاب الإجارة، مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت)

نہ کرتا ہوتو کیسا ہے۔ دوسرے محلّہ کی مسجد میں جماعت کی غرض سے مقتدی پہنچا عین جماعت کے وقت معلوم ہوا کہ امام صاحب نہیں ہیں بغیر اطلاع گئے ہیں اور اکثر ایسا ہوجاتا ہے اور دوسرا کوئی نماز پڑھانے والا نہیں نہ مقتدیوں میں اتفاق ہے کہ ان میں سے کسی کو چن لیں۔ اکثر ایسا ہوجاتا ہے کہ پابندِ جماعت مقتدی کی جماعت جاتی رہتی ہے کیوں کہ دوسری مسجد کا بھی وقت نکل جاتا ہے ایسی حالت میں مقتدی پیشتر ہی سے دوسری مسجد کی راہ اختیار کرے یا نہیں، کیونکہ اکثر وقت کی پابندی نہ کرنے سے امام کے مقتدیوں کو تکلیف ہوتی ہے اور ثواب سے محروم رہتے ہیں۔

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

امام صاحب کا بغیر اطلاع کئے اور بغیر جماعت کا انتظام کئے اکثر چلا جانا جس کی وجہ سے مسجد میں جماعت ہی نہ ہو بہت بُرا ہے امام صاحب کو خود بھی اس کا خیال رکھنا لازم ہے، اور سب نمازی اس کا انتظام کریں ورنہ جماعت کی پابندی کی خاطر نمازیوں کے دوسری مساجد میں چلے جانے سے مسجد کے ویران وغیرآباد ہونے کا اندیشہ ہے۔ سب نمازیوں کا اس طرح محلّہ کی مسجد کو غیر آباد کر کے دوسری مسجد میں جانا بھی درست نہیں۔[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

منفرد کے پیچھے اقتداء

سوال:۔ اگر منفرد عشاء کی نماز جہر سے ادا کررہا ہے اور کوئی اور مقتدی شریک ہوگیا۔ مگر وہ منفرد امامت کی نیت نہیں کرتا اور پھر تکبیرات انتقال بھی زور سے نہیں کہتا ایسی حالت میں

[۱] وان لم يكن لمسجد منزله مؤذن فانه يذهب اليه ويؤذن فيه ويصلي وان كان واحداً لان لمسجد منزله حقاً عليه فيودى حقه (شامي نعمانيه ص ۳۷۳/ج ۱/ باب الامامة. شامي كراچي ص ۵۵۵/ج ۱)

مقتدی بغیر امام کے تکبیر کہے اس کی اتباع کرتا رہے۔نماز ہو جائے گی یا نہیں؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

نماز ہو جائے گی[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیو بند

زبردستی امام مقرر کرنا

سوال:۔ایک شخص دوسرے کو زبردستی سے امام مقرر کرتا ہے کیا شرعاً درست ہے اور اگر زبردستی سے امام بنایا گیا تو کیا اس کی امامت درست ہوگی اور اس کے پیچھے نماز درست ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

زبردستی امام بنانا درست نہیں[۲] تاہم اگر امام کو کوئی شرعی عذر نہ ہو تو ایسی حالت میں اس کے پیچھے نماز درست ہو جائے گی[۳]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۵۸/۸/۱۸ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ صحیح: عبداللطیف ۲۱/شعبان ۵۸ھ

[۱] واما نیة الامامة فلیست بشرط (طحطاوی علی المراقی ص ۲۳۵/باب الامامة. الدر المختار علی الشامی کراچی ص ۴۲۴/ج ۱/ باب شروط الصلاة، مطلب مضی علیه سنوات الخ. بحر ص ۲۸۳/ج ۱/ باب شروط الصلاة، مطبوعه ماجدیه کوئٹه)

[۲] امام مقرر کرنے کا حق اصل میں بانی کو پھر اہل محلّہ کو ہے اور اگر دونوں میں تنازع ہو جائے تو جس کا مقرر کیا ہوا امام زیادہ اہل ہوگا وہ زیادہ لائق ہے البتہ کسی ایک شخص کو زبردستی امام مقرر کرنے کا حق نہیں ہے۔

البانی اولی بنصب الامام والمؤذن وان تنازعوا فی نصب الامام والمؤذن مع اهل المحلة ان کان ما اختاره اهل المحلة اولی من الذی اختاره البانی فما اختاره اهل المحلة اولیٰ وان کانا سواء فمنصوب البانی اولیٰ (اشباه ص ۱۴۱. ایضاً ۱۰۴/الفن الثانی، کتاب الوقف، طبع اشاعة الاسلام، دهلی. الدر المختار علی الشامی کراچی ص ۴۳۰/ج ۴/ کتاب الوقف، قبیل مطلب فی الوقف المنقطع الخ. البحر الرائق ص ۲۳۲/ج ۵/ (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

امام صاحب کا اعلان کہ جس سے میں ناراض اس سے خدا ناراض

سوال:۔ دو شخصوں میں کوئی رنجش تھی، ان میں سے ایک نے بعد نمازِ جمعہ اعلان کیا کہ جس سے میں ناراض ہو جاؤں گا اس سے خدا ناراض ہو جائیگا اور ان دونوں میں سے ایک امام ہے اور ایک مقتدی۔ اعلان کرنے والا امام ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

اگر ناراضگی کی وجہ کچھ ایسی ہی ہے جس سے خدائے پاک بھی ناراض ہو تو اس اعلان کی وجہ سے اس امام کے پیچھے نماز کو ناجائز نہیں کہا جائیگا۔ البتہ اعلان کا یہ طریقہ غلط ہے کیوں کہ اس میں اپنی ناراضگی کو اصل قرار دیا گیا ہے، اگر اس طرح بات کہی جائے کہ جس سے خدا ناراض ہے اس سے میں ناراض ہوں تو فی نفسہٖ بات صحیح ہے[1] لیکن بجائے اعلان کے اس کو تفہیم کرنا امید ہے کہ نافع ہوگا۔[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۱/۹۵ھ

(گذشتہ کا بقیہ) کتاب الوقف، مطبوعہ ماجدیہ کوئٹہ)

[۲] شروط الامامة للرجال الاصحاء ستة اشياء الاسلام والبلوغ والعقل والذكورة والقرءة والسلامة من الاعذار (شامی کراچی ص ۵۵۰ ج ۱ باب الامامة. طحطاوی علی المراقی ص ۲۳۳/ باب الامامة، مطبوعه مصری)

(صفحہ ہٰذا) [۱] عن ابی هريرة رضى الله عنه قال قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم إنَّ اللّهَ إذَا أَحَبَّ عَبْدًا دَعَا جِبْرَئِيْلَ فَقَالَ إِنِّىْ اَحبُّ فلانًا فَاَحِبَّهٗ قَالَ فَيُحِبُّهٗ جِبْرَئِيْلَ الى قوله ثُمَّ يُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِى الأَرْضِ وَإِذَا أَبْغَضَ عَبْدًا دَعَا جِبْرَئِيْلُ فَيَقُوْلُ إِنّى اَبْغَضُ فُلاناً فَاَبْغِضْهُ قَالَ فَيُبْغِضُهٗ جِبْرَئِيْلُ ثُمَّ يُنَادِىْ فِىْ اَهْلِ السَّمَاءِ إِنَّ اللّهَ يُبْغِضُ فُلاَنًا فَاَبْغِضُوهُ قَالَ فَيُبْغِضُونَهٗ ثُمَّ يُوْضَعُ لَهُ الْبُغْضَاءَ فِى الأَرْضِ راه مسلم (مشكوة شريف ص ۴۲۵/ ج ۲/ كتاب الأدب، باب الحب فى الله ومن الله، الفصل الأول، مطبوعه ياسر نديم ديوبند) (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

امام عالم نہ ہوتو مسئلہ کس سے پوچھیں

سوال:۔ زید سے الفاظ قرآنی بھی اکثر صاف نہیں نکلتے۔ ایسے شخص کی امامت کیسی ہے؟ اور ایسے شخص سے آئندہ مسئلہ دریافت کرنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اگر امام عالم نہیں تو مسئلہ کسی عالم سے پوچھا جائے[۱] وہ الفاظِ قرآن میں کیا غلطی کرتا ہے تشریح کے ساتھ لکھیں تو حکم معلوم ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۹۳/۶/۲۴ھ

امام کے علاوہ کسی دوسرے شخص کا تبلیغ کرنا

سوال:۔ یہاں کی جامع مسجد کا امام نیم ملا ہے۔ اگر کوئی شخص اس کے بغیر تبلیغ کریگا تو امام صاحب کو ناگوار گذرتا ہے۔ حالانکہ خود تبلیغ کرنے کا طریقہ نہیں رکھتا ہے۔ کیا یہ طریقہ جو امام صاحب نے اختیار کر رکھا ہے قرآن وحدیث کی رو سے جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

جس میں تبلیغ کی اہلیت ہو امام صاحب کو چاہئے کہ خود ہی اس کو تبلیغ کے لئے فرماویں وقتِ ضرورت ہرگز اس کو منع نہ کریں ان کا منع کرنا غلط ہے[۲]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۹۵/۱/۹ھ

(گذشتہ کا بقیہ) [۲] وينبغي أن يكون التعريف اولاً باللطف والرفق ليكون أبلغ فى الموعظة والنصيحة ثم التعنيف بالقول لابالسب والفحش الخ (عالمگیری ص ۳۵۲/ج۵/ الباب السابع عشر فى الغناء واللهو الخ، مطبوعه دارالکتاب دیوبند)

(صفحہ ہٰذا) [۱] فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لاتعلمون سورۂ انبیاء۷.

[۲] چونکہ بَلِّغُوْا عَنِّيْ وَلَوْ اٰيَةً الحديث کے خلاف ہے۔(مشکوٰۃ شریف ص۳۲/ کتاب العلم مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند)
ترجمہ:۔ میری طرف سے پہونچاؤ اگرچہ ایک آیت ہی ہو۔

امام صاحب کے کھانے کے لئے شرائط

سوال:۔ ہمارے یہاں ایک مدرس ہیں جو اپنے آپ کو عالم کہلاتے ہیں لیکن ان کے کارنامے ایسے ہیں کہ اکثریت ان کے خلاف ہے صرف چار پانچ آدمی جو کارکن بنے ہوئے ہیں انہوں نے زبردستی روک رکھا ہے اور جھگڑا ہر وقت تیار رہتا ہے کیوں کہ کھانے میں ان کی کچھ ایسی شرطیں ہیں جو غریب عوام برداشت نہیں کر سکتے۔ان کی عمر ۳۵ سال ہے شادی ابھی تک نہیں کی ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ جہاں پر اتنے لوگ ناخوش ہوں امام صاحب کو خود ہی استعفیٰ دینا نہیں چاہئے؟ وضاحت کے ساتھ لکھیں تا کہ عوام وامام خود سمجھ لیں۔

الجواب: حامداًومصلیاً!

امام کے متعلق آپ نے اتنا ہی لکھا ہے کہ ان کی کھانے کی شرائط ایسی ہیں غریب عوام برداشت نہیں کر سکتے۔تو یہ کچھ لڑائی اوراختلاف کی بات نہیں۔اگر وہاں کے لوگ ان کی شرائط کے موافق کھانا نہیں دے سکتے تو عذر کر دیں، جو لوگ دے سکتے ہیں وہ اپنے ذمہ کھانا متعین کر لیں غرض جھگڑے سے بچنا لازم ہے۔اگر امام میں کوئی شرعی خرابی نہ ہو جس سے امامت میں نقصان آتا ہو تو جو لوگ ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے وہ قصوروار ہیں[1]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۱۸/۱/۹۴ھ

---

[1] ولو امّ قوماً وهم له كارهون ان الكراهة لفساد فيه اولانهم احق بالامامة منه كره لهٗ ذٰلك تحريماً وان هو احق لا والكراهة عليهم (الدرالمختار مع الرد نعمانيه ۳۷۶ وشامی کراچی ص ۵۵۹/ ج ۱/ مطلب البدعة خمسة اقسام. مراقی الفلاح علی الطحطاوی ص ۲۴۴/ فصل فی بیان من الأحق با لإمامة، مطبوعه مصر. النهر الفائق ص ۲۴۲/ ج ۱/ باب الامامة، دارالكتب العلميه بيروت)

دوسرے کے گھر پان لگا کر کھانے والے کی امامت

سوال:۔ ہمارے گاؤں میں ایک عالم بچوں کو تعلیم دیتے ہیں، اور امام بھی ہیں کبھی کبھی ظہر وعصر مدرسہ میں پڑھتے ہیں اور کبھی مسجد میں اسی لئے ان کا انتظار نہیں کیا جاتا ہے۔ ایک دن کا ذکر ہے عصر کی نماز پڑھ کر ایک آدمی کا دروازہ بند تھا، مولوی صاحب دروازہ کھول کر پان کھا کر آئے تو انہوں نے دیکھا اور کہا کہ چچا جب بھی ہمارے گھر میں ہوتا ہے تب پان لگا کر کھا لیتے ہیں، اتنا مہنگا پان ہے جس کو کھانا ہو وہ اپنے پاس رکھے اور ابھی کوئی دیکھے تو ہمارے اوپر الزم لگائے گا یہ آواز جب ہم نے سنی تو ناظم سے کہا اور چار چھ آدمیوں سے کہا کہ ان کو پچاس روپے تنخواہ ملتی ہے اور تین روپئے پان کو ملتا ہے تو ان کا خیال منتشر ہو گیا ہم سب کو اکٹھا کیا، سب کی رائے ہوئی کہ ان صاحب کو بلایا جائے وہ پنچائت میں پہنچ گئے۔ ہم نے کہا کہ مولوی صاحب کا گھر پانچ کوس پر ہے ان کے گھر میں پان لگا کر کیوں کھا لیا ہے۔ تب انہوں نے کہا کہ مولوی صاحب کو نہیں نکالیں گے، تب انہوں نے ہم پر جوتا اٹھایا اور گالی دی کہ اس کا جواب دیجئے۔

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

بے تکلفی کی بناء پر اگر پان وہاں سے کھا لیا اور یہ ناگوار ہے تو امام صاحب کو کہہ دیا جائے کہ آپ کا یہ طریقہ ٹھیک نہیں آئندہ ایسا نہ کریں[1]۔ ان امام صاحب کو بھی چاہئے کہ ایسی روش اختیار نہ کریں جس سے ان کے وقار کو نقصان پہنچے۔ بہر حال اتنی بات کو سمجھا کر ختم کیا جا سکتا ہے۔ یہ ایسی چیز نہیں جس سے امام کو بدل کر دوسرا امام بلانا ضروری ہو۔ آپس کا اختلاف

---

[1] کما یستفاد .... ولو أخذ من کرم صدیقه شیئاً وهو یعلم ان صاحب الکرم لایکره ذلک لابأس به ولینظر فان الطامع غالط الخ (عالمگیری کوئٹه ص ٣٤٠/ ج٥/ کتاب الکراهیة، الباب الحادی عشر الخ)

نہایت خراب نتائج پیدا کرتا ہے[1]۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ ۱۰/۷/۸۹ھ

امام کے دروازہ پر جاکر سوتے کو جگانا

سوال:۔امام صاحب کا گھر بالکل مسجد سے متصل ہے اور امام صاحب گھر پر سو رہے ہوں تو امام صاحب کو مقتدی پکار کر یا گھر جاکر بلا سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر بلا سکتے ہیں تو اس میں کوئی قباحت تو نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اگر اتفاقیہ ایسی نوبت آجائے تو دروازے پر جاکر جگا دیا جائے اس کی عادت نہ ڈالی جائے۔ (مطلب یہ ہے کہ امام کو خود ہی وقت پر اٹھنے اور مسجد پہونچنے کا اہتمام کرنا چاہئے کبھی اتفاق سے بیدار نہ ہوسکیں تو مؤذن یا مقتدی جاکر بیدار کردیں اس میں مضائقہ نہیں)۔[2]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

---

[1] ایاکم وسوء ذات البین فانها هي الحالقه الحديث (مشكوٰة ص ۴۲۸ باب ما ينهى عنه من التهاجر الخ الفصل الثاني، طبع ياسر نديم ديوبند، جامع الاصول ص ۴۲۶/ج۷/ باب العداوة حديث ۴۹۶۶، مطبوعه داراحياء التراث العربي باب ماينهى عنه من التهاجر والتقاطع الخ (فيض القدير ص ۱۲۶/ج۳/ حديث ۲۹۱۲، مطبوعه دارالفكر بيروت) باہمی فساد سے بچو اس لئے کہ یہ (دین کو) مونڈ دینے والا ہے۔

[2] لا ينبغي لأحد أن يقول لمن فوقه في العلم والجاه حان وقت الصلاة سوى المؤذن لأنه استفضال لنفسه (بحر) قلت وهٰذا خاص بالتثويب للامير ونحوه علىٰ قول ابي يوسف الخ (شامي زكريا ص ۵۶/ج۲/ كتاب الصلوٰة، باب الاذان، قبل مطلب في اذان الجوق. شامي كراچي ص ۳۸۹/ج۱)

امام صاحب سو رہے ہوں تو ان کو جگانا

سوال:۔ اگر امام صاحب مسجد میں نماز کے وقت سے پہلے ہی بیٹھے سو رہے ہوں تو ان کو مقتدی جگا سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں جگا سکتے تو کیوں؟ اگر جگا سکتے ہوں تو اس میں کوئی ممانعت تو نہیں ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

جماعت سے اتنے پہلے جگا دیں کہ اگر وضو کی ضرورت ہو تو وضوء کر لیں[۱]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی صحابی کا اقتداء کیا؟

سوال:۔ مسلم شریف میں حضرت مغیرہ ابن شعبہؓ کی حدیث ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن ابن عوفؓ کی اقتداء کی کیا آپؐ نے کسی اور صحابی کو بھی اقتداء کی، خصوصاً ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، کی چاہے کسی عارض کی وجہ سے ہو۔ ایک صاحب اس کی نفی کر رہے ہیں۔ صحیح کیا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

مرض الوفات میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کو امام تجویز فرمایا، اور خود بھی ان کی اقتداء کے لئے تشریف لائے مگر وہ نماز نہیں پڑھا سکے بالکل بے اختیار ہو کر رُک گئے۔ اس لئے اس نماز

---

[۱] ولایجب انتباہ النائم فی اول الوقت ویجب اذا ضاق الوقت الخ (شامی کراچی ص۳۵۸/ اول کتاب الصلوة، قبیل مطلب فی تعبده علیه الصلوة والسلام قبل البعثة)

کی تکمیل حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمائی[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

امام صاحب کا گھر گھر کھانا!

سوال:۔ ہمارے یہاں امام مسجد تمام گھروں میں فرداً فرداً کھانا کھاتے ہیں اور کوئی شخص مصلی کی دعوت کرتا ہے یعنی فقیروں کی ،تو کیا امام صاحب کی بھی دعوت کرسکتا ہے، امام صاحب کے لئے ایسی دعوت میں کھانا جائز ہے؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

امام صاحب کے کھانے کا انتظام مشترکہ طور پر گاؤں والے اس طرح کریں کہ دن مقرر

---

[۱] فی حدیث عائشة مروا ابابکر ان یصلی بالناس فصلی ابوبکر تلک الایام...... فلما سمع ابوبکر حسهٔ ذهب یتأخر فاومیٰ الیه رسول اللهﷺان لا یتاخر فجاء حتی جلس عن یسار ابی بکر فکان ابوبکر یصلی قائماً وکان رسول اللهﷺیصلی قاعداً یقتدی ابوبکر بصلوٰة رسول اللّٰه ﷺوالناس یقتدون بصلوٰة ابی بکر متفق علیه (مشکوٰة ص ۱۰۲ /باب ماعلی المأموم، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند. بخاری ص ۹۹ ج ۱ کتاب الاذان، مطبوعه اشرفی دیوبند. مسلم ص۱۷۸/ج ۱/ کتاب الصلوٰة، مطبوعه رشیدیه دهلی.

ترجمہ:۔ابوبکرؓ کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں پس ان دنوں میں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی۔ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ کی تشریف آوری کی آہٹ محسوس کی تو پیچھے ہٹنے لگے آنحضرت ﷺ نے اشارہ فرمایا کہ پیچھے نہ ہٹیں آنحضرت ﷺ تشریف لائے اور ابوبکرؓ کے بائیں جانب تشریف فرما ہوئے ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوکر نماز پڑھ رہے تھے اور آنحضرت ﷺ بیٹھے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے ابوبکر رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کی نماز کی اقتداء کررہے تھے اور لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نماز کی اقتداء کررہے تھے۔

تنبیه: راجع لحدیث امامة عبدالرحمن عوف رضی الله عنه (صحیح مسلم ۱۷۹/ج ۱/ باب تقدیم الجماعة من یصلی بهم اذاتاخر الامام ولم یخافوا مفسدة بالتقدیم، کتاب الصلوٰة، مطبوعه رشیدیه دهلی)

کرلیں کہ فلاں روز فلاں شخص کے مکان پر کھانا ہے فلاں روز فلاں شخص کے مکان پر ہے تو یہ درست ہے پھر چاہے تو امام صاحب کو مکان پر بلا کر معزز مہمان کی طرح کھانا کھلا دیا کرے، چاہے امام کے مکان پر یا حجرہ میں جہاں وہ ہوں بھیج دیا کریں، جس طرح رضامندی سے طے ہو جائے[1] کسی کو ثواب پہونچانے کے لئے اگر غریبوں کو کھانا کھلانا ہو تو امام صاحب کو وہ کھانا نہ کھلایا جائے جو امامت کی وجہ سے مقرر کیا گیا ہے۔ (چونکہ وہ معاوضۂ امامت ہے)۔

فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ

جس جس کی امامت مکروہ ہے اس کی کراہت کیوجہ کیا ہے!

سوال:۔ ’’عبارت‘‘ **والاولیٰ بالامامة الاعلم بالسنة ثم الاقرأ ثم الاورع ثم الاسن فان ام عبد او اعرابی او فاسق او اعمیٰ او مبتدع او ولد الزنا کره،** اس عبارت میں جن افراد کا ذکر ہے ان میں سے ہر ایک کی وجہ کراہت حدیث کی روشنی میں مدلل بیان فرمائیں، مذکورہ اشخاص میں سے اگر حافظ اور سبعہ عشرہ کے قاری اور عالم ہوں تو کیا کراہت سے نکل کر اقرأ ثم الاقرأ میں شامل ہو سکتے ہیں اگر ہو سکتے ہیں تو کون کون؟ تشریح فرمائیں۔

ضروری دریافت طلب امر یہ ہے کہ بالخصوص اعمیٰ کے بارے میں تفصیل سے روشنی ڈالئے گا کہ اگر وہ حافظ اور سبعہ عشرہ کا قاری اور عالم ہو تو کیا کراہت باقی رہے گی، اور ایسی مثال کوئی حضور ﷺ کے خیر القرون میں ملتی ہے کہ اعمیٰ ہونے کے باوجود آپ ﷺ نے

---

[1] **ویفتی الیوم بالجواز علی الإمامة الی قوله ویجبر المستأجر علی رفع ماسمی ویحبس به وعلی الحلوة المرسومة الخ** (مجمع الانھر ص٥٣٣/ ج٣/ کتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت. الدر المختار علی الشامی ص٧٧/ج٩/ باب الإجارة الفاسدة، مطلب تحریر مهم فی عدم جواز الاستیجار الخ، مطبوعه زکریا دیوبند)

امامت کے لئے منتخب فرمایا ہو؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

یہ اعمیٰ اگر مسائل طہارت میں محتاط ہو اور افضل ہو تو اس کی امامت مکروہ نہیں، حضرت ابن ام مکتومؓ کو حضور اکرم ﷺ نے اپنے سفر کے وقت مدینہ طیبہ میں امام تجویز فرمایا، فاسق اور مبتدع اگر عالم اور قاری ہو تو اس کی امامت پھر بھی مکروہ ہوگی، عبد، اعرابی، ولدالزنا کے متعلق دو قول ہیں ایک قول میں کراہت ختم ہو جائے گی دوسرے قول میں باقی رہے گی۔ پہلا قول قوی معلوم ہوتا ہے۔ کیوں کہ علت کراہت غلبۂ جہل اور تنفیر جماعت ہے جو علم و تقویٰ کی وجہ سے ختم ہو جائے گی۔

ویکرہ امامة عبد واعرابی وفاسق واعمیٰ الا ان یکون ای غیر الفاسق اعلم القوم الخ (قوله ای غیر الفاسق)تبع فی ذٰلک صاحب البحر حیث قید کراهة امامة الاعمیٰ فی المحیط وغیره بان لا یکون افضل القوم فان کان افضلهم فهو اولیٰ اه ثم ذکر انه ینبغی جریان هٰذاالقید فی العبد والاعرابی وولد الزنا ونازعه فی النهر فی الهدایة بانه علل للکراهة بغلبة الجهل فیهم وبان فی تقدیمهم تنفیر الجماعة ومقتضی الثانیة ثبوت الکراهة مع انتفاء الجهل لکن ورد فی الاعمیٰ نص خاص هو استخلافه ﷺ لابن ام مکتوم وعتبان علی المدینة وکانا اعمیین لانه لم یبق من الرجال من هو اصلح منهما وهٰذا هو المناسب لاطلاقهم واقتصارهم علی استثناء الاعمیٰ اه وحاصله ان قوله الا ان یکون اعلم القوم خاص بالاعمیٰ اما غیره فلا تنتفی الکراهة بعلمه لکن ما بحثه فی البحر صرح به فی الاختیار حیث قال ولو عدمت ای علة الکراهة بان کان الاعرابی افضل من الحضری والعبد من الحر وولد الزنا من ولد الرشد والاعمیٰ من البصیر فالحکم بالضد اه ونحوه فی شرح المنتقیٰ للبهنسی ، وشرح درر البحار، ولعل

وجهه ان تنفير الجماعة بتقديمه يزول اذا كان افضل من غيره بل التنفير يكون فى تقديم غيره واما الفاسق فقد عللوا كراهية تقديمه بانه لا يهتم لامردينه وبان فى تقديمه للامامة تعظيمه وقد وجب عليه اهانته شرعاً ولا يخفىٰ انه اذا كان اعلم من غيره لا تزول العلة فانه لا يومن ان يصلى بهم بغير طهارة فهو كالمبتدع تكره امامته بكل حال بل مشى فى شرح المنية على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم لماذكرناولذا لم تجز الصلوٰةخلفه اصلاً عند مالک وروایة عن احمد الخ[1] (رد المحتار ص۳۷۶/ج۱)۔

فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

مسجد میں چماروں کوتعویذ دینا!

سوال:۔ ہماری مسجد میں ایک امام صاحب نے ایک شخص کوجس کے دو بیویاں تھیں تعویذ دے کرایک بیوی کوطلاق دلا دی، نیز چماروں کومسجد میں تعویذ دیتے ہیں جس سے مسجد کی بے حرمتی ہوتی ہے، امام کے والد اور چندلوگ انہیں وجوہات کی بناء پر ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے ہیں، کیا ایسے امام کے پیچھے نماز جائز ہے؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

بغیر شرعی ثبوت کے یہ کہنا کہ فلاں شخص نے تعویذ کے ذریعہ طلاق دے دی ناجائز اور گناہ[1]

---

[1] شامی کراچی ۵۵۹/ج۱/ قبیل مطلب البدعة خمسة اقسام، باب الامامة وشامی نعمانیه ص۳۷۶/ج۱/ شامی زکریا ص۲۹۸، ۲۹۹/ج۲. البحرالرائق ص۳۴۸، ۳۴۹/ج۱/ باب الإمامة، مطبوعه کوئٹه.

[1] عن ابی الدرداءؓ قال قال رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم ألا اخبرکم بأفضل من درجة الصیام والصلوة قال قلنا بلی قال اصلاح ذات البین و فساد ذات البین هی الحالقة **(بقیه آئنده پر)**

ہے جس طرح کہ شوہر اور بیوی کے درمیان جدائی کرا دینا اور بلا وجہ شرعی طلاق دلوا دینا گناہ ہے[۱]۔ پس اگر مقتدیوں نے امام پر بہتان لگایا ہے تو وہ توبہ کریں اور معافی مانگیں[۲]، آئندہ احتیاط رکھیں، مسجد میں ایسے شخص کو نہ آنے دیں جس سے مسجد کی بے حرمتی ہوتی ہو، تعویذ کسی اور جگہ بیٹھ کر دیں[۳]، لوگوں میں لڑائی کرا دینا بھی گناہ ہے، اگر امام صاحب کا گناہ ثابت ہو جائے اور وہ توبہ نہ کریں تو علیٰحدہ گی کے مستحق ہیں[۴]۔ تاہم مقتدی ترک جماعت نہ کریں[۵]۔

فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند

(گذشتہ کا بقیہ) (ای المزیلة للخیرات) رواه ابو داؤد والترمذی (مشكوة شريف ص ۴۲۸/ ج ۲/ كتاب الادب، باب ماینهیٰ عنه من التهاجر والتقاطع، الفصل الثانی، مطبوعه ياسر نديم ديوبند)

[۲] عن أبی هريرة رضی الله عنه أنّ رسول الله صلّی الله عليه وسلّم قال أتدرون ماالغيبة قالوا ألله ورسوله اعلم إلی قوله إن كان فيه ماتقول فقد إغتبته وإن لم يكن فيه ماتقول فقد بهته قال علی القاری تحت هذا الحديث بفتح التاء المخففة وتشديد التاء علی الخطاب أی قلت عليه البهتان وهو كذب عظيم يبهت فيه من يقال فی حقه (رواه مسلم) (مرقاة شرح مشكوٰة ص ۱۴۳/ ج ۹/ باب حفظ اللسان والغيبة والشتم، الفصل الاول، كتاب الآداب، مطبوعه امداديه ملتان)

[۳] للتوبة ثلاثة شروط ۱. ان يقلع عن المعصية ۲. وان يندم علی فعلها ۳. وان يعزم عزماً جازماً ان لايعود الی مثلها ابداً فان كانت المعصية تتعلق بآدمی فلها شرط رابع وهورد الظلامة الی صاحبها أو تحصيل البراءة منه (شرح نووی علی مسلم ص ۳۴۶/ ج ۲/ كتاب الذكر والدعاء، باب التوبة. روح المعانی ص ۲۳۵/ ج ۱۵/ الجزء الثامن والعشرون، سورة التحريم، تحت آيت ۸، مطبوعه دار الفكر بيروت)

[۴] فالحاصل أن المساجد بنيت لأعمال الآخرة مماليس فيه توهم إهانتها وتلويثها مما ينبغی التنظيف منه ولم تبن لأعمال الدنيا ولو لم يكن فيه توهم تلويث وإهانة علی ماأشار إليه قوله عليه **الصلوة** والسلام فان المساجد لم تبن لهٰذا الخ (حلبی كبيری ص ۶۱۱/ فصل فی احكام المساجد، مطبوعه لاهور) (بقیہ حواشی اگلے صفحہ پر)

امام صاحب کا کھانے کے لئے دردر جانا!

سوال:۔ ہمارے محلے کی مسجد میں جو امام نماز پڑھاتے ہیں منجانب محلّہ کھانے کا انتظام ہے جس کو اب تک خود امام صاحب محلے کے گھروں پر جا کر لاتے ہیں، بسا اوقات ایک وقت کے کھانے کے لئے ان کو بار بار دروازہ یا زنجیر کھٹکھٹانا پڑتا ہے اور ایسا بھی کثرت سے ہوتا ہے کہ اہل خانہ کی طرف سے بے جا کلمات تک سننا پڑتا ہے۔ تو کیا امام صاحب کے لئے مناسب ہوگا کہ مسجد کے متولی صاحب سے کھانے کا معقول نظم کرائیں۔ کیونکہ مسجد کی اپنی جائیداد اور معقول آمدنی بھی ہے، اسی طرح مؤذن صاحب کو علاوہ کھانے کے دس روپیہ ماہوار مسجد کے سرمایہ سے دیا جاتا ہے؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

مذکورہ صورت یقیناً امام صاحب کے منصب کے خلاف ہے، متولی صاحب ان کا انتظام کریں اور کھانا امام صاحب کے پاس پہونچادیا کریں امام صاحب کو خود دردر پر نہ جانا پڑے اور جب کہ مسجد کی آمدنی میں اللہ تعالیٰ نے وسعت دے رکھی ہے تو امام صاحب کے لئے تنخواہ کا انتظام بھی کیا جائے[1]۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

(گذشتہ کا بقیہ) [1] ویکره امامة عبد واعرابی وفاسق بل مشی فی شرح المنية علیٰ ان كراهة تقديمه كراهة تحريمه الخ در مختار مع الشامی زكرياص ۲۹۸ ج۲ باب الامامة قبيل مطلب البدعة خمسة اقسام

[2] صلی خلف فاسق اومبتدع نال فضل الجماعة (الدر) افاد ان الصلاة خلفها اولیٰ من الانفراد (شامی کراچی ص ۵۶۲ ج ۱ قبيل مطلب فی امامة الامرد. البحرالرائق ص ۳۴۹/ ج ۱/ باب الإمامة، مطبوعه ماجديه كوئٹه. طحطاوی علی المراقی ص ۲۴۲/ باب الأحق بالإمامة الخ، مطبوعه مصر) (اس صفحہ کا حاشیہ اگلے صفحہ پر)

نماز قضا ہونے پر امام کا یہ جواب کہ حضور ﷺ کی بھی نماز قضا ہوئی تھی!

سوال:۔ایک مولوی صاحب کی فجر کی نماز قضا ہوگئی جب لوگوں نے ان سے کہا کہ جب تم نے نماز قضا کر دی تو ہم لوگوں کا کیا حال ہوگا، تو برجستہ انہوں نے کہا کہ نماز حضور ﷺ کی بھی قضا ہوئی ہے۔اس جملے سے لوگوں پر غلط اثر پڑا ایسے شخص کے بارے میں کیا رائے ہے علماء کی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

ایک جہاد سے واپس تشریف لاتے ہوئے ایک مقام پر پورے انتظام کے باوجود فجر کی نماز قضا ہوگئی تھی[۲] نیز ایک جہاد کی مشغولی میں نماز کی مہلت ملی نہیں۔اس وقت نماز قضا ہوئی جس کا حضور اکرم ﷺ کو بے حد افسوس اور قلق ہوا، حتی کہ آپ نے بددعا بھی فرمائی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ان دشمنوں کی قبروں کو آگ سے بھر دے، انہوں نے ہم کو نماز بھی نہ

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) [۱] ویبدأ من غلته بعمارته ثم ماهو اقرب لعمارته کإمام مسجد ومدرس مدرسة یعطون بقدر کفایتهم (الدرالمختار علی الشامی ص ۵۶۰/ج۶/ کتاب الوقف، مطلب یبدأ بعدالعمارة بما هو أقرب الیها، مطبوعه زکریا دیوبند. سکب الانهر علی مجمع الانهر ص۵۸۷/ج۲/ کتاب الوقف، مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت)

(صفحہ ہذا) [۱] عن ابی هریرةؓ قال عرّسنا مع النبی ﷺ فلم نستیقظ حتی طلعت الشمس ثم اقیمت الصلوٰة فصلیٰ الغداة(باب قضاء الصلوٰة کتاب المساجد مسلم ص۲۳۸/ج۱، مطبوعه رشیدیه دهلی)

ترجمہ:۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے حضرت نبی اکرم ﷺ کے ساتھ رات کے اخیر حصہ میں پڑاؤ ڈالا اور ہم بیدار نہیں ہوئے یہاں تک کہ سورج نکل آیا اس کے بعد نماز کی اقامت ہوئی اور فجر کی نماز پڑھی الخ۔

پڑھنے دی[1] لیکن آج اگر کسی کی نماز قضا ہو جائے تو اس کو چاہئے کہ اس قضا ہوئی نماز پر افسوس کرے، پشیمان ہو کر خدا سے معافی مانگے نہ یہ کہ جسارت سے کہہ دے کہ حضور ﷺ کی بھی نماز قضا ہوئی ہے۔ ایسا کہنے سے پورا اجتناب لازم ہے[2] ورنہ مطلب یہ ہوگا کہ جس قصور میں یہ شخص مبتلا ہے، نعوذ باللہ حضور اکرم ﷺ بھی اس میں مبتلا ہوئے یا مطلب ہوگا کہ نماز کا قضاء کر دینا سنت ہے، استغفر اللہ العظیم نبی اکرم ﷺ کی نماز قضا ہو جانے میں بھی شرعی حکم اور تعلیمات ہیں۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

طغریٰ کے سامنے امام کا کھڑا ہونا

سوال:۔ اگر امام طغرے کے روبرو کھڑا ہو تو نماز میں کسی قسم کا حرج تو نہیں ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

یہ استیلام اور پھر اس کا بھی التزام بر بنائے عقیدت واحترام موجبِ فساد عقائد عوام

---

[1] فی حدیث علی مرفوعاً مَلأَ اللّٰهُ بُيُوتَهُمْ وَقُبُوْرَهُمْ نَارًا شَغَلُوْنَا عَنْ صَلاةِ الْوُسْطٰى حَتّٰى غَابَتِ الشَّمْسُ (بخاری ص ۴۱۰/ج ۱/ باب الدعاء على المشركين، كتاب الجهاد والسير، مطبوعه رشيديه دهلی)
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مرفوعاً حدیث میں ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے کہ انہوں نے ہم کو صلوٰۃ وسطیٰ (صلوٰۃ عصر) سے مشغول کر دیا یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا الخ

[2] لم يقل المتروكات ظناً بالمسلم خيراً إذا التأخير بلاعذر كبيرة لاتزول بالقضاء بل بالتوبة او الحج قال الشامی تحته و انما يزول اثم الترک فلايعاقب عليها إذا قضاها وإثم التأخير باقٍ (الدرالمختار مع الشامی زكريا ص ۵۱۸/باب قضاء الفوائت. طحطاوی على المراقی ص ۳۵۸/ باب قضاء الفوائت، مطبوعه مصر. سكب الانهر على مجمع الانهر ص ۲۱۴/ ج ۱/ باب قضاء الفوائت، مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت)

اور خلافِ طریقہ سیّد الانام علیہ وعلیٰ آلہٖ الصلوٰۃ والسلام ہے[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

اگر کوئی میرا گلا گھونٹ کر ماردے کہنے والے کی امامت

سوال:۔ جس امام کو یہ کہا گیا کہ دو حجرے ہیں، ایک میں جو سامان مسجد کا ہے اس کو رکھ لو، وہ یہ جواب دے دے کہ جو کوئی آکر مجھ کو گلا گھونٹ کر مار گئے تو اس کا ذمہ دار کون ہے اس نے اللہ کی ذمہ داری ختم کردی اور انسان کی ذمہ داری طلب کرے وہ شخص کون ہوتا ہے خواہ امام ہو یا عام مسلمان اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

یہ انتظام اور تدبیر کی بات ہے اللہ کی ذمہ داری ختم کرنا نہیں ہے[۲]۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۹۶/۵/۱۲ھ

امام پر غشی بناء سے مانع ہے

سوال:۔ امام کو غشی آگئی لوگ چند منٹ متردد تھے کہ کون خلیفہ بنے اور بقدر تین بار سبحان اللہ کہنے کے توقف کر کے پھر ایک شخص خلیفہ ہو گیا تو کیا اس زمانۂ تردد کی تاخیر سبب وجوب سجدۂ سہو ہوگی یا نہیں اگر نہ ہوگی تو کیوں؟ اور جب امام کو ہوش آیا تو وہ وضو کر کے دوسرے امام

---

۱ وفیہ کراھة تقبیل مالم یرد الشرع بتقبیله من الاحجار وغیرھا (عمدة القاری ص ۲۴۱/ج۵/ الجزء التاسع، کتاب الحج باب ماذکر فی الحجر الاسود، مطبوعه دارالفکر. فتح الباری ص ۲۶۱/ج۴/ کتاب الحج، باب ماذکر فی الحجر الاسود، مطبوعه دارالفکر بیروت)

۲ اس کہنے کیوجہ سے اس کی امامت میں کوئی فرق نہیں آیا۔

یعنی خلیفہ کی اقتداء کرسکتا ہے یانہیں؟ اسی طرح وہ امام جس کو حدث ہوگیا ہوتو کتنی دور وضو کے لئے جاسکتا ہے اور کیسے جائے گا پیچھے پاؤں جاوے گا کہ انحراف صدرعن القبلہ نہ ہو یا منحرف ہوکر اور صورت ثانیہ میں بناء کرسکتا ہے یانہیں کیا انحراف صدرعن القبلہ مفسدات صلوٰۃ ہے یانہیں؟

الجواب: حامداًومصلیاً!

اس صورت میں امام کو بناء کرنا درست نہیں لہٰذا استخلاف بھی درست نہیں۔ اعلم ان لجواز البناء ثلثة عشر شرطاکون الحدث سماویاً من بدنه غير موجب لغسل ولانادر وجود ا ھـ درمختار قال الشامی ولما كان الاستخلاف مشروطابکون الحدث غير مانع للبناء ذكر الشارح شروط البناء لانه فی الحقيقة بناء من الخليفة علی ماصلاه الامام قوله ولانادر وجود خرج نحو القهقه والاغماء[1] اھ درمختار علیٰ ھامش الشامی ص ۴۰۳/ باب الاستخلاف۔ لہٰذا اس نماز کو از سر نو پڑھنا ہوگا جس صورت میں بناء درست ہے اس کے لئے جہاں پانی ہو وہاں تک جائے گا اور انحراف از قبلہ اس کے حق میں مفسد یا مانع عن البناء نہیں ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۶/۷/۱۴۰۱ھ

اس امام کے پیچھے نماز پڑھنا جس سے مقتدی ناخوش ہوں

سوال:۔ ایک امام صاحب سات سال سے امامت کررہے ہیں۔ موضع قاسم پور میں اور لوگ ان کی امامت سے سخت ناراض ہیں اور بڑے پریشان ہیں اور امام سے جھگڑا بھی ہوگیا

[1] درمختار علی هامش الشامی کراچی ص ۵۹۹/ج ۱. زکریا ص ۳۵۱/ج ۲/ باب الاستخلاف. البحرالرائق کوئٹه ۳۶۷/ج ۱/ باب الحدث فی الصلاة. تبيين الحقائق ص ۱۴۸/ج ۱/ باب الامامة والحدث فی الصلاة، مطبوعه امدادیه ملتان.

ہے۔کئی مرتبہ مگر یہ امامت کئے جارہے ہیں وجہ امامت کی یہ ہے کہ انھوں نے دو چار آدمیوں کو اپنے ساتھ لگا رکھا ہے۔

سب نمازی ناراض ہیں ایسے شخص کی امامت کیسی ہے مکروہ ہے یا کہ حرام؟ اوراس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے اس کے پیچھے نماز ہوتی ہے یانہیں؟

الجواب: حامداًومصلیاً!

اگر امام میں کوئی ایسی وجہ موجود ہے جس سے اس کی امامت ناجائز ہوتی ہوتو امام کوخود اپنی اصلاح لازم ہے اور جب تک وہ وجہ موجود ہے وہ امامت نہ کرے۔خود ہی علیحدہ ہوجائے ایسے شخص سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں جس کے پیچھے شرعی وجہ کی بنا پر مقتدی نماز پڑھنا پسند نہیں کرتے اگر امام میں کوئی ایسی وجہ موجود نہیں بلکہ وہ صالح اور امامت کا اہل ہے تو جو مقتدی اس کے پیچھے نماز پڑھنے سے گریز کرتے ہیں وہ مجرم ہیں ان کو اپنی ضد سے باز آجانا چاہئے[1]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۶/ ۳/ ۸۶ھ

الجواب صحیح سید مہدی حسن دارالعلوم دیوبند ۲۷/ ۳/ ۸۶ھ

امام کا مصلے پر ہی سنن ونوافل پڑھنا

سوال:۔ایک صاحب کہتے ہیں کہ امام کو مصلّے پر جماعت کی نماز پڑھانے کے بعد خود کی

---

[1] رجل ام قوماً وهم له كارهون ان كانت الكراهة لفساد فيه او لانهم احق بالامامة يكره له ذلک وان كان هو احق بالامامة لايكره الخ (عالمگیری کوئٹه ص۸۷/ج۱/ الفصل الثالث فی بيان من يصلح اماماً الخ. مراقی الفلاح علی الطحطاوی مصری ص۲۴۴/ فصل بيان الاحق بالامامة. الدرالمختار مع الشامی زکريا ص۲۹۷/ج۲/ باب الامامة، مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد)

سنت ونوافل پڑھنا مکروہ فعل ہے یہ درست ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

ایک قول یہ بھی ہے مگر غیر مفتی بہ ہے[1]۔

فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ایک ہی امام کا دوجگہ نماز عید پڑھانا

سوال:۔ دوجگہ ہیں اور دونوں کے درمیان چار میل کا فاصلہ ہے اور ایک امام ہے اور وہ دوسری جگہ نماز پڑھاتا ہے اور اس جگہ اپنے نائب وغیرہ کو کردیتا ہے مگر اس کی صورت یہ ہے کہ ایک بستی والے چاند کی خبر سن کر نماز پڑھ لیتے ہیں اور دوسری جگہ والے نماز نہیں پڑھتے ہیں اور وہی امام دونوں جگہ نماز پڑھاتا ہے، حالانکہ امام روزہ سے ہے تو کیا اول جماعت والے کی نماز ہوگی اور اس امام کی نماز ہوگی یا نہیں ہوگی دوسری جماعت والے دوسرے دن نماز پڑھتے ہیں اور وہی امام پڑھاتا ہے تو اس صورت میں ان لوگوں کی نماز ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

جب پہلی دفعہ (چاند ہوجانے پر) نماز عید امام نے ایک جگہ پڑھ لی تو دوسرے دن دوسری بستی میں اس کو نماز عید پڑھانے کا حق نہیں رہا اور اس کے پیچھے دوسرے دن پڑھنے

---

[1] ویکرہ للامام التنفل فی مکانہ بل یتحول مخیرا والکراھة تنزیھیة کما دلت علیه عبارة الخانیة (شامی زکریا ص ٢٤٨/ ج ٢. شامی کراچی ص ٥٣١/ ج ١/ باب صفة الصلاة. مطلب فیما لوزاد علی العدد فی التسبیح عقب الصلاة. عالمگیری کوئٹه ص ٧٧/ ج ١/ قبیل الفصل الرابع فی القراءة. حلبی کبیر ص ٣٤٢/ صفة الصلاة، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور)

والوں کی نماز درست نہیں ہوگی[۱]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم
حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

احتیاط الظہر پڑھنے والے کی امامت

سوال:۔ جو امام احتیاط الظہر کا قائل ہے اور علانیہ طور پر کہتا ہے کہ ہمارا جمعہ نہیں ہوتا۔ لہٰذا احتیاط الظہر کا بعد جمعہ پڑھنا واجب ہے اور مسجد بھی شہر یا قصبہ میں واقع ہو تو ایسے امام کے پیچھے ایسے شخص کو جو احتیاط الظہر کا قائل نہ ہو کیا کرنا چاہئے کیوں کہ اس کے پیچھے نماز ادا کرنے میں جمعہ تو ادا نہیں ہوسکتا۔ کیوں کہ امام خود قائل نہیں ہے۔ ہمیشہ کے لئے جمعہ کا ترک کرنا شرعاً نامناسب ہے جیسا کہ اکثر روایات سے ظاہر اور بیّن طور پر ثابت ہوتا ہے اگر نماز کا اعادہ کر لے گا تو پھر بھی جمعہ کا ترک لازم آئے گا۔ برائے کرم تفصیل سے تحریر فرمایئے!

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

امام کا کہنا قول مفتیٰ بہ کے خلاف ہے تاہم اس کے پیچھے ایسے شخص کا جمعہ پڑھنا درست ہے جو وہ اعتقاد رکھتا ہے کہ شروط متحقق ہونے پر جمعہ درست ہوجاتا ہے اور احتیاط الظہر واجب نہیں اس میں اعتقاد مقتدی کا اعتبار ہے جیسے کہ جو شخص وتر کو واجب اعتقاد کرتا ہے اور جیسے کہ ایک شخص کے اعتقاد میں ایک چیز ناقض وضوء یا مبطل صلوٰۃ ہے وہ امام ہے اور مقتدی کے حق میں وہ چیز ناقض اور مبطل صلوٰۃ نہیں تو ایسے مقتدی کی نماز اصح قول کی بناء پر صحیح درست ہو جاتی ہے۔ اسی طرح صورت مسئولہ میں بھی شخص مذکور کے پیچھے جمعہ درست ہے۔

---

[۱] صلاۃ العیدین واجبۃ :مراقی الفلاح ص۸۵ باب صلاۃ العیدین، ولا (ای لایصح الاقتداء) مفترض بمتنفل وبمفترض فرضا آخر لان اتحاد الصلاتین شرط عندنا (الدرالمختار علی الشامی کراچی ص ۵۷۹/ج ۱/ باب الامامۃ. شامی زکریا ص ۳۲۴/ج۲. عنایۃ علیٰ فتح القدیر ص ۳۷۱/ج ۱/ باب الامامۃ، دارالفکر بیروت. النهر الفائق ص۲۵۵/ باب الإمامۃ، دارالکتب العلمیہ بیروت)

واما اذا علم المقتدی من الامام ما یفسد الصلوٰۃ علیٰ زعم الامام دون المقتدی کمس المرأۃ اوالذکر او حمل نجاسۃ قدر الدراھم والامام لا یدری بذالک فانہ یجوز اقتداء ہ بہ علیٰ قول الاکثر وقال بعضھم لا یجوز منھم الھندوانی۔ لان الامام یریٰ بطلان ھٰذہٖ الصلوٰۃ فتبطل صلوٰۃ المقتدی تبعاً لہ وجہ الاول وھو الاصح ان المقتدی یری جواز صلوٰۃ امامہ والمعتبر فی حقہ رأی نفسہ فوجب القول بجوازھا کما فی التبیین وفتح القدیر اھ[۱] الطحطاوی علیٰ مراقی الفلاح ص ۱۶۱۔ لو اقتدیٰ من یریٰ وجوب الوتر بمن یریٰ سنتیہ فان ذالک صحیح للاتحاد ولا یختلف باختلاف الاعتقاد طحطاوی ص ۱۵۸[۲]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ مظاہر علوم سہارنپور

مسبوق لاحق (امام کی پانچویں رکعت میں اقتداء)

سوال:۔ اگر امام بھول کر چار رکعت کے بعد کھڑا ہوگیا پانچویں رکعت میں ایک شخص شریک ہوگیا تو وہ شخص کیسے اور کتنی رکعت ادا کرے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

وہ بہ نیت فرض شریک ہوا ہے۔ اسکی شرکت درست نہیں۔ اس کو ایسے امام کے ساتھ

---

[۱] مراقی الفلاح مع الطحطاوی مصری ص ۲۳۸/باب الامامۃ. تبیین الحقائق ص ۱۷۱/ج ۱/باب الوتر والنوافل، مطبوعہ امدادیہ ملتان. فتح القدیر ص ۴۳۷/ج ۱/ باب الوتر، مطبوعہ دار الفکر بیروت.

[۲] طحطاوی علی مراقی الفلاح مطبوعہ مصر ص ۲۳۵/ باب الامامۃ. الدرالمختار علی الشامی کراچی ص ۵۹۱/ج ۱/ باب الامامۃ، قبیل مطلب المواضع التی تفسد صلاۃ الام دون المؤتم. النھرالفائق ص ۲۵۵/ج ۱/ باب الامامۃ والحدث فی الصلاۃ، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت.

شریک نہیں ہونا چاہئے۔شامی[1] ص ۵۰۳/ ج ۱۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم
حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

[1] شامی زکریا ص ۵۵۵/ ج ۲/ باب سجود السهو تتمة. البحرالرائق کوئٹه ص ۱۰۵/ ج ۲/ باب ایضاً. اعلاء السنن ص ۲۵۷/ ج ۴/ باب جواز النافلة خلف المفترض وعدم جوازہ، مکتبه امدادیه، مکة المکرمه.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل دوازدھم : مسبوق اور لاحق

مسبوق کی تعریف

سوال: مسبوق کسے کہتے ہیں اس کا حکم کیا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

جو شخص جماعت میں شروع سے شریک نہ ہو بلکہ اس کی کوئی رکعت فوت ہوگئی ہو اسے مسبوق کہتے ہیں۔ اس کا حکم یہ ہے کہ امام کے فارغ ہونے کے بعد فوت شدہ نماز پوری کرے اور پہلی دوسری رکعت میں الحمد کے بعد سورۃ بھی پڑھے۔ شامی[۱] ص ۴۰۰ / ج ۱۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[۱] المسبوق من سبقه الامام بها اوببعضها (درمختار) وفي الفيض عن المستصفي لو ادركه في ركعة الرباعي يقضي ركعتين بفاتحة وسورة ثم يتشهد ثم يأتي بالثالثة بفاتحة خاصة عندابي حنيفة وقالا ركعة بفاتحة وسورة وتشهد ثم ركعتين او لاهما بفاتحة وسورة وثانيتهما بفاتحة خاصة ا ه وظاهر كلامهم اعتماد قول محمد (الشامي نعمانيه ص ۴۰۰ / ج ۱) شامي زكريا ص ۳۴۶ / ج ۲ / باب الامامة. مطلب لواتى بالركوع او السجود الخ. الهندية كوئٹه ص ۹۱ / ج ۱ / الفصل السابع في المسبوق واللاحق. البحرالرائق كوئٹه ص ۳۵۶ / ج ۱ / باب الامامة.

مسبوق کی نماز کا طریقہ

سوال: اگر کوئی شخص جماعت میں اس وقت پہنچے جب کہ امام نے دو ایک رکعت پڑھ لی ہو تو جب یہ شخص اپنی نماز پوری کرنے کے لئے کھڑا ہو تو ثناء تعوذ، تسمیہ پڑھنا ہوگا یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

یہ شخص ثناء، تعوذ، تسمیہ تینوں چیزیں پڑھے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

مسبوق کا حکم

سوال: جماعت ہو رہی ہے اور امام کی ایک رکعت ہوگئی دوسری رکعت میں مقتدی آ کر ملا جو ایک رکعت مقتدی کی رہ گئی ہے وہ خالی پڑھنی چاہیئے یا بھری پڑھنی چاہیئے اور امام نے پہلی رکعت میں قل اعوذ برب الفلق اور دوسری میں قل اعوذ برب الناس پڑھی امام قرآن کی ترتیب ختم کر چکا تو مقتدی کو کیا پڑھنا چاہیئے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

بھری پڑھے اور قل اعوذ برب الفلق پڑھے[2]۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[1] (قولہ حتی یثنی الخ) تفریع علی قولہ منفرد فیما یقضیہ بعدفراغ امامہ فیاتی بالثناء والتعوذلانہ للقراءۃ (الشامی نعمانیہ ۴٠١/ج ا. شامی زکریا ص ۳۴٦/ج۲/ باب الامامۃ. مطلب فیما لو اتی بالرکوع والسجود الخ، الهندیہ کوئٹہ ص ٩١/ج ا/ الفصل السابع فی المسبوق واللاحق. تاتارخانیہ کراچی ۵۵۸/ج ا/ ومما یتصل بھٰذا الفصل من مسائل المسبوق.

[2] المسبوق انہ یقضی اول صلاتہ فی حق القراءۃ وآخرھا فی حق التشھد حتی لوادرک رکعۃ من المغرب قضی رکعتین وفصل بقعدۃ فیکون بثلاث قعدات (بقیہ اگلے صفحہ پر)

مسبوق کا دوسرے مسبوق کو دیکھ کر نماز پوری کرنا

سوال: دو شخص ایک ساتھ جماعت میں آ کر شریک ہوئے اور دونوں مسبوق تھے جب امام نے نماز ختم کی تو دونوں اپنی چھوٹی ہوئی نماز پوری کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے لیکن ایک کو یاد تھا کہ میری کتنی نماز چھوٹی ہے دوسرے کو یاد نہیں رہا تو کیا یہ جائز ہے کہ دوسرا شخص جس کو یاد نہیں اتنی ہی رکعتیں پوری کرے جتنی یاد والا کرتا ہے یعنی اس کی یاد پر اعتماد کر کے اس کو دیکھ کر اپنی نماز پوری کرے اس طرح اس کی نماز صحیح ہو جائے گی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اس طرح اس کی نماز صحیح ہو جائے گی مگر اس کی اقتداء کی نیت نہ کرے بلکہ ویسے ہی جتنی رکعتیں وہ پڑھے یہ بھی پڑھ لے۔ طحطاوی[1] ص ۱۵۹۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

مسبوق امام کے سجدہ سہو کے بعد شریک ہوا

سوال: اگر مسبوق سجدہ سہو کے بعد قعدہ میں شریک ہوا تو وہ اپنی نماز کے آخر میں سجدہ سہو کرے یا نہیں؟ جب کہ امام بقدرِ تشہد بیٹھ کر قعدہ کر چکا ہے۔ تو اب سجدۂ سہو کے بعد جو قعدہ ہوگا وہ فرض ہوگا یا واجب؟

(گذشتہ کا بقیہ) وقرأ فی کل فاتحة و سورة. عالمگیری ص ۹۱/ج ۱/ الفصل السابع فی المسبوق واللاحق. مطبوعه کوئٹه. شامی زکریا ص ۳۴۷/ج ۲/ باب الامامة، مطلب فیما لواتی بالرکوع والسجود او بهما مع الامام الخ.

[1] اذا قضی المسبوقان ملاحظا احدهما الآخر لیعلم عددماعلیه من فعله فلابأس به، طحطاوی علی المراقی مصری ص ۲۳۶/ باب الامامةلونسی احد المسبوقین فقضی ملاحظا للآخر بلااقتداء صح. (طحطاوی علی الدرص ۴۰۰/ج ۱/ باب الامامة. الهندیة ص ۹۲/ج ۱) الفصل السابع فی المسبوق واللاحق. مطبوعه کوئٹه. شامی زکریا ص ۳۴۸/ج ۲/ باب الامامة، مطلب فیما لو اتی بالرکوع والسجود الخ قاضیخان علی الهندیه کوئٹه ص ۱۰۴/ج ۱/ فصل فی المسبوق.

الجواب: حامداً ومصلیاً!

جو مسبوق امام کے سجدۂ سہو کے بعد قعدہ میں شریک ہوا اس کے ذمہ اس کی وجہ سے سجدۂ سہو مستقلاً واجب نہیں ہوگا۔[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۱۰/ ۸۸ھ

مسبوق نے بھول کر دونوں طرف سلام پھیر دیا

سوال: مسبوق یا منفرد بھولے سے دونوں جانب سلام پھیر دے، پھر خود بخود یاد آ جانے پر یا کسی کے یاد دلانے پر فوراً اُٹھ کر اس صورت میں کہ سینہ ہنوز قبلہ ہی کی طرف تھا اپنی بقیہ رکعت سجدۂ سہو کے ساتھ تمام کرے تو حسبِ ارشاد حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند اس کی نماز صحیح ہو جائے گی۔ لیکن یہاں بعض اہل علم کا قول ہے کہ اگر دونوں جانب سلام پھیر دے تو نماز از سر نو ہی پڑھنا چاہئے۔ اس صورت میں اصح قول کیا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اگر بھول کر دونوں طرف سلام پھیر دیا حالانکہ ابھی نماز پوری نہیں ہوئی تھی، کوئی رکعت باقی تھی، پھر جب ہی قبلہ کی طرف سے سینہ پھرانے اور کسی مفسدِ نماز کے ارتکاب سے پہلے فوراً یاد آ گیا یا کسی کے یاد دلانے سے یاد آ گیا اور بقیہ نماز سجدۂ سہو کے ساتھ پوری کر لی تو نماز درست ہوگئی۔ یہی حکم ایک طرف سلام پھرانے کی صورت میں ہے۔ سلام سے قطع کی نیت اس

---

[۱] وان دخل بعد ماسجدهما لایقضیهما. عالمگیری کوئٹه ص ۱۲۸/ ج ۱/ الباب الثانی عشر فی سجود السهو. فصل سهو الامام یوجب علیه الخ. شامی زکریا ص ۵۴۷/ ج ۲/ باب سجود السهو. البحر الرائق کوئٹه ص ۹۹/ ج ۲/ باب سجود السهو.

حالت میں معتبر نہیں اور ایک ہی سلام سے نماز ختم ہو جاتی ہے جب کہ وہ اپنے محل میں ہو، او یسجد للسھو ولو مع سلامہٖ ناویاً للقطع لان نیة تغییر المشروع. لغو مالم یتحول عن القبلة اویتکلم سلم مصلی الظھر مثلاً علیٰ راسِ الرکعتین توھما اتمامھا اتمھا اربعاً وسجد للسھو لان السلام ساھیاً لایبطل لانه دعاء من وجه (درمختار[1] ص ۵ ج ۱)۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۵/۳/ ۹۳ھ

اگر مسبوق بھول کر ایک طرف سلام پھیر دے

سوال: مسبوق نے بھولے سے امام کے ساتھ ایک طرف سلام پھیر لیا دوسری طرف سلام پھیرنے سے پہلے اس کو یاد آ گیا کہ میری رکعت چھوٹی ہوئی ہے۔ اب اس کے ذمہ سجدہ سہو لازم ہوگا یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

امام نے جب داہنی طرف سلام پھیرا اور اس میں لفظ السلام کے میم پر پہونچا اگر اسی وقت مسبوق کو یاد آیا اور وہ رک گیا تب تو اس کے ذمہ سجدۂ سہو نہیں اگر اس کے بعد سلام پھیرا اور یاد آیا تو اس کے ذمہ سجدۂ سہو ہوگا۔ شامی[2] ص ۴۹۹/ ج ۱۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[1] الدرالمختار علی الشامی نعمانیه ص ۵۰۵/ ج ۱/ مطبوعه زکریا ص ۵۵۸/ ج ۲/ باب سجود السهو. مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۳۸۴/ باب سجود السهو مطبوعه مصر. البحرالرائق کوئٹه ص ۱۰۹، ۱۱۱/ ج ۲/ باب سجود السهو.

[2] ولاسجود علیه ان سلم سهوا قبل الامام اومعه وان سلم بعده لزمه لکونه منفرداً حینئذ واراد بالمعیة المقارنة الخ. (الشامی نعمانیه ص ۴۹۹/ ج ۱) مطبوعه زکریا ص ۵۴۶/ ج ۲/ اول باب سجود السهو. الهندیه ص ۹۱/ ج ۱/ الفصل السابع فی المسبوق واللاحق. مطبوعه کوئٹه. البحرالرائق کوئٹه ص ۱۰۰/ ج ۲/ باب سجود السهو. مجمع الانهر ص ۲۲۲/ ج ۱/ باب سجود السهو، مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت.

مسبوق کا امام کے ساتھ سلام پھیرنا

سوال: مسبوق نے بھولے سے امام کے ساتھ سلام پھیر دیا۔ بعد میں یاد آیا تو کھڑے ہوکر نماز پوری کر لی ایسے شخص پر سجدہ سہو لازم ہے یا نہیں اور اس کا کھڑا ہونا صحیح ہوا یا نہیں؟ زید کہتا ہے کہ اگر سلام کے بعد بغیر کلام کئے ہوئے کچھ درود وغیرہ بھی پڑھ لیا تو بھی کئی حرج نہیں پھر یاد آنے پر کھڑے ہوکر پورا کر لینے سے صحیح ہو جائے گی۔ آیا زید کا قول صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

جب تک کوئی قول یا فعل منافی صلوٰۃ نہیں کیا تو کھڑا ہوکر اپنی نماز پوری کر لے اور سجدہ سہو کر لے نماز صحیح ہو جائے گی[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۰/۷/۵۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ صحیح: عبد اللطیف ۲۶/رجب ۵۶ھ

اگر مسبوق قصداً امام کے ساتھ سلام پھیر دے

سوال: امام نے سجدۂ سہو کرنے کے لئے سلام پھیرا مسبوق نے بھی قصداً امام کے ساتھ

---

[1] ویسجد للسهو ولو مع سلامه ناویا للقطع لان نیة تغیر المشروع لغو ما لم یتحول عن القبلة او یتکلم، الدر المختار مع الشامی نعمانیه ص۵۰۴، ۵۰۵ ج ۱، مطبوعه زکریا ص۵۵۸ ج۲ باب سجود السهو، مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص۳۸۴ باب سجود السهو، مطبوعه مصر ولاسجود علیه ان سلم سهوا قبل الامام اومعه وان سلم بعده لزمه لکونه منفرداً حینئذ واراد بالمعیة المقارنة الخ. (الشامی نعمانیه ص۴۹۹/ج۱) مطبوعه زکریا ص۵۴۶/ج۲/ اول باب سجود السهو. الهندیه ص۹۱/ج۱/ الفصل السابع فی المسبوق واللاحق. مطبوعه کوئٹه. البحرالرائق کوئٹه ص۱۰۰/ج۲/ باب سجود السهو. مجمع الانهر ص۲۲۲/ج۱/ باب سجود السهو، مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت.

سلام پھیر لیا اس نے یہ سمجھا کہ سجدۂ سہو کا سلام مجھے بھی امام کے ساتھ کرنا چاہئے تو ایسی صورت میں اس مسبوق کی نماز کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً و مصلياً!

اس کی نماز فاسد ہوگئی۔ شامی[۱] ص ۴۹۹ / ج ۱۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

مسبوق تشہد سے فارغ نہیں ہوا کہ امام نے سلام پھیر دیا

سوال: کسے گر در جماعت داخل شدہ تشہد خواندن آغاز کند و در آن وقت امام بسلام از نماز فارغ شود آنکس تشہد اول خواندہ قیام کند یا نہ[۰]

الجواب: حامداً و مصلياً!

تشہد اول خواندہ قیام کند کذا فی رد المحتار[۲]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

صحیح: عبد اللطیف ۱۳ / ربیع الثانی ۵۶ھ الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

---

[۱] فان سلم فان كان عامداً فسدت والالا (الشامی نعمانيه ص ۴۹۹ / ج ۱) مطبوعه زكريا ص ۵۴۶ / ج ۲ / اول باب سجود السهو. الهنديه ص ۹۱ / ج ۱، الفصل السابع فى المسبوق واللاحق، مطبوعه كوئٹه. البحر الرائق كوئٹه ص ۱۰۰ / ج ۲ / باب سجود السهو.

[۰] ترجمہ سوال: کسی شخص نے جماعت میں داخل ہوکر تشہد پڑھنا شروع کیا اور اسی وقت امام سلام کے ذریعہ نماز سے فارغ ہوجائے وہ شخص تشہد پڑھ کر کھڑا ہو یا نہیں؟

[۰] ترجمہ جواب: تشہد پڑھ کر کھڑا ہو۔ فقط

[۲] (قوله فانه لايتابعه الخ) اى ولوخاف ان تفوته الركعة الثالثة مع الامام كماصرح به فى الظهيرية وشمل باطلاقه مالو اقتدى به فى اثناء التشهد الاول اوالأخير (بقیہ اگلے صفحہ پر)

کیا مسبوق پر تشہد واجب ہے؟

سوال: مسبوق دوسری رکعت میں ہو، اب سوال یہ ہے کہ تشہد اس پر واجب ہے یا سنت یا مستحب ہے؟ پھر چوتھی رکعت میں (اس کی تیسری) پڑھنا کیسا ہے؟ نیز جب آخری رکعت میں مسبوق ہو تب بھی یہی سوال ہے۔ درجہ کا تعین حوالہ سے کریں۔ نوازش ہوگی۔

الجواب: حامداً ومصلیاً!

مسبوق پر امام کے تابع ہو کر تشہد واجب ہے۔ کیونکہ وہ بھی مقتدی ہے۔ سلام امام کے بعد جب اپنی بقیہ نماز پوری کرے تو ہر قعدہ میں تشہد پڑھنا واجب ہوگا۔ لو سلم الامام قبل فراغ المقتدی من التشهد یتمهٗ لانهٗ من الواجبات اھ مراقی الفلاح[1] ص ١٨٥، ویجب القعود الاول ویجبُ قراءة التشهد فيه فی الصحیح متعلق بکل من القعود وتشهده وهو احتراز عن القول بسنتیها او سنیة الشتهد وحده ویجبُ قراءة التشهد فی الجلوس الاخیر ایضاً فالمسبوق بثلاث فی الرباعیة یقعدثلاث قعدات، قوله ویجب قراءة فیسجد للسهو بترک بعضه ککله اھ مراقی الفلاح[2] والطحطاوی ص ١۴٩ تا ١٥٠۔

فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

(گذشتہ کا بقیہ) فحین قعد قام امامه او سلم ومقتضاه انه یتم التشهد ثم یقوم ولم اره صریحاً ثم رأیته فی الذخیرة ناقلاً عن ابی اللیث المختار عندی انه یتم التشهد وان لم یفعل اجزاه ١ ٥ (الشامی نعمانیه ص ٣٣٣/ج ١ شامی زکریا ص ٢٠٠/ج٢/ باب صفة الصلاة. مطلب فی اطالة الرکوع للجائی. مراقی الفلاح علی الطحطاوی مصری ص ٢٥٢/ فصل فیمایفعله المقتدی بعد فراغ امامه الخ. البحر الرائق کوئٹه ص ٣٢٠/ج ١/ فصل واذا اراد الدخول فی الصلوة.

(صفحہ ہٰذا) [1] مراقی الفلاح مصری ص ٢٥٠/ فصل فیما یفعله المقتدی بعدفراغ امامه الخ. البحر الرائق کوئٹه ص ٣٣٠/ج ١/ فصل و اذا اراد الدخول فی الصلاة. شامی زکریا ص ٢٠٠/ج ٢/ باب صفة الصلاة، مطلب فی اطالة الرکوع للجائی. (حاشیہ ٢ اگلے صفحہ پر)

مسبوق امام کے قعدۂ اخیرہ میں تشہد پڑھے

سوال: مسبوق قعدہ اخیرہ میں ملا تو امام کے ساتھ تشہد پڑھنا واجب ہے یا نہیں؟ اور تشہد اخیرہ میں درود کے بعد دعاء پڑھنا سنت مؤکدہ ہے یا غیر مؤکدہ؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

مسبوق کو بھی امام کے قعدۂ اخیرہ میں تشہد پڑھنا واجب ہے[1]۔ تشہد اخیرہ میں بعد درود شریف دعا پڑھنا سنت مؤکدہ ہے[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۵؍۴؍ ۹۲ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

تشہد میں شریک ہونے والا کیا کرے؟

سوال: جو شخص آخری قعدہ میں شریک ہوا ہو اس کو بھی پوری التحیات پڑھنی ضروری ہے یا نہیں؟

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) [2] مراقی الفلاح مع الطحطاوی مصری ص ۲۰۲ تا ۲۰۳/ فصل فی بیان واجبات الصلاۃ. البحر الرائق کوئٹہ ص ۳۰۰، ۳۰۱/ج ۱/ باب صفة الصلاۃ. الدر المختار مع الشامی زکریا ص ۱۵۹/ج ۲/ باب صفة الصلاۃ، مطلب لاینبغی ان یعدل عن الروایة.

(صفحہ ہٰذا) [1] ان المسبوق ببعض الرکعات یتابع الامام فی التشهد الاخیر (الهندیه ص ۹۱/ج ۱/ کوئٹه) الفصل السابع فی المسبوق واللاحق. شامی زکریا ص ۲۰۰/ج ۲/ باب صفة الصلاۃ، مطلب فی اطالة الرکوع للجائی.

[2] ویسن الدعاء بعد الصلاۃ علی النبی صلی الله علیه وسلم الخ مراقی الفلاح مصری ص ۲۲۰/ فصل فی بیان سننها. ملتقی الابحر علی مجمع الانهر ص ۱۳۴، ۱۳۵/ج ۱/ باب صفة الصلاۃ، مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت. تبیین الحقائق ص ۱۲۴/ج ۱/ فصل واذا اراد الدخول فی الصلاۃ الخ، مطبوعه امدادیه ملتان. البحر الرائق کوئٹه ص ۳۲۸/ج ۱/ فصل واذا اراد الدخول فی الصلاۃ الخ.

الجواب: حامداً ومصلیاً!

وہ بھی التحیات پوری کر کے ہی نماز پوری کرے۔[۱] فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

مسبوق نے امام کے ساتھ سجدۂ سہو نہیں کیا

سوال: زید کو مغرب میں دو رکعت ملی۔ اب امام دوسرے قعدہ میں نہیں بیٹھا بلکہ کھڑا ہوگیا۔ یاد آنے پر پھر بیٹھ گیا۔ اب امام نے قعدۂ اخیرہ میں سجدۂ سہو کیا۔ زید کسی بھول کی وجہ سے سجدۂ سہو میں شریک نہ ہوسکا۔ امام کے سلام پھیرنے کے بعد زید نے رکعت پوری کی۔ اب اس کو یاد آیا کہ امام نے سجدۂ سہو کیا تھا۔ اس نے بھی سہو کا سجدہ کر کے اخیر رکعت میں سلام پھیر دیا۔ زید کی نماز ہوئی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اس مسبوق کی نماز درست ہوگئی۔[۲] فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۱۸/۲/ ۹۰ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دار العلوم دیوبند

---

[۱] لو سلم الامام قبل فراغ المقتدی من قراءة التشهد يتمه لانه من الواجبات مراقی الفلاح مصری ص ۲۵۰/ فصل فیما یفعله المقتدی بعدفراغ امامه الخ. شامی زکریا ص ۳۰۰/ج ۲/ باب صفة **الصلاة**، مطلب فی اطالة الرکوع للجائی. عالمگیری کوئٹہ ص ۹۱/ج ۱/ الفصل السابع فی المسبوق واللاحق.

[۲] و لولم يتابع الامام فی سجود السهو وقام الی القضاء لايسقط عنه ويسجد فی آخر صلاته. عالمگیری کوئٹہ ص ۱۲۸/ج ۱/ فصل سهو الامام یوجب علیه. حلبی کبیری ص ۴۶۶/ فصل فی سجود السهو، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور. شامی زکریا ص ۵۴۷/ج ۲/ باب سجود السهو. البحرالرائق کوئٹہ ص ۱۰۰/ج ۲/ باب سجود السهو.

مسبوق سجدۂ سہو کرے سلام نہ پھیرے

سوال: ماتقول العلماء الحنفية فی مسئلة ؟ اذا كان الامام وعليه سجدتی السهو وخلفه مسبوق هل يسلم مع الامام سلام التشهد ام لا. وان كان الثانی هل بقی اقتداء ہ وان كان الاول فهل فرق بين تسليم العمد و النسيان. بينوا بالصواب مع صفحات الكتاب[1]۔

الجواب: حامداًومصلیاً!

المسبوق يتبع امامه فی سجود السهو لافی السلام واذا سجد الامام سجد معه وهو فی اقتداء ہ حتی يقطع الامام صلٰوته فاذا قطع قام واتم ماعليه وقضیٰ فان سلم مع الامام فان كان عامداً فسدت صلٰوته والا لاھٰكذا فی رد المحتار[2] ص ۵۲١ ج ١ ۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

سلامِ سہو میں مسبوق کا اتباعِ امام

سوال: زید نماز جماعت میں مسبوق ہے اور امام کو سجدہ سہو کرنا پڑا زید نے بھی سہواً امام

---

[1] ترجمہ سوال: جب امام کے ذمہ سجدہ سہو لازم ہوتو مسبوق امام کے ساتھ سلام پھیرے گا یا نہیں؟ اگر نہیں تو اس کی اقتداء باقی رہے گی یا نہیں؟ اور اگر سلام پھیرے گا تو سلام عمد و سلام نسیان میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟

ترجمہ جواب: مسبوق سجدۂ سہو میں امام کا اتباع کرے گا سلام میں نہیں جب امام سجدۂ سہو کرے تو وہ بھی سجدہ کرے اور مسبوق امام کے نماز ختم کرنے تک اقتداء ہی میں رہے گا جب امام نماز پوری کرلے گا تو مسبوق کھڑا ہوکر اپنی بقیہ نماز پوری کرے اور مسبوق نے اگر امام کے ساتھ عمداً سلام پھیرا تو اس کی نماز فاسد ہوجائیگی ورنہ نہیں۔ فقط۔

[2] (قوله والمسبوق يسجد مع امامه) قيد بالسجود لانه لايتابعه فی السلام بل يسجد معه ويتشهد فاذا سلم الامام قام الی القضاء فان سلم فان كان عامداً فسدت والا لا (الشامی نعمانيه ص ۴۹۹/ ج ١) شامی زكريا ص ۵۴٦/ ج ٢/ باب سجود السهو. البحر الرائق كوئٹه ص ١٠٠/ ج ٢/ باب سجود السهو. عالمگيری كوئٹه ص ٩١/ ج ١/ الفصل السابع فی المسبوق واللاحق.

کے ساتھ دائیں طرف سلام پھیر دیا اور امام کے ساتھ سجدہ سہو کیا بعدازاں امام نے نماز ختم کردی زید نے کھڑے ہوکر اپنی بقیہ رکعت پوری کرلی۔ آیا زید کو دوبارہ سجدہ سہو کرنے کی ضرورت تھی یا نماز کا اعادہ کرنا چاہئے تھا یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: حامداًومصلیاً!

صورت مسئولہ میں زید کی نماز صحیح ہوگئی اعادہ کی ضرورت نہیں اور ایسی حالت میں مسبوق کو امام کے ساتھ سجدہ سہو کرنا تو ضروری ہے لیکن سجدہ سہو کے لئے سلام میں امام کا اتباع ناجائز ہوتا ہے اگر قصداً امام کے ساتھ سلام پھیر یگا تو مسبوق کی نماز فاسد ہوجائے گی اور سہواً پھیرنے سے فاسد نہ ہوگی اور زید نے صورت مسئولہ میں سہواً سلام پھیرا ہے اس لئے نماز فاسد نہیں ہوئی اور بحالت اقتداء سہواً سلام پھیرا ہے اور مقتدی کے سہو سے سجدہ سہو لازم نہیں آتا اس لئے بقیہ نماز پوری کرنے میں سجدہ سہو لازم نہیں۔ **والمسبوق يسجد مع امامه قيد بالسجدة لانه لايتابع فى السلام بل يسجد معه ويتشهد. فاذا سلم الامام قام الىٰ القضاء فان سلم فان كان عامداً فسدت والالا. درمختار و ردالمحتار[۱] ۷۷۷/ج ۱، باب سجود السهو۔**

فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۲/۷/۵۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

سجدۂ سہو کے سلام میں مسبوق کا حکم

سوال: نظام کے پچھلے شمارے میں یہ فتویٰ شائع ہوا تھا کہ سجدہ سہو کا سلام اگر مسبوق نے

---

[۱] **الشامی نعمانیه ص ۴۹۹/ج ۱. شامی زکریا ص ۵۴۶/ج ۲/ باب سجود السهو. بدائع الصنائع کراچی ص ۱۷۶/ج ۱. زکریا ص ۴۲۲/ج ۱/ فصل فی بیان من یجب علیه سجود السهو ومن لایجب علیه. البحرالرائق کوئٹه ص ۱۰۰/ج ۲/ باب سجود السهو.**

قصداً امام کے ساتھ پھیر لیا تو مسبوق کی نماز فاسد ہو جائے گی اس پر عوام تو در کنار بعض اہل علم بھی خلجان میں پڑ گئے لہٰذا براہ کرم عبارت محولہ تحریر فرما کر مطمئن فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً!

متن درمختار میں ہے **والمسبوق یسجدمع امامه** اس پر ردالمحتار[۱] ص ۴۹۹ / ج ۱ / میں لکھا ہے **قید بالسجود لانه لایتابعه فی السلام بل یسجد معه ویتشهد فاذا سلم الامام قام الیٰ القضاء فان سلم فان کان عامداً فسدت والا لا** اھ یہ مسئلہ بحر شرح کنز[۲] ص ۱۰۸ / ج ۲ / اور بدائع[۳] ص ۱۷۶ / ج ۱ / میں بھی ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم
حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

مسبوق نے سجدۂ سہو میں امام کے ساتھ سلام پھیر دیا

سوال: ایک آدمی مسبوق ہے اور امام کو سجدہ سہو لاحق ہو گیا امام نے سجدہ سہو کے لئے سلام پھیرا ہے مسبوق کو یہ بات یاد نہ رہی کہ میں مسبوق ہوں یا مسئلہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے امام کے ساتھ سلام پھیر دیا ان سب صورتوں میں مسبوق کی نماز ہوگئی یا نہیں؟ اگر بھول کر پھیرا ہو تو کس صورت میں جائز ہے اور کس میں نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اگر مسبوق نے بھول کر سلام میں امام کا اتباع کیا ہے تو اس سے اس کی نماز میں نقصان

---

۱ درمختار علی الشامی نعمانیه ۴۹۹ / ج ۱ مطبوعه زکریا ص ۵۴۶ / ج ۲، باب سجود السهو.
۲ البحرالرائق ص ۱۰۰ / ج ۲، باب سجود السهو، مطبوعه کوئٹه.
۳ بدائع الصنائع کراچی ص ۱۷۶ / ج ۱، فصل فی بیان من یجب علیه سجود السهو ومن لایجب علیه، بدائع زکریا ص ۴۲۲ ج ۱.

نہیں آیا۔ اگر جان کر قصداً یعنی اتباع کیا ہے تو اس کی نماز فاسد ہوگئی۔[1]

(تنبیہ) یہ یاد ہوتے ہوئے کہ میں مسبوق ہوں مسئلہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے سلام پھیرنا سہو میں داخل نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

سجدۂ سہو کے بعد اقتداء

سوال: اگر امام نے سجدہ سہو کیا اور اس کے بعد ایک شخص آ کر جماعت میں شریک ہوا تو امام کے سلام کے بعد وہ شخص آیا اسی نیت اور تحریمہ سے نماز پوری کرے یا دوبارہ مستقل نیت کر کے تکبیر تحریمہ کہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اسی نیت اور تحریمہ سے نماز پوری کرے طحطاوی[2] ص ۲۵۶۔ فقط واللہ تعالیٰ سبحانہ تعالیٰ

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

سجدۂ سہو کے بعد اقتداء

سوال: ایک شخص فرضوں یا وتروں یا تراویح میں امام کے ساتھ سجدہ سہو کے بعد آ کر شامل ہوا تو اس کی نماز ہو جاوے گی یا نہیں یا اس کو نماز لوٹانا پڑے گی؟

---

[1] ان سلم (المسبوق) فان کان عامداً فسدت والالا. ولوسلم علی ظن ان علیه السهو فهو سلام عمداً یمنع البناء الخ. الشامی نعمانیه ص ۴۹۹/ج ۱، مطبوعه زکریا ص ۵۴۶/ج ۱، باب سجود السهو.

[2] (ولو سلم من علیه) سجود سهو فاقتدی به غیره صح (مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۳۸۴/ مصری باب سجود السهو. الدرالمختار مع الشامی زکریا ص ۵۴۷/ج ۲، باب سجود السهو. النهر الفائق ص ۳۲۶/ج ۱، باب سجود السهو، مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت.

الجواب: حامداً ومصلیاً!

سجدہ سہو کے بعد امام کا اقتداء کرنا درست ہے اس وجہ سے نماز لوٹانے کی ضرورت نہیں کذا فی مراقی الفلاح[۱] ص۲۷۳۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۸/۱۰/۵۵ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ صحیح: عبد اللطیف ۱۲/ شوال ۵۵ھ

سجدۂ سہو کے بعد والے قعدہ میں شرکت کرنے والے کی اقتداء درست ہے؟

سوال: امام پر سجدۂ سہو واجب ہوا۔ سجدۂ سہو کے بعد اور سلام سے پہلے اگر کوئی مسبوق نیت باندھ کر امام کے ساتھ شریک ہو گیا، تو کیا اس کی اقتداء درست ہے؟ ہمارے یہاں بعض مفتی نے فتویٰ دیا کہ اقتداء درست ہے اور بعض نے کہا کہ اقتداء درست نہیں۔ صحیح کیا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اس حالت میں بھی اقتداء درست ہے۔ والمسبوق یسجد مع امامه مطلقاً سواء کان السهو قبل الاقتداء او بعده اھ درمختار[۲] وشمل ایضاً ما اذا سجد الامام واحدة ثم اقتدیٰ به قال فی البحر فانه یتابعه فی الاخریٰ ولایقضی الا ولیٰ کما لایقضیهما لو اقتدیٰ بعد ما سجدهما اھ شامی[۳] ص۲۹۶ ج ۱۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۱۴/۱/۱۴۰۱ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دار العلوم دیوبند

---

[۱] (ولو سلم من علیه) سجود سهو فاقتدی به غیره صح (مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۳۸۴/ مصری باب سجود السهو. الدرالمختار مع الشامی زکریا ص۵۴۷/ ج۲، باب سجود السهو. النهر الفائق ص ۳۲۶/ ج ا ، باب سجود السهو ، مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت.

[۲] الدرالمختار علی الشامی نعمانیه ص ۴۹۹/ ج ا ، مطبوعه زکریا ص ۵۴۶تا ۵۴۷/ ج ۲، باب سجود السهو. النهر الفائق ص ۳۲۶/ ج ا ، باب سجود السهو. (حاشیہ ۳ اگلے صفحہ پر)

امام کی پانچویں رکعت میں اقتداء

سوال: اگر امام بھول کر چار رکعت کے بعد کھڑا ہوگیا پانچویں رکعت میں ایک شخص شریک ہوگیا تو وہ شخص کیسے اور کتنی رکعت ادا کرے؟

الجواب: حامداًومصلیاً!

وہ بہ نیت فرض شریک ہوا ہے، اس کی شرکت درست نہیں، اس کو ایسے امام کے ساتھ شریک نہیں ہونا چاہئے شامی[1] ص۵۰۳ ج۱۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

اقتداء بعد لفظ السلام

سوال: ایک شخص ایسے وقت آیا جب امام صاحب نے سلام پھیرنا شروع کیا ابھی امام صاحب السلام ہی کہنے پائے تھے کہ یہ شخص شامل ہوگیا کیا ایسی صورت میں اقتدا صحیح ہوگئی؟

الجواب: حامداًومصلیاً!

یہ اقتداء صحیح نہیں ہوئی[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) [3] الشامی نعمانیہ ص۴۹۹ ج۱ مطبوعہ زکریا ص۵۴۷/ ج۲، باب سجود والسهو، النهر الفائق ص۳۲۶ ج۱ باب سجود السهو، مطبوعه دارالکتب العلميه بيروت. البحر الرائق کوئٹہ ص۹۹/ ج۲، باب سجود السهو.

(صفحہ ہذا) [1] لو اقتدى به مفترض فى قيام الخامسة بعد العقود قدر التشهد لم يصح الخ (الشامی ص۵۰۳ ج۱ باب سجود السهو، مکتبہ نعمانیہ، شامی زکریا ص۵۵۵ ج۲ باب سجود السهو تتمة، البحر الرائق کوئٹہ ص۱۰۵ ج۲ باب ایضاً، اعلاء السنن ص۲۵۷ ج۴ باب جواز النافلة خلف المفترض وعدم جواز، مکتبہ امدادیہ مکة المكرمة. (بقیہ آئندہ پر)

دائیں جانب سلام پھیرنے کے بعد امام کی اقتداء

سوال: امام نے دائیں جانب سلام پھیرا تھا بائیں جانب سلام پھیرنے سے قبل ایک شخص نے آکر اقتداء کرلی اقتداء صحیح ہوئی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

نہیں صحیح ہوئی وتنقض قدوة بالاول قبل علیکم درمختار ای بالسلام الاول قال فی التجنیس الامام اذا فرغ من صلوته فلما قال السلام جاء رجل واقتدیٰ به قبل ان یقول علیکم لایصیر داخلا فی صلوته (شامی[۱] ص ۴۳۶ ج ۱) ۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

مسبوق نے تکبیر تحریمہ کہی اور امام نے سلام پھیر دیا

سوال: مسبوق نے آکر نیت باندھی تھی ابھی وہ کھڑا ہی تھا بیٹھنے نہ پایا تھا کہ امام صاحب نے سلام پھیر دیا اب یہ مسبوق کیا کرے۔ باندھے ہوئے تحریمہ کی نماز پوری کرے یا نئے سرے سے پھر نیت باندھے اور اکیلا نماز پڑھے؟

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) [۲] قال فی التجنیس الامام اذا فرغ من صلاته فلما قال السلام جاء رجل واقتدی به قبل ان یقول علیکم لایصیر داخلاً فی صلاته الخ.(الشامی نعمانیه ص ۳۱۴ ج ۱ شامی زکریا ص ۱۶۲ / ج ۲، باب صفة الصلاة، مطلب لاینبغی ان یعدل عن الدرایة الخ. طحطاوی علی المراقی ص ۲۰۳ / بیان واجب الصلاة، مطبوعه مصر. مجمع الانهر ص ۱۳۳ / ج ۱، باب صفة الصلوة، مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت. البحر الرائق کوئٹه ص ۳۰۱ ج ۱ / باب صفة الصلوة.

(صفحہ ہٰذا) [۱] الشامی نعمانیه ص ۳۱۴ / ج ۱، مطبوعه زکریا ص ۱۶۲ / ج ۲، باب صفة الصلاة. مطلب لاینبغی ان یعدل عن الدرایة الخ. طحطاوی علی المراقی ص ۲۰۳، بیان واجب الصلاة، مطبوعه مصر. النهر الفائق ص ۱۹۹ / ج ۱، باب صفة الصلوة، مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت.

الجواب: حامداً ومصلیاً!

یہ مسئلہ مجھے نہیں ملا بہت جگہ تلاش کیا۔ ضابطہ کلیہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ امام کے ساتھ نماز کے کسی فعل میں شریک نہیں ہوا صرف تکبیر کہہ کر کھڑا ہوا۔ جب امام قعدہ میں ہے اور اس نے سلام پھیر دیا۔ تو اس نے امام کے ساتھ قعدہ میں شرکت نہیں کی بلکہ امام سلام کی وجہ سے نماز سے خارج ہو گیا اور اس مسبوق نے اقتداء کی نیت کی ہے سلام امام کی وجہ سے جو مسبوق پہلے سے شریک ہو منفرد ہو جاتا ہے۔ نیت اقتداء محل انفراد میں مفسد ہے[۱]۔ اس کو دوبارہ تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز شروع کرنا چاہئے مگر اس کو دیگر علماء سے بھی تحقیق کر لیا جاوے۔ شاید کسی صاحب کے سامنے فقہی جزئیہ موجود ہو[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[۲] لما تقرر ان الاقتداء فی موضع الانفراد مفسد کعکسه (الدرالمختار علی الشامی نعمانیه ص ۳۹۰/ج ۱) مطبوعه زکریا ص ۳۲۶/ج ۲ باب الامامة. مطلب الواجب کفایة هل یسقط الخ.

[۱] قد اختلف علماؤنا فی هذه المسئلة لیس عند احد جزئیة صریحة واستدل کلهم بالضابطة المقررة فی باب الاقتداء ان الشیخ المفتی نظام الدین وافق صاحب الفتاویٰ (نظام الفتاویٰ ص ۱۹۱ تا ۱۹۴ ج ۱) کانهما یقولان لایصح الاقتداء فی المسئلة المذکورة ولکن قال الشیخ المحدث النبیل ظفر احمد العثمانی ابن اخت العلامة التهانوی والمفتی الاول بدیوبند المفتی عزیز الرحمٰن العثمانی والمفتی الاکبر فی الهند المفتی کفایت اللّٰه طیب الله ثراهم واکرم فی الفردوس قراهم یصح الاقتداء (امدادالاحکام ص۴۵۷/ج ۱، مطبوعه زکریا بکڈپو دیوبند ص۱۶۳/ج۲/ کتاب الصلاة فصل فی المسبوق واللاحق. کفایت المفتی ص۱۷۴/ج۳، ص ۳۹۲/ج۳، مدرک مسبوق لاحق، مطبوعه کوهِ نور پریس دهلی. الفتاویٰ الرحیمیه ص ۲۰۵/ج ۱، متفرق مسائل ص ۱۳۵ تا ص۱۳۷/ج۵، نماز کے متفرق مسائل، مطبوعہ مکتبہ رحیمیہ منشی اسٹریٹ راندیر سورت گجرات۔ فتاویٰ دارالعلوم ص۶۹/ج ۳) فصل اول جماعت اور اس کی اہمیت، مطبوعہ زکریا دیوبند۔

امام کی تبعیت کا ایک مسئلہ

سوال: اگر ہر دو سلام یا سلام سجدۂ سہو شروع امام کے ساتھ یا بعد میں کرے مگر ختم پہلے کرے تو نماز ہو جائے گی۔ درمختار میں ہے "وتنقضی قدوة بالاول قبل علیکم" الدر المختار علیٰ ھامش رد المحتار ص ۴۳۶ رج ۱، بموجب فتاویٰ دار العلوم دیوبند ۱۴۴۔ حضرت والا کا فتویٰ یہ ہے کہ داہنی طرف ختم نماز کا سلام پھیرتے وقت اگر مقتدی السلام کی میم امام کی میم سے پہلے ادا کردے گا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ ان دونوں فتووں میں تطبیق کی کیا صورت ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اس فتویٰ پر درمختار کی عبارت منقولہ کا حاصل بھی وہی ہے جو احقر نے لکھا ہے۔ الاول سے مراد پہلا سلام جو داہنی طرف ہوتا ہے۔ قبل علیکم سے مراد السلامُ علیکم کا میم ہے[1]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

مسبوق کی نماز میں قراءت

سوال: زید عشاء کی نمازِ فرض میں اول رکعت کا مسبوق ہوا۔ بعد سلام امام یہ رکعت قراءت کے لحاظ سے کونسی رکعت سمجھی جائے گی یعنی قدرِ قراءت اور سورہ کے تقدیم وتاخیر میں کیا حکم رکھے گی اور اگر اول کا حکم رکھے گی تو کیا امام کی قراءت کردہ سورہ کو اس میں تلاوت کرنا افضل ہے یا نہیں؟ حوالہ کتب بیان فرماویں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً!

یہ رکعت اپنے قراءت کے لحاظ سے اول رکعت سمجھی جائے گی۔ لہٰذا اس پر جمیع احکام قراءت اول رکعت کے جاری ہونگے مثلاً اس رکعت میں ثنا بھی پڑھے گا تعوذ بھی پڑھیگا سورہ فاتحہ بھی

[1] قوله (وتنقضی قدوة بالأول) ای بالسلام الاول اقتدی به قبل ان یقول علیکم لا یصیر داخلا فی صلاته الخ، شامی زکریا ص ۱۶۲ / ج ۲، باب صفة الصلوة، مطلب لاینبغی ان یعدل عن الدرایة الخ.

پڑھیگا، سورہ بھی پڑھے گا۔ وھٰھنا من احکام المسبوق انه یقضی اول صلوٰته فی حق القراء ة واخرھا فی حق التشهد حتٰی لوادرک رکعةً من المغرب قضی رکعتین وفصل بقعدةفیکون بثلاث قعدات وقرأفی کل فاتحة وسورة ولوترک القراء ة فی احدھٰما تفسد ولوادرک رکعة من الرباعیة فعلیه ان یقضی رکعة یقرأفیها الفاتحة والسورة ویتشهد ویقضی رکعة اخریٰ کذٰلک ولایتشهد وفی الثالثة بالخیارو والقراء ة افضل هٰکذا فی الخلاصة[1]۔ مسبوق اپنی بقیہ نماز میں منفرد کے حکم میں ہوتا ہے ان دونوں باتوں کا تقاضہ ہے کہ مسبوق قدرِ قراءت اور ترتیب کے اعتبار سے بھی اپنی اس رکعت کواول رکعت سمجھے اور امام کی قراءت کردہ سورہ سے پہلی اوراس کے برابر بڑی سورة کی قراءت کرے اور درمیان کے فصل کا بھی خیال رکھے اھ امام کی قراءت کردہ سورہ کو پڑھنا سورہ واحدہ کا رکعتین میں تکرار ہوگا وھٰھنا انمامنفرد وفیما یقضی اھ اذا قرأ فی الرکعة سورة و فی الرکعةالاخریٰ او فی تلک الرکعة سورة فی تلک السورة یکرہ لابأس ان یقرأ سورة ویعیدھا فی الثانیة افادانه یکرہ تنزیها وعلیه یحمل جزم القنیة بالکراھیة ویحمل فعله علیه الصلوٰة والسلام لذٰلک علیٰ بیان الجواز هٰذا اذا لم یضطر فان اضطربان قرأ فی الاولیٰ قل اعوذبرب الناس اعادھا فی الثانیة ان لم یختم (نهر) لان التکرار اهون من القراء ة منکوساً. بزازیه واما لوختم القراٰن فی رکعة فیاتی قریباً انه یقرأ من البقرة ردالمحتار[2]۔ فقط واللہ والسلام

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ گنگوہی مظاہر العلوم سہارنپور ۴/۶/ ۵۹ھ

صحیح: عبداللطیف الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ

---

[1] عالمگیری کوئٹه ص ۹۱/ج ۱، الفصل السابع فی المسبوق واللاحق. خلاصة الفتاویٰ ص ۱۶۵ تا ۱۶۶/ج ۱. البحرالرائق ص ۳۷۹/ج ۱، باب الحدث فی الصلاة، مطبوعه کوئٹه.

[2] شامی نعمانیه ص ۳۶۷/ج ۱، مطبوعه کراچی ص ۵۴۶/ج ۱، مطبوعه زکریا ص ۲۶۸/ج ۲، قبیل باب الامامة. النهر الفائق ص ۲۳۷/ج ۱/ باب صفة الصلوة، مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت. طحطاوی مع المراقی ص ۲۸۶، فصل فی المکروهات، مطبوعه مصر.

مسبوق اپنی نماز پوری کرنے کے لئے کب کھڑا ہو؟

سوال: جس شخص کی نماز میں کوئی رکعت رہ گئی تو

(الف) جب امام داہنے طرف سلام پھیرتے وقت صرف لفظ سلام نکالے اسی وقت کھڑا ہوجائے؟ یا

(ب) بائیں طرف کے لفظ سلام کے وقت کھڑا ہو؟ یا

(ج) بائیں طرف کا سلام پھیرنے کے بعد کھڑا ہو؟ ان تینوں سے کونسا طریقہ احسن ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

طریقہ (ج) اسلم اور احسن ہے[۱]۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۱۹/ ۹۰ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲/۱۹/ ۹۰ھ

مقتدی مسبوق اپنی نماز کس طرح پوری کرے

سوال: امام اگر مسافر ہو اور مقتدی مقیم ہو، مقتدی اپنی نماز پوری کرنے میں مسبوق کا حکم رکھتا ہے یا لاحق کا، یعنی لاحق کی طرح خاموش اپنی نماز پوری کریگا یا مسبوق کی طرح باقی میں قراءت کرے گا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

مقیم مقتدی جو کہ شروع سے مسافر امام کے ساتھ شریک ہے وہ سلام امام کے بعد اپنی نماز

---

[۱] انہ لایقوم الی القضاء بعد التسلمتین بل ینتظر فراغ الامام (الھندیہ کوئٹہ ص ۹۱/ج ۱، الفصل السابع فی المسبوق واللاحق. البحرالرائق ص ۳۷۸/ج ۱/ باب الحدث فی الصلاۃ، مطبوعہ کوئٹہ. شامی علی الدرالمختار زکریا ص ۳۴۸/ج ۲، باب الإمامۃ، مطلب فیما لو أتی بالرکوع والسجود الخ.

کولاحق کی طرح تمام کرے اس میں قراءت نہ کرے[1]۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

تین رکعت کا مسبوق بقیہ نماز کیسے پوری کرے؟

سوال: زید کی عصر کے وقت تین رکعتیں چھوٹیں تو زید امام کے سلام پھیرنے کے بعد جب کھڑا ہوگا تو کتنی رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے بعد سورت ملائیگا اور کتنی رکعتوں میں سورت نہیں ملائیگا۔

الجواب: حامداً ومصلیاً!

جب زید کو امام کے ساتھ صرف ایک رکعت ملی ہے تو سلام امام کے بعد وہ ایک رکعت ثناء الحمد سورۃ کے ساتھ پڑھے پھر قعدہ کرے پھر ایک رکعت الحمد اور سورت کے ساتھ پھر ایک صرف الحمد کے ساتھ پڑھے[2]۔ الحاصل بعد سلام امام دو رکعت میں سورۃ بھی پڑھے گا ایک رکعت میں صرف الحمد پڑھے گا۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] مقيم ائتم بمسافر قوله ومقيم اى فهو لاحق بالنظر للاخيرتين وحكمه كمؤتم فلاياتى بقرأة. شامى كراچى ص ۵۹۴/ ج ۱. شامى زكريا ص ۳۴۴/ ج ۲، باب الامامة، مطلب فى احكام المسبوق. مراقى الفلاح على هامش الطحطاوى ص ۳۴۸/ باب صلاة المسافر، مطبوعه مصر. البحر الرائق كوئٹه ص ۱۳۵/ ج ۱/ باب المسافر.

[2] فمدرك ركعة من غير فجرياتى بركعتين بفاتحة وسورة وتشهد بينهما، وبرابعة الرباعى بفاتحة فقط ولايقعد قبلها،وفى الفيض عن المستصفى لوادركه فى ركعة الرباعى يقضى ركعتين بفاتحة وسورة ثم يتشهد ثم ياتى بالثالثة بفاتحة خاصة. شامى كراچى ص ۵۹۷/ ج ۱. شامى زكريا ۳۴۷/ ج ۲، مطلب فيما لواتى بالركوع او السجود او بهما مع الامام الخ. باب الامامة. عالمگيرى كوئٹه ص ۹۱/ ج ۱/ الفصل السابع فى المسبوق واللاحق.

سلام مسبوق کے سلسلہ میں دار العلوم دیو بند کے فتویٰ اور تعلیم الاسلام کی عبارت میں تطبیق

سوال: اس سے پہلے بندہ نے ایک استفتاء روانہ کیا تھا کہ مسبوق اگر امام کے ساتھ غلطی سے سلام پھیر دے تو سجدۂ سہو یہ مسبوق مقتدی کب کرے، اگر ایک طرف سلام پھیر دے تب یا دونوں طرف پھیر دے تب؟

حضرت مفتی صاحب نے تحریر فرمایا کہ مسبوق نے اگر ایک طرف بھی امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو یہ مسبوق جب اپنی نماز کا سلام پھیرے تو سجدۂ سہو کرے وجہ یہ تحریر فرمائی تھی کہ چونکہ واجب صرف لفظ سلام تھا آگے علیکم ورحمۃ اللہ کلمات زائد ہیں، تو یہ مسبوق امام کی اقتداء میں لفظ سلام تک تھا پورا سلام امام کے ہمراہ پھیرنے سے تاخیر کی وجہ سے اس کو سجدۂ سہو کرنا پڑے گا ، یہ فتویٰ شعبۂ افتاء دار العلوم دیو بند سے حاصل کردہ ہے جو میرے پاس ہے، لیکن جب اس مسئلہ کو سنایا گیا تو کچھ آدمیوں نے تعلیم الاسلام کے حوالہ سے یہ بتایا کہ ایک طرف سلام اگر مسبوق سہواً امام کے ساتھ پورا پھیر دے تو سجدۂ نہیں، مجھے اس مسئلہ میں چپ ہونا پڑا، تو مذکورہ مسئلہ کہ اگر ایک طرف سلام پھیر دے اور مسبوق پر سجدۂ سہو ہو تو کیا کیا ثبوت ہے، اور مسئلہ کیا اسی طرح ہے؟

الجواب: حامداًومصلیاً!

تعلیم الاسلام حصہ ۴ / میں یہ عبارت ہے۔ اگر امام کے سلام کے بعد اس نے سلام پھیرا تو اپنی نماز کے آخر میں سجدۂ سہو کرنا واجب ہے، اس میں ایک دو طرف سلام کی بحث نہیں، نہ یہ کہ پورا السلام یعنی علیکم ورحمۃ اللہ کہے یا فقط السلام کہے، تعلیم الاسلام حصہ ۳ / میں واجبات نماز کے بیان میں ہے ۱۲ / لفظ سلام کے ساتھ نماز سے علیحدہ ہونا، اس میں علیکم ورحمۃ اللہ نہیں ہے۔

الحاصل جب لفظ سلام امام نے کہا نماز سے خارج ہوگیا اور مسبوق اقتداء سے خارج ہوکر منفرد ہوگیا اور مقتدی امام کے پیچھے ہی چلتا ہے نہ پہلے نہ بالکل ساتھ، اس لئے جب مسبوق بھول کر امام کے لفظ السلام کے بعد سلام پھیرے گا تو اس کے ذمہ سجدۂ سہو لازم ہوگا[1]
دارالعلوم کا فتویٰ تعلیم الاسلام کے خلاف نہیں۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

وتر کی نماز میں مسبوق قنوت پڑھے گا یا نہیں؟

سوال: وتر کی نماز باجماعت ہورہی تھی ایک آدمی آیا اور آخری رکعت میں جب کہ امام نے رکوع کردیا تھا شامل ہوگیا۔ اب وہ آدمی اپنی نماز کیسے پوری کرے؟ یعنی اس کو آخری رکعت میں قنوت پڑھنا چاہئے یا نہیں؟

ہم سے کہا گیا ہے کہ اس کو پڑھنے کی ضرورت نہیں کیوں کہ اس نے آخری رکعت پالی قنوت پڑھنے کے متعلق بھی اختلاف ہے بعض ائمہ فرماتے ہیں کہ سنت ہے اور بعض کے نزدیک واجب ہے جو لوگ قنوت کو واجب مانتے ہیں ان کے نزدیک بھی اس صورت میں پڑھنے کی ضرورت نہیں رہے گی کیوں کہ وہ مسبوق ہے۔ لیکن فتویٰ اسلامیہ امینیہ میں پڑھنے کو کہا گیا ہے آپ سے دریافت یہ کرنا ہے کہ نہ پڑھنے کی صورت میں کیا دلیل ہے اور پڑھنے کی صورت میں کہاں سے استدلال کرتے ہیں اور دونوں میں مفتی بہ قول کیا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

قنوت وتر کی تیسری رکعت میں پڑھنا واجب ہے رمضان المبارک میں جب کہ امام

---

[1] (والمسبوق يسجد مع امامه) ولا سجود عليه ان سلم سهوا قبل الامام او معه، وان سلم بعده لزمه لكونه منفرداحينئذ بحر: شامی کراچی ص ۸۲/ج ۲. شامی زکریا ص ۵۴۶/ج ۲، باب سجود السهو. البحرالرائق کوئٹہ ص ۱۰۰/ج ۲، باب سجود السهو. مراقی الفلاح علی هامش الطحطاوی ص ۳۷۸/ باب سجود السهو، مطبوعہ مصر.

تیسری رکعت میں قنوت پڑھ کر رکوع میں گیا اس وقت کوئی مسبوق آ کر رکوع میں شامل ہو گیا۔تو اس کو تیسری رکعت مل گئی اب سلام امام کے بعد یہ شخص دو رکعت پڑھے گا قنوت نہیں پڑھے گا کیوں کہ قنوت نہ پہلی رکعت میں پڑھی جاتی ہے نہ دوسری میں بلکہ وہ تیسری میں پڑھی جاتی ہے جو اس کو امام کے ساتھ مل گئی۔

ولو ادرک الامام فی رکوع الثالثة من الوتر کان مدرکا للقنوت حکما فلایأتی به فیما سبق به کما لو قنت المسبوق معه فی الثالثة اجمعوا انه لایقنت مرة اخریٰ فیما یقضیه لانه غیر مشروع اھ (مراقی الفلاح علی هامش الطحطاوی[1] ص ۳۱۳)۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۱۰/۲/۱۴۰۰ھ

مسبوق و لاحق سے متعلق

سوال: مقیم مقتدی جب کہ مسبوق ہو، اس کے بقیہ نماز کے پوری کرنے کا جو طریقہ کتبِ فقہ میں بیان کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ پہلی دو رکعت بلا قراءت ادا کرے اور پھر ایک رکعت مع قراءت کے ادا کرے اور یہ ترتیب بنا بر واجبیت کے ہے کما فی شرح المنیة. وهٰذا علیٰ سبیل الوجوب ولو عکس صح واثم۔علی الترتیب اس میں تین باتیں دریافت طلب ہیں۔اول اگر عمداً برعکس کرے گا تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں۔کیونکہ کسی واجب کو عمداً ترک کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔وہ قاعدہ یہاں پر چلے گا یا نہیں؟

(۱) بھول کر اگر عکس کر دے گا تو سجدۂ سہو واجب ہوگا یا نہیں؟

---

[1] مراقی الفلاح علی هامش الطحطاوی ص ۳۱۳، مطبوعه مصری باب الوتر. فتح القدیر ص ۴۳۶/ج ۱، باب صلاة الوتر، فرع، مطبوعه دار الفکر بیروت. تاتارخانیه ص ۶۷۷/ج ۱، الفصل الثالث عشر فی التراویح، مسائل الوتر، مطبوعه کراچی.

(۲) مولانا اشرف علی صاحب نے امداد الفتاویٰ میں اس ترتیب کو بجائے واجب کے افضل بیان کیا ہے اور علت افضلیت کی ابتلاء عام کو قرار دیا ہے چونکہ اکثر لوگ بلکہ پڑھے لکھے بھی اس مسئلہ سے واقف نہیں۔ ترتیب کو واجب قرار دے کر لوگوں کو حرج میں ڈالنا ہے اور قاعدہ فقہاء کا بیان ہے ماضاق امر الااتسع. امداد الفتاویٰ ص ۵۶۵ ج ۱، لیکن مولانا نے بیان کیا ہے کہ یہ میرا قیاس ہے۔ دوسرے علماء سے مزید اس کی تحقیق کر لی جائے اس لئے آپ سے درخواست ہے کہ مفصل بیان کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔

(۳) جن چیزوں میں امام کی متابعت واجب ہے اگر کوئی شخص عمداً متابعت نہ کرے تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں؟ زید کہتا ہے کہ نماز فاسد نہیں ہوگی اور دلیل میں غایۃ وغیرہ کا یہ جزئیہ پیش کرتا ہے۔ انما تفسد بمخالفته فی الفروض. غاية الاوطار ص ۲۱۷، باب صفة الصلوٰة اور دوسرا جزئیہ یہ پیش کرتا ہے۔ متیٰ لم یدرک الرکوع تجب المتابعة فی السجدتین وان لم تحسبا لهٗ ولاتفسد بترکها۔ غاية الاوطار ص ۳۳۲/ج ۱، باب ادراک الفریضة اور اس میں جیسے کہ مسبوق کا مابقیہ کے واسطے کھڑا ہو جانا امام کے سلام سے پہلے، بعد بیٹھنے بقدر تشہد کے آپ بیان فرما دیں۔ ہمارے ذہن میں تو اب تک یہ بھی نہیں کہ ترکِ واجب سے عمداً نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

الجواب: حامداًومصلیاً!

(۱) کتب فقہیہ کی اصل عبارت سے مسبوق لاحق کی مابقیہ نماز میں ترتیب کا وجوب سمجھ میں آتا ہے۔ لیکن ابتلائے عام اور نشر جہل کی بناء پر حضرت تھانوی علیہ الرحمۃ نے امداد الفتاویٰ[1] میں استنباط فرماتے ہوئے جو استحباب کا حکم فرمایا ہے وہی اوسع اور ارفق للز مان ہے۔ اور جب بر بنائے قولِ ثانی وجوب باقی نہ رہا تو عمداً ترک سے بھی اعادہ واجب نہ ہوگا۔

[1] امداد الفتاویٰ ص ۵۱۵ تا ۵۲۷/ج ۱ فصل فی المسبوق واللاحق، مطبوعه زکریا بکڈپو دیوبند.

هو التوسع ۔اور اعادہ میں احتیاط ہے۔هو التورع۔اسی طرح سہواً ترک ترتیب سے وجوب سجدۂ سہو میں یہی تفصیل ہے۔

(۲) متابعت امام جیسا کہ فرائض میں واجب ہے اسی طرح واجبات میں بھی ضروری ہے۔علامہ شامیؒ ولها واجبات وانصات المقتدى ومتابعة الامام کے تحت تحریر فرماتے ہیں۔والحاصل ان متابعة الامام فى الفرائض والواجبات من غير تاخير واجبة ۔آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں۔ثم ذكر ما حاصله انهٗ تجب متابعته للامام فى الواجبات فعلاً وكذا تركاً ۔شامی[1] ص ۴۳۹ ر ج ۱، البتہ متابعت کی مختلف صورتیں ہیں۔ایک مقارنت مع الامام، ایک مقارنت لابتداء امامه مع المشاركة فى باقيه ۔ان میں سے کوئی ایک متابعت اپنے اپنے موقع پر کافی ہوگی۔والحاصل ان المتابعة فى ذاتها ثلاثة انواع مقارنة لفعل الامام مثل ان يقارن احرامه لاحرام امامه وركوعه لركوعه وسلامه لسلامه ويدخل فيها مالو ركع قبل امامه ودام حتى ادركه امامه فيه ومعاقبة لابتداء فعل امامه مع المشاركة فى باقيه ومتراخيه عنه فمطلق المتابعة الشامل لهٰذه الانواع الثلاثة يكون فرضاً فى الفرض وواجباً فى الواجب وسنة فى السنة عندعدم المعارض شامی[2] ص ۴۳۹و ۴۴۰ ر ج ۱ ۔

لہٰذا زید کا استدلال غایۃ الاوطار کی عبارت متىٰ لم يدرك الركوع الخ سے درست نہیں۔ کیونکہ اس میں متابعت کی نوع ثالث یعنی متابعت موجود ہے۔ کیونکہ امام کے بعد وہ ان رکوع وسجود کو ادا کرے گا۔ نیز چوں کہ اس کا یہ رکوع معتبر نہ ہوگا۔اس لئے ترکِ سجدہ سے فساد لازم نہ آئے گا۔ولاتفسد بتركهما اى السجدتين لان وجوب الاتيان بهما انماهو

---

[1] الشامی نعمانیه ص ۳۱۲ ر ج ۱ ، شامی زکریا ص ۱۶۵ ر ج ۲ باب صفة الصلاة، مطلب مهم فى تحقيق متابعة الامام.

[2] الشامی نعمانیه ص ۳۱۲ ر ج ۱ مطبوعه زکریا ص ۱۶۵ ر ج ۲ باب صفة الصلاة، مطلب مهم فى تحقيق متابعة الامام.

لوجوب متابعة الامام لئلا یکون مخالفاله کماتجب متابعة المسبوق فی ا لقعدة وان لم تکن علیٰ ترتیب صلوٰته والا فهاتان السجدتان لیستا بعض الرکعة التی فاتته لان السجود لایصح الامرتباً علی رکوع صحیح ولذالزمه الاتیان برکعة تامة ۔شامی[۱]

ص ۶۷۵/ج ۱، باب ادراک الفریضة ص ۴۸۴/ج ۱ شامی نعمانیه۔

اوراس مسبوق کے مسئلہ سے بھی استدلال صحیح نہیں۔

لان القعدة وان کانت فرضاً لکنه یأتی بها فی اٰخر صلوٰته التی یقضیها بعد سلام امامه فقدوجدت المتابعة المتراخیة فلذا صحت صلوٰته۔شامی[۲] ص ۴۴۰/ج ۱ ۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

مسبوق لاحق کی نماز

سوال: اگر مقیم آدمی مسافر امام کی اقتداء کرے درآں حالیکہ اس کی تین رکعت چھوٹ گئیں ہوں تو اب مقتدی مقیم بقیہ تین رکعت کو کس طرح ادا کرے؟

الجواب: حامداًومصلیاً!

اس میں فقہاء کی عبارات سے مختلف صورتیں معلوم ہوتی ہیں۔بعض حضرات نے اسی شخص کومسبوق مانا ہے بعض مسبوق لاحق کہتے ہیں۔بعضوں نے صرف لاحق مانا ہے۔درمختار[۳]

---

[۱] شامی نعمانیه ۴۸۴ج۱، مطبوعه زکریاص۵۱۷ج۲باب ادراک الفضیلة قبیل باب قضاء الفوائت.

[۲] الشامی نعمانیه ص۳۱۷/ج ۱، مطبوعه زکریا ص۱۶۷/ج ۲، باب صفة الصلاة .مطلب مهم فی تحقیق متابعة الامام.

[۳] (ومقیم إئتم بمسافر ای فهو لاحق بالنظر للاخیرین وقدیکون مسبوقاً ایضاً کما اذا فاتته اول صلاة امامه المسافر الخ. الدرالمختار علی الشامی زکریا ص ۳۴۴/ج ۲، باب الامامة مطلب فی احکام المسبوق والمدرک الخ.

طحطاوی[1] میں تفصیل مذکور ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

مسبوق لاحق کس طرح سجدۂ سہو کرے؟

سوال: اگر مسبوق وضوٹوٹ جانے کی بناء پر لاحق ہوجائے اوراس وقت امام سجدۂ سہو کرے اور لاحق بعد امام رکعت فائتہ ادا کررہا ہوتواس کوبھی کوئی ایسا امر پیش آ جاوے جس سے سجدۂ سہو لازم ہوتا ہے تو یہ شخص دوسجدہ سہو کرے یا ایک ہی سے کام چل جائے گا۔اس کو کفایت کرے گا۔

الجواب: حامداًومصلیاً!

صورت مسئولہ میں یہ مسبوق لاحق ایک ہی دفعہ سجدۂ سہو کرے۔**فی الدر المختار علیٰ هامش رد المحتار والمسبوق يسجدمع امامه مطلقاً (الى قوله) ثم يقضى مافاته ولوسهافيه سجد ثانيا** اھ ص۲۹۶ ج۱ و فی ردالمحتار[2] ص۲۹۶ ج۱ **قوله ولوسهافيه اى فيما يقضيه بعد فراغ الامام يسجد ثانياً لانه منفردفيه و المنفرد يسجد لسهوه وان كان لم يسجد مع الامام لسهوه ثم سهاهوايضاً كفتهٗ سجدتان عن السهوين لان السجود لايتكرر الخ**[3]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۶/۸۹ھ

---

[1] طحطاوی علیٰ المراقی ص ۳۸۴ (مطبوعه مصری) باب صلوٰة المسافر.

[2] الدرالمختار علی الشامی نعمانیه ص ۴۹۹/ج۱، مطبوعه زکریا ص ۵۴۶/ج۲، باب سجود السهو. تاتارخانیه ص ۱/۷۳۱/ج۱/ الفصل السابع عشر فی سجود السهو، نوع آخر فی الرجل سلم وعلیه سجود السهو، مطبوعه کراچی.

[3] الشامی نعمانیه ص ۴۹۹/ج۱، مطبوعه زکریاص ۵۴۷/ج۲، باب سجود السهو. طحطاوی مع المراقی ص۳۷۸/ باب سجود السهو، مطبوعه مصر.

مسبوق کی بقیہ نماز میں سجدۂ سہو کا حکم

سوال: مسبوق کو چار رکعت والی نماز میں دو رکعت ملی اپنی بقیہ دو رکعت پڑھتے ہوئے کچھ سہو ہوا ہو تو سجدۂ سہو کرنا پڑے گا یا بغیر سجدۂ سہو کے نماز ادا ہو جائیگی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

امام کے سلام پھیرنے کے بعد جب اپنی بقیہ نماز پوری کرنے میں ایسا سہو ہو جائے تو سجدۂ سہو لازم ہوگا۔ بغیر سجدۂ سہو کے نماز ناقص رہے گی[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

اگر بعد میں ایک مقتدی رہ جائے تو مقتدی کیا کرے

سوال: اگر امام اور دو مقتدی نماز ادا کر رہے ہیں ایک مقتدی کا وضو ساقط ہو جاتا ہے اور وہ چلا جاتا ہے اور وہ مقتدی اپنی ہی جگہ اور امام اپنی جگہ رہ کر نماز ادا کرتے ہیں۔ نماز ہوئی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

ہوگئی[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] (قوله ولوسها فيه) اى فيما يقضيه بعد فراغ الامام يسجد ثانيا لانه منفرد فيه والمنفرد يسجد لسهوه، شامی نعمانیه ص ۴۴۹/ج ۱ مطبوعه زکریا ص ۵۴۶/ج ۲، باب سجود السهو. مجمع الانهر ص ۲۲۲/ج ۱/ باب سجود السهو، مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت.

[2] جمعہ کی طرح دیگر نمازوں میں جماعت یعنی تین مقتدیوں کا ہونا شرط نہیں ہے لہٰذا اگر جمعہ میں امام کے سجدہ کرنے سے پہلے مقتدی بھاگ جائیں تو جمعہ کی نماز باطل ہو جائے گی لیکن دوسری نماز میں بالکل نہیں ہوگی اسلئے صورت مسئولہ میں نماز صحیح ہوگئی۔ وشرط صحتها اى الجمعة ان يصلى مع الامام ثلاثة فاكثر فان نفروا قبل سجوده بطلت، البحر الرائق ص ۱۵۰/ج ۲/ باب الجمعة، سكب الانهر على مجمع الانهر ص ۲۵۰/ج ۱/ باب الجمعة، مطبوعه بيروت۔

لحوقِ حدث سے بناء کا حکم

سوال: مقتدی کو نماز میں حدث اصغر ہوجائے تو وضو کرے یا نہیں؟ اگر وضو کرنے جائے تو کتنی دور جاسکتا ہے اور اسی نیت سے پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ اگر امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہے تو فوت شدہ کو کس وقت پڑھے غرضیکہ بناء کے متعلق جملہ صورتیں ارشاد فرمائی جائیں۔ بینواتوجروا

الجواب: حامداًومصلیاً!

اگر نماز میں کسی کو بلاقصد حدث اصغر غیر اختیاری لاحق ہوجائے تو شرعاً اس کو اجازت ہے کہ وہ فوراً خاموش چلا جائے اور جس قدر قریب پانی ہو اس سے وضو کرکے دوبارہ اپنی جگہ آجائے اور اسی پر بناء کرے اور جس رکن میں حدث ہوا تھا اس کا اعادہ کرے اگر یہ نمازی مقتدی تھا اور امام اتنے میں نماز سے فارغ ہو چکا تو اس کو اختیار ہے خواہ پہلی جگہ لوٹ آئے خواہ وضو کی جگہ ہی پڑھ لے اور اگر امام فارغ نہیں ہوا تو پہلی جگہ لوٹ آئے اور اتنی دیر میں امام نے جس قدر نماز پڑھی ہے اس کے اعتبار سے یہ مقتدی لاحق ہے پس اگر یہ چھوٹی ہوئی نماز کو پڑھ کر امام کے ساتھ شریک ہوسکتا ہے تب تو اس کو بلاقراءت مقتدی کی طرح پڑھ کر امام کے ساتھ شریک ہوجائے ورنہ پہلے امام کے ساتھ شریک ہوجائے اور فراغت امام کے بعد چھوٹی ہوئی نماز بلاقراءت پڑھ لے[1]۔ اگر امام تھا تو کسی مدرک کو اپنا خلیفہ بنادے اور رکعات

---

[1] وحق التعبير ان يقول ويبدأ بقضاء مافاته بلاقراءة عكس المسبوق ثم يتابع امامه ان ادركه ثم ماسبق به وان فرغ منها الامام صلاها وحده بلاقراءة، فلوتابع الامام ثم قضى الثالثة بعد سلام الامام صح و اثم الخ. شامي زكريا ص ۳۴۵/ ج ۲/ باب الامامة، مطلب فيما لواتى بالركوع والسجود الخ. البحرالرائق كوئٹه ص ۳۵۶/ ج ۱/ باب الامامة. عالمگيرى كوئٹه ص ۹۲/ ج ۱/ الفصل السابع فى المسبوق واللاحق.

کی مقدار انگلی کے اشارہ سے بتائے۔ رکوع کے لئے گھٹنے اور سجدہ کے لئے پیشانی اور زبان پر اور سجدۂ سہو کے لئے سینہ پر ہاتھ سے اشارہ کرے[1] اور پھر بطریق مذکور وضو کر کے جماعت میں شریک ہوجائے اور نماز پوری کرے لیکن استیناف بہرحال افضل ہے کیوں کہ جواز بناء کے لئے تیرہ شرطیں ہیں جن کی حفاظت ہر شخص سے دشوار ہے کذا فی الطحطاوی[2] ص۱۴۹ وغنیۃ المستملی[3] ص۴۲۷ ودرمختار[4] ص۶۲۶ اور علامہ شامی نے اس مسئلہ کی تفصیل پندرہ صفحات میں لکھی ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ

حررہٗ العبد محمود گنگوہی ۱۰/۷/۵۵ھ

الجواب صحیح: سعید احمد

الجواب صحیح: عبداللطیف ۱۲/رجب ۵۵ھ

---

[1] من سبقه حدث وكان اماما فانه يستخلف رجلا مكانه ياخذ بثوب رجل الى المحراب او يشير اليه والسنة ان يفعله محدوب الظهر واضعا يده فى انفه يوهم انه قدر عف لينقطع عنه كلام الناس ولو ترك ركوعا يشير بوضع يده على ركبتيه او سجودا يشير بوضعها على جبهته او قراء ة يشير بوضعها على فمه وان بقى عليه ركعة واحدة يشير باصبع واحدة وان كان اثنين فباصبعين وبسجدة التلاوة بوضع اصبعه على الجبهة واللسان وللسهو على صدره و ظاهر كلام المتون ان الاستئناف افضل الخ. البحرالرائق كوئٹه ص ۳۶۹/ج ۱/ باب الحدث فى **الصلاة**. تاتارخانيه كراچى ص۶۹۷/ج ۱/ الفصل السادس عشر فى الاستخلاف. مجمع الانهر ص ۱۷۱/ج ۱/ باب الحدث فى الصلاة، مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت.

[2] طحطاوى على المراقى مصرى ص ۲۶۹/ باب مايفسد الصلاة.

[3] من سبقه حدث فى الصلوٰة انصرف من فوره وتوضامن غير ان يشتغل بشئى غير ضرورى فى وضوئه وبنى على صلاته ولكن الاستيناف افضل. والمقتدى يعود الى مكانه البتة ان لم يفرغ امامه وان كان امامه قد فرغ يتخير كالمنفرد (مختصراً) الخ. حلبى كبير ۴۵۲، ۴۵۳ تذييل فى الحدث فى الصلاة مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور

[4] الدرالمختار على الشامى زكريا ص ۳۵۱ ج ۲ باب الاستخلاف. عالمگیری كوئٹه ص۹۳/ج ۱/ الباب السادس فى الحدث فى الصلاة.

پہلی صف میں نمازی کا وضوٹوٹ گیا کیا کرے؟

سوال: بڑے اژدھام کے موقع پر کوئی شخص اگلی صف میں ہو اور اس کا وضوٹوٹ گیا ہو تو وہ شخص نمازیوں کے سامنے سے ہو کر گذر سکتا ہے یا صفوں کو پھاڑتے ہوئے چیرتے ہوئے نکلے تو اس صورت میں ایذائے مسلم لازم آئیگی اور اژدھام کی صورت میں صفوفِ کثیرہ کو چیرتے پھاڑتے ہوئے گزرنا بڑا دشوار ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً!

ہر صف کے دو آدمیوں کے درمیان سے نکلنا ہوگا اس کی اجازت ہے۔ تاہم اگر دشوار ہو تو وہیں بیٹھ جائے۔[1] نماز میں شریک نہ رہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۹/۴/ ۹۳ھ

وضوٹوٹ گیا باہر جانے کو جگہ نہیں تو کیا کرے؟

سوال: ایک شخص کا وضوٹوٹ گیا کئی صفوں کے درمیان کھڑا ہے۔ اب باہر کس طرح نکلے جبکہ جگہ نہ ہو؟

---

[1] اور پھر وضو کر کے بناء کر سکتا ہے لیکن از سرِ نو نماز بہتر ہے۔ (ومكثه قدر اداء ركن بعد سبق الحدث مستيقظا بلاعذر فلو مكث لزحام او لينقطع رعافه او نوم رعف فيه متمكنا فانه يبنى (مراقى الفلاح مع الطحطاوى ص ۱۸۲ / دمشق. باب مايفسد الصلاة) لكن الاستيناف افضل حلبى كبير ص ۴۵۲ / تذييل فى الحدث فى الصلاة، مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور.
خرج عمر لصلاة الظهر فلمادخل فى الصلاة فاخذ بيدرجل كان عن يمينه ثم رجع يخرق الصفوف فلما قضى الصلاة قال لما دخلت فى الصلاة وكبرت رابنى شئى فلمست بيدى فوجدت بلة الخ.
حلبى كبير ۴۵۳ تذييل فى الحدث فى الصلاة مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور.

الجواب: حامداًومصلیاً!

اگر باہر نکلنے کی جگہ ہوتو چلا آئے ورنہ نیت ختم کر کے وہیں بیٹھ جائے پھر وضو کر کے دوبارہ پوری نماز پڑھے[۱]۔ اگر اپنی پہلی جگہ جماعت میں شرکت کرسکتا ہے تو جا کر شریک ہوجائے ورنہ جہاں جگہ ملے وہیں پڑھ لے[۲]۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۴/۸۷ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

نماز میں حدث ہوجائے اور پانی دور ہوتو کیا کرے؟

سوال: کسی مصلی نے حالتِ صلوٰۃ میں جوریح نکلنے والی تھی اس کو دبالیا تو کیا اس کی نماز ہوگئی؟ نیز اگر اس نے حالتِ نماز میں ریح خارج کیا تو وضو کے لئے ایک مسجد سے دوسری مسجد میں جانا پڑے گا، تو ایسی صورت میں کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداًومصلیاً!

اگر ریح خارج نہیں ہوئی تو نماز ہوگئی۔ اگر ریح خارج ہوگئی تو وضو باقی نہیں رہا۔ پانی کہیں

---

[۱] اگر بغیر نیت ختم کئے ہی وہاں بیٹھا رہا تو وضو کر کے بناء کرسکتا ہے لیکن استیناف افضل ہے ومكث قدر اداء ركن بعد سبق الحدث مستقيظا بلاعذر فلومكث لزحام او لينقطع رعافه اونوم رعف فيه متمكنا فانه يبنى مراقى الفلاح مصرى ص ۲۶۹ باب مايفسد الصلاة ولكن الاستيناف افضل. حلبى كبير ص ۴۵۲ تذييل فى الحدث فى الصلاة. مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور

[۲] والمقتدى يعود الى مكانه البتة ان لم يفرغ امامه وان كان امامه قد فرغ يتخير كالمنفرد الخ. حلبى كبير ص ۴۵۴ تذييل فى الحدث فى الصلاة. مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور. عالمگيرى كوئٹه ص ۹۵ ج ۱ الباب السادس فى الحدث فى الصلاة. مجمع الانهر ص ۱۷۲/ج ۱/ باب الحدث فى الصلاة، مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت. تاتارخانيه كراچى ص ۲۸۸/ج ۱/ الفصل الخامس عشر فى الحدث فى الصلاة.

بھی ہو خواہ دوسری مسجد میں یا مکان پر وہاں جا کر وضو کرے[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررۂ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳/۲/ ۸۵ھ

قعدۂ اخیرہ میں بعد التشہد حدث کا حکم

سوال: نوافل نماز میں اگر قعدۂ اخیرہ میں التحیات اور درود کے بعد وضو ٹوٹ جائے تو کیا نماز ہو جائے گی یا دوبارہ وضو کرے اور التحیات اور درود پڑھ کر سلام پھیرے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً!

افضل یہ ہے کہ دہرائی جائے۔ اجازت اس کی بھی ہے کہ وضو کر کے بنا کر لی جائے یعنی وضو کر کے سلام پھیر دیا جائے مگر اس کی شرائط سخت ہیں عامۃ لوگ ان سے واقف نہیں اس لئے دہرانا ہی بہتر ہے[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررۂ العبد محمود غفرلہٗ

---

[۱] المشی لایخلوا ما ان یکون بلاعذر او بعذر وان کان بعذر فان کان للطهارة عند سبق الحدث او فی صلاة الخوف لم یفسدها ولم یکره قل او کثر استدبر او لا. شامی کراچی ص۶۲۸/ج ۱/ باب مایفسد الصلاة، مطلب فی المشی فی الصلاة. حلبی کبیر ص۳۵۳/ کراهیة **الصلاة**، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور. طحطاوی علی المراقی ص۲۶۳/ باب ما یفسد الصلاة، مطبوعه مصر.

[۲] ولو سبقه الحدث بعدماقعد قدرالتشهد فی آخر الصلاة توضأ بلاتوقف وسلم لانه لم یبق علیه سوی السلام ولان التسلیم واجب فیتوضا لیأتی به مجمع الانهر ص۱۷۳/ج ۱/ باب الحدث فی **الصلاة**، مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت. سکب الانهر علی مجمع الانهر ص۱۷۳/ج ۱/ باب الحدث فی الصلاة لکن الاستیناف افضل للبعد عن شبهة الخلاف وقیل ذلک فی حق المنفرد الخ. حلبی کبیر ص۴۵۲ تذییل فی الحدث فی الصلاة. مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور الدرالمختار علی هامش رد المحتار زکریا ص۳۵۵/ج ۲، مطبوعه نعمانیه ص۴۰۳ تا ۴۱۲/ج ۱. باب الاستخلاف. بدائع الصنائع کراچی ص۲۲۲/ج ۱ فصل فی شرائط جواز البناء.

ایک طرف سلام پھیرا تھا کہ حدث لاحق ہوگیا

سوال: سلام ایک طرف پھیرا اور فوراً حدث اصغر لاحق ہوگیا نماز ہوگئی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

نماز ہوجائے گی فیحصل التحلیل بسلامٍ واحدٍ درمختار[۱] ص ۴۹۰/ج ۱۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

قعدۂ اخیرہ کے بعد ضرورۃً امام سے پہلے سلام پھیرنا

سوال: ایک صاحب کہتے ہیں کہ کوئی شخص جماعت سے نماز پڑھ رہا ہو اور قعدۂ اخیرہ میں التحیات کے بعد اس کو سخت عارضہ پیش آجائے مثلاً ہوا خارج ہونے والی ہے یا قضاء حاجت کی ضرورت پیش آجائے تو ایسا شخص خود سلام پھیر کر نماز پوری کرلے تو اس کی نماز ہوجائے گی، کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اس کی نماز کراہت کے ساتھ ادا ہوجائے گی۔[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[۱] الدر المختار علی ہامش رد المحتار زکریا ص ۲۳۹ ج ۲ باب صفة الصلاة. مطلب فی خلف الوعید وحکم الدعاء الخ. بدائع الصنائع کراچی ص ۱۹۵/ج ۱/ کتاب الصلاة، فصل و اماالذی ہو عند الخروج من الصلاة.

[۲] وکرہ سلام المقتدی بعد تشہد الامام قبل سلامہ (نورالایضاح)ص ۸۰/ قبیل فصل فی الاذکار الواردة بعدالفرض مطبوعہ معراج دیوبند. الدرالمختار مع الشامی زکریا ص ۲۴۰/ج ۲/ باب صفة الصلاة، مطلب فی خلف الوعید الخ.

گمانِ حدث پر رکوع سجدہ کرتا رہا

سوال: لوگوں کو نماز پڑھاتے ہوئے سمجھا کہ میرا وضو ٹوٹ گیا اور ویسے ہی رکوع سجدہ کرتا رہا سمجھا کہ نماز سے خارج ہوں۔ پھر یقین ہوا کہ وضو نہ ٹوٹا تھا تو نماز صحیح ہوئی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

وضو ٹوٹنے کے گمان پر اگر نماز سے خارج ہونے کی نیت کرلی اور بغیر نیت نماز قیام، رکوع، سجدہ کرتا رہا تو نماز صحیح نہیں ہوئی[۱]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد

لاحق تسمیع کہے یا تحمید؟

سوال: مقتدی مقیم بعد سلام امام مسافر باقی رکعتیں جو اپنی پڑھے گا ان میں تسمیع پڑھے گا یا تحمید یا دونوں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

صریح جزئیہ نہیں دیکھا۔ حکماً مقتدی ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ تحمید پر کفایت کرے

---

[۱] ولو صلی عن ظن انه محدث او علیه نجاسة مانعة ثم تبین خلاف ذلک لاتجزئه تلک الصلوة (طحطاوی ص ۱۶۱، مطبوعه دمشق) مطبوعه مصر ص ۲۳۹، باب الامامة. شامی زکریا ص ۳۵۶/ ج ۲، باب الاستخلاف. عالمگیری کوئٹه ص ۱۳۱/ ج ۱/ ومما یتصل بذلک مسائل الشک والاختلاف الواقع بین الامام الخ. خانیه علی الهندیه کوئٹه ص ۱۰۸/ ج ۱/ فصل فی مسائل الشک والاختلاف بین القوم.

اورمسبوق ہونے کا تقاضا ہے کہ جمع کرے[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

[1] مسبوق منفرد ہوتا ہے اس لئے وہ دونوں کو جمع کرے۔ **يكتفى بالتحميد الموتم ويجمع بينهمالومنفرداً على المعتمد يسمع رافعا ويحمد مستوياً الخ. الدرالمختار على هامش رد المحتار زكريا ص ٢٠١/ ج٢/ باب صفة الصلاة مطلب فى اطالة الركوع للجائى. عالمگيرى كوئٹه ص ٧٤/ ج ١/ الفصل الثالث فى سنن الصلاة. مراقى الفلاح على الطحطاوى مصرى ص ٢٢٩/ فصل فى كيفية تركيب افعال الصلاة.**

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب ہفتم

نماز میں قراءت

فصل اول : فرضیت قراءت

قراءت کی فرضیت

سوال: چار رکعت فرض کی پہلی دو رکعت میں قراءت کرنا واجب ہے۔ مالا بد منہ میں اس کو واجبات نماز میں شمار کیا ہے۔تو کیا یہ واجبات نماز میں ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

چار رکعت فرض کی پہلی دو رکعت میں سورۃ ملانا واجب ہے۔فی مراقی الفلاح[1] ص۱۳۸

والثانی ضم سورة قصيرة او ثلاث ايات قصار (الى قوله) فی ركعتين غير متعينتين من الفرض غير الثنائی وفی جميع الثنائی وفی الهداية والقراء ة فی الفرض واجبة فی الركعتين[2] اھ۔فقط واللہ سبحانہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[1] مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۲۰۰ مطبوعه مصر، فصل فی بيان واجب الصلوٰة

[2] هداية ص۱۴۷ ج ۱ باب النوافل ،مطبوعه ياسرند يم اينڈ كمپنی ديوبند، تاتارخانيه ص ۴۴۴ ج ۱ الفصل الثانی فی فرائض الصلوة وواجباتها الخ، فصل فی القرأة، مبطوعه ادارة القرآن كراچی مجمع الانهر ص ۱۳۰ ج ۱ كتاب الصلوٰة، باب صفة الصلوة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت

نماز میں کتنی قراءت واجب ہے

سوال: نماز میں سورۃ کا ملانا واجب ہے سوال یہ ہے کہ کتنا ملانا واجب ہے آیا تین چھوٹی آیت ملانا واجب ہے یا ایک بڑی آیت بھی کافی ہے اور ایک بڑی آیت کس کو کہتے ہیں۔ ایک بڑی آیت میں کتنے لفظ ہونا چاہئے جس سے اس کو بڑی آیت کہہ سکیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

ایک سورۃ ملائے یا تین چھوٹی آیت ملائے کہ مجموعہ تین آیات میں کم از کم تیس ۳۰ حروف ہوں جیسے ثُمَّ نَظَرَ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَکْبَرَ یا ایک بڑی آیت ملائے جیسے آیت الکرسی یا آیت المداینہ اگر اتنی مقدار پڑھی کہ تیس حروف ہو جائیں تب بھی کفایت ہو جائیگی۔ ہکذا فی رد المختار[۱] ص۳۶۱ ج۱۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲ محرم ۵۷ھ

تین آیت کی مقدار

سوال: امام صاحب نے تراویح کی اول رکعت میں فاتحہ کے بعد خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ کَالْفَخَّارِ وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰن اور دوم رکعت میں فاتحہ کے بعد رَبُّ الْمَشْرِقَیْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَیْنِ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰن پڑھ کر نماز پوری کی اس کی نماز کا کیا حکم ہے؟

---

[۱]...... وعلی هذا لو اراد قراءة قدر ثلاث آيات التی هی واجبة عندالامام لابد ان يقرأ من الا ية الطويلة مقدارثلاثة ولذا فرضوا المسألة باية الكرسی و آية المداينة الی قوله ولو قرأ آية تعدل اقصر سورة ای كقوله ثُمَّ نَظَرَ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ وقدرها من حيث الكلمات عشر و من حيث الحروف ثلاثون الخ .(الشامی نعمانيه ص ۳۶۱ ج ۱ فصل فی القراة مطلب تحقيق مهم فمالو تذكر فی ركوعه انه لم يقرأ الخ كبيری ص۲۷۷ فرائض الصلاة، الثالث القرأة. مطبوعه لاهور التاتارخانيه ص۴۴۵ ج ۱ فصل فی القرأة. مطبوعه ادارة القرآن والعلوم الاسلامية كراچی

الجواب: حامداً و مصلیاً!

اس کی نماز فاسد نہیں ہوئی بلکہ درست ہوگئی۔ وضم اقصر سورة كالكوثر او ما قام مقامها وهو ثلاث ايات قصار نحوثُمَّ نَظَرَثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرُ و كذالو كانت الاية او ايتان تعدل ثلاثا قصاراً اھ درمختار قوله تعدل ثلاثا قصارا اى مثل ثم نظر الخ. وهى ثلاثون حرفا فلوقرأاية طويلة قدر ثلاثين حرفا يكون قداتى بقدر ثلاث ايات لكن سياتى فى فصل يجهر الامام ان فرض القرأة اية وان الاية عرفا طائفة من القران مترجمة اقلها ستة احرف ولوتقديراً كلَمْ يَلِدُ الااذاكانت كلمة فالاصح عدم الصحة اھ ومقتضاه انه لوقرأاية طويلة قدر ثمانية عشرحرفاً يكون قد اتى بقدر ثلاث ايات اھ شامی[۱] ص۴۲۷ ج ۱، فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۶ رمحرم ۶۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۶ /۱/ ۶۷ھ

جس کو صرف دو سورتیں یاد ہوں اس کی نماز کا حکم

سوال: ایک بوڑھی عورت ہے اس کو صرف دو۲ سورتیں یاد ہیں۔انا اعطينا. اور قل هو الله . کوئی اور سورہ یاد نہیں۔کیا اس سے اس کی نماز ہو جائے گی؟ دعاءِ قنوت بھی یاد نہیں ہے، اس کی جگہ بھی قل هو الله پڑھتی ہے۔کیا یہ صحیح ہے؟ اگر نہیں تو کوئی چھوٹی دعا تحریر فرمائیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً!

ہر نماز میں انا اعطينا اور قل هو الله پڑھنے سے بھی اس کی نماز ہو جاتی ہے[۲]۔قنوت کی جگہ وتر میں

---

[۱] الدرالمختار مع الشامی نعمانیه ص۳۰۸ ج ۱ مطبوعه زکریا ص ۱۴۹ ج۲ باب صفة الصلوة مطلب كل صلاة اديت مع كراهة التحريم تجب اعادتها، تاتارخانيه ص ۴۴۶ ج ۱ الفصل الثانى فى فرائض الصلوة وواجباتها الخ، الكلام فى قدر القراء ة، مطبوعه كراچی، المحيط البرهانى ص ۱۴ ج۲ الفصل الثانى فى الفرائض والواجبات الخ، فصل فى القراء ة، مطبوعه المجلس العلمى ڈابھیل.

[۲] فان عجز الآن يقرء السورة فى الركعتين (عالمگیری ص۷۸ ج ۱ کوئٹه) الفصل الرابع فى القراء ة.

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ آخر تک پڑھ لیا کرے[۳] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۵/۵/۹۱ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

محض بسم اللہ کی قراءت سے نماز

سوال: کسی شخص نے محض تسمیہ سے نماز پڑھی، تمام اصولیین اس بات پر متفق ہیں کہ نماز جائز نہیں ہوگی، باوجودیکہ ہمارے امام صاحب سے ایک روایت جواز صلوٰۃ کے بارے میں موجود ہے۔ کما فی شرح الجامع الصغیر.

اَمَّا قولُهُم بشبهةٍ فی کونها ایةً تامةً اس عبارت سے عدم جوازِ صلوٰۃ مفید نہیں۔ لا نه لوقرأ اٰية طويلة فی کل رکعة بعضها عامة علیٰ انه يجوز الصَّلوٰة وفی الکافی وهوالا صح ماقيل من ان الاولیٰ ان يعلل عدم الجواز بالشبهة فی القراٰنية فليس بشيیءٍ لانها عند المتأخرين قراٰن قطعاً فکيف يعلل عدمه بالشبهة فيها عندهم واما قولهم انما هو لقوة شبهة فی ذلک علامہ تفتازانی اپنے کلام سے اس کا مفہوم شرح الشرح میں تحریر فرماتے ہیں۔ ان المراد من قوة االشبهة قوتها عندهم من يتمسک بها وهو غيرشديد لانه يلزم ان لايکفراحدحتی الکفار الغير المعاندين ايضاً وقد کفر الامام الحکماء ان لهم فيه شبهات فی غاية القوة عندهم. منکرِ تسمیہ کو کافر کیوں نہیں قرار دیتے۔ بدلائل عقلی ونقلی واضح فرمائیں۔

---

[۳] قراءة قنوت الوتر وهو مطلق الدعاء وفی الشامية ای القنوت الواجب يحصل بای دعاء کان واما خصوص اللهم انا نستعينک فسنة فقط حتی لو اتی بغيره جاز اجماعا، الدر المختار مع الشامی زکريا ص۱٦۳ ج۲ باب صفة الصلاة مطلب لا ينبغی ان يعدل عن الدراية الخ ومن لايحسن القنوت يقول ربنا آتنا فی الدنيا حسنة وقال ابو الليث يقول اللهم اغفرلی يکررها ثلاثاً يقول يارب ثلاثاً (شامی نعمانيه ص۴۴۸ ج ۱) باب الوتر والنوافل عالمگيری کوئٹه ص ۱۱۱ ج ۱ الباب الثامن فی صلاة الوتر، المحيط البرهانی ص ۲٦۸ ج۲ جئنا الی مسائل الوتر، مطبوعه ڈابهيل، ربنا آتنا فی الدنيا حسنة وقال ابو الليث يقول اللهم اغفرلی يکررها ثلاثاً يقول يارب ثلاثاً (شامی نعمانيه ص۴۴۸ ج ۱) باب الوتر والنوافل عالمگيری کوئٹه ص ۱۱۱ ج ۱ الباب الثامن فی صلاة الوتر، المحيط البرهانی ص ۲٦۸ جئنا الی مسائل الوتر، مطبوعه ڈابهيل.

الجواب: حامداً ومصلیاً!

وھی اٰیة من القراٰن انزلت للفصل بین السُّورِ فما فی النمل بعض آیة اجماعاً ولیست من الفاتحة ولامن کل سورة فی الاصح فتحرم علی الجنب ولم تجز الصّلوٰة بھا احتیاطاً ولم یکفر جاھدھا بشبه اختلاف مَالک فیھا ا ھ درمختار قوله وھی اٰیة ای خلافاً لقول مَالک وبعض اصحابنا انھا لیست من القراٰن اصلاً قال القھستانی ولم یوجد مافی الحواشی الکشاف والتلویح انھا لیست من القراٰن فی المشھور من مذھب ابی حنیفةؒ اھ ای بل ھوقول ضعیف عندنا قوله ولیست من الفاتحة قال فی النھر فیه رد لقول الحلوانی اکثر المشائخ علیٰ انھا من الفاتحة ومن ثم قیل بوجوبھا و جعله فی الذخیرة روایة الثانی عن الامام وبه اخذوھو احوط اھ ومانقله عن الحلوانی ذکره القھستانی عن المحیط والذخیرة والخلاصة قوله ولامن کل سورة ای خلافًا لقول الشافعی انھا اٰیة من کل سورة ماعدا براءة قولهٗ احتیاطاً علة للمسئلتین وذلک ان مذھب الجمھور انھا من القراٰن لتواترھا فی محلھا وخالف فی ذلک مالک فکان الاحتیاط حرمتھا علی الجنب نظراً الیٰ مذھب الجمھور وعدم جوازِ الاقتصارعلیھا فی الصلوٰة نظراً الیٰ شبھة الخلاف لان فرض القراءة ثابت بیقین فلایسقط بما فیه شبھة قوله ولم یکفر جاھدھا جواب عما قیل من الاشکال فی التسمیة انھا ان کانت متواترة لزم تکفیر منکرھا والاّ فلیست قراٰناً والجوابُ کما فی التحریر ان القطعی انما یکفر منکره اذا لم تثبت فیه شبھة قویة کانکارر کن وھٰھنا قد وجدت الیٰ اٰخرھا بسطه العلامة ابن عابدین فی ردالمختار[۱] ص۳۳۰ ج۱۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۹/۶/۱۳۹۵ھ

---

[۱] الدرالمختار مع الشامی نعمانیه ص۳۳۰ ج۱ شامی زکریا ص۱۹۳ ج۲ باب صفة الصلاة. مطلب قرأة البسملة بین الفاتحة الخ، البحر الرائق کوئٹه ص۳۱۲ ج۱ فصل باب صفة الصلوة واذا اراد الدخول فی الصلاة الخ، مجمع الانھر ص ۱۴۲ ج۱ باب صفة الصلاة، فصل اول، مطبوعه دار الکتب العلمية بیروت، سکب الانھر ص۱۴۲ ج۱ باب ایضا، طبع بیروت.

تشریح اِقرأ

سوال: (۱) اقرأ قرآن مجید کے ۳۰ ویں پارے سے لیا گیا ہے اس کی تشریح کیجئے۔ کس علم سے تعلق رکھتا ہے۔

(۲) اقرأ یہ فرض عین ہے یا فرض کفایہ ہے جو بھی صورت ہو اس کی آواز کس کو بلند کرنی چاہئے اور اس کا انتظام کس کو کرنا چاہئے اقرأ کا امام اور مقتدی سے کیا تعلق ہے

(۳) اقرأ کے جزوی انکار کرنے والے کو یا مکمل انکار کرنے والے کو کیا کہیں گے۔

(۴) اگر امام اقرأ یعنی پڑھو کو اپنی ذمہ داری نہیں لیتا یا اس کی مدد بالفعل نہیں کرتا اور مخالفت کم یا زیادہ کرتا ہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں اور اس کی ذمہ داری نہ لینے کی وجہ سے پورے قصبے کی حمایت اس کو نہیں ملتی۔ جس کی وجہ سے چندہ بخوبی وصول نہیں ہوتا اور لڑکوں کی تعلیم مکمل نہیں ہوتی اس امام پر کیا فتویٰ ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

(۱) سب سے پہلے جب جبریل امین علیہ السلام وحی خداوندی لے کر آئے اس وقت مخصوص طور پر نبی اکرم ﷺ سے کہا گیا۔ "اقرأ"، اس پر ارشاد فرمایا ما انا بقارئ پھر بحکم الٰہی تدبیر کی جس سے وحی الٰہی کے پڑھنے پر قدرت حاصل ہوگئی۔[۱]

(۲) یہ خطاب نبی کریم ﷺ کے ساتھ مخصوص ہے جیسا کہ (۱) میں گذرا۔ اس کا تعلق امام

---

[۱] وهو في غار حراء فجاء ه الملك فقال اقرء فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما انا بقارئ قال فاخذني فغطني حتى بلغ مني الجهد ثم ارسلني فقال اقرء قلت ماانابقارى قال فاخذني فغطني الثانية حتى بلغ مني الجهد ثم ارسلني فقال اقرء فقلت ماانا بقارئ فاخذني فغطني الثالثة حتى بلغ مني الجهد ثم ارسلني فقال اقرءَ باسم ربك الذى (بخارى شريف ص ۷۳۹ ج ۲) كتاب التفسير، سورة اقرء مطبوعه رشيديه دهلى، مسلم شريف ص ۸۸ ج ۱ كتاب الايمان، باب بدء الوحى الى رسول الله صلى الله عليه وسلم الخ مطبوعه رشيديه دهلى، مسند احمد ص ۲۳۳ ج ۶ حديث اخت مسعود العجماء، مطبوعه دار الفكر بيروت.

یا مقتدی سے نہیں نہ اس سے نماز کی قرأت مراد ہے۔

(۳) جو شخص یہ کہے کہ یہ سورۂ اقرأ قرآن پاک کی سورت نہیں اللہ پاک نے نازل نہیں فرمائی تو وہ غلط کہتا ہے جیسا کہ (۱) میں مذکور ہے۔

(۴) اگر امام اپنے مقتدیوں کو یہ کہتا ہے کہ تم لوگ امام کے پیچھے قرأت مت کرو بلکہ خاموش رہو تو یہ امام اقرأ کا منکر ومخالف نہیں وہ صحیح راستہ پر ہے خود مسلم[۱] شریف کی حدیث میں ہے اذا قرأ فانصتوا جب امام قرأت کرے تو اس کے پیچھے مقتدی خاموش رہیں کسی خارجی رعایت سے حدیث شریف کی مخالفت کرنا جائز نہیں اگر امام کا مطلب کچھ اور ہے تو واضح کیجئے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

قراءت میں متشابہ

سوال: نماز میں کوئی سورت شروع کی اور کسی جگہ سے درمیان میں دوسری سورت پر پہونچ گیا اب اس کو کیا کرنا چاہئے پہلی سورت کی طرف مراجعت یا دوسری سورت جاری رکھے اور کیا سجدہ سہو بھی کرنا پڑے گا۔

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اگر اتنی مقدار پڑھ چکا ہے کہ اس کے بعد رکوع کر دینا چاہئے تب رکوع کر دے[۲] ورنہ

---

[۱] مسلم شریف ص ۱۷۴ ج ۱ باب التشهد فی الصلوٰة مطبوعه رشیدیه دهلی، نسائی شریف ص۱۰۶ ج ۱ کتاب الافتتاح من کتاب الصلوة، تاویل قوله عز وجل واذا قُرِئَ القرآن الخ، مطبوعه فیصل دیوبند.

[۲] او یرکع اذا قرأ قدر الفرض کما جزم به الزیلعی وغیره وفی روایة قدر المستحب کمارجحه الکمال الخ (الشامی نعمانیه ص۴۱۸ ج ۱، باب مایفسد الصلاة وما یکره فیها) مطلب المواضع اللتی لایجب فیها ردالسلام، تاتارخانیه ص ۵۸۱ ج ۱ باب ما یفسد الصلومة وما لا یفسد، مطبوعه ادارة القرآن کراچی، المحیط البرهانی ص۱۵۵ ج۲، الفصل الخامس فی بیان ما یفسد الصلوة ومالایفسد، مطبوعه المجلس العلمی ڈابهیل.

[۳] لو انتقل فی الرکعة الواحدة من آیة إلٰی آیة یکره وان کانت بینهما آیات بلا ضرورة فإن سها ثم تذکر یعود مراعاةً لترتیب الآیات، شامی زکریا ص ۲۶۹ ج۲ فصل فی القراة مطلب الاستماع للقرآن فرض کفایة.

اگرایک دولفظ پڑھ کریادآ گیا ہےتو جوسورت اول شروع کی تھی اس کی طرف لوٹ جائے[۳] اگر زیادہ پڑھ کریادآ ئےتو نہ لوٹے بلکہ جس سورت پرپہونچ گیا ہےاسی کو پڑھےسجدہ سہوایسی سورت میں نہیں ہے[۱]۔

تـنبیه :۔ اگرایک سورت سےدوسری سورت میں چلے جانے سےمعنیٰ بگڑ جائیں گےتو نماز فاسد ہوجائے گی[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

ترک واجب کی وجہ سےنماز کا اعادہ ہوا کیا اُخریین میں ضم سورہ واجب ہے؟

سوال:۔ نماز ظہر یا عصر یا مغرب یا عشاء باجماعت ادا کی گئی۔امام نے قعدۂ اولیٰ سہواً نہیں کیا اورکسی شخص نے لقمہ بھی نہیں دیا۔تیسری یا چوتھی رکعت کے بعد قعدہ اخیرہ کرکے نماز ختم کردی گئی اورآخر میں ترک قعدہ اولیٰ کا انجبار سجدۂ سہو سے بھی نہیں ہوا۔بعد اختتام نماز بالاتفاق محقق ہوا کہ قعدہ اولیٰ واقعی نہیں ہوا تھا۔اس لئے طے ہوا کہ نماز کا اعادہ کیا جائے۔مگرامام صاحب نے فرمایا کہ جماعت ثانی میں بہت سے نئے آدمی شریک ہوجائیں گے۔اس لئے ان کی نماز نہ ہوگی

---

[۱] اذا اراد ان یقرأ فی صلاته سورة فاخطأ فقرأ سورة اخری لا سهو علیه، خانیه علی الهندیه ص ۱۲۴ ج ۱ فصل فیما یوجب السهو وما لایوجب السهو، عالمگیری ص ۱۲۷ ج ۱ الباب الثانی عشر فی سجود السهو، ثم واجبات الصلوة انواع، مطبوعه کوئٹه.

[۲] اما اذا تغیر به المعنی بأن قرأ وَّجُوهٌ یَّومَئِذٍ عَلَیْهَا غَبَرَةٌ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ اُولٰئِکَ هُمُ الْمُؤمِنُونَ حقّاً قال عامة اصحابنا تفسد صلاته، تاتارخانیه ص ۴۸۵ ج ۱ نوع آخر فی زلة القاری، الفصل الرابع فی ذکر آیة مکان آیة، مطبوعه کراچی، المحیط البرهانی ص ۱۷ ج ۲ نوع آخر فی زلة القاری، الفصل الرابع فی ذکر آیة مکان آیة مطبوعه المجلس العلمی ڈابهیل، عالمگیری ص ۸۱ ج ۱ الباب الرابع، الفصل الخامس فی زلة القاری، مطبوعه کوئٹه.

کیونکہ ان کے ذمہ فرض ہے۔اس واسطے فرداً فرداً ہر شخص اپنی نماز دوبارہ پڑھ لے۔مگر اس میں یہ اشکال ہوا کہ اب یہ نماز پہلی والی جماعت کی کمی کی اصلاح کے لئے ادا کی جارہی ہے۔اس لئے فرض تو ہے نہیں واجب ہوگئی اور واجب یا نفل کی تیسری وچوتھی رکعت میں بعد سورہ فاتحہ ضم سورت ضروری ہے۔اس لئے اس صورت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ ملائی جائے گی یا نہیں؟

الجواب: حامداًو مصلیاً!

اس اعادہ والی نماز میں دو رکعت کے بعد والی رکعات میں الحمد کے بعد ضم سورۃ واجب نہیں، نہ جماعۃً نہ انفراداً[۱] فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳/۷/ ۹۲ھ

وتر کی تیسری رکعت میں بھی قراءت لازم ہے

سوال: ایک امام نے تراویح کے بعد لوگوں کو وتر پڑھائے۔سورہ فاتحہ کے بعد پہلی رکعت میں سورہ فلق پڑھی اور دوسری رکعت میں سورہ ناس میں سے شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ پڑھی اور تیسری رکعت میں یُوَسْوِسُ فِی صُدُوْرِ النَّاسِ الخ پڑھی۔آیا یہ وتر صحیح ہو گئے یا نہیں؟

الجواب: حامداًو مصلیاً!

وتر کی تیسری رکعت میں بھی قراءت یعنی الحمد کے بعد سورت یا تین آیات کا ملانا واجب ہے۔[۲]

---

[۱] وتجب قراءة الفاتحة وضم السورة او مایقوم مقامها من ثلاث قصار او آیة طویلة فی الاولیین بعد الفاتحة (عالمگیری مطبوعہ کوئٹہ ص ۷۱ ج ۱) الفصل الثانی فی واجبات الصلاة، البحر الرائق کوئٹہ ص ۲۹۶ ج ۱ باب صفة الصلاة، الدر المختار مع الشامی زکریا ص ۱۴۹، ۱۵۰ ج ۲ باب صفة الصلاة، مطلب کل صلاة ادیت الخ.

[۲] والقرأة واجبة فی جمیع رکعات النفل وجمیع الوتر (قدوری ص ۳۲) باب النوافل مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند، وتجب قراءة الفاتحة وضم السورة او ما یقوم مقامها من ثلاث آیات قصار او آیة طویلة فی الاولیین بعد الفاتحة کذا فی النهر الفائق وفی جمیع رکعات التنفل والوتر هکذا فی البحر، عالمگیری کوئٹہ ص ۷۱ ج ۱ الفصل الثانی فی واجبات الصلاة، الدر المختار علی الشامی زکریا ص ۱۴۹ ج ۲ باب صفة الصلاة، مطلب کل صلاة ادیت الخ، البحر الرائق کوئٹہ ص ۴۳ ج ۲ باب الوتر والنوافل.

صورت مسئولہ میں تین آیات نہیں پڑھی گئیں۔اس لئے یہ نماز قابل اعادہ ہے[۱]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۸/۵/ ۹۰ھ

---

[۱] وقرأ الفاتحة وسورة او ثلاث آيات لان كل منهما واجب اتفاقا وبترك الواجب تثبت كراهة التحريم وقد قالوا كل صلاة اديت مع كراهة التحريم يجب اعادتها فتعين القول بوجوب الاعادة عند ترك السورة وما يقوم مقامها كترك الفاتحة الى قوله فاذا نقص عن ثلاث قصار او آية طويلة فقد ارتكب كراهة التحريم لتركه الواجب الخ البحر الرائق كوئٹه ص۳۱۳ ج۱ فصل واذا اراد الدخول الخ حلبى كبير ص ۳۰۹ صفة الصلاة، مطبوعه لاهور.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل دوم : جہری اور سری قراءت

تشریح جہر وسر

سوال: اگر قراءت اتنی آواز سے ہو کہ قریبی شخص کو آواز بھن بھن کی سنائی دے تو اس سے نماز میں کوئی حرج تو نہیں ہے اور کس قدر آواز سے قراءت جہری قرار پائیگی تشریح کے ساتھ تحریر فرماویں اس لئے کہ بعض اوقات جہر اور سر میں اختلاف مشکل ہو جاتا ہے۔

الجواب: حامداً و مصلیاً!

اگر ایک دو آدمی کو اس طرح سنائی دے تو نماز میں کوئی خرابی نہیں ہے بلکہ سر ہی ہے امام کی آواز کو پہلی صف عموماً سن لے تو یہ جہر ہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

جہر وسر کی ادنیٰ مقدار

سوال: نماز میں قراءت بالسر کی حد یہ ہے کہ کم از کم خود سنے صرف زبان سے ادا کرنا کافی

[۱] ولذا قال فی الخلاصة والخانية عن الجامع الصغير ان الامام اذا قرأ فی الصلوٰة المخافتة بحيث سمع رجل اور رجلان لايكون جهراً والجهر ان يسمع الكل ای كل الصف الاول لا كل المصلين بدليل مافی القهستانی عن المسعودية ان جهر الامام اسماع الصف الاول الخ. (الشامی نعمانيه ص ۳۵۹ ج ۱) فصل فی القراءة مطلب فی الكلام علی الجهر والمخافتة، مجمع الأنهر ص۱۵۷ ج ۱ فصل فی القراءة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، البحر الرائق ص۳۳۶ ج ۱ باب صفة الصلوة، مطبوعه كوئٹه.

نہیں۔ کذافی حاشیۃ شرح الوقایہ۔ تو اس پر عرض یہ ہے کہ خود سننے سے یہ بھی لازم آتا ہے کہ پاس کھڑا ہونے والا بھی سنے، کیونکہ جو آواز اپنے کان میں آئے گی وہ پاس والے کو بھی پہونچے گی اور یہ جہر کا ادنی درجہ ہے۔ پس بندہ کو اشکال یہ ہے کہ سر جہر ہو گیا۔ ورنہ پھر اپنے آپ کو سنانے کا اگر یہ مطلب ہے کہ دل میں محسوس ہو کہ میں پڑھ رہا ہوں تو حاشیہ شرح وقایہ کی یہ بات کیسے درست ہوگی کہ قراءت صرف ادائے حروف کا نام نہیں ہے بلکہ اس میں صوت بھی ہونی ضروری ہے۔ بہر حال اس سلسلہ میں بندہ کو الجھن ہے کہ جو آواز قراءت اپنے کان میں سنائی نہ دے اس سے نماز ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

یہ ضروری نہیں کہ اپنی جو آواز بھی خود سنتا ہو وہ دوسرا بھی سن لیا کرے۔ ہاں کوئی لفظ اگر پاس والا بھی سن لے تو یہ منافی سر نہیں۔ قالوا لایضر اسماع بعض الکلمات احیاناً لحدیث ابی قتادةؓ وھو فی الصحیحین عن النبی ﷺ کان یقرأ فی الرکعتین الاخیرتین بفاتحة الکتاب ویسمعنا الأیة احیاناً ولان الیسیر من الجھر والاخفاء لایمکن الاحتراز عنه لاسیما عندمبادی التنفسات افادہٗ فی الفتح وفی او اخر الحلبی عن کفایة الشعبی یخافت الامن عذر وھوان یکون ھناک من یتحدث او یغلبه النوم فیجھر لدفع النوم ودفع الکلام اھ وفی القھستانی اذا جھر لتبیین الکلمة لیس علیه شئ اھ طحطاوی[۱] ص ۱۵۱ تحت قول المراقی ویجب الاسرار ھو اسماع النفس الصحیح فصل فی بیان واجب الصلوٰة.

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۱۳/۴/۹۲ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین دار العلوم دیوبند

نماز کے سرّی و جہری کا سبب

سوال: نمازِ مغرب، عشاء اور فجر جہری کیوں ہے اور ظہر، عصر سرّی کیوں ہے؟

---

[۱] الطحطاوی علی المراقی ص ۲۰۴ مطبوعه مصر، فصل فی بیان واجب الصلاة، اعلاء السنن ص ۱۱ فائده ج۴ حد الجهر والاخفاء، مطبوعه ادارة القرآن کراچی.

الجواب: حامداً ومصلیاً!

حدیث وفقہ سے اسی طرح ثابت ہے اس کی علت میں بحث کی ضرورت نہیں۔ ورنہ یہ باب اگر مفتوح ہوا تو یہ سوال بھی پیدا ہوگا کہ فجر کی دو رکعت، ظہر کی چار رکعت، مغرب کی تین رکعت کیوں ہیں۔ اسی طرح بے شمار امور ہیں[1]۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

جہری وسری نماز میں جہر وسر کی وجہ

سوال: ایک آدمی یہ بات دریافت کرتا ہے کہ بوقت ظہر عصر قرأت آہستہ کیوں پڑھی جاتی ہے اور باقی وقتوں میں زور سے پڑھی جاتی ہے اس کا کیا سبب ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی ثابت ہے، اور اللہ پاک کی مرضی اسی طرح ہے اس کے خلاف کرنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت ہوگی۔ **ویجهر الامام بالقرأة فی الفجر و اولی المغرب والعشاء والجمعة والعيدين للتوارث من ازمن رسول الله صلى الله عليه وسلم الىٰ هذا الأن . والجهر واجب ويخفى الامام فى الظهر والعصر للتوارث المذكور اهـ رسائل[2] الاركان بحذف ص۱۰۰،** فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم، الجواب صحیح: سعید احمد مفتی مدرسہ ہذا

---

[1] رسائل الاركان ص ۱۰۰، مطبوعه المطبع العلوى لكهنؤ، طحطاوى مصرى ص۲۰۵ فصل فى بيان واجبات الصلاة، بدائع الصنائع زكريا ص۳۹۵ ج۱ فصل فى بيان واجبات الاصلية فى الصلاة.

[2] واوجبت ايضا انه لا يحل ان يتوقف فى امتثال احكام الشرع اذا صحت بها الرواية على معرفة تلك المصالح لعدم استقلال عقول كثير من الناس فى معرفة كثير من المصالح ولكون النبى صلى الله عليه وسلم اوثق عندنا من عقولنا الى قوله ويحرم الخوض فيه بالراى الخالص غير المستند الى السنن والآثار، حجة الله البالغة ص۶ ج۱ مقدمه، مطبوعه مصر.

قراءت جہری وسرّی کی حکمت

سوال: پانچ وقت کی نمازوں میں تین نمازوں میں قراءت جہری اور دو میں سرّی کی حکمت کیا ہے؟

الجواب: حامداًو مصلیاً!

اللہ ورسولہ اعلم [١] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

سری قراءت میں تیز اور جہری میں ٹھہرا کر پڑھنا

سوال: جوامام جماعت کی نماز سکون کے ساتھ پڑھتا ہو اور تنہا بہت جلد جلد پڑھتا ہو اس کی امامت پر کیا حکم ہے کیوں کہ بظاہر اس کا ظاہر و باطن ایک نہیں ایسے ہی اکثر امام قراءت والی دو رکعتوں میں تو قرآن شریف ترتیل کے ساتھ پڑھنے کی وجہ سے دیر تک پڑھتے ہیں اور باقی ایک یا دو رکعت بہت جلد پڑھتے ہیں بعض بعض تو اتنی جلدی پڑھتے ہیں کہ آدھی الحمد بھی کوئی مشکل سے پڑھ سکے کیا ایسے کی امامت بلا کراہت جائز ہے کیونکہ وہ عوام کی نماز خدا کے ہاں پیش کرنے کا وکیل ہے۔

---

[١] علامہ طحطاوی نے اس کی حکمت لکھی ہے جو مندرجہ ذیل ہے۔

والاصل فی الجهر والا سرار ان النبی صلی الله علیه وسلم کان یجهر بالقراء ة فی الصلوات کلها فی الابتداء وکان المشرکون یوذونه ویقولون لا تباعهم اذا سمعتموه یقرأ فارفعوا اصواتکم بالاشعار الخ. طحطاوی ص۲۰۵ (فصل فی بیان واجبات الصلوٰة) مطبوعه بمصر، بدائع الصنائع زکریا ص۳۹۵ ج۱ فصل فی بیان واجبات الاصلیة فی الصلاة، اعلاء السنن ص۳ ج۴ باب وجوب الجهر فی الجهریة الخ مطبوعه امدادیه مکه مکرمة.

ترجمہ:۔ سر اور جہر میں اصل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ ابتداء میں تمام نمازوں میں جہر کیا کرتے تھے اور مشرکین حضور اکرم ﷺ کو تکلیف دیا کرتے تھے اور متبعین سے کہا کرتے تھے جب تم ان کو قرآن پڑھتے سنو تو اشعار وغیرہ سے اپنی آواز بلند کرو۔

الجواب: حامداً و مصلیاً!

آہستہ پڑھتے وقت جلد پڑھنا اور زور سے پڑھتے وقت ٹھہر کر پڑھنا ایسا فعل نہیں جس کی وجہ سے امامت ناجائز ہو۔ اگرچہ امام کو چاہئے دونوں طرح پڑھتے وقت قواعد و آداب قرآن شریف کی رعایت رکھے بحالتِ امامت سکون کے ساتھ پڑھنے اور بحالتِ انفراد جلد پڑھنے سے بھی امامت میں خرابی نہیں آتی اور اس وجہ سے اس کی نیت پر حملہ کرنا کہ اس کا ظاہر و باطن یکساں نہیں یہ بھی ناجائز ہے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۴/۵/ ۵۸ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ صحیح: عبد اللطیف ۱۳/ ج ۱/ ۵۸ھ

نماز میں قراءت کتنے زور سے پڑھے

سوال: بہت سے لوگ یہ کہتے ہیں کہ جماعت میں مقتدیوں کو یا منفرد نماز پڑھنے والے کو ایسی نماز پڑھنی چاہئے جو کہ خود ہی سنائی دے کہ کیا پڑھا ہے۔ یہ درست ہے یا کہ نہیں سوچ کر جواب دیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً!

فرض قراءت کو نماز میں اتنے زور سے پڑھنا کہ اپنی آواز خود ہی سنے بہت سے فقہاء کے نزدیک لازم ہے اور یہی احتیاط ہے[2]۔ امام کی رکوع سجدے کی تسبیح کی آواز اگر کسی قریبی مقتدی نے

---

[1] قال اللّٰہ تعالیٰ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ سورۃ حجرات آلایۃ ۱۲، ترجمہ: کیونکہ بعضے گمان گناہ ہوتے ہیں۔

[2] ان ادنی المخافۃ اسماع نفسہ او من بقربہ من رجل او رجلین مثلاً واعلاھا تصحیح الحروف کما ھو مذھب الکرخی ولا تعتبر ھنا فی الاصح (شامی زکریا ص۲۵۳ ج۲ شامی کراچی ص۵۳۵ ج۱ مطلب فی الکلام علی الجھرو المخافتۃ، فصل فی القرأۃ، مجمع الأنھر ص۱۵۷ ج۱ فصل فی القراءۃ، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، النھر الفائق، ص۲۲۹ ج۱ باب صفۃ الصلوۃ، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت.

بھی سنی تو اس سے اس کی نماز میں خلل نہیں آیا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند،

الجواب صحیح: جمیل الرحمٰن نائب مفتی دارالعلوم دیوبند ۱۹؍۴؍ ۸۶ھ

سری نماز میں قراءت کی آواز چار آدمی تک پہنچے یہ سر ہے یا جہر

سوال: نماز سری (فرض یا سنت) میں تکبیر تسبیح یا قرأت اس طرح پڑھے کہ بعد والے چار آدمی تک آواز پہونچ جاتی ہے یہ کیا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

جب آواز منہ سے نکل کر تین چار آدمی تک پہونچ جائے تو یہ جہر ہوگیا[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۳؍۷؍۱۴۰۰ھ

اپنے جی میں قراءت کرنا

سوال: مصلی بلاحرکت شفتین وبلاتحریک لسان اپنے جی میں قراءت کرتا ہے تو اس کی نماز میں کوئی کراہت آئے گی یا سرے سے جائز ہی نہیں ہوگی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اس طرح فریضہ ادا نہیں ہوگا اور نماز درست نہیں ہوگی[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[1] قال الفقيه ابوجعفر والشيخ الامام ابوبكر محمد بن الفضل ادنى الجهر ان يسمع غيره وادنى المخافتة ان يسمع نفسه وعلىٰ هذا يعتمد الخ. عالمگيرى ص ۷۲ (مطبوعه كوئٹه) الباب الرابع فى صفة الصلوٰة، الفصل الثانى فى واجبات الصلوٰة، شامى كراچى ص ۵۳۴، باب صفة الصلوٰة، فصل فى القراءة، مطلب فى الكلام على الجهر والمخافتة الخ، تاتارخانيه ص ۴۴۷ ج ۱ فصل فى القراءة، مطبوعه ادارة القرآن كراچى.

[2] ولوقرأ بقلبه ولم يحرك لسانه فانه لايجوز (التاتارخانیہ ص۴۴۷ ج۱) کتاب الصلاة، **(بقيه آئنده پر)**

قرأت بغیر آواز کا حکم

سوال: اگر کوئی نماز میں اتنا آہستہ پڑھے کہ خود بھی نہ سن سکے تو کیا اس کی نماز بلا کراہت درست ہے۔

الجواب: حامداً و مصلیاً!

اگر اتنا آہستہ پڑھا کہ حروف تو صحیح ادا ہو گئے لیکن آواز بالکل نہیں سنائی دی تو کرخیؒ اور ابو بکر بلخیؒ کے نزدیک نماز صحیح ادا ہو گئی اور ہندوانیؒ اور فضلیؒ کے نزدیک صحیح نہیں ہوئی۔ کیونکہ ان کے نزدیک صرف تصحیح حروف کافی نہیں بلکہ آواز کا کان تک پہنچنا بھی ضروری ہے اور شیخ الاسلام و قاضی خاں و صاحب محیط و حلوانی نے ہندوانی کے قول کو اختیار کیا ہے۔ کذا فی[1] ردالمحتار ص ۵۵۷۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ جامع العلوم کانپور

اللہ اللہ کا ذکر ہونٹ اور زبان کی حرکت کے بغیر اور نماز

سوال: اگر ہونٹ اور زبان نہ ہلے اسی طرح اللّٰہ اللّٰہ یا درود شریف یا اور کوئی اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ورد کرے یا استغفر اللّٰہ وغیرہ پڑھے تو جائز ہے یا نہیں؟ پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

(صفحہ گذشتہ) فصل فی القراءة، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، شامی زکریا ص ۲۵۲ ج ۲ فصل فی القراءة، حلبی کبیری ص ۲۷۵ فرائض الصلوة، الثالث القراءة، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور.

[1]......اعلم انهم اختلفوا فی حد وجود القراءة علی ثلاثة اقوال فشرط الهندوانی والفضلی لوجودها خروج صوت یصل الی اذنه (الی قوله) ولم یشترط الکرخی وابوبکر البلخی السماع واکتفیا بتصحیح الحروف واختار شیخ الاسلام وقاضی خان وصاحب المحیط والحلوانی قول الهندوانی کذا فی معراج الدرایة (الشامی نعمانیه ص ۳۵۸ تا ۳۵۹ ج ۱) مطلب فی الکلام علی الجهر والمخافتة، فصل فی القراءة، مجمع الأنهر ص ۱۵۷ ج ۱ فصل فی القراءة، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، تاتارخانیه ص ۴۴۷ ج ۱ الفصل الثانی فی فرائض الصلوة وواجباتها الخ، فصل فی القراءة، مطبوعه ادارة القرآن کراچی.

الجواب: حامداً و مصلیاً!

اس طرح بھی پڑھ سکتا ہے مگر نماز اس طرح پڑھنے سے ادا نہیں ہوگی[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۰/۵/ ۹۰ھ

نماز میں قراءت بغیر ہونٹوں کی حرکت کے

سوال: ایک صاحب نماز کے جواز کار ہیں سب دل ہی دل میں پڑھتے ہیں ہونٹوں کو بالکل حرکت نہیں دیتے کیا ایسی صورت میں نماز ہو جائے گی یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

اگر وہ صاحب امام بن کر یا منفرد ہو کر اس طرح پڑھتے ہیں تو ان کی نماز نہیں ہوئی کیوں کہ فریضۂ قراءت ادا نہیں ہوا[۲]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دیوبند ۱۴/۶/ ۹۱ھ

الجواب صحیح: العبد نظام الدین دارالعلوم دیوبند

نماز کے سری ہونے کا معیار یہ ہے کہ خود سن لے

سوال: نماز اگر اتنی زور سے نہیں پڑھتا کہ خود سن سکے تو نماز ہو جائے گی یا نہیں؟ مفتی بہ قول کیا ہے؟

---

[۱] اکثر المشائخ علی ان الصحیح ان الجھر حقیقته ان یسمع غیرہ والمخافتة ان یسمع نفسه وقال الھندوانی لاتجزیه مالم تسمع اذناہ ومن بقربه فالسماع شرط فیما یتعلق بالنطق باللسان التحریمة والقراءة السریة والتشھد والاذکار الخ. مراقی الفلاح علی الطحطاوی ص۱۲۷) باب شروط الصلاۃ وارکانھا. مطبوعه مصر.

[۲] اکثر المشائخ علی ان الصحیح ان الجھر حقیقته ان یسمع غیرہ والمخافتة ان یسمع نفسه (مراقی الفلاح علی الطحطاوی ص۱۲۷) باب شروط الصلاۃ وارکانھا، مطبوعه مصر، حلبی کبیری ص۲۷۵ فرائض الصلوۃ، الثالث فی القراءۃ، مطبوعه سھیل اکیڈمی لاھور، النھر الفائق ص۲۲۹ ج۱ باب صفة الصلوۃ مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت، البحر الرائق ص۳۳۶ ج۱ باب صفة الصلوۃ، مطبوعه کوئٹه.

الجواب: حامداً و مصلیاً!

احوط تو یہی ہے کہ اتنی زور سے پڑھے کہ خود سن سکے[1] البتہ گذشتہ نمازوں کا اعادہ نہیں۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۷/۴/۸۷ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

وَلاَ الضَّآلِیْن میں لین کی آواز پست ہونے کا حکم

سوال: جہری نماز میں جب زید و لا الضالین پڑھتا ہے تو لین کی آواز اس قدر پست ہو جاتی ہے کہ پہلی صف کے لوگ بھی نہیں سن پاتے۔ تو اس صورت میں نماز ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

وَلَا الضَّآلِّیْنَ میں اگر لین کی آواز پست ہو جاتی ہے حتیٰ کہ صفِ اول کے بھی پورے آدمی نہیں سنتے تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی[2]۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۵/۹۱ھ

فجر کی سنتوں میں قراءت بالجہر

سوال: فجر کی سنت میں قراءت جہری جائز ہے یا نہیں؟ مدلل تحریر فرمائیں۔

---

[1] مراقی الفلاح علی الطحطاوی مصری ص ۱۲۷ باب شروط الصلاۃ وارکانها، مطبوعه مصر.

[2] وادنى الجهر فى حق الامام إسماع غيره اى احداً سواه الى قوله واعلاه ان يسمع الكل لكن الاولى ان لا يجتهد نفسه بالجهر فان سماع بعض القوم يكفى كما فى اكثر الكتب، مجمع الانهر ص۱۵۷ ج ۱ فصل فى القراءة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، طحطاوى على المراقى، ص ۲۰۴ فصل فى بيان واجبات الصلاة، مطبوعه مصر، البحر الرائق ص ۳۳۶ ج ۱ صفة الصلوة، مطبوعه الماجديه كوئٹه.

الجواب: حامداًومصلیاً!

فجر کی سنت میں قراءت جہراً ثابت نہیں، سراً ثابت ہے[۱] فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قراءت تکبیر کے علاوہ دل سے پڑھنا

سوال: نماز میں جو کچھ پڑھا جاتا ہے قراءت تکبیر کے علاوہ جو امام آواز سے پڑھتے ہیں ان کے علاوہ زبان سے کام نہ لیا جاوے دل ہی دل میں پڑھیں اس طرح نماز ہوجائے گی یا کچھ کمی رہ جائیگی؟

الجواب: حامداًومصلیاً!

نماز میں جو کچھ پڑھنے کا حکم ہے اس کو زبان سے پڑھنا چاہئے۔ دل ہی دل کے خیال پر کفایت نہ کی جائے[۲]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] ویجب الاسرار فی نفل النهار للمواظبة علیٰ ذلک الخ مراقی الفلاح علی الطحطاوی ص ۲۰۵ فصل فی بیان واجبات الصلاة، مطبوعه مصر، الدر المختار علی الشامی زکریا ص ۲۵۰،۲۵۱ ج ۲ فصل فی القراءة، البحر الرائق کوئٹه ۳۳۵ ج ۱ فصل واذا اراد الدخول فی الصلاة الخ.

[۲] ولو قرأ بقلبه ولم یحرک لسانه فانه لا یجوز الخ منحة الخالق علی هامش البحر الرائق کوئٹه ص ۳۳۶ ج ۱ فصل واذا اراد الدخول فی الصلاة الخ، حلبی کبیر ص ۲۷۵ فصل فی القراءة، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور، تاتارخانیه ص ۴۴۳ ج ۱ فصل فی القراءة، مطبوعه کراچی.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل سوم : امام کے پیچھے قراءت

قراءت خلف الامام

سوال: اگر مقتدی قصداً امام کے پیچھے کوئی سورت یا کوئی دعا پڑھے تو نماز میں خرابی آئے گی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

حالت قیام میں ثناء کے علاوہ کچھ اور پڑھنا مقتدی کو مکروہ ہے۔[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قراءت خلف الامام

سوال: امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھی جائے یا نہیں اس کا جواب قرآن وحدیث سے مفصل ومدلل مرحمت فرمایا جائے۔ کیونکہ استفتاء ہٰذا سے قبل دو فتاوی حاصل کئے گئے جس میں سے ایک میں ممانعت اور دوسرے میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا ضروری قرار دیا گیا ہے کیونکہ یہاں پر دونوں قسم

---

[1] ......والمؤتم لایقراء مطلقاً ولاالفاتحة فی السرية فان قرأ کره تحريما (الشامی نعمانیه ص۳۶۶ ج۱) فصل فی القراءة، سکب الأنهر علی مجمع الأنهر ص ۱۶۰ ج ۱ کتاب الصلوة، فصل فی القراءة، مطبوعه دار الکتب العلمية بيروت، مراقی الفلاح علی هامش الطحطاوی ص۱۸۳ کتاب الصلاة، شروط الصلاة وارکانها، مطبوعه مصر.

کے خیالات کے ہی اشخاص موجود ہیں اور ہر دو فتاویٰ سے ہر دو فریق کے خیالات کی تقویت ہوگئی لیکن خدا کے فضل سے رنجش و درشتی کی نوبت نہیں بلکہ ہر دو خیالات کے اشخاص صحیح راستہ حاصل کرنے کے آرزومند ہیں اس کے علاوہ ہر دو فتاویٰ میں عربی عبارت ہے جس کو اردو داں نہیں سمجھ سکے اس لئے عرض ہے کہ جو عبارت عربی کی درج فرمائی جائے اس کا ترجمہ مفصل تحریر فرما دیا جائے۔ نیز دیوبند کے فتویٰ میں جو قراءت قرآن کریم کی آیت نقل کی گئی ہے اس کی نسبت کہا جاتا ہے کہ اس میں یہ حکم نہیں ہے کہ نماز میں جب قرآن پڑھا جاوے اس وقت خاموش رہو یا نہ رہو بلکہ علاوہ نماز کے یہ حکم ہے فقط ہر دو فتاویٰ ہم رشتہ ہیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً!

مقلد کا منصب یہ ہے کہ اس کے امام نے قرآن وحدیث کو سمجھ کر جو مسائل استنباط کئے ہیں ان پر عمل کرے ماخذ اور دلیل کے علم پر عمل کو موقوف نہ رکھے اگر ہر ہر مسئلہ کی دلیل اور ماخذ پر عمل کو موقوف رکھے گا تو سخت دشواری کا سامنا ہوگا کیونکہ ہر مقلد کا علم اور فہم اس قدر وسیع نہیں کہ ہر ہر مسئلہ کی دلیل کو معلوم کر سکے اور سمجھ سکے اس لئے اسلم طریقہ یہ ہے کہ جو مسائل امام سے منقول ہیں ان پر عمل کرے اور دلیل اور ماخذ کا طالب نہ ہو خصوصاً جب کسی مقلد کے علم کی یہ حالت ہو کہ معمولی عربی عبارت بھی سمجھنے سے قاصر ہو اور ترجمہ اردو کا محتاج ہو۔

والمؤتم لایقرأ مطلقاً فان قرأ کرہ تحریماً بل یستمع اذا جھر وینصت اذا اسر لقول ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کنانقرأ خلف الامام فنزل واذا قرئ القراٰن فاستمعوا لہ وانصتوا درمختار علیٰ الشامی ص ۵۶۸ ج ۱ [۱]

ترجمہ: اور مقتدی کچھ قرأت نہ کرے (نہ فاتحہ نہ سورت) اگر مقتدی قرأت کرے گا تو یہ مکروہ تحریمی ہے بلکہ متوجہ ہو کر سنے جب امام زور سے پڑھے اور چپ رہے جب امام آہستہ

۱؎ الدرالمختار علی الشامی نعمانیہ ص ۳۶۶ ج ۱ فصل فی القرأۃ، قبیل مطلب الاستماع للقرآن الخ، سکب الأنھر مع مجمع الأنھر ص ۱۶۰ ج ۱ فصل فی القراءۃ، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، تبیین الحقائق ص ۱۳۱ ج ۱ قبیل باب الامامۃ والحدث فی الصلوۃ، مطبوعہ امدادیہ ملتان.

پڑھے۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ہم امام کے پیچھے قرأت کیا کرتے تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی کہ جب قرآن پڑھا جائے تو چپ رہو اور سنو۔

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مقتدی کو امام کے پیچھے فاتحہ وغیرہ کا پڑھنا ناجائز ہے دلیل اوپر مذکور ہے یہ صحیح ہے کہ قرآن شریف میں اس کا ذکر نہیں کہ نماز میں جب قرآن شریف پڑھا جائے خاموش رہو اور سنو مگر ساتھ ساتھ یہ بھی قرآن شریف میں نہیں کہ یہ حکم علاوہ نماز کے ہے بلکہ مطلق ہے خواہ نماز کی حالت ہو خواہ علاوہ نماز کے ہر حال میں خاموش رہنا اور سننا ضروری ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ عن ابی هريرةؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُوْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَاِذَا قَرَأَ فَاَنْصِتُوا رواه ابوداؤد[1] والنسائی[2] وابن ماجه[3] مشكوٰة شريف[4] ص ۸۱ ج ۱

ترجمہ: امام اس لئے بنایا گیا ہے کہ اس کی اقتداء کی جاوے جب وہ تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو۔ جب وہ کچھ پڑھے تم خاموش رہو۔ روایت کیا اس کو ابوداؤد نے اور نسائی وابن ماجہ نے۔ حنفی مقلد کے لئے اتنا جواب کافی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۶/ شعبان ۵۴ھ

قراءت خلف الامام

سوال: زید کا قول ہے کہ امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنا جائز نہیں ہے۔ بکر کہتا ہے کہ بلا فاتحہ کے

---

[1] ابوداؤد شريف ص ۸۹ ج ۱ كتاب الصلوة، باب الامام يصلی من قعود، مطبوعه سعد ديوبند.

[2] نسائی شريف ص ۱۰۶ ج ۱ كتاب الافتتاح من كتاب الصلوة، تاويل قوله عز وجل وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْآن الآية، مطبوعه فيصل ديوبند.

[3] ابن ماجه شريف ص ۶۱ ج ۱ باب اذا قرأ الإمام فانصتوا، مطبوعه تهانوی ديوبند.

[4] (مشكوٰة شريف ۸۱) باب القرأة فی الصلوٰة مطبوعه ياسر نديم ديوبند.

نماز نہیں ہوگی اور حضور ﷺ نے ہمیشہ اس کو کیا ہے۔ اگر نہ پڑھنا ثابت ہے تو قرآن وحدیث وآثارِ صحابہؓ سے ثابت کیجئے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً!

حنفیہ کی دلیل اس مسئلہ میں اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْالَهٗ وَاَنْصِتُوْا الآیہ[1] ہے۔ اور مؤطا[2] کی یہ روایت ہے عن جابر بن عبداللہؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من صلّى خلف الامام فان قراء ة الامام لهٗ قراء ة اھ یہ حدیث جابر بن عبداللہؓ، ابن عمرؓ، ابوسعید خدریؓ، ابوہریرہؓ، ابن عباس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔ ہر ایک کی پوری تخریج نصب[3] الرایہ میں ہے۔ واذا قرأ فانصتوا الحدیث۔ جس کی تخریج امام مسلم[4] نے کی ہے بکر کسی ایک روایت کو پیش کرے جس میں امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنے کا حکم ہو یا حضور ﷺ سے خود پڑھنا ثابت ہو۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

قراءت خلف الامام

سوال: امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنا چاہئے؟ یا نہیں بعض حنفی المذہب سری نمازوں میں امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھتے ہیں اور جہری میں نہیں یہ فعل کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

امام کے پیچھے مقتدی کو سورۂ فاتحہ پڑھنا ناجائز ہے، جیسا کہ کوئی اور سورت پڑھنا ناجائز ہے

---

[1] سورہ اعراف آیت ۲۰۴، پارہ نمبر ۹، ترجمہ: جب قرآن پڑھا جایا کرے تو اس کی طرف کان لگا دیا کرو۔

[2] (مؤطا محمد ص ۹۸ مطبوعہ مکتبہ رحیمیہ دیوبند) باب القرأۃ فی الصلوٰۃ خلف الامام۔ ترجمہ: جابر بن عبداللہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے امام کی قرأت اس کی قرأت ہے۔

[3] نصب الرایہ ص ۱۲ ج ۲ مطبوعہ مجلس علمی ڈابھیل۔

[4] مسلم شریف ص ۱۷۴ ج ۱ باب التشهدفى الصلوٰة، مطبوعه رشيديه دهلى، نسائى شريف ص ١٠٦ ج ١ كتاب الصلوة، تاويل قوله عز وجل، واِذَا قُرِئَ القُرآنُ الآية، مطبوعه فيصل ديوبند، ابن ماجه شريف ص ٦١ ج ١، باب اذا قرأ الامام فانصتوا، مطبوعه تهانوى ديوبند، مسند احمد ص ٤١٥ ج ۴ حديث ابى موسى الأشعرى رضى الله عنه، مطبوعه دار الفكر بيروت.

اور بعض حنفی المذہب کا جو طریقہ سوال میں نقل کیا ہے وہ بھی درست نہیں، اس کی بھی صراحۃً ممانعت ہے. والموتم لایقرأ مطلقاً ولاالفاتحة فی السرية اتفاقاً ومانسب لمحمد ضعيف كما بسط الكمال فان قرأ كره تحريماً درمختار[۱] ص ۵۶۸۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی معین المفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۴/۱۲/ ۵۴ھ

صحیح: عبداللطیف عفا اللہ عنہ مدرسہ مظاہر علوم ۱۵/ ذی الحجہ ۵۴ھ

صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

قراءت فاتحہ خلف الامام

سوال: خلف الامام سورۂ فاتحہ کا پڑھنا کیسا ہے بعض علماء حدیث کہتے ہیں کہ سری اور جہری ہر نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھنا چاہئے اور بعض علماء حنفی کہتے ہیں کہ سری میں پڑھنا چاہئے۔ جہری میں نہیں، مع دلائل جواب دیں۔ بینوا توجروا

الجواب: حامداً ومصلیاً!

حضرت امام ابوحنیفہؒ کا مذہب متون فقہ میں منقول ہے کہ مقتدی کو امام کے پیچھے خاموش رہنا چاہئے، جہری نماز ہو یا سری۔ نہ سورہ فاتحہ پڑھے نہ کچھ اور قال محمد لاقراءة خلف الامام فيما جهر فيه ولا فيمايجهر بذلک جاء ت عامة الاٰثار و قول ابی حنيفةؒ قال محمد اخبرنا عبيدالله بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمربن الخطاب عن نافع عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما قال من صلی خلف الامام كفته قرأته قال محمد اخبرنا عبدالرحمن بن عبدالله المسعودی اخبرنی انس بن سيرين عن ابن عمرؓ انه سئل عن القراءة خلف الامام قال

[۱] (الشامی نعمانیہ ص ۳۶۶ ج ۱) فصل فی القرأة، قبيل مطلب الاستماع للقرآن الخ، مطبوعه زكريا ص ۲۶۶ ج ۲، سكب الأنهر علی مجمع الأنهر ص ۱۶۰ ج ۱ كتاب الصلوة، فصل فی القراءة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، تبيين الحقائق ص ۱۳۱ ج ۱ قبيل باب الإمامة والحدث فی الصلوة، مطبوعه امداديه ملتان.

تکفیک قراء ة الامام . قال محمد اخبرنا ابو حنیفة قال حدثنا ابو الحسن موسیٰ بن ابی عائشة عن عبداللہ بن شداد بن الهاد عن جابر بن عبداللہؓ عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال من صلی خلف الامام فان قراء ة الامام له قراء ة اھ موطا محمد[1] زیادہ تفصیل مطلوب ہوتو اوجز المسالک[2]، بذل المجہود[3]، اعلاء السنن[4] وغیرہ دیکھئے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۳/رمضان ٦٦ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ ۳/رمضان ٦٦ھ

قراءت فاتحہ خلف الامام

سوال: مکرمی عالی جناب قبلہ مولانا حافظ قاری و مفتی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عرض ہے کہ فرض نماز میں جب امام کے پیچھے نماز کے لئے مقتدی کھڑا ہوتو صحیح بخاری شریف کی یہ حدیث پیش کی جاتی ہے جس سے یہ صاف ثابت ہوتا ہے کہ امام کے پیچھے مقتدی کھڑا ہو تو الحمد شریف کا پڑھنا واجب ہے اور قرأت والی نماز میں مقتدی نے امام کے پیچھے الحمد شریف نہیں پڑھی تو نماز نہیں ہوتی حدیث یہ ہے ابوداؤد ص ١١٩، ترمذی ص ۱۴، حضرت عبادہ ابن صامتؓ کہتے ہیں کہ فجر کی نماز میں ہم رسول کریم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے آپ نے جب قرآن شریف پڑھا تو آپ پر پڑھنا مشکل ہوگیا جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ شاید تم اپنے امام کے پیچھے قرآن پاک سے کچھ پڑھتے رہتے ہو ہم نے کہا ہاں یارسول اللہ ہم جلدی جلدی

---

[1] موطا امام محمد ص ۹۸ تا ۹۹، باب القراء ة فی الصلوٰة مکتبہ رحیمیہ دیوبند.

[2] اوجز المسالک ص ۹۳ تا ١٠٦ ج ۲ باب القراء ة خلف الامام فیما لا یجهر فیه الخ، مطبوعه امدادیه مکة المکرمة.

[3] بذل المجہود ص ۲۳۸ تا ۲۴۷ ج ۴، مطبوعہ یحیوی سہارنپور۔

[4] اعلاء السنن ص ۴۲ تا ١٠٨ ج ۴ باب قوله تعالی اذا قُرئَ القرآن فاستمعوا له وانصتوا والنهی عن القراء ة خلف الامام مطلقاً، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی۔

پڑھتے ہیں آپ نے فرمایا کہ یادرکھو سورۂ فاتحہ کے سوا کچھ نہ پڑھا کرو۔ کیونکہ جو شخص سورۂ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی ہے اور حضرت امام ترمذیؒ نے اس کو حسن کہا ہے اس حدیث کے ذیل میں امام ترمذی فرماتے ہیں۔ ترمذی ص۴١یعنی امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بارے میں اکثر اہل علم صحابہ کرام اور تابعین کا اس حدیث عبادہ پر عمل ہے۔ امام مالکؒ، عبداللہ ابن مبارک شاگرد امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام اسحاق ؒ بھی امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنے کے قائل تھے۔ شرح ابوداؤد ص۲۰۵، میں لکھتے ہیں، یعنی یہ حدیث نص صریح ہے کہ مقتدی کے لئے سورۂ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے۔ خواہ امام قرأت بلند آواز سے پڑھے یا آہستہ سے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے خاص مقتدیوں کو خطاب کر کے سورۂ فاتحہ کا حکم دیا اور اس کی وجہ بیان فرمائی کہ سورۂ فاتحہ پڑھے بغیر کسی کی نماز نہیں ہوتی۔ اس حدیث کی سند بہت ہی پختہ ہے جس میں طعن کی کوئی گنجائش نہیں اس بارے میں دوسری دلیل یہ حدیث ہے۔ صحیح مسلم ص١٦٩ ج١، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص کوئی نماز پڑھے اور اس میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھے تو وہ نماز ناقص ہے، پوری نہیں ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے کہا گیا ہے کہ ہم لوگ امام کے پیچھے ہوتے ہیں تب بھی پڑھیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا۔ ہاں اس کو آہستہ پڑھا کرو۔ کیونکہ میں نے رسول کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے نماز کو اپنے اور بندے کے درمیان دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے۔

مکرمی عالی جناب قبلہ مفتی صاحب ہم معذرت کے ساتھ تحریر کرتے ہیں کہ تھوڑی سی زحمت تو ضرور ہوگی لیکن ہمارے لئے باعث مسرت ثابت ہوگی۔ تحریر کی ہوئی عبارت پر غور فرما کر شریعت محمدی سے خلاصہ فرما کر جواب عنایت فرمائیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب: حامداً و مصلیاً!

محترمی زید احترامہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

یہ مسئلہ متن حدیث، شرح حدیث، تفسیر، فقہ میں تفصیل سے مذکور ہے۔ اس پر مستقل رسائل

عربی، فارسی، اردو میں لکھے گئے ہیں[۱] جب دلائل متعارض ہوں تو ترجیح دیکر راجح کو اختیار کرنا یا تطبیق دینا لازم ہے اور یہ کام اعلیٰ طرز پر مجتہد سے انجام پاتا ہے۔ جو لوگ صرف ایک طرف کے دلائل دیکھتے ہیں وہ اسی طرف جھک جاتے ہیں، چنانچہ آپ کے سوال میں صرف ایک طرف کے دلائل ہیں وہ بھی اصل حدیث نہیں بلکہ اردو کا ترجمہ یا حوالہ ہے دوسری طرف کے دلائل اصل احادیث مبارکہ کے الفاظ میں پیش خدمت ہیں ان میں غور کیجئے امید ہے کہ آپ احادیث کے سمجھنے سے قاصر نہیں ہوں گے اور علم حدیث کو آپ نے اساتذہ سے حاصل کیا ہوگا اور ہر حدیث کی قوت وضعف سے باخبر ہونگے ورنہ اس طرز پر سوال نہ لکھتے بلکہ صرف مسئلہ دریافت کرنے پر کفایت کرتے اس لئے میں نے ان احادیث کا ترجمہ پیش کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی۔

عن ابی موسیٰ رضی اللّٰہ عنہ قال علمنا رسول اللّٰہ ﷺ قَالَ اِذَا قُمْتُمْ اِلی الصَّلٰوۃِ فَلْیَؤُمَّکُمْ اَحَدُکُمْ وَاِذَا قَرأَ الْاِمَامُ فَانْصِتُوْا[۲] اخرجہ حمد[۳] ص ۴۱۵ ج۴ (اسنادہ اسناد مسلم)ولفظ مسلم[۴] ص ۱۷۴ ج ۱ فی حدیث ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ مرفوعاً واذا قرأ فانصتوا. ولاحمد[۵] ص ۳۷۶ ج۲ وابی داؤدص ۳۳۵[۶] ج ۱، وابن[۷] ماجہ ص ۶۱ والنسائی[۸] مثلہ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ مرفوعاً وقد صححہ مسلم[۹] وکذا صححہ[۱۰] ابن حزم فی المحلی ص ۲۳۹ ج۳.

---

[۱] اول من افردھا بالتالیف من قدماء المحدثین الامام ابوعبداللہ البخاری وسماہ جزء القراءۃ وھو مطبوع ومنھا تالیف الامام ابی بکر البیھقی وسماہ، کتاب القراءۃ وھو کذلک مطبوع بالھند ومنھا ھدایۃ المقتدی فی قراءۃ المقتدی للشیخ المحدث رشیداحمد الکنکوھی من مشائخ دیوبند الخ (معارف السنن ملخصاً ص ۱۸۳ تا ۱۸۴ ج ۳) باب ماجاء فی القراءۃ خلف الامام مکتبہ اشرفی دیوبند

[۲] ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں تعلیم دی کہ جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو تم میں سے ایک شخص تمہاری امامت کرے اور جب امام قرأت کرے تو تم خاموش ہو جاؤ۔

[۳] مسند احمد ص ۴۱۵ ج ۴ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

[۴] مسلم شریف ص ۱۷۴ ج ۱ باب التشھد فی الصلوۃ، مطبوعہ رشیدیہ دھلی.

[۵] مسند احمد ص ۳۷۶ ج ۲ مسند ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مطبوعہ دار الفکر بیروت.

[۶] ابوداؤد شریف ص ۸۹ ج ۱، باب الامام یصلی من قعود، مطبوعہ اشرفی دیوبند۔

[۷] ابن ماجہ ص ۶۱ ج ۱ باب اذا قرأ الامام فانصتوا، مطبوعہ رشیدیہ دھلی. (بقیہ اگلے صفحہ پر)

عن جابرؓ عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال من صلی خلف الامام فان قراء ة الامام له قراء ة اخرجه محمد [۱] ص۷۷ واحمد [۲] ص۳۳۹ ج۳ (وفی شرح لمقنع [۳] ص ۱۱ ج۱، هذا اسناد صحیح متصل رجاله کلهم ثقات) [۴] والطحاوی ص۱۲۸ ج۱، واحمد بن منیع والحدیث صحیح ولمالک [۵] ص ۲۹ عنه مرفوعاً بسند صحیح من صلیٰ رکعة ولم یقرأ فیها بام القراٰن فلم یصل الاوراء الامام وله بسند صحیح عن ابن عمرؓ قال اذا صلی احدکم خلف الامام فحسبه قرأة الامام واذا صلی وحده فلیقرأ قال وکان عبدالله لایقرأ خلف الامام . وفی الباب عن ابن مسعودؓ عند الطحاوی [۶] ص ۱۲۹ ج ۱ بسند صحیح . وعن ابن عباسؓ وابی الدرداءؓ عنده بسند حسن کذا فی فقه السنن والاٰثار .

ان احادیث میں کوئی اشکال اورالجھن ہوتو تحریر کریں اوراس تحریر کوبھی بھیجیں اگرخدانخواستہ عبارات عربیہ کے سمجھنے سے آپ قاصر ہوں تب بھی اس تحریر کو یہاں بھیجدیں۔تاکہ اردو میں بھی مسئلہ کوحل کردیا جائے اورآپ کی استعداد کے مطابق جواب لکھدیا جائے۔

(صفحہ گذشتہ) ۸؎ النسائی ص۱۴۶ ج۱ تاویل قوله عزوجل واذا قرئ القرآن فاستمعواله مطبوعه تهانوی دیوبند.

۹؎ قال ابواسحاق قال ابوبکر بن اخت ابی النصر فی هذا الحدیث فقال مسلم تریداحفظ من سلیمن فقال له ابوبکر فحدیث ابی هریرة رضی اللّٰه تعالیٰ عنه فقال هو صحیح یعنی واذا قرأ فانصتوا فقال هوعندی صحیح (مسلم ص۱۷۴ ج۱) باب التشهد فی الصلاة. مطبوعه سعد دیوبند

۱۰؎ قال علی واما نحن فانه عندنا صحیح (وقال فی موضع اخر) واما نحن فلا نقول فیما رواه الثقة انه خطأ (المحلی لابن جزم ص۲۴۰ وص۲۴۲ ج۳)، مطبوعه دار الفکر بیروت ص۲۷۰، ۲۷۲ ج۲، ماورد فی القراء ة خلف الامام وتفصیل مذاهب العلماء فی ذلک الخ.

(صفحہ ہٰذا) ۱؎ مؤطا امام محمد ص۹۸ باب القرأة فی الصلوٰة خلف الامام. مطبوعه اشرفی دیوبند

۲؎ هامش نصب الرایه ص۱۰ ج۲ فصل فی القرأة. حدیث من کان له امام فقرأة الامام الخ مطبوعه المجلس العلمی ڈابهیل، مسند احمد ص۳۳۹ ج۳، مسند جابر بن عبد الله رضی الله عنه، مطبوعه دار الفکر بیروت.

۳؎ هامش نصب الرایة ص۱۰ ج۲، مطبوعه المجلس العلمی ڈابهیل.

۴؎ طحاوی ص۱۲۸ ج۱ باب القرأة خلف الامام. مطبوعه دارالاشاعت کلکته.

۵؎ مؤطا امام مالک ص ۲۹ . ۲۸ ترک القرأة خلف الامام، وباب ماجاء فی ام القرآن، مطبوعه اشرفی دیوبند.

۶؎ طحاوی ص۱۲۹ باب القرأة خلف الامام، مطبوعه دار الاشاعت کلکته.

تنبیہ: . آپ نے شروع خط میں لکھا ہے۔فرض نماز میں جب امام کے پیچھے نماز کے لیے مقتدی کھڑا ہوتو صحیح بخاری شریف کی یہ حدیثیں پیش کی جاتی ہیں۔مگر سارے خط میں ایک بھی حدیث بخاری شریف کی نہیں ہے۔مہربانی فرما کر اپنے خط کو غور سے پڑھیں اور بتائیں کہ اس میں بخاری شریف کی کونسی حدیث ہے۔اگر نہیں ہے تو پھر بخاری شریف کا حوالہ کس لئے دیا ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۳/ ۹۳ھ

قراءت فاتحہ خلف الامام

سوال: کیا امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہ پڑھنا چاہئے حالانکہ ابوداؤد شریف جلد اول ص ۱۲۶ پر ہے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں ایک مرتبہ ہم فجر کی نماز رسول اللہ ﷺ کے پیچھے پڑھ رہے تھے کہ آپ پر قرآن پڑھنا مشکل ہوگیا جب آپ نماز سے فارغ ہوئے۔تو فرمایا شاید تم اپنے امام کے پیچھے پڑھتے ہو ہم نے کہا۔ہاں یارسول اللہ تو آپ نے فرمایا کہ سورہ فاتحہ کے علاوہ کچھ نہ پڑھو کیوں کہ جو شخص اس کو نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی یہ فجر کی نماز ہے امام جہر سے قرأت کرتا ہے اس وقت بھی سورہ فاتحہ آپ ﷺ ضروری قرار دیتے ہیں جزء القرأت ص۴ امام بخاری رحمہ اللہ علیہ لکھتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث متواتر سے آئی ہے کہ بغیر سورہ فاتحہ پڑھے نماز نہیں ہوتی غیب الغمام ص ۱۴۷ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے استاد امام عطا بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں صحابہ کرام جہری اور سری دونوں طرح کی نمازوں میں مقتدی کے لئے سورہ فاتحہ پڑھنے کے قائل تھے یہ ان کا آنکھوں دیکھا بیان ہے کیوں کہ انھوں نے دوسو۲۰۰ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو دیکھا تھا رہی وہ حدیث جس کا ترجمہ۔جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھتا ہے اس کے امام کی قرأت اس کی قرأت ہے۔اس حدیث کی بابت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جزء القرأت میں کہتے ہیں کہ ثابت نہیں۔دوسرے محدثین قریب قریب ایسا ہی حکم

لگاتے ہیں۔ ہدایہ کی تخریج میں حافظ زیلعی ابن حجر عسقلانی نے بھی اس کی تصحیح نہیں کی۔ نیز اس حدیث (من کان له الحدیث) کا ایک راوی موسیٰ بن ابی عائشہ ہے اور وہ پانچویں طبقہ کا ہے اور وہ عبداللہ بن شداد سے روایت کرتے ہیں جن کا انتقال ۸۰ھ میں ہوا خلاصہ میں لکھا ہے پانچویں طبقوں والوں کی ملاقات ان سے ہرگز نہیں ہے جو ۸۰ھ میں وفات پائے اس لئے یہ روایت منقطع ہے جو کسی بھی حال میں صحیح حدیث کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔

الجواب: حامداً و مصلیاً!

سوال میں نقل کردہ ابوداؤد کی روایت اگر متواتر ہے جیسا کہ امام بخاریؒ سے نقل کیا ہے تو بڑے تعجب کی بات ہے کہ حضرت امام بخاریؒ نے اس کو اپنی صحیح میں لینا کیوں پسند نہیں فرمایا حضرت نبی اکرم ﷺ وسلم کا بعد فراغت دریافت فرمانا خود قرینہ قویہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ معمول نہیں تھا نیز جس نے پڑھا حضور اکرم ﷺ سے اس کے پڑھنے کا حکم سنکر نہیں پڑھا جو چیز حکم سے پڑھی جاتی تھی اس کے متعلق کبھی استفسار نہیں فرمایا مثلاً تشہد تسبیح، رکوع، سجود، ثناء کے متعلق کبھی نہیں فرمایا کہ اپنے امام کے پیچھے پڑھتے ہو نیز اگر پڑھنے کا عام معمول ہوتا تو سب کہہ دیتے جی ہاں حضور ہم سب پڑھتے ہیں۔ ام الصحیحین مؤطا امام مالک ص ۲۹ میں[1] ہے۔

(۱) عن ابی ہریرۃ ؓ ان رسول الله صلی الله علیه وسلم اِنْصَرَفَ مِنْ صَلٰوۃٍ جَهَرَ فِیْهَا بِـالْقِرَاءَ ۃِ فَقَالَ هَلْ قَرَأَمَعِیْ مِنْكُمْ آنِفاً فَقَالَ رَجُلٌ اَنَا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ اَقُوْلُ مَالِیْ اُنَازِعُ الْقُرْاٰنَ فَانْتَهَی النَّاسُ عَنِ الْقِرَاءَ ۃِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْمَا جَهَرَفِیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، بِالْقِرَاءَ ۃِ حِیْنَ سَمِعُوْا ذٰلِكَ مِنْ رَسُوْ لِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ[1] ھ۔ یہ روایت ابوداؤد[2]، ترمذی[3]، نسائی[4]، ابن ماجہ[5]،

---

[1] المؤطا الامام مالک ص ۲۹ (ترک القراء ۃ خلف الامام فیما جهر فیه) کتب خانہ اعزازیہ دیوبند۔

[2] ترجمہ: حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول مقبول ﷺ ایک ایسی نماز سے فارغ ہوئے جس میں قرأت میں جہر فرمایا تھا اور ارشاد فرمایا۔ کیا ابھی تم میں سے کسی نے میرے ساتھ قرأت کی ہے؟ ایک شخص نے عرض کیا۔ میں نے یا رسول اللہ ﷺ، آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا میں بھی تو کہوں کہ میں قرآن پاک میں جھگڑا کئے (اگلے صفحہ پر)

احمدؒ[1] نے بھی بیان کی ہے اس سے ثابت ہوا کہ اگر کبھی کوئی امام کے پیچھے قرأت کر لیتا تھا تو اس ارشاد کے بعد وہ ختم کر دیا حنفیہ کی دلیل اولا آیت قرآنی ہے وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا. الآيه[2] نیز حدیث اِذَا قُرِأَ فَانْصِتُوْا امام مسلمؒ نے اپنی صحیح ص ۱۷۴ میں[3] اس کو صحیح کہا ہے امام عطا ابن ابی رباح کا ارشاد جنھوں نے صحابہ کرامؓ کو دیکھا اس کے معارض ہیں جو اوپر حضرت ابو ہریرہؓ سے بسند صحیح بحوالہ مؤطا وابوداؤد وترمذی ونسائی وابن ماجہ واحمد نقل کیا گیا ہے۔ جس میں صاف صاف موجود ہے۔

فَانْتَهَى النَّاسُ عَنِ الْقِرَاءَةِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اھ رہی وہ روایت کہ جو شخص سورہ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی تو یہ امام ومنفرد کے حق میں ہے مقتدی کے حق میں نہیں کیوں کہ اس روایت کو تتبع کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی میں تو اتنا ہی ہے "لاصلوٰة لمن لَمْ يَقْرَءْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ[4]"، کسی میں اس کے بعد " فصاعداً"، بھی ہے[5] کسی میں "فمازاد" ہے

(صفحہ گذشتہ) رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کو سن کر لوگ آنحضرت ﷺ کے ساتھ جہری نمازوں میں قرأت کرنے سے رک گئے۔

۲ ابوداؤد شریف ص۱۲۰ ج ا(باب من رأى القراء ة اذا لم يجهر) مطبوعہ کتب خانہ رشیدیہ دہلی

۳ ترمذی شریف ص ۷۱ ج ا(باب ماجاء فی ترک القراء ة خلف الامام اذا جهر بالقراء ة)مطبوعہ یاسر ندیم اینڈ کمپنی

۴ نسائی شریف ص۱۰۶ ج ا(ترک القراء ة خلف الامام فيما جهر به)مطبوعہ دار الکتاب دیوبند

۵ ابن ماجہ شریف ص ۶۱ (باب اذا قراء الامام فانصتوا) مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی

(صفحہ ہذا) ۱ مسند احمد ص۲۴۰ ج ۲ (مسند ابی ہریرہ) مطبوعہ دار الفکر۔ بیروت

۲ سورہ اعراف آیت ۲۰۴

ترجمہ:۔ اور جب قرآن پڑھا جایا کرے تو اس کی طرف کان لگا دیا کرو اور خاموش رہا کرو امید ہے کہ تم پر رحمت ہو (بیان القرآن)

۳ مسلم شریف ص ۱۷۴ ج ا (باب التشهد فى الصلوٰة) کتب خانہ رشیدیہ دہلی

۴ عن عبادة ابن الصامت ان النبى صلى الله عليه وسلم قال لاصلوٰة لمن لم يقرأ فيها بفاتحةالكتاب سنن ابن ماجه ص ۶۰ (باب القرأة خلف الامام) مکتبہ مجتبائی دہلی، بخاری شریف ص۱۰۴ ج ا کتاب الاذان، باب وجوب القراء ة للامام و المأموم الخ حضرت عبادة بن صامت سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے نماز میں سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز نہیں ہوئی۔ (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

کسی میں "فمافوقھا" ہے کسی میں "واٰیة او آیتین" ہے کسی میں "وشئی من القرآن" ہے کسی میں "وماسواھا" کسی میں "وسورة معھا" ہے اور یہ حال امام منفرد کا ہے مقتدی کا نہیں اگر سب کے لئے یہ حکم ہے کہ سورہ فاتحہ کے علاوہ کچھ نہ پڑھا کرو تو پھر "فصاعداً" اور "فمازاد" کس لئے فرمایا یہ تو سب فاتحہ کے علاوہ ہے کس چیز کے پڑھنے سے روکا ہے حنفیہ کے دلائل بہت ہیں۔

(٣) عن ابی موسیٰؓ قال علمنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اِذَا قُمْتُمْ فِی الصَّلٰوةِ فَلْيَؤُمّكم احدكم واذا قرء الامام فانصتوا رواه احمد[١] ومسلم[٢] وھو حدیث صحیح.

(۴) عن ابی ھریرةؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اِنَّمَاجُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَاِذَا قُرِأَ فَاَنْصِتُوْا رواه الخمسه[٣] الا الترمذی وھٰذا حدیث صحیح.

(۵) عن جابرؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مَنْ كَانَ لَهٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَ ةُ الْاِمَامِ لَهٗ قِرَاءَ ةٌ. رواه الحافظ احمد بن منیع فی مسنده ومحمد بن الحسن فی المؤطاء[۴] والطحاوی واسناده صحیح[۵].

(٦) عن عمران بن حصینؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ فَجَعَلَ رَجُلٌ يَقْرَأُ خَلْفَهٗ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اَيُّكُمْ قَرَأَ اَوْ اَيُّكُمُ الْقَارِئُ قَالَ

(صفحہ گذشتہ) ۵ عن عبادة بن صامت یبلغ به النبی صلی الله علیه وسلم قال لاصلوة لمن لم یقرأ بفاتحة الکتاب فصاعدا وفی روایة آخر فمازاد، ابوداؤد شریف ص١١٨ ج١ (باب من ترک القراء ة فی صلاته مطبوعه اشرفی دیوبند)

(صفحہ ہٰذا) ١ مسند احمد ص۴١۵ ج۴ مسندابی موسی اشعریؓ (مکتبه دارالفکر)بیروت

٢ مسلم شریف ص١٧۴ ج١ (باب التشهد فی الصلاة) کتب خانه رشیدیه دهلی

٣ سنن ابن ماجه ص٦١ باب اذا قرأ الامام فانصتوا، مکتبه مجتبائی دهلی، نسائی شریف ص١٠٦ ج١ تاویل قوله عز وجل واذا قُرأ القرآن فاستمعوا له الخ، مطبوعه فیصل دیوبند، مسلم شریف ص١٧۴ ج١ باب التشهد فی الصلوة، مطبوعه رشیدیه دهلی، ابوداؤد شریف ص١۴٠ ج١ کتاب الصلوة، باب التشهد، مطبوعه اشرفی دیوبند.

۴ مؤطا امام محمد ص٩٨ باب القراء ة فی الصلوة خلف الامام، مطبوعه اشرفی دیوبند

۵ طحاوی شریف ص١٢٨ ج١ باب القراء ة خلف الامام، مطبوعه دار الاشاعت کلکته.

رَجُلٌ اَنَا فَقَالَ قَدْ ظَنَنْتُ اَنْ بَعْضَكُمْ خَالَجَنِيْهَا رواه مسلم[1].

(٧) عن ابن عمرؓ قال اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ خَلْفَ الْاِمَامِ فَحَسْبُه' قِرَاءَ ةُ الْاِمَامِ وَاِذَا صَلّٰى وَحْدَه' فَلْيَقْرأ قَالَ وَكَانَ عَبْدُاللّٰه لَايَقْرَأُ خَلْفَ الْاِمَامِ. رواه مالکؒ فی الموطا[2] واسناده صحيح.

(٨) عن وهب ابن كيسان انه سمع جابر ابن عبدالله يقول من صلى ركعة لم يقرأ فيها بام القران فلم يصل الاوراء الامام. رواه مالک[3] واسناده صحيح. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ١٢/٢/١٤٠١ھ

اہل حدیث کا چیلنج قراءت فاتحہ کے متعلق

سوال: اہل حدیث نے ایک رسالہ جس کا نام ہے ''فصل الخطاب فی قراءۃ فاتحۃ الکتاب'' اس میں ان لوگوں نے دس حدیثیں درج کی ہیں، درج کرنے کے بعد ان لوگوں نے یہ بھی چیلنج دیا ہے، کہ ہم تمام علماء احناف ہند، خراساں، سندھ، پنجاب، عربستان، چین، جاپان، افریقہ، امریکہ، آسٹریلیا، یورپ وغیرہ کو بذریعہ چیلنج واشتہار ہذا کے دعوت دیتے ہیں کہ ان رسائل مندرجہ ذیل کو کسی آیت یا حدیث مرفوع متصل سے اور وہ حدیث جس مسئلہ کے ثبوت میں پیش کریں نص صریح ہو صحاح ستہ سے ثابت فرمادیں، تو یہ ان کو ہر آیت وحدیث کے بدلہ میں پچیس روپے انعام دیں گے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اہل حدیث حضرات کا چیلنج کوئی نیا چیلنج نہیں اور انعام کا وعدہ کوئی نیا وعدہ نہیں اور کتنی کمزور بات ہے کہ حق کی راہ میں خدمت کرنے کا صلہ ان کے نزدیک پچیس روپے انعام ہے، اگر وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم حق قبول کرلیں گے تو بات وزنی ہوتی مسائل مسئولہ کے متعلق رسالے لکھے گئے،

---

[1] مسلم شریف ص ١٧٢ ج ١ (باب منهى المأموم عن جهره بالقراءة خلف امامه) کتب خانہ رشیدیہ دہلی

[2] الموطا الامام مالک ص ٢٩ ترک القراءة خلف الامام فيما جهر فيه، مكتبه اعزازيه ديوبند

[3] المؤطا لامام مالک ص ٢٨ ماجاء في ام القرآن، مطبوعہ کتب خانہ اعزازیہ دیوبند

مناظرے کئے گئے، ہر چیز کی دلیل پیش کردی گئی، مگر یہ لوگ ان مسائل کوایسی طرح پیش کرتے ہیں کہ گویاان پر کبھی کلام ہی نہیں ہوا، آج کے پیدا شدہ مسائل ہیں، کارڈ میں اتنی تفصیل نہیں آسکتی جوآپ نے دریافت کی ہے، تاہم جو کارڈ میں آسکتا ہے عرض ہے۔ صحیح مسلم، ص۱۷۴[1] پر ہے ''اِذَا قُرِأَ فَاَنْصِتُوْا'' امام مسلم نے اس کوصحیح قرار دیا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] مسلم شریف، ص ۱۸۴ ج ۱ باب التشهد فی الصلوة، مطبوعه رشيديه دهلی، اعلاء السنن ص ۴۸ ج ۴ باب قوله تعالی واذا قرأ القرآن فاستمعوا له، مطبوعه امداديه مكه مكرمه، مسند احمد ص ۴۱۵ ج ۴ حديث ابی موسی الاشعری رضی الله تعالی عنه، مطبوعه دار الفكر بيروت.

ترجمه : جب امام قراءت کرے تو تم خاموش رہو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل چہارم : قراءت مسنونہ

قراءت مسنونہ

سوال: قراءۃ مسنونہ درمیان نماز میں جو کتب میں لکھی ہے مثلاً مغرب میں لم یکن الذین سے سورۂ ناس تک اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن حکیم سے اس وقت کی نماز میں اتنی ہی لمبی قراءت کی جائے جیسی ان سورتوں میں کی جاتی ہے یا ان ہی درمیانی سورتوں کا پڑھنا زیادہ ثواب ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

مسنون یہ ہی ہے کہ ان سورتوں کو پڑھا جائے[1] کبھی کبھی ان سورتوں کے علاوہ دوسری سورتوں کا پڑھنا بھی ثابت ہے[2] مگر عامۃ ان ہی سورتوں کو پڑھنا چاہئے۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[1] ویسن فی الحضر طوال المفصل من الحجرات الی آخر البروج فی الفجر والظهر الخ الدر المختار علی الشامی زکریا ص ۲۵۹، ۲۶۰، فصل فی القراءة مطلب، السنة تكون سنة عين وسنة كفاية عالمگیری کوئٹہ ص۷۷ ج ۱ الباب الرابع، الفصل الرابع فی القراءة، مجمع الأنهر ص۱۵۸ ج ۱ فصل فی القراءة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

[2] تارة يقتصر على ادنى ماورد كأقصر سورة من طوال المفصل فی الفجر او اقصر سورة من قصاره عند ضيق وقت او نحوه من الاعذار لانه عليه الصلوٰة والسلام قرأ فی الفجر بالمعوذتين لماسمع بكاء صبي خشية ان يشق على امه (الشامی نعمانيه ص۳۶۳ ج ۱) فصل فی القراءة)مطلب ان تكون سنة عين الخ.

نماز میں مفصلات پڑھنے کا حکم

سوال: فقہ کی تمام کتب میں نماز میں مفصلات پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے اور نماز کی سنتوں میں ایک میں ایک سنت قراءۃ مسنونہ بیان کی گئی ہے۔لیکن عام طور سے دیکھنے میں آتا ہے کہ امام اس کی مطلق پابندی نہیں کرتے، بلکہ مغرب میں طوالِ مفصل یا عشاء میں سورہ بقرہ وغیرہ پڑھا کرتے ہیں۔تو کیا اماموں کا یہ عمل ترکِ سنت کی تعریف میں آتا ہے یا نہیں؟ اور ایسا پڑھنا شرعی اعتبار سے کیسا ہے؟

الجواب: حامداًو مصلیاً!

مسنون طریقہ تو یہی ہے کہ اکثر وبیشتر مفصلات کی قراءت کی جائے ،لیکن کبھی اس کے خلاف کردیا جائے تو اس پر بھی کراہت کا حکم نہیں ہوگا۔البتہ مقتدیوں کی رعایت بھی اہم ہے[1]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۶/۱/۹۴ھ

مفصلات کو اہتمام سے پڑھنا

سوال: (۱) دریافت طلب امر یہ ہے کہ فقہاء کے ذکر کردہ تفصیل طوال مفصل، اوساط مفصل، قصار مفصل کے ساتھ قرأت کرنا کیسا ہے؟ اور یہ حکم صرف ائمہ کیلئے ہے یا منفرد کو بھی ہے؟

---

[1] واستحسنوا فی الحضر طوال المفصل فی الفجر والظهر واوساطه فی العصر والعشاء وقصاره فی المغرب لكن عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم انه اوتر بسبح اسم ربک الاعلی وقل یاایها الکافرون وقل هو اللّٰه احد فیقرأ احیاناً هذا للتبرک واحیانا غیر ذلک للتحرز عن هجران باقی القراٰن كذا فی التهذیب ولایزید علی القراءۃ المستحبة ولایثقل علی القوم (الهندية ص۷۸ ج۱ الفصل الرابع فی القرأة مطبوعه مصر) رد المحتار علی الدر المختار زکریا ص ۲۶۱، ۲۶۲ ج۲ فصل فی القراءۃ، مطلب السنة تکون سنة عین وسنة کفایة.

(۲) اسی ترتیب کو بلاکسی عذر کے عادۃً ترک کرنا یا مکمل سورت کے بجائے درمیانِ سورت سے چند آیات یا ایک آدھ رکوع پڑھنا اور عادۃً اکثر و بیشتر یا ہمیشہ اس طرح پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ اور کوئی عادۃً ایسا کرتا ہو تو اس کو ٹوکنا اور مکمل سورت کے لئے متوجہ کرنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

(۱) اس سنت کے مؤکدہ اور غیر مؤکدہ ہونے کی تصریح نہیں دیکھی، البتہ امام اور منفرد کا حکم مقدار قراءت میں یکساں ہے۔ کما فی شرح المنیۃ[1] ص۳۰۲ والدر المختار علی الشامی[2] ص۵۰۴ ج۱ والبحر الرائق[3] ص۳۴۰ ج۱ و مراقی الفلاح[4] ص۱۴۳، اس تفصیل کو فقہاء اہتمام سے ذکر کرتے ہیں اور اس کے دلائل بھی لکھتے ہیں۔ بعض کتب میں سنن کو جداگانہ بیان کیا ہے اور مستحبات کو جداگانہ اور اس تفصیل کو سنن میں شمار کیا ہے۔

(۲) عادۃً ایسا کرنا خلافِ افضل کو اختیار کرنا ہے، توجہ دلانا چاہئے۔ بِاَنَّ الافضل فی کل رکعۃ الفاتحۃ و سورۃ تامۃ اھ شامی[5] ص۵۰۵۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳/۷/۸۹ھ

تطویل قراءۃ علیٰ قدر السنۃ کی کراہت

سوال: درمختار میں تطویلِ قراءۃ علیٰ قدر السنۃ کو مکروہ تحریمی کہا ہے اور اس میں مقتدی راضی

---

[1] غنیۃ المستملی ص ۳۱۲ اما الطوال فمن سورۃ الحجرات الی البروج الخ صفۃ الصلوۃ، مطبوعہ سھیل اکیڈمی لاھور.

[2] ان القرآۃ المسنونۃ یستوی فیھا الامام والمنفرد (شامی نعمانیہ ص ۳۶۲ ج ۱ مطبوعہ زکریا ص ۲۶۰ ج ۲ فصل فی القراءۃ) مطلب السنۃ تکون سنۃ عین الخ.

[3] البحر الرائق مطبوعہ ماجدیہ کوئٹہ ص ۳۴۰ ج ۱ قبیل باب الامامۃ

[4] مراقی الفلاح علی الطحطاوی ص ۲۱۳ مطبوعہ مصر فصل فی بیان سننھا

[5] شامی زکریا ص ۲۶۱ ج ۲ باب صفۃ الصلاۃ. فصل فی القراءۃ. مطلب السنۃ تکون عین و سنۃ کفایۃ.

ہو یا ناراض اس کی بھی قید مذکور ہے۔ اگر مقتدی راضی نہ ہوں تب تو بات سمجھ میں آتی ہے۔ لیکن اگر راضی ہوں تو پھر کیا وجہ ہے پھر مکروہ تحریمی کیوں ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

درمختار کی وہ عبارت مع حوالہ باب نقل کیجئے تب اس کا جواب ہو سکے گا۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

مغرب کی نماز طویل، فجر عشاء مختصراً پڑھانا

سوال: مغرب کی نماز میں رکوع پڑھنا اور عشاء و فجر میں سورتیں پڑھنا کیسا ہے؟ کیا اس طرح نماز ہو جاتی ہے۔ امام صاحب قصداً سورہ الشّمس عشاء کی پہلی رکعت میں ایک ہفتہ تک برابر روزانہ پڑھاتے ہیں جب کہ دونوں رکعتوں میں رکوع پورا نہیں ہوتا تھا اور کبھی ایسا بھی کرتے ہیں کہ پہلی رکعت میں رکوع شروع کیا اور تھوڑا سا پڑھا، رکعت پوری کی، دوسری رکعت میں دوسرا رکوع شروع کر دیا اور وہ بھی پورا نہیں کیا۔ کیا آج کل کے اماموں کو بھی اجازت ہے کہ مغرب کی عشاء اور فجر وعشاء کی مغرب، مجھے تو ایسا ہی معلوم ہوتا ہے جیسا کہ اس شعر سے معلوم ہوتا ہے ؎

آج کل کے نوجوانوں کا یہ حلیہ کچھ نہ پوچھ
مونچھ کی ڈاڑھی بنی اور بن گئی ڈاڑھی کی مونچھ

الجواب: حامداً و مصلیاً!

اس طرح سب کی نماز ادا ہو جائے گی، امام صاحب پر اعتراض غلط ہے۔ اولیٰ بات یہ ہے کہ ہر رکعت میں مستقل سورۃ پڑھی جائے[1]۔ فجر اور ظہر میں طوالِ مفصل، عصر اور عشاء میں اوساطِ

---

[1] الافضل ان یقرأ فی کل رکعة الفاتحة وسورة کاملة (عالمگیری ص۷۸ ج۱) فصل فی القراءة شامی زکریا ص۲۶۱ ج۲ باب صفة الصلوة، فصل فی القراءة، مطلب السنة تکون سنة عین وسنة کفایة، تاتارخانیه ص۴۵۱ ج۱ فصل فی القراءة، نوع آخر فی الافضل بان یقرأ فی کل رکعة الخ، مطبوعه ادارة القرآن کراچی.

مفصل (سورہ بروج سے سورہ لم یکن تک) مغرب میں قصارِ مفصل (پارہ عم کے اخیر کی سورتیں[۱]) عشاء میں سورۂ والشّمس پڑھنے کی ترغیب خود حدیث پاک میں ہے[۲]۔ لہٰذا اس پر اعتراض کرنا غلط اور ناواقفیت ہے۔ مغرب کی نماز میں اگر کوئی رکوع یا چند آیت پڑھ لے تب بھی نماز نہ فاسد ہوتی ہے نہ مکروہ۔ امام صاحب بھی اپنی اصلاح کرتے رہیں اور مقتدی بھی اپنی اصلاح کرتے رہیں، بےفکر نہ ہوں اور اپنی کوتاہیوں سے غافل ہوکر دوسروں ہی کی عیب جوئی میں لگ جائیں گے تو تباہ ہوجائیں گے اور کبھی اپنی اصلاح کی توفیق نہ ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۱/۱/ ۹۳ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۱/۱/۹۳ھ

مقدار قراءت

سوال: نماز میں کتنی مقدار قراءت فرض کتنی واجب اور کتنی سنت ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

ایک آیت کی مقدار فرض[۳] ہے الحمد اور کوئی سورۃ یا تین آیات یا ایک آیت طویلہ واجب ہے[۴]۔

(صفحہ ہٰذا) [۱] قال القدوری یقرأ فی الفجر بطوال المفصل وفی الظهر والعصر والعشاء باواساط المفصل فی المغرب بقصار المفصل اما الطوال المفصل فمن سورة الحجرات ای سورة البروج الخ. (کبیری ص ۳۱۲) صفة الصلاة سہیل اکیڈمی لاہور البحر الرائق ص ۳۴۰ ج ا قبیل باب الامامۃ الہندیہ ص ۷۷ ج ا الشامی نعمانیہ ص ۳۶۳ ج ا۔ مطبوعہ زکریا ص ۲۶۰-۲۶۱ ج ۲ فصل فی القرأۃ۔ مطلب السنة تکون عین سنة کفایة.

[۲] اقرأو الشمس وضحها والليل اذا يغشى وسبح اسم ربک الاعلى. مشکوٰۃ شریف ص ۷۹ باب القرأة فی الصلاة. الفصل الاول مطبوعه یاسر ندیم دیوبند، مسلم شریف ص۱۸۷ ج ۱ کتاب الصلوة، باب القراءة فی العشاء، مطبوعه رشیدیه دهلی، نسائی شریف ص ۱۱۴ ج ۱ کتاب الصلوة، القراءة فی العشاء الآخرة بالشمس وضحها، مطبوعه بلال دیوبند.

[۳] ومنها القراءة وفرضها عند أبی حنیفة رحمه الله یتادی بآیة واحدة وان کانت قصیرة عالمگیری ص ۶۹ ج ۱ الباب الرابع فی صفة الصلوة، تاتارخانیة ص ۴۴۵ ج ۱ کتاب الصلوم، (بقیہ آئندہ پر)

حضر میں مفصلات کا پڑھنا سنت ہے۔[۱] یعنی فجر وظہر میں سورۂ حجرات سے آخر بروج تک کوئی سورۃ اور عصر وعشا میں اس کے بعد سے لم یکن تک اور مغرب میں اس کے بعد سے ختم تک[۲] اس کے علاوہ بھی کبھی کبھی مخصوص سورتوں کا پڑھنا ثابت ہے لیکن مقتدیوں کے حال اور وقت کی رعایت لازم[۳] ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

(صفحہ گذشتہ) الفصل الثانی فی فرائض الصلوة، الکلام فی قدر القراءة، مطبوعه ادارة القرآن کراچی، المحیط البرهانی ص ۴۰ ج ۲ کتاب الصلوة، الفصل الثانی فی الفرائض الخ، فصل فی القراءة، مطبوعه المجلس العلمی ڈابھیل.

[۴] وتجب قراءة الفاتحة وضم السورة أو ما يقوم مقامها من ثلاث آيات قصار أو آية طويلة (عالمگیری ص ۷۱ ج ۱ الفصل الرابع فی الواجبات مطبوعه کوئٹه، الدر المختار مع الشامی زکریا ص ۲۵۹ ج ۲ فصل فی القراءة، مطلب السنة تکون سنة عین وسنة کفاية، حلبی کبیری ص ۳۰۹ صفة الصلوة، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور.

(صفحہ ہٰذا) [۱] ويسن فی الحضر طوال المفصل فی الفجر والظهر الخ اور الدرالمختار علی الشامی زکریا ص ۲۶۰ ج ۲ فصل فی القرأة. مطلب السنة تکون سنة عین الخ

[۲] قال القدوری یقرأ فی الفجر بطوال المفصل وفی الظهر والعصر والعشاء باوساط المفصل فی المغرب بقصار المفصل الخ (کبیری ص ۳۱۲) صفة الصلوٰة قبیل اما الطوال المفصل فمن سورة الحجرت الخ مطبوعه لاهور البحرالرائق ص ۳۴۰ ج ۱ قبیل باب الامامة. الهندیه ص ۷۷ ج ۱ الفصل الرابع فی القراءة الشامی نعمانیه ص ۳۶۲ ج ۱ مطبوعه زکریا ص ۲۶۰ ج ۲ فصل فی القرأة. مطلب السنة تکون سنة عین الخ.

[۳] والظاهر ان المراد عدم التقدير بمقدار معين لكل احد وفی كل وقت كما يفيده تمام العبارة بل تارة يقتصر على ادنى ماورد كأقصر سورة من طوال المفصل فی الفجر او أقصر سورة من قصار عند ضيق وقت او نحوه من الاعذار لانه عليه الصلاة والسلام قرأ فی الفجر بالمعوذتين لما سمع بكاء صبی خشية ان يشق على امه الى قوله ولذا قال فی البحر عن البدائع والجماعة فيه انه ينبغی للإمام ان يقرأ مقدار ما يخفف على القوم الخ رد المحتار مع الدر المختار، زکریا ص ۲۶۲ ج ۲ فصل فی القراءة، مطلب السنة تکون سنة عین الخ، البحر الرائق ص ۳۴۱ ج ۱ قبیل باب الإمامة، مطبوعه کوئٹه، بدائع ص ۴۸۱ ج ۱ کتاب الصلوة، بیان قدر المستحب من القراءة مطبوعه زکریا دیوبند.

قراءت کے اخیر لفظ کو رکوع کی تکبیر کے ساتھ ملانا

سوال: امام کا سورۂ فاتحہ کے بعد سورہ یا آیت کے آخری لفظ پر وقف نہ کرنا بلکہ اللہ اکبر کے ساتھ وصل کر کے رکوع کو جانا (مثلاً وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ عَلیٰ مَاتَصِفُوْنَ اَللّٰہُ اَکْبَر) سنت کے موافق ہے یا نہیں

الجواب: حامداً و مصلیاً!

اگر آخری لفظ ثناء پر ختم ہوتو اس کو رکوع کی تکبیر کے ساتھ وصل کرنا اولیٰ ہے اگر ایسا نہ ہوتو وقف کر کے تکبیر کہنا اولیٰ ہے۔ ذکر فی التاتر خانیة تفصیلاً حسناً وھو انه اذا کان اٰخر السورة ثناء مثل وکبره تکبیرا فالوصل اولیٰ والافالفصل اولیٰ مثل ان شانئک ھو الابتر فیقف ویفصل ثم یکبر للرکوع. اھ شامی[۱] ص۳۳۱ ج۱۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

نماز میں پوری سورت سے کچھ کم پڑھنا

سوال: نماز میں حضور ﷺ سے سورتیں ہی پڑھنا ثابت ہے یا کہیں مختلف بھی پڑھنا ثابت ہے یعنی کوئی رکوع کسی سورت کا اور کوئی رکوع کسی سورت کا؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

حضور ﷺ سے ایک رکعت میں پوری سورت پڑھنا بھی ثابت ہے اور ایک سورت سے کم پڑھنا بھی ثابت ہے۔ بخاری[۲] شریف ص۱۰۶ ج۱ میں ہے عن عبداللہ بن السائب قرأ النبی صلی اللہ علیہ وسلم المؤمنون" فی الصبح حتیٰ اذا جاء ذکر موسیٰ وھارون او ذکر

---

[۱] شامی نعمانیه ص ۳۳۲،۳۳۳ ج ۱ فصل فی صفة الصلاة، قبیل مطلب فی اطالة الرکوع للجائی.

[۲] بخاری شریف ص ۱۰۶ ج ۱ کتاب الأذان، باب الجمع بین السورتین فی رکعة الخ، مطبوعه رشیدیه دهلی، مشکوة شریف ص ۸۰ باب القراءة فی الصلاة، مطبوعه یاسرندیم دیوبند.

عیسیٰ اخذته سعلةفركع الخ. فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ

الجواب صحیح: عبداللطیف عفا اللہ عنہ   الجواب: بندہ عبدالرحمٰن عفی عنہ

پہلی رکعت میں ایک سورت کا آخر اور دوسری رکعت میں دوسری سورت کا اول پڑھنا

سوال: ایک امام صاحب نے صبح کی نماز کی پہلی رکعت میں سورۂ یٰسین کا آخری رکوع پڑھ کر اس کے متصل دوسری سورت والصافات کا پہلا رکوع پورا پڑھا۔ ایسا کرنے سے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اس طرح پڑھنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی بلکہ درست ہوتی ہے۔ لیکن ایک رکعت میں پوری سورت پڑھنا افضل ہے۔ الافضل ان يقرأ فى كل ركعة الفاتحة وسورة كاملة فى المكتوبة ولو قرأ بعض السورة فى ركعة والبعض فى ركعة قيل يكره وقيل لايكره وهو الصحيح ولو قرأ فى ركعة من وسط سورة او من اٰخر سورة وقرأ فى الركعة الاخرىٰ من وسط سورة اخرىٰ او من اٰخر سورة اخرىٰ لاينبغى له ان يفعل ذلك علىٰ ماهو ظاهر الرواية ولٰكن لو فعل ذٰلك لاباس به. لو قرأ فى الركعة الاولىٰ اٰخر سورة وفى الركعة الثانية سورة قصيرة كما لوقرأ اٰمن الرسول فى ركعة وقل هو الله احد فى ركعة لايكره كذا فى التاتارخانية[1] اھ فتاوىٰ عالمگیری[2] ص ٧٨ ج ١ .فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[1] التاتارخانیہ ص ۴۵١ تا ۴۵٢ ج انوع آخر فى الافضل ان يقرأ فى كل ركعة بفاتحة الكتاب. مطبوعه ادارة القرآن والعلوم الاسلامية كراچى.

[2] عالمگیری کوئٹہ ص ٧٨ ج ١ الفصل الرابع فى القراءة، المحيط البرهانى ص ۴٦، ۴٧ ج ٢ الفصل الثانى فى الفرائض الخ، فصل فى القراءة، نوع آخر فى الافضل الخ مطبوعه المجلس العلمى ڈابھیل.

عشاء میں قراءت طویل کرنا

سوال: عشاء کی نماز میں تین چار رکوع کی مقدار قراءت طویل کرنا کیسا ہے خصوصاً ایسی صورت میں کہ عموماً مصلیوں کو اس قسم کے طول قراءت کی شکایت ہو، بینوا توجروا۔

الجواب: حامداً و مصلیاً!

عشاء کی نماز میں اوساط مفصل یعنی سورۂ بروج سے لم یکن تک بیچ کی سورتیں پڑھنا مسنون و مستحب ہے اگر مقتدی راغب ہوں تو اس سے طویل قرات بھی جائز ہے[۱] اگر مقتدی راغب نہ ہوں بلکہ چھوٹی سورتوں کو پڑھنے سے خوش ہوں تو قراءت مختصر کرنی چاہئے۔ حضور اکرم ﷺ نے امام کو طویل قراءت کرنے سے منع فرمایا ہے جب کہ مقتدی راغب نہ ہوں ویسن طوال المفصل من الحجرات الیٰ اٰخر البروج فی الفجر والظهر ومنها الیٰ اٰخر لم یکن او ساطه فی العصر والعشاء درمختار[۲] ص ۸۰ ج ۱ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةؓ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَمَّ اَحَدُکُمُ النَّاسَ فَلْیُخَفِّفْ فَاِنَّ فِیْهِمُ الصَّغِیْرَ وَالضَّعِیْفَ وَالْمَرِیْضَ فَاِذَا صَلّٰی وَحْدَهٗ فَلْیُصَلِّ کَیْفَ شَاءَ رواه الترمذی[۳]. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ ۱۳/ ۵/ ۵۲ھ
صحیح ہے: سعید احمد غفرلہٗ مدرس مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور
صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۵/ ۱/ ۱۳۵۲ھ

---

[۱] تارة یقرأ اکثر ماورد اذا لم یمل القوم (الشامی نعمانیه ص ۳۶۳ ج ۱) فصل فی القراءة.

[۲] درمختار علی الشامی نعمانیه ص ۳۶۲ تا ۳۶۳ ج ۱) فصل فی القراءة، مجمع الأنهر ص ۱۵۹ ج ۱ باب صفة الصلاة، فصل ثانی، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، عالمگیری کوئٹه ص ۷۷ ج ۱ الفصل الرابع فی القراءة.

[۳] (ترمذی شریف ص ۳۲ ج ۱) باب ماجاء اذا ام احدکم فلیخفف، مطبوعه رشیدیه دهلی.

پہلی رکعت کو زیادہ طویل کرنا

سوال: ایک رکعت میں زیادہ پڑھنا اور ایک میں کم کیسا ہے مثلاً کوئی شخص تراویح کی ایک رکعت میں عم کا تمام پارہ پڑھے اور دوسری رکعت میں الٓم کا نصف رکوع نماز میں کچھ فساد تو نہ ہوگا۔

الجواب: حامداً و مصلیاً!

اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی لیکن اس قدر پہلی رکعت کو لمبا کرنا خلاف افضل ہے[1]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۸/۱۰/ ۵۵ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ، صحیح: عبداللطیف ۱۲/ شوال ۵۵ھ

دوسری رکعت کو پہلی سے طویل کرنا

سوال: زید نے نماز فجر کی اول رکعت میں سورۂ قلم کا اخیر رکوع تلاوت کیا اور دوسری رکعت میں پوری سورۂ قیامہ تلاوت کی دریافت طلب امر یہ ہے کہ درصورت ہذا نماز میں کیا زیادتی ہوئی اور کیا کمی ہوئی برائے مہربانی مع حوالہ کتاب اللہ و کتب احادیث معتبرہ و کتب فقہ سے مفصل مدلل تحریر فرمائیے گا؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

افضل اور مستحب یہ ہے کہ ہر رکعت میں مستقل سورت پڑھی جائے اور فجر کی پہلی رکعت کا

---

[1] وفی شرح الطحطاوی وینبغی ان یقرأ فی الاولی بثلاثین آیة وفی الثانیة بقدر عشر آیات او عشرین کذا فی المحیط هذا لبیان الا ولیٰ واما لبیان الحکم، فالتفاوت وان کان فاحشا بان قرأ فی الاولی سورة طویلة وفی الثانیة ثلاث آیات لاباس به کذا فی الظهیر یة (الهندیة ص۷۸ ج ۱) الفصل الرابع فی القراء ة، حلبی کبیر ص ۳۱۲ صفة الصلاة، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور، البحر الرائق کوئٹه ص ۳۴۱ ج ۱ فصل واذا اراد الدخول فی الصلاة کبر الخ.

طویل کرنا دوسری سے بہتر ہے اور اس کا عکس مکروہ ہے۔ یعنی دوسری طویل کی جائے اور پہلی قصیر لیکن معمولی طور پر فجر کی کبھی دوسری رکعت طویل ہو جائے تو مکروہ نہیں۔ چنانچہ کلمات اور حروف کی شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ صورت مسئولہ میں اتنا طول نہیں ہوا جس سے نماز مکروہ ہوتی۔ وتطال اُولی الفجر فقط وقید بالاولیٰ لان اطالة الثانية على الاولیٰ تکره اجماعاً اھ بحر[1]۔

اقول وفی شرح منية المصلی للحلبی وفی القنية ان قرأ فی الاولیٰ والعصر وفی الثانية الهمزة يكره لان الاولیٰ ثلث اٰيات والثانية تسع اٰيات وتكره الزيادة الكثيرة واما ما روی انه صلى الله عليه وسلم قرأ فی الاولیٰ من الجمعة سبح اسم ربک الاعلیٰ وفی الثانية هل اتاک حديث الغاشية فزاد الثانية على الاولیٰ بسبع لكن السبع فی السور الطوال يسير دون القصار لان الست هنا ضعف الاصل والسبع ثمة اقل من نصفه فعلم منه ان الاطالة المذكورة انما تكره اذا كانت فاحشة الطول من غير نظر الیٰ عدد الأيات بحر ص ۳۴۲ ج ۱[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۵/ جمادی الاولیٰ ۶۶ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۶/ جمادی الاولیٰ ۶۶ھ

صحیح: عبد اللطیف

دوسری رکعت پہلی رکعت سے کس قدر طویل ہو سکتی ہے

سوال: بعض مساجد کے امام پہلی رکعت میں صرف ایک دو بڑی آیتیں پڑھتے ہیں اور دوسری

---

[1]...... البحر الرائق ص ۳۴۱ ج ۱ باب صفة الصلاة، مطبوعه كوئٹه الدر المختار على الشامی زكريا ص ۲۶۲، ۲۶۳ ج ۲ فصل فی القراءة، مطلب السنة تكون الخ، سكب الأنهر على مجمع الأنهر ص ۱۵۹، ۱۶۰ ج ۱ باب صفة الصلاة، فصل ثانی، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

[2] منحة الخالق على هامش البحر الرائق ص ۳۴۲ ج ۱، باب صفة الصلاة. مطبوعه كوئٹه، الدر المختار مع الشامی زكريا ص ۲۶۳، ۲۶۴ ج ۲ فصل فی القراءة، مطلب السنة تكون سنة عين الخ، حلبی كبير ص ۳۱۳ صفة الصلاة، مطبوعه سهيل اكيڈمی لاهور.

رکعت میں دس پندرہ آیتوں والی سورہ مثلاً والضحیٰ والطارق وغیرہ پڑھتے ہیں تو اس طرح پڑھنا کیسا ہے؟ آیتوں کے حروف کی تعداد پہلی رکعت سے حروف کی تعداد میں کتنا ہونا چاہئے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

ایسی صورت میں حرف گن کر دیکھ لیں۔ دوسری رکعت میں جس قدر حروف زائد ہوں وہ اگر پہلی رکعت والی سورت کے نصف سے زائد ہیں تو مکروہ ہے[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۴/ ۸۹ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

دوسری رکعت میں کتنی آیتوں کی زیادتی سے نماز مکروہ ہوگی

سوال: پہلی رکعت سے دوسری رکعت میں کس قدر آیتیں زیادہ ہو جائیں جو نماز کے مکروہ ہونے کا سبب ہوگا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

تین آیات کی مقدار زیادتی سے کراہت تنزیہی ہوگی طحطاوی[۲] ص۱۹۳ مگر یہ ان چھوٹی سورتوں میں ہے جن کی آیات چھوٹی بڑی ہونے میں قریب قریب ہیں ورنہ بڑی سورتوں میں جن

---

[۱] فان تفاوتت تعتبر من حيث الكلمات فاذا قرأ في الاولىٰ من الفجر عشرين آية طويلة وفي الثانية منها عشرين آية قصيرة تبلغ كلماتها قدر نصف كلمات الاولىٰ فقد حصل السنة ولو عكس يكره (الشامي نعمانيه ص۳۶۴ ج ۱) فصل في القراءة. حلبي كبير ص ۳۱۴ صفة الصلاة، مطبوعه سهيل اكيڈمي لاهور تبيين الحقائق ص ۱۳۱ ج ۱، قبيل باب الامامة، مطبوعه امداديه ملتان.

[۲] ويكره تطويل الركعة الثانية على الركعة الاولىٰ بثلاث آيات(مراقي الفلاح) وكراهة الاطالة بالثلاث فاكثر في غير ما وردت به السنة تنزيهية(مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص۲۸۶)مطبوعه مصري فصل في المكروهات، حلبي كبير ص۳۱۳ صفة الصلاة، مطبوعه سهيل اكيڈمي لاهور، النهر الفائق ص ۲۳۴ ج ۱ قبيل باب الامامة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

کی آیات میں بڑے چھوٹے ہونے کا نمایاں فرق ہو حروف کی گنتی کا اعتبار ہوگا۔جس کا حاصل یہ ہے کہ اگر دوسری رکعت میں جو سورت پڑھی گئی ہے اس کے زیادتی والے حروف پہلی رکعت کے سورت کے نصف کے برابر یا زائد ہیں تو کراہت ہوگی ورنہ نہیں۔ جو سورتیں نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہیں وہ کراہت میں داخل نہیں۔شامی[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دوسری رکعت کو پہلی رکعت پر طویل کردیں تو کیا حکم ہے؟

سوال: اگر پہلی رکعت سے دوسری رکعت میں قراءت طویل ہوجائے تو کیا حکم ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً!

دوسری رکعت کو پہلی رکعت سے ایسا طویل کردینا کہ طول فاحش ہوجائے مکروہ ہے جہاں ثابت ہے وہاں مکروہ نہیں[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۹/ ۸۹ھ

سنت میں دوسری رکعت کا پہلی رکعت سے طویل پڑھنا

سوال: چاررکعت سنت نماز میں پہلے چھوٹی سورت بعد میں بڑی سورت پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

---

[1] واستثنیٰ فی البحر ماوردت به السنة ای کقراء ته علیه الصلاة والسلام فی الجمعة والعیدین فی الاولیٰ بالاعلیٰ وفی الثانیة بالغاشیة فانه ثبت فی الصحیحین الخ.(الشامی نعمانیه ص۳۶۵ ج ۱) فصل فی القراء ة، مطلب السنة تکون سنة عین الخ، البحر الرائق کوئٹه ص ۳۴۲ ج ۱ قبیل باب الامامة.

[2] واطالة الثانیة علی الاولی یکره تنزیها اجماعا ان بثلاث آیات ان تقاربت طولا وقصراً واعتبر الحلبی فحش الطول لاعداد الآیات واستثنی فی البحر ماوردت به السنة الخ الدر المختار علی الشامی زکریا ص۲۶۳، ۲۶۴ ج۲ فصل فی القراء ة، مطلب السنة تکون سنة عین الخ، حلبی کبیر ص ۳۵۶ کراهیة الصلاة، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور.

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اس طرح کرنا مناسب نہیں ہے[۱]۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۱۰/ ۸۹ھ

امام کا فرض نماز میں ختمِ قرآن

سوال: ایک امام صاحب فجر کی نماز میں قرآن مجید کو آلٓمٓ سے پڑھتے ہیں جس طرح تراویح میں قرآن پڑھا جاتا ہے تھوڑا تھوڑا کرکے اور ختم ہوجاتا ہے۔ تو پھر شروع سے پڑھنا شروع کردیتے ہیں، ان کا کئی سال سے یہی دستور ہے۔ علاوہ ازیں بہت جلدی جلدی آہستہ آواز سے، بسا اوقات مقتدی سننے سے محروم رہتے ہیں اور مقتدی ان کے اس پڑھنے سے راضی بھی نہیں ہیں۔ لہٰذا دریافت طلب یہ امر ہے کہ از روئے شرع امام کے اس فعل میں کوئی حرج تو نہیں ہے اور اگر ہے تو کیا؟ بینوا توجروا۔

الجواب: حامداً ومصلیاً!

امام صاحب کا اس طرح پڑھنا خلافِ سنت ہے ان کو اس سے احتراز کرنا چاہئے۔ خصوصاً جب کہ مقتدی اس سے راضی نہیں ہیں، گو نماز اس سے صحیح ہوجاتی ہے فاسد نہیں ہوتی۔ مسنون طریقہ یہ ہے کہ فجر میں طوالِ مفصل یعنی سورہ حجرات سے سورہ بروج تک کی سورتیں وقت کی گنجائش اور مقتدیوں کے تحمل کی رعایت سے پڑھا کریں[۲]۔ اگر وقت میں کمی ہو یا مقتدیوں میں تحمل

---

[۱] ویکرہ تطویل الثانیة علی الاولیٰ فی جمیع الصلوٰت الفرض بالاتفاق والنفل علی الاصح الحاقا لہ بالفرض (مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۲۸۶ مطبوعہ بمصر فصل فی المکروہات) الھندیہ ص ۷۸ ج ۱ الفصل الرابع فی القراءة. الشامی نعمانیہ ص ۳۶۴ ج ۱. فصل فی القراءة، مطلب السنة تکون سنة عین الخ. حلبی کبیر ص ۳۵۶ کراھیة الصلاة، مطبوعہ سھیل اکیڈمی لاھور.

[۲] قولہ الا بالمسنون وھو القراءة من طوال المفصل فی الفجر والظھر واوساطہ فی العصر، والعشاء وقصارہ فی المغرب (الشامی نعمانیہ ص ۳۳۰ ج ۱ فصل فی صفة الصلوٰة (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

نہ ہوتو اس سے چھوٹی سورتیں پڑھیں[۱]۔ اگر وقت زیادہ ہو اور مقتدی راغب ہوں تو اس سے بڑی سورت میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔ ایک رکعت میں پوری سورہ پڑھنا افضل ہے[۲]۔ اگر تمام قرآن کریم نماز میں پڑھنا ہو تو اپنی تنہا نماز میں پڑھیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ گنگوہی

الجواب صحیح: سعید احمد مظاہر علوم سہارنپور ۲ر جمادی الاول ۵۹ھ

صحیح: عبداللطیف

ترتیل کے ساتھ قراءت

سوال: ایک قاری صاحب امام مسجد ہیں جس طرح وہ مجلس وغیرہ میں قرآن پڑھتے ہیں اسی طرح نماز کے اندر بھی پڑھتے ہیں۔ آیا نماز کے اندر قرآن حدر کے ساتھ پڑھنا چاہئے یا جس طرح وہ مجلس وغیرہ میں پڑھتے ہیں اس طرح سے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

ترتیل کے ساتھ پڑھنے کا امر قرآن کریم میں وارد ہے اور یہ نماز کیلئے ہے۔ یٰٓاَیُّھَا الْمُزَمِّلُ قُمِ

(صفحہ گذشتہ) مطلب قراء ۃ البسلمة بين الفاتحة الخ) كبيری ص ۳۱۲، باب صفة الصلاة، مطبوعه سهيل اكيڈمی لاهور، البحر الرائق كوئٹه ۳۴۰ ج ۱ قبيل باب الامامة، الهندية ص۷۷ ج ۱ الفصل الرابع فی القراء ۃ مطبوعه كوئٹه.

(صفحہ ہٰذا) [۱] او اقصر سورة من قصاره عندضيق وقت او نحوه من الا عذارلانه عليه السلام قرء فی الفجر بالمعوذ تين (الی قوله) وتارة يقرأ اكثر ماورد اذا لم يمل القوم (الشامی نعمانيه ص۳۶۳ ج ۱ فصل فی القراء ۃ، مطلب السنة تكون سنة عين الخ كبيری ص۳۱۷، صفة الصلاة، مطبوعه سهيل اكيڈمی لاهور، البحر الرائق كوئٹه ص ۳۴۱ ج ۱ فصل واذا اراد الدخول فی الصلاة الخ.

[۲] ان الافضل قراء ۃ سورة واحدة ففی جامع الفتاویٰ روی الحسن عن ابی حنيفة انه قال لااحب ان يقرأ سورتين بعدالفاتحه فی المكتوبات ولو فعل لايكره وفی النوافل لابأس به (الشامی نعمانيه ص۳۳۰ ج ۱) فصل فی صفة الصلاة، مطلب قرأة البسملة بين الفاتحة الخ، تاتارخانية كراچی ص ۴۵۱ ج ۱ نوع آخر الافضل ان يقرأ الخ، المحيط البرهانی ص۴۶ ج ۲ نوع آخر الافضل ان يقرأ الخ مطبوعه المجلس العلمی ڈابهيل.

اللَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلاً نِّصْفَهٗ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلاً اَوْزِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلاً (الآية[1])

حضرت نبی کریم ﷺ کا معمول بھی یہی تھا[2] حدراً پڑھنے کی بھی اجازت ہے۔ترتیل کے ساتھ پڑھنے کی فقہ میں تاکید ہے[3] مگر قواعد تجوید کی رعایت لازم ہے۔الاخذ بالتجوید حتم لازم من لم یجود القراٰن اثم (جزری[4])

نیت یہ رکھے کہ اللہ پاک کو سنارہا ہے۔مقتدیوں کے حال کی رعایت چاہئے۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۸/ ۹۰ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

اپنی نماز پڑھ کر امام کی نماز میں شریک ہوا تو اس پر قراءت لازم نہیں

سوال: ایک شخص فرض نماز ادا کر چکا تھا مثلاً ظہر عشاء کی ، بعد میں یہ شخص کسی دوسری مسجد میں پہونچا اور وہاں نماز نہ ہوئی تھی۔اس کے پہونچنے پر نماز شروع ہوئی۔یہ بھی اس نماز میں نفل کی نیت سے شریک ہوگیا اور امام فرض پڑھا رہا ہے۔ادا فرض کی آخیر کی دو رکعتوں میں قراءت ضروری نہیں اور نفل میں چاروں رکعتوں میں الحمد اور ضم سورہ ضروری ہے۔تو کیا یہ شخص جو نفل کی نیت سے شریک ہے آخیر کی دو رکعتوں میں امام کے پیچھے بھی سورہ فاتحہ اور ضم سورہ کرے گا یا نہیں؟ اسی طرح

[1] سورۃ المزمل ۱،۳ ترجمہ: ۔اے کپڑوں میں لپٹنے والے رات کو کھڑے رہا کرو مگر تھوڑی سی رات یعنی نصف رات یا اس نصف سے کسی قدر کم کردو یا نصف سے کچھ بڑھادو اور قرآن کو خوب صاف صاف پڑھو (بیان القرآن ص ۵۰ ج ۳)

[2] عن یعلی ابن مملک انه سأل ام سلمة عن قراء ة رسول الله صلی الله علیه وسلم وصلاته قالت مالكم وصلاته ثم نعتت قراء ته فاذا هی قَنْعَتُ قراء ةً مفسرةً حرفاً حرفاً (نسائی ص ۱۱۶ ج ۸ تزیین القرآن بالصوت کتاب الافتتاح، مطبوعه فیصل دیوبند)

[3] یقرءُ فی الفرض بالترسل حرفاً حرفاً (الدرالمختار علی رد المحتار نعمانیه ص ۳۶۳ ج ۱) فصل فی القراء ة، تاتارخانیة کراچی ص ۴۵۲ ج ۱ نوع آخر الافضل ان یقرأ الخ.

[4] المقدمة الجزریة علی هامش فوائد التجویدیة ص ۴۳، باب التجوید، مطبوعه مدینه منوره.

ایک شخص جوکہ مفترض ہے اورامام کے پیچھے نماز ادا کررہاہے اورسرّی نماز ہے ظہر کی یاعصر کی یامغرب وعشاء کی آخیر دورکعتوں میں قصداً یانسیاناً قراءت کرے امام کے پیچھے تواس کی نماز فاسد ہوجائے گی؟

الجواب: حامداًومصلیاً!

مقتدی فرض پڑھے یانفل، سرّی نماز ہو یاجہری اس کوقراءت کی اجازت نہیں، خواہ امام کی نمازفرض ہو یانفل۔اذا قرأ فانصتوا (الحدیث) مسلم شریف[۱]۔اگرمقتدی نے قصداً قراءۃ کی تو مکروہ تحریمی کا ارتکاب کیا۔نماز فاسد نہیں ہوئی[۲]۔سہواً قراءت سے اس کے ذمہ سجدۂ سہو واجب نہیں۔کذافی ردالمحتار[۳]۔　　فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمودغفرلہٗ دارالعلوم دیوبند۳/۸/ ۹۲ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند۴/۸/ ۹۲ھ

مقتدیوں کے کہنے کے موافق نماز میں سورتیں پڑھنا

سوال: ہماری مسجد میں امام ہیں لوگ کہتے ہیں کہ آج یہ سورت پڑھئے اورآج یہ سورت پڑھئے اوروہ اسی پرعمل کرتے ہیں یہ کیساہے اورمصلیان کا کہنا جائزہے یانہیں، نماز ہوجائے گی یانہیں؟

الجواب: حامداًومصلیاً!

نماز ہوجائے گی مگرمقتدیوں کونہیں چاہئے کہ امام کواپنے پابندکریں اورامام کے لئے بھی یہ

---

[۱] (مسلم شریف ص ۱۷۴ ج ۱) باب التشھد فی الصلوٰۃ،مطبوعہ رشیدیہ دھلی.

[۲] المؤتم لا یقرأ مطلقاً فان قرأ کرہ تحریماً وتصح فی الاصح (درمختار مع الشامی نعمانیہ ص۳۶۶ ج۱) فصل فی القرأۃ.

[۳] ویجب السھو بھما ای بالجھر والمخافتۃ علی منفرد ومقتدٍ بسھو امامہ ان سجد امامہ لابسھوہ اصلا(درمختار) وفی الشامیۃ روی ابن عمر عنہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس علی من خلف الامام سھو (شامی نعمانیہ ص ۴۹۹ ج ۱) باب سجود السھو.

پابندی لازم نہیں[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

آیات پر وصل اور بغیر آیات کے فصل کرنا

سوال: کیا امام کے لئے جائز ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت میں وصل اور فصل اپنے اختیار سے کرے یعنی جہاں آیات ہیں وہاں نہ ٹھہرے اور جہاں آیات نہیں وہاں ٹھہرے اور یہ بات ان کی عادت میں داخل ہو اور اگر ان کو سمجھایا جائے تو وہ کہہ دیں کہ قرآن پڑھنا میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے کیا یہ جائز ہے اور اس طرح کہنا جائز ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

بے موقع سانس ٹوٹ جانے کی وجہ سے اگر فصل کر دے تو معذوری ہے قصداً ایسا نہیں کرنا چاہئے[۲]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۰/۴/۱۴۰۱ھ

فجر کی نماز میں کیا سورتیں پڑھی جائیں

سوال: امام صاحب نماز فجر پڑھا رہے ہیں وقت مکروہ ہونے میں دیر ہے قراءت میں سورۂ نباء، بروج یا اسی کی مقدار میں دوسری سورت قراءت فرماتے ہیں تسبیحات پانچ بار ادا کرتے ہیں

---

[۱] ویکرہ تعیین سورة غیر الفاتحة لانها متعینه وجوباً و کذا المسنون المعین هذا بحیث لایقرأ غیرها لمافیه من هجر الباقی الایسر علیه او تبرکابقراء ة النبی صلی الله علیه وسلم فلایکره. مراقی الفلاح ص۵۵ فصل فی المکروهات، عالمگیری کوئٹه ص۷۸ ج۱ الفصل الرابع فی القراء ة، تبیین الحقائق ص۱۳۱ ج۱ فصل واذا اراد الدخول فی الصلاة الخ مطبوعه امدادیه ملتان.

[۲] اما الوقف فی غیر موضعه والابتداء من غیر موضعه فلا یوجب ذلک فساد الصلاة ایضا لعموم البلوی بانقطاع النفس او النسیان وعدم معرفة المعنی فی حق العجم واکثر العوام وهٰذا عند عامة علمائنا الخ حلبی کبیر ص۴۸۰ زلة القاری، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور، عالمگیری کوئٹه ص۸۱ ج۱ الفصل الخامس فی زلة القاری، الدر المختار مع الشامی زکریا ص۳۹۵ ج۲ زلة القاری.

لیکن کچھ مقتدی کہتے ہیں کہ نماز میں دیر ہو جاتی ہے۔ کھڑے کھڑے پیر درد کرنے لگتے ہیں آپ اپنی نماز پڑھیں جب دیر تک کھڑے رہو حالاں کہ مقتدی تندرست ہیں کوئی کمزور نہیں ہے محض نفس کی وجہ سے ایسا کہتے ہیں جب کہ کچھ مقتدی کہتے ہیں کہ دیر نہیں ہوتی۔ اب یہ تحریر فرمائیے کہ مقتدی کی رعایت کر کے نماز مختصر پڑھائی جاوے یا نماز میں خشوع خضوع لایا جاوے کیوں کہ شریعت نے مقتدی کی رعایت کرنا بھی ضروری بتایا ہے اور نماز میں خشوع خضوع لانے کے لئے تسبیحات، قیام قعود کو لمبا کرنے کا حکم آیا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

عام مقتدیوں کی رعایت کے تحت ہی فقہاء نے لکھا ہے کہ نماز فجر میں طوال مفصل کا پڑھنا مستحب ہے پس سورہ نباء اور سورہ بروج کا پڑھنا خلاف رعایت اور خلاف مستحب نہیں خاص کر جب کہ مقتدی تندرست اور قوی ہوں۔ (کذا فی الطحطاوی[1])۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

حافظ کو قرآن کریم پڑھنے میں گرانی ہو تو وہ کیا کرے

سوال: اگر کسی کو کچھ قرآن حفظ ہو مگر اس قدر تراویح میں بحالت قیام پڑھنا گراں ہو تو ایسا کمزور شخص بیٹھ کر تراویح اور تہجد پڑھے یا کھڑے ہو کر صرف الم ترکیف سے اور چھوٹی چھوٹی سورتوں سے تراویح اور تہجد ادا کرے۔؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

جب تک کھڑا ہو کر پڑھ سکے کھڑا ہو کر پڑھے[2] بقیہ طویل قرأت دو رکعت میں یا زیادہ

[1] ویسن ان تکون السورة المضمومة للفاتحة من طوال المفصل فی صلوة الفجر والظهر (مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۲۱۲ فصل فی بیان سننها)، مطبوعه مصر، البحر الرائق کوئٹه ص ۳۴۰ ج ۱ قبیل باب الامامة، الدر المختار مع الشامی زکریا ص ۲۶۰ ج ۲ فصل فی القراءة، مطلب السنة تکون سنة عین الخ. (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

میں بیٹھ کر پوری کرلے۔ تراویح اور تہجد دونوں میں ایسا ہی کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررۂ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مغرب کی نماز میں سورہ کافرون وسورہ لہب پڑھنا

سوال: امام نے مغرب کی نماز میں "قل یایھاالکافرون الخ"، کو پڑھا اور دوسری میں "تبت یدا الخ"، تو کیا نماز میں کچھ خرابی ہوگی یا نہیں یا سجدہ سہو کرنا پڑے گا؟ عمداً یا سہواً دونوں صورتیں ذکر فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً!

فرض نماز میں عمداً یہ صورت مکروہ تنزیہی ہے[۱] سجدہ سہو واجب نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررۂ العبد محمود غفرلہٗ ۹۲/۳/۱۸ھ

الجواب صحیح: العبد نظام الدین ۹۲/۳/۱۹ھ

(صفحہ گذشتہ) [۲] اما لو قدر علی بعض القراء ة اذا قام فانه یلزمه ان یقرأ مقدار قدرته والباقی قاعدا شامی زکریا ص ۱۳۳ ج ۲ باب صفة الصلاة، بحث القیام، حلبی کبیر ص ۲۶۲ الثانی القیام، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور، سعایه ص ۱۱۱ ج ۲ باب صفة الصلاة، القیام، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور.

(صفحہ ہذا) [۱] ویکره فصله بسورة بین سورتین قرأهما فی رکعتین لما فیه من شبهة التفضیل والهجر وقال بعضهم لایکره اذا کانت السورة طویلة کما لو کان بینهما سورتان قصیرتان. مراقی الفلاح ص ۵۳ فصل فی المکروهات، شامی کراچی ص ۵۴۶ ج ۱ قبیل باب الامامة، تاتارخانیه کراچی ص ۴۵۲ ج ۱ نوع آخر فی الافضل بان یقرأ فی کل رکعة الخ.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل پنجم :

سورت اور آیت کا تکرار وترتیب

چھوٹی سورت کا درمیان میں چھوڑ دینا

سوال: اگر حالت نماز میں سورہ کوثر چھوڑ دی جائے پہلے اور بعد کی سورہ پڑھ لی جائے تو نماز ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

نماز ادا ہو جائیگی مگر فرض نماز میں قصداً ایسا کرنا مکروہ تنزیہی ہے[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۲۳/۳/ ۸۶ھ

جواب درست ہے:۔ سید مہدی حسن غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دار العلوم دیوبند

---

[1]......ویکرہ فصله بسورة بين سورتين قرأ هما فى ركعتين لمافيه من شبهة التفضيل والهجر، مراقى الفلاح على هامش الطحطاوى ص۲۸۷ فصل فى المكروهات، مطبوعه مصر، الدر المختار على الشامى ص ۲۶۹ ج۲ فصل فى القراء ة، مطلب الإستماع للقرآن فرض كفاية، مطبوعه زكريا ديوبند، تاتارخانية، ص ۴۵۲ ج ۱ الفصل الثانى فى فرائض الصلوة وواجباتها، نوع آخر فى الافضل بأن يقرأ فى كل ركعة الخ مطبوعه كراچى.

ایک رکعت میں کئی سورتیں پڑھنا

سوال: اگر کوئی شخص کسی ایک رکعت میں کئی کئی سورتیں پڑھے مثلاً سورہ نبا کے بعد قل ہو اللہ پھر ناس، کیا یہ جائز ہے؟

دوم کیا ہر سورت کے شروع کرتے وقت بسم اللہ پڑھنا چاہئے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

فرائض میں نامناسب، نوافل میں مضائقہ نہیں طحطاوی[1] جہری نماز میں سورت کے شروع میں بسم اللہ نہ پڑھے۔ سری میں پڑھے۔ یہی طریقہ بہتر ہے۔ طحطاوی[2] ص ۱۴۲۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

ایک رکعت میں متعدد سورتیں پڑھنا

سوال: ایک امام نے صبح کی نماز میں فاتحہ کے بعد سورہ جمعہ پڑھا پھر انا انزلنا پڑھا اور دوسری رکعت میں سورہ الم ترکیف سے لے کر سورہ ناس تک پڑھا۔ کیا اس طرح فرض نمازوں میں سورتوں کا ملانا درست ہے یا نہیں؟ جواب دلیل کے ساتھ تحریر کریں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً!

اس طرح ایک رکعت میں متعدد سورتوں کو فرض نماز میں جمع کرنا ثابت نہیں۔ اس لئے

---

[1] والجمع بین سورتین بینهما سوراو سورة وفی الخلاصة لایکره هذا فی النفل (قوله والجمع الخ.) ای فی رکعة واحدة کمافیه من شبهة التفضیل الخ مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۲۸۷) فصل فی المکروهات، شامی علی الدر المختار زکریا ص ۲۶۹ ج ۲ فصل فی القراء ة، مطلب الاستماع للقرآن فرض کفایة تاتارخانیة ص ۴۵۲ ج ۱ الفصل الثانی فی فرائض الصلوة الخ، نوع آخر فی الافضل ان یقرأ فی کل رکعة الخ مطبوعه کراچی.

[2] وعن محمد انها تسن فی السریة دون الجهریة لئلا یلزم الاخفاء بین جهرین وهو شنیع (طحطاوی ص ۲۱۰) فصل بیان سننها کتاب الصلاة، مطبوعه مصر، بدائع الصنائع ص ۴۷۸ ج ۱ سنن الصلاة، الکلام فی التسمیة، مطبوعه زکریا دیوبند.

خلافِ سنت ہے۔لیکن نماز پھر بھی ادا ہوگئی سجدۂ سہو بھی واجب نہیں ہوا۔ کیونکہ کوئی واجب ترک نہیں ہوا[۱]۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۸/۲/۹۴ھ

ہر رکعت میں ایک ہی سورت کو پڑھنا

سوال: ہر رکعت میں اگر ایک ہی سورت پڑھی جائے تو جائز ہے یا ناجائز اگر مجبوری کے سبب ایسا کرے تو کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداًو مصلیاً!

اگر کسی کو ایک ہی سورت یاد ہو تو وہ اسی سورت کو پڑھے گا اور اس میں کوئی کراہت[۲] نہیں اگر اور سورت بھی یاد ہو تو فرض نماز میں قصداً ہر رکعت میں ایک ہی سورت کو پڑھنا مکروہ ہے۔ بھولے سے ایسا کرنا مکروہ نہیں[۳] نوافل میں مطلقاً مکروہ نہیں[۴]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

ایک سورت کو دو رکعتوں میں پڑھنا

سوال: ایک امام نے صبح کی نماز میں سورہ دہر کا پہلا رکوع پہلی رکعت میں پڑھا اور دوسرا

---

[۱] انہ لایجب الا بترک الواجب من واجبات الصلاۃ فلا یجب بترک السنن الخ حلبی کبیر ص ۴۵۵ فصل فی سجود السھو. مطبوعہ سھیل اکیڈمی لاھور.

[۲] وکذا (یکرہ) تکرارھا فی الرکعتین ان حفظ غیرھا وتعمدہ لعدم ورودہ فان لم یحفظہ وجب قراءتھا (مراقی الفلاح علی الطحطاوی ص ۲۸۶) فصل فی المکروھات. مطبوعہ مصر

[۳] واذا قرأ فی الاولیٰ قل اعوذ برب الناس لاعن قصد یکررھا فی الثانیہ ولاکراھۃ فیہ اما اذا قرأھا عن قصد فیکرہ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۲۸۶) فصل فی المکروھات،مطبوعہ مصر، شامی زکریا ص ۲۶۸ ج ۲ فصل فی القراء ۃ، مطلب الاستماع للقرآن الخ، عالمگیری ص ۷۸ ج ۱ الفصل الرابع فی القراء ۃ، مطبوعہ کوئٹہ.

[۴] ویکرہ تکرار السورۃ فی رکعۃ واحدۃ من الفرض (الی قولہ)وقید بالفرض لانہ لایکرہ التکرار فی النفل مراقی الفلاح علی الطحطاوی ص ۲۸۶ ج ۱) فصل فی المکروھات، عالمگیری کوئٹہ ص ۷۸ الفصل الرابع فی القراء ۃ.

رکوع دوسری رکعت میں پڑھا یعنی ایک ہی سورت کے دونوں رکوع سے دونوں رکعت پڑھا دی اور یہ نہیں کیا کہ ہر رکعت میں مستقل پوری سورت پڑھے اب سوال یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی بڑی ایک سورت میں دورکعت پوری کردے تو نماز صحیح ہوگی یا نہیں۔ بعض لوگوں کا خیال یہ ہے کہ اس طرح نماز نہیں ہوئی اور وہ ایک سورت کو ایک ہی رکعت میں تمام کرنا ضروری سمجھتے ہیں ان کا یہ خیال صحیح ہے یا غلط؟ فقط

الجواب: حامداً و مصلیاً!

افضل یہ ہے کہ ہر رکعت میں پوری سورت پڑھے[1] مگر صورت مسئولہ میں نماز فاسد نہیں ہوئی جو شخص فاسد کہتا ہے اس کا یہ خیال خود فاسد ہے اس طرح تو خود آنحضرت ﷺ سے بھی ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے سورۂ اذا زلزلت الارض سے دورکعت پڑھائی کچھ حصہ پہلی رکعت میں کچھ حصہ دوسری رکعت میں پڑھا[2] فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۹/۱۵/ ۵۹ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ ہذا

سورۂ فتح کے ختم ہونے سے پہلے رکوع کرنا

سوال: قرآن کریم کے چھبیسویں پارہ حٰمٓ کے سورۂ فتح کے آخری رکوع میں امام یا

---

[1] الافضل ان یقرأ فی کل رکعة الفاتحة وسورة کاملة فی المکتوبة الی قوله وقو قرأ بعض السورة فی رکعة والبعض فی رکعة قیل یکره وقیل لا یکره وهو الصحیح ولکن لا ینبغی ان یفعل ولو فعل لا بأس به هندیة ص۷۸ ج ۱، الفصل الرابع فی القرأة، تاتارخانیة ص ۱۵۴ ج ۱ الفصل الثانی فی فرائض الصلوة الخ نوع آخر فی الأفضل الخ، مطبوعه کراچی.

[2] ورد انه صلی الله علیه وسلم قرأ فی اولی المغرب اذا زلزلت واعادها فی الثانیة فیحمل علی بیان الجواز والکراهة تنزیهیة افاده السید (طحطاوی ص۲۸۶) فصل فی المکروهات،مطبوعه مصر. عن رجل من جهنیة انه سمع النبی صلی الله علیه وسلم یقرأ فی الصبح إذا زلزلت الأرض فی الرکعتین کلتیهما قال فلا أدری أنسی رسول الله صلی الله علیه وسلم أم قرأ ذلک عمداً، ابوداؤد شریف ص۱۱۸ ج ۱ باب القراءة فی العشاء، مطبوعه اشرفی دیوبند، اعلاء السنن ص۱۲۸ ج۴ باب کراهة قراءة القرآن منکوساً فی الصلوة الخ، مطبوعه امدادیه مکة المکرمة.

منفرد ''لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ'' سے ''فَضْلاً مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَاناً'' تک پہلی رکعت میں پڑھے اور دوسری رکعت میں ''سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ'' سے ختم سورۃ تک پڑھے تو نماز ہوجائے گی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اس طرح بھی نماز ہوجائے گی[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۲۷/۵/۹۳ھ

ہر رکعت میں ایک سورت کا تکرار

سوال: کسی نماز کی پہلی ہی رکعت میں بھول کر قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ. پڑھ دی تو اب دوسری تیسری اور چوتھی میں کونسی سورت پڑھے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اسی سورت کو ہر رکعت میں پڑھ کر نماز پوری کرے[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

ایک رکعت میں آیت یا سورت کو مکرر پڑھنا

سوال: کیا نماز میں ایک رکعت میں ایک سورت یا ایک آیت مکرر سکرر پڑھنا جائز ہے یا نہیں یعنی

---

[۱] ثم یضم الی الفاتحة سورة او ثلث آیات قصار، ان قرأ ثلث آیات قصار او کانت الایة والأیتان تعدل ثلث آیات قصار خرج عن حد الکراهة (کبیری ص ۳۰۲ باب صفة الصلوة)، مراقی مع الطحطاوی مصری ص ۲۲۹ فصل فی کیفیة افعال الصلوة، الدر مع الرد زکریا ص ۱۹۴ ج ۲ باب صفة الصلاة، مطلب قراءة البسملة بین الفاتحة والسورة حسن.

[۲] قال اضطر بان قرأ فی الاولی قل اعوذ برب الناس اعادها فی الثانیة ان لم یختم نهر لان التکرار. اهون من القراءة منکوساً الشامی نعمانیه ص۳۶۷ ج ۱، فصل فی القراءة، قبیل باب الامامة، النهر الفائق ص۲۳۷ ج ۱ آخر باب صفة الصلوة، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، بزازیه علی الهندیه ص ۴۰ ج ۴ مصری.

اگر کوئی سورت یا آیت ایک ہی رکعت میں مکرر سکرر پڑھی جاوے تو کیا نماز میں حرج واقع ہوگا۔

الجواب: حامداً ومصلیاً!

نماز ہوجاتی ہے لیکن فرض نماز میں قصداً ایسا کرنا مکروہ ہے نفل میں مکروہ نہیں۔ ویکره تکرار السورة فی ركعة واحدة من الفرض و قيد بالفرض لانه لايكره فی النفل لان شانه اوسع لانه صلى الله عليه وسلم قام الى الصباح باٰية واحدة يكررها فی تهجد اھ مراقی الفلاح[1] ص ٢٠٥ . فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم

نماز میں مختلف مقامات سے قراءت کرنا

سوال: مختلف پاروں سے نماز میں ایک ایک آیت پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

نماز میں اس طرح پڑھنا کہ ایک آیت ایک پارہ کی پھر دوسری آیت کسی اور پارہ کی تیسری آیت کسی اور پارہ کی پڑھی جائے تو یہ مکروہ ہے۔[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ١٥/٦/٨٧ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ١٨/٦/٨٧ھ

ایک سورت شروع کی پھر دوسری سورت کی طرف منتقل ہوگیا

سوال: اگر کوئی نماز میں ایک سورت یا ایک رکوع شروع کرے اور پھر فوراً ہی دوسری سورت

---

[1] مراقی الفلاح علی الطحطاوی ص ٢٨٦ فصل فی المكروهات، مطبوعه مصر (الهندية ص ١٠٧ ج ١) الفصل الثانی فيما يكره فی الصلاة وما لا يكره، مطبوعه كوئٹه، اعلاء السنن ص ١١٨ ج ٤ باب استحباب سورة فی ركعة الخ، مطبوعه امداديه مكة المكرمة.

[2] لوانتقل فی الركعة الواحدة من آية الی اية يكره وان كان بينهما آيات بلاضرورة (الشامی نعمانيه ص ٣٦٧ ج ١) فصل فی القراءة .قبيل باب الامامة. عالمگیری كوئٹه ص ٧٨ ج ١ الفصل الرابع فی القراءة، اعلاء السنن ص ١٢٢ ج ٤ باب استحباب سورة فی ركعة وجواز سورتين الخ مطبوعه امداديه مكه مكرمه.

یارکوع شروع کردے ترتیب وغیرہ کا خیال کرکے کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

الجواب: حامداًومصلیاً!

ترتیب کا خیال تو رکھنا چاہئے لیکن اگر بھول اور غلطی سے کوئی سورت یا رکوع خلاف ترتیب شروع کردے تو اس کو چھوڑ کر ترتیب وار سورت اور رکوع پڑھنے کی ضرورت نہیں یہ مکروہ ہے۔وفی القنیة قرأ فی الاولیٰ قل یا ایها الکافرون وفی الثانیة الم تراوتبّت ای نکس اوفصل بسورة قصیرة قوله ثم ذکر یتم افادان التنکیس او الفصل بالقصیرة انما یکره اذا کان عن قصد فلو سهواً فلاکما فی شرح المنیة واذا انتفت الکراهة فاعراضه عن التی شرع فیها لاینبغی وفی الخلاصة افتتح سورة وقصده سورة اخری فلما قرأ اٰیة او اٰیتین اراد ان یترک تلک السورة ویفتتح التی ارادها یکره اھ وفی الفتح ولوکان ای المقروء حرفا واحداً شامی[۱] ص ۵۷۱ ج ۱ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۴/۳/۵۹ھ

الجواب صحیح: سعید احمد

صحیح: عبد اللطیف غفرلہٗ

دوسورتوں میں فصل

سوال: امام نے مغرب کی نماز میں پہلی رکعت میں اذا جآء پڑھی اور دوسری میں قل ھو اللہ ایسا کرنا منع تو نہیں؟

---

۱ (الشامی نعمانیه ص۳۶۷ج۱) فصل فی القراءة قبیل باب الامامة ، التاتارخانیه کراچی ص ۴۵۱ ج ۱ نوع آخر فی الافضل بان یقرأ فی کل رکعة بفاتحة الکتاب الخ، عالمگیری کوئٹه ص ۷۹ ج ۱ الفصل الرابع فی القراءة.

الجواب: حامداً و مصلیاً!

اگر قصداً ایسا کیا ہے تو مکروہ تنزیہی ہے[1] اگر بھول کر ایسا ہو گیا تو مکروہ بھی نہیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دو سورتوں کے درمیان فصل

سوال: پہلی رکعت میں قل، یا دوسری میں قل ھو اللّٰہ تیسری میں فلق چوتھی میں ناس جائز ہے یا نہیں مکروہ تو نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

بلا کراہت جائز ہے۔ شامی[2] ص ۳۶۵ ج ۱۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

چھوٹی سورت کو درمیان میں چھوڑ نا!

سوال: امام صاحب نے مغرب کی پہلی رکعت میں الم تر پڑھا اور دوسری میں لایلٰف چھوڑ کر ارأیت الذی، پڑھا تو اس طرح نماز ہو گئی یا نہیں کوئی کہتا ہے ہو گئی، کوئی کہتا ہے نہیں ہوئی؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

مغرب کی پہلی رکعت میں الم تر کیف پڑھ کر دوسری رکعت میں لایلٰف چھوڑ کر ارأیت

---

[1] یکره فصله سورة بین سورتین قرأهما فی رکعتین (مراقی الفلاح علی الطحطاوی ص۲۸۷) فصل فی المکروهات، مطبوعه بمصر، تاتارخانیة کراچی ص ۲۵۲ ج ۴ نوع آخر فی الافضل بان یقرأ کل رکعة بفاتحة الخ شامی کراچی ص ۵۴۶ ج ۱ قبیل باب الامامة.

[2] ویکره الفصل بسورة قصیرة أما بسورة طویلة بحیث یلزم منه اطالة الرکعة الثانیة اطالة کثیرة فلایکره کما إذا کانت سورتان قصیرتان شامی نعمانیه ص۳۶۷ ج ۱ قبیل باب الإمامة، تاتارخانیة کراچی ص ۴۵۲ ج ۱ نوع آخر فی الافضل بان یقرأ فی کل رکعة الخ.

الذی پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے[۱] نماز ہوگئی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

سورتوں میں بڑے اور چھوٹے ہونے کا معیار

سوال: سورتوں کے بڑے اور چھوٹے ہونے کا کیا معیار ہے مزمل اونباء میں دوگنا فرق ہے مگر برابر ہیں تقریباً۔

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اگر آیات گنتی میں برابر ہوں مگر وہ زیادہ چھوٹی بڑی ہوں تو حروف کو شمار کرلیا جائے[۲]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

پہلی رکعت میں قل اعوذ برب الناس پڑھ دی تو پھر کیا کرے

سوال: کوئی شخص چار رکعت والی نماز میں پہلی رکعت میں قل اعوذ برب الناس پڑھ دے

---

[۱] ویکرہ فصله بسورة بین سورتین قرأهما فی رکعتین لمافیه من شبهة التفضیل والهجروقال بعضهم لایکره اذکانت السورة طویلة کما لوکان بینهما سورتان قصیرتان مراقی الفلاح ص۵۳ فصل فی المکروهات.

[۲] واطالة الثانیة علی الاولی یکره تنزیها اجماعاً ان بثلاث آیات ان تقاربت طولاً وقصرا والا اعتبر الحروف والکلمات (درمختار علی الشامی نعمانیه ص۳۶۴ ج۱)فصل فی القراء ة، مطلب السنة تکون سنة عین الخ عالمگیری کوئٹه ص۷۸ج۱ الفصل الرابع فی القراء ة، تبیین الحقائق ص۱۳۱ ج۱ فصل واذا اراد الدخول فی الصلاة کبر الخ مطبوعه امدادیه ملتان. فان تفاوتت تعتبر من حیث الکلمات فاذا قرأ فی الاولی من الفجر عشرین آیة طویلة وفی الثانیة منها عشرین آیة قصیرة تبلغ کلماتها قدرنصف کلمات الاولی فقد حصل السنة ولوعکس یکره (الشامی نعمانیه ص۳۶۴ج۱)فصل فی القراء ة، مطلب السنة تکون سنة عین وسنة کفایة

تو اس کے لئے بقیہ تینوں رکعتوں میں کونسی سورت پڑھنا چاہئے؟

الجواب: حامداًو مصلیاً!

بقیہ میں بھی" قل اعوذ برب الناس "ہی پڑھے[1] اگر یہ فرض نماز ہے تو صرف دوسری میں پڑھے گا۔ اگر نفل یا سنت یا واجب ہے تو بقیہ سب رکعت میں پڑھے گا۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۰/۷/ ۵۶ھ

الجواب حامداً: سعید احمد غفرلہٗ صحیح: عبداللطیف ۲۶/رجب ۵۶ھ

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کو دوبارہ پڑھنا

سوال: زید نے سورۂ فاتحہ مستقیم تک پڑھا اور پھر زید نے صرف اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ دوبارہ پڑھ کر سورۂ فاتحہ کو مکمل کیا تو ایسی صورت میں جب کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کو مکرر پڑھ لیا گیا تو نماز میں کوئی خرابی پیدا ہوئی یا نہیں جب کہ سجدۂ سہو وغیرہ نہیں کیا گیا آپ دونوں طرح کا جواب لکھئے یا عمداً کیا ہو یا شک کی وجہ سے؟

(۲) بعض آدمی نماز میں رکوع سے کھڑے ہو کر سجدہ میں جاتے وقت زانوں سے کپڑا اٹھاتے ہوئے یا سمیٹتے ہوئے سجدہ میں جاتے ہیں دونوں ہاتھوں سے کیا اس سے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداًو مصلیاً!

عمداً اھدنا الصراط المستقیم کو دوبارہ پڑھا ہو یا شک کی وجہ سے، بہر صورت سجدۂ سہو واجب نہیں نماز ہوگئی۔[2]

---

[1] فان اضطربان قرأ فی الاولی قل اعوذبرب الناس اعادها فی الثانیة ان لم یختم نهر لان التکرار اهون من القراء ة منکوساً (الشامی نعمانیہ ص۳٦٧ ج۱) فصل فی القراء ة، قبیل باب الامامة، مراقی الفلاح مع الطحطاوی مصری ص٢٨٦ فصل فی المکروهات النهر الفائق ص۲۳۷ ج ۱ قبیل باب الامامة، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت المحیط البرهانی ص۴۸ ج۲ فصل فی القراء ة، نوع آخر الافضل ان یقرأ الخ مطبوعه ڈابھیل. (بقیہ اگلے صفحہ پر)

(۲) اگر معمولی حرکت سے کپڑے کو درست کرتے ہیں تاکہ سجدہ آسانی سے ہوجائے کوئی تنگی نہ ہوتو بھی نماز ہوجائے گی ناجائز نہیں ہوگی[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

درمیان سے ایک آیت چھوٹ جانے کی وجہ سے نماز

سوال: زید نے مغرب کی نماز میں سورہ ہمزہ کی دوسری آیت میں بجائے مــــددہ کے اَخـلـدہ پڑھا اور تیسری آیت چھوڑ کر چوتھی آیت پڑھی تو اس سے تین آیتوں کا وجوب ترک ہوگیا یا نہیں۔ نماز لوٹانی ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداًو مصلیاً!

اس صورت میں نماز ہوجائے گی۔ تین آیتوں کا مسلسل ہونا ضروری نہیں[۲] مجموعہ تین آیات سے بھی نماز درست ہوجاتی ہے[۳]۔ قراءت ایسی نہ ہونی چاہئے جس سے نماز میں خرابی لازم آئے[۴]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۶/۱۴۰۰ھ

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) [۱] واذا کرر آیة واحدة مرارا فان کان ذلک فی التطوع الذی یصلی وحده فذلک غیر مکروه وان کان ذلک فی الصلاة المفروضة فهو مکروه وهٰذا فی حالة الاختیار اما فی حالة العذر والنسیان فلا بأس به تاتارخانیة کراچی ص۴۵۵ ج۱ المحیط البرهانی ص۴۹ ج۲ قبیل نوع آخر فی معرفة طوال المفصل الخ مطبوعه المجلس العلمی ڈابھیل، عالمگیری کوئٹه ص۱۰۷ ج۱ الفصل الثانی فیما یکره فی الصلاة الخ.

(صفحہ ہٰذا) [۱] وکره عبثه به ای بثوبه وبجسده للنهی الالحاجة ولابأس به: وحاصله ان کل عمل هو مفید للمصلی فلابأس به: شامی کراچی ص۶۴۰ ج۱ شامی زکریا ص۴۰۶ ج۲ مطلب فی الکراهة التحریمیة والتنزیهیة ، البحر الرائق کوئٹه ص۱۹ ج۲، باب ما یفسد الصلاة الخ النهر الفائق ص۲۷۷ ج۱ باب ما یفسد الصلاة الخ، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

[۲] واذا جمع بین آیتین بینهما آیات او آیة واحدة فی رکعة واحدة او فی رکعتین فهو علی ما ذکرنا فی السور ای مکروه عالمگیری کوئٹه ص۷۸ الفصل الرابع فی القراءة، المحیط البرهانی ص۴۸ ج۲ نوع آخر الافضل ان یقرأ الخ مطبوعه المجلس العلمی ڈابھیل، تاتارخانیه کراچی ص۴۵۳ ج۱ الافضل ان یقرأ الخ. **(بقیه آئنده)**

نماز میں خلاف ترتیب پڑھنا

سوال: قرآن کریم نماز میں ترتیب کے خلاف اگر دھوکے سے پڑھ لیا تو کیا سجدہ سہو واجب ہے مثلاً پہلی رکعت میں اَلَمْ تَرَ کَیْفَ اور دوسری رکعت میں وَیْلٌ لِّکُلِّ پڑھ لیا تو ترتیب فوت ہوگئی کیا ترتیب واجب ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

ترتیب تلاوت واجب ہے مگر واجبات نماز سے نہیں کہ اس کے سہواً ترک سے سجدہ سہو واجب ہو بلکہ واجبات تلاوت سے ہے سجدہ سہو واجب نہیں ہوگا۔[۱] طحطاوی میں یہ مسئلہ ایسا ہی ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۵/۱۴۰۱ھ

خلاف ترتیب پڑھنا

سوال: امام نے نماز میں خلاف ترتیب قراءت کی اور سلام پھیرنے تک اس کو یاد نہیں تھا بعد سلام مقتدیوں نے بتلایا تو ایسی صورت میں کیا کرے؟

(گذشتہ کا بقیہ) [۳] والثانی ضم سورة قصيرة اوثلاث آيات قصار الخ مراقی علی الطحطاوی ص ۲۰۰ فصل فی بيان واجب الصلاة. مطبوعه مصر، البحر الرائق كوئٹه ص ۲۹٦ ج ۱ باب صفة الصلاة، عالمگيری كوئٹه ص ۷۱ ج ۱ الفصل الثانی فی واجبات الصلاة.

[۴] ولو زاد كلمة أو نقص كلمة أو نقص حرفاً لم تفسد مالم يتغير المعنى: درمختار على الشامی كراچی ص ٦۳۲ ج ۱ شامی زكريا ص ۳۹۵ ج ۲، باب زلة القاری. تاتارخانية كراچی ص ۴۸٦ ج ۱ الفصل الخامس فی حذف حرف عن كلمة، المحيط البرهانی ص ۷۲ ج ۲ الفصل الخامس فی حذف حرف من الكلمة، مطبوعه المجلس العلمی ڈابھيل.

(صفحہ ہذا) [۱] قالوا يجب الترتيب فی سور القرآن، فلو قرأ منكوساً أثم لكن لايلزمه سجود السهو، لان ذلك من واجبات القراءة لا من واجبات الصلاة كما ذكره فی البحر فی باب السهو (شامی کراچی ص ۵۴۷ ج ۱ مطبوعہ زکریا ص ۱۴۸ ج ۲ باب صفة الصلاة، مطلب كل صلاة اديت مع كراهة التحريم تجب اعادتها) البحر الرائق كوئٹه ص ۹۴ ج ۲ باب سجود السهو، طحطاوی علی المراقی مصری ص ۳۷۴ باب سجود السهو.

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اگر بھولے سے خلاف ترتیب سورت نماز میں پڑھی گئی تو اس سے سجدہ لازم نہیں، نماز ہوگئی[١]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

نماز میں قراءت معکوس

سوال: اگر نماز میں قراءت میں سہواً قرآن کو الٹا پڑھ لیا جائے تو کیا حکم ہے مثلاً پہلی رکعت میں سورہ فلق دوسری میں سورہ اخلاص؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اس سے سجدۂ سہو لازم نہیں[٢] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ٢/٩/ ٨٩ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین دارالعلوم دیوبند

---

[١] وفي التجنيس لو قرأ سورة ثم قرأ في الثانية سورة قبلها ساهيا لا يجب عليه السجود لان مراعاة ترتيب السور من واجبات نظم القرآن لا من واجبات الصلاة فتركها لايوجب سجود السهو، البحر الرائق ص ٩٤ ج ٢، باب سجود السهو، مطبوعه الماجديه كوئٹه، طحطاوى على المراقى مصرى ص ٣٧٤ باب سجود السهو، شامى زكريا ص ١٤٨ ج ٢ باب صفة الصلاة مطلب كل صلاة اديت مع كراهة التحريم الخ.

[٢] وإذا قرأ في الركعة الاولىٰ سورة وفي الركعة الثانية سورة قبلها فلا سهو عليه كذا في المحيط (عالمگيرى كوئٹه ص ١٢٦ ج ١ الباب الثانى عشر فى سجود السهو) المحيط البرهانى ص ٣١٠ ج ٢ نوع آخر فى بيان ما يجب به سجود السهو الخ، مطبوعه المجلس العلمى ڈابهيل، تاتارخانية كراچى ص ١٧٧ ج ١ نوع آخر فى بيان ما يجب به سجود السهو الخ.

تـــــم الــــجـــــزء الــعـاشـــــر

من الفتاوىٰ المحمودية

بحـــــمــــد اللہ واحــــسانه تـعالىٰ

ويليه الجزء الحادى عشر

اولـــــه بـــاب مـــــايفـــسد الصــلوة

انشاء الله تعالىٰ

وصــلى اللہ تعــالىٰ علىٰ خير خلقه

سيدنا ومولانا وحبيبنا محمد

واٰلــه وصحبــه وبـارك وسـلم تسيـلمـاً

كثيراً كثيرا ابداً دائما

بــــرحــمـتک يــا ارحــم الراحـميــن

آمين

يـــــا رب الــــعـــــالــــمـيــــن

العبد محمد فاروق عفا الله عنه

جـامعـه محـمـوديـه على فور ميروت